باب ۴۹

اگر باہر کی دنیا میں آپ کی گہری دلچسپیاں نہ ہوں تو جیل کی زندگی جیتے جی موت ہے۔ جب تک کیٹ نہ آئی تھی ہماری جیفرسن جیل میں گزر بسر کوئی مختلف نہ تھی۔ لیکن فرینک اوہارا نے اپنی بیوی کے خطوط کے ذریعے جو مہم چلائے رکھی اس نے بہت سی حیرانیاں اور خلاف توقع نتائج کو جنم دیا۔ لائبریری کی سہولت اور گرما گرم کھانے کے بعد سزا یافتہ پلمبروں بڑھیوں اور مستریوں کا ایک سیلاب آ گیا جو فوارے والے غسل خانے بنا رہے تھے۔ اس کے بعد زنانہ حصے کی دیواروں پر سفیدی کی جانے لگی اور کوٹھریوں میں بھی سفیدی کرنے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ فوراً ایک پیشکش ہوئی کہ کیٹ کو کارخانے کی مشقت سے گلوخلاصی ہو سکتی ہے۔ ''کیا یہ اس لیے ہے کہ باہر تمہارے تعلقات ہیں جو ڈوریاں ہلا سکتے ہیں؟'' میں پوچھ بیٹھی ''میرے دوستوں نے پوری کوشش کر لی کہ مجھے مشین کے کام سے نجات مل جائے' لیکن میں ابھی تک اس کھونٹے سے بندھی ہوئی ہوں۔'' ''تم مسٹر پینٹر کے ساتھ کبھی بھی کسی سیاسی کام میں شریک نہیں رہیں'' کیٹ ہنسی ''ہم تو دوست ہیں'' ''تمہارا یہ مطلب ہے کہ پس پردہ تم دونوں ایک دوسرے سے واقف ہو؟'' میں نے پوچھا ''بالکل درست'' کیٹ کھلکھلائی ''اب تو تم سمجھ چکی ہو گی کہ مسٹر پینٹر میرے لیے یہ سب کچھ کیوں کرنے پر کمربستہ ہے۔'' کیٹ نے کارخانے کے کام سے رعایت لینے سے انکار کر دیا۔ یوں مجھے ان مواقع سے محروم ہونا پڑے گا جن کی وجہ سے میں ان خرابیوں پر تنقید کرتی ہوں اور جو اصلاح طلب ہیں۔

اس عرصے میں یہ معلوم ہوا کہ ایک شخص اصلاحی جیل میں تحقیقات کرنے کی غرض سے آنے والا ہے۔ اسیروں کو تفتیشی برادری کے اعتماد کو چھوڑ کر باقی تمام خوبیاں اثر چھوڑتی ہیں۔ تاہم مذکورہ شخص سروے نامی رسالے کا نمائندہ تھا۔ جو ایک لبرل جریدہ تھا۔ لنتھروپ لین نے لیون ورتھ نظم وضبط بیرکس میں سیاسی کارکنوں کی ایک نادر روزگار ہڑتال کی روداد چھاپی تھی اور ہم لوگ احتجاجی اسیروں کے متعلق اس کی ہمدردانہ معاملہ فہمی سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ اس لیے اس کی آمد کو پرامید مگر ڈھلمل دلچسپی سے دیکھا جا رہا تھا۔

جب مجھے دفتر میں بلایا گیا تو میں مسٹر لین کے پاس خود کو تنہا پا کر حیران رہ گئی۔ یہ ایک خوشگوار تجربہ تھا کہ آپ کسی انسان سے گفتگو کریں اور بڑی میٹرن آپ کے سر پر نہ سوار ہو۔ اور جسے ہم اپنی ملاقاتوں میں برداشت کرتے چلے آ رہے تھے۔ مسٹر لین اس سے پہلے ہی مردانہ حصے میں سزاؤں کی کوٹھری اور دیگر علاقوں کے متعلق چھان بین کر چکے تھے اور ہم تعزیری اداروں کے متعلق عمومی گفتگو کر رہے تھے۔ میں نے اس مفروضے کے تحت اسے یہ نہ سمجھایا کہ وہ کارخانے کا معائنہ کر لے جو اسے معمول کے مطابق کرنا چاہئے تھا۔ میں تو حیران رہ گئی جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ مسٹر لین عورتوں کو کام کرتے ہوئے دیکھنے نہ آیا۔ اس کی رپورٹ چاہے جو بھی ہو' مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں اس لیے کمی رہ جائے گی کیونکہ اس نے خود آ کر اس چیز کا مشاہدہ نہ کیا جو جیل میں سب سے زیادہ سختی اور تکلیف کی باعث ہے۔

میں نے اپنی پچاسویں سالگرہ جیل میں گزاری۔ یہ دن منانے کے لیے ایک باغی کے لیے اس سے زیادہ مناسب جگہ اور کون سی ہو سکتی ہے؟ پچاس سال! میں تو یہ محسوس کرتی ہوں جیسے پانچ سو برس گزار چکی ہوں کیونکہ میری زندگی کتنے ہی واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ جب میں آزاد تھی تو میں نے کبھی یہ نہ محسوس کیا کہ عمر دبے پاؤں بڑھ رہی ہے۔ شائد اس کی وجہ یہ تھی کہ میں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اپنے یوم پیدائش کو ۱۸۸۹ء سے شمار کرنے کی عادی ہوں جب بطور ایک بیس سالہ لڑکی کے میں پہلی مرتبہ نیویارک وارد ہوئی تھی۔ بالکل ساشا کی طرح جو مذاقاً اپنی عمر بتاتے وقت ان چودہ برسوں کو نہ شمار کرتا جو اس نے ویسٹرن اصلاحی جیل میں بسر کیے تھے۔ میں کہا کرتی تھی کہ میرے ابتدائی بیس برس میرے کھاتے میں نہ ڈالے جائیں کیونکہ ان دنوں میں محض ذی نفس تھی۔ تاہم اسیری' دیگر خطوط میں لوگوں کی لاچاری' امریکہ میں ریڈیکل لوگوں پر وحشیانہ مظالم اور سماج کے احتجاجی لوگ جو ہر خطے میں اذیتیں برداشت کر رہے ہیں ان تمام امور نے مجھ پر زود زادگی کا اثر ڈالا ہے۔ آئینہ تو صرف ان لوگوں کو دھوکا دیتا ہے جو خود فریب کھانا چاہتے ہوں۔

پچاس برس.....جن میں سے تیس توپ دم والے تھے.....کیا یہ ثمر آور تھے یا میں دون کوخوتے (ڈان کویزوٹ) کی طرح بے مصرف کولھو کا بیل بنی رہی/ کیا میری مساعی کا مقصد محض ذات کے خلا کو پر کرنا تھا اور یا داخلی تلاطم کے نکاس کا ذریعہ تلاش کرنا تھا۔ اور کیا یہ صرف آدرش تھا جس نے میری بصیرت کی راہ بنائی۔ ایسے ہی خیالات اور سوالات میرے ذہن میں بھنور کی طرح گردش کر رہے تھے۔ جب میں ۲۷ جون ۱۹۱۹ء کو اپنی سلائی مشین کے پائدان کو چلا رہی تھی۔

ہفتہ بھر پہلے میں ایک مرتبہ پھر بیمار پڑ گئی اور ڈاکٹر نے ہدایت دی کہ مجھے کوٹھری میں رہنا ہوگا۔ سالگرہ کے دن میں بطور خاص کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ میں بستر میں پڑی رہی اور یہ امید کرتی رہی کہ ڈاکٹر میکینر تی سمجھ جائے گا کہ مجھے آرام درکار ہے۔ میری حیرانی کی انتہا نہ رہی جب ایک اردلی یہ کہنے آیا کہ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ میں کارخانے میں واپس چلی آؤں۔ مجھے یقین تھا کہ میکینر تی کو کچھ نہ معلوم ہوگا اور یہ بڑی میٹرن کی کارستانی ہے۔ لیکن اس سے الجھ الجھ کر میں بے حد خستہ ہو چکی تھی۔ اور میں خود کو کھینچ کر کام پر آ گئی۔ سہ پہر میں مجھے یہ پتہ چلا کہ اس خاتون نے مجھ پر ایک اور سزا تھوپ دی ہے۔ اس نے مجھے میرے پھول' ڈبے اور ڈاک کی گڈی بھی نہ دی تھی جو میرے لیے وصول ہوئی تھی۔ شام میں میں نے کیا دیکھا کہ پودے اور آدھے پھول گرمی کی زیادتی سے مرجھا چکے ہیں۔ یہ اشتعال انگیزی تھی.....انہوں نے تو کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ اور میرے نزدیک یہ طفلانہ انتقام تھا کہ انہیں ہوا اور پانی سے محروم رکھا گیا۔ میں انہیں نمکین پانی سے دھونے اور صاف کرنے چلی۔ ان میں سے چند ایک نے لٹکے ہوئے سر اٹھائے اور یوں لگا جیسے جان پڑ گئی ہو۔ انہوں نے سرکی جنبش سے سالگرہ کے پیغام پہنچائے جو میرے عزیز ساشا نے اور دیگر واقف اور ناواقف خیر اندیشوں نے ارسال کیے تھے۔ مجھے میرے برس ہا برس کے طربیہ گوشاعر نے ایک حسین پیازی رنگ کا قلمی گلاب کا پودا بھیجا تھا۔ اس کا نام لیون باس تھا۔ لیون قدیم طرز کا ایک واقعی نواب تھا جو بے لوث خدمت کا قائل تھا۔ میری خیریت کے لیے اس کی تشویش دل کے تار چھیڑنے کے مترادف تھی اور ریڈیکلز میں یہ صفت نایاب ہے جو شائد یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ عوامی زندگی گزارتے ہیں ان میں ذاتی امنگیں نہیں رہتیں۔

نیویارک سے آنے والا محضر نامہ جو میری سالگرہ کی مبارکباد کے لیے تھا اس پر پچاس افراد نے اپنے دستخط ثبت کیے تھے۔ اس میں بہت سے ناموں سے مانوس تھی اور ایک ایسا ہی مراسلہ لاس اینجلس سے آیا جس پر پینتیس نفوس نے دستخط کیے تھے۔ کیلی فورنیا سے میرے دوست نے اپنے باغ سے نارنگیوں کی ایک پیٹی بھیجی تھی۔ میرے کئی برس کے دوست بٹلر ڈیونپورٹ نے نہایت شیریں سیب اور مربہ جات بھیجے تھے۔ جس کے تحریر شدہ کھیل انوکھی وضع کے چھوٹے سے تھیٹروں میں پیش کیے جاتے جنہیں اس نے خود اپنی ریاست کنکٹی کٹ اور نیویارک میں تعمیر کرایا تھا۔ مغرب تا مشرق مبارکباد کے پیغامات آئے جن میں میری کارگزاری کی تعریف کی گئی تھی کہ میں ان خط لکھنے والوں کے دل میں کیا حیثیت رکھتی ہوں۔

میرے دل میں بھی چند برسوں میں اپنے کنبے کے لیے محبت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ بہن لینا کی میرے لیے محبت کھل کر پھول بن چکی تھی۔ اس کی زندگی اگرچہ مشقت اور درد کی اتنی ستائی ہوئی تھی جس سے بہت سی عورتیں دل پکڑ لیتیں۔ لیکن لینا تو اور نرم خو اور معاملہ فہم ہو گئی تھی اور منکسر بھی۔ ''میں یہ تو نہیں کہہ سکتی کہ میں تمہیں جتنا چاہتی ہوں اس کا ہیلینا کی محبت سے موازنہ کروں'' اس نے ایک مرتبہ لکھا۔ ''لیکن میں اسی کے برابر تمہیں چاہتی ہوں'' مجھے اس کی شرمندگی تھی جب میں غور کرتی کہ ماضی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں میں نے اس سے کتنی بے رخی برتی تھی۔ میری ضعیف ماں بھی گزشتہ چند برسوں سے میرے بہت قریب آ چکی تھی۔ وہ مجھے تحائف بھیجتی رہتی اور ایسی اشیاء جنہیں وہ رعشے دار ہاتھوں سے بنایا کرتی۔ اس نے میری سالگرہ کے موقع پر جو خط ایڈیلیش میں لکھا تھا وہ اپنی سب سے زیادہ سرکش اولاد کی محبت سے لبریز تھا۔

میری سالگرہ کے آسمان پر صرف ہیلینا کا خیال ایک تاریک بادل کی طرح چھایا تھا۔ اس کی بیٹی منّی طول طویل سفر طے کر کے منیلا سے آئی تھی تا کہ اپنی ماں کے عظیم نقصان پر ڈھارس بندھائے۔ مگر میری بہن تو اپنے انمول میت کے کفن میں لپٹی ہوئی تھی۔ اور ذی حیات لوگ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھے جس سے صدمے کی گرفت ڈھیلی پڑتی۔ یہ صرف ہیلینا تھی جس نے مجھے کچھ نہ لکھا جیسا کہ اس سے پہلے وہ مجھے اپنی محبت سے معمور رکھتی مگر میں سمجھتی ہوں۔ میں اپنی دانست میں خود کو مالا مال سمجھتی ہوں۔ محبت کی فراوانی اور جانثاری میرے حصے میں آئی تھی اور یہ اس بات کی شاہد تھی کہ میری زندگی اور کام میرے مصائب اور جانکنی پر بھاری تھے۔

جیل میں اپنی آمد کے چند ماہ کے اندر ہی کیٹ کو ٹائپ رائیٹر رکھنے کی رعایت مل گئی۔ اور میرے خط لکھنے والوں کے لیے اس دن سے یہ بات نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھی ''بھئی کتنا بوجھ کم ہو گیا'' انہوں نے لکھا۔ ہم تمہارے ہیرو غلیفی اضافی خط پر مغز پچی کرنے سے بچ گئے۔'' ایک مرتبہ پہلے بھی جب میں نے (بلیکن دوارفر) چھ کمروں کا گھر حاصل کر لیا تھا تو بھی انہوں نے جشن منایا تھا کہ اب وہ میرے خط مرموز کا بھید پانے کی کڑی آزمائش سے محفوظ ہو چکے ہیں۔ صد افسوس کہ ان کی خوشی عارضی ثابت ہوئی کیونکہ ٹائپ شدہ خط میری تحریر سے زیادہ واضح نہ ہوتا۔ میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھی کہ تحریر سدھر جائے اور اس سلسلے میں مشق کرنے میں میری گردن میں درد بڑھتا جا رہا تھا جس پر میں زاہدانہ صبر کر رہی تھی۔ مگر ان سنگدل لوگوں کا دل پھر بھی نہ پسیجا۔ چند مونڈی کاٹوں نے تو یہاں تک مشورہ دیا کہ میری تحلیل نفسی کرائی جانا چاہئے جس سے یہ پتہ چل سکے گا کہ وہ کون سا خلل ہے جو مجھے غلط کلید دبانے پر اکساتا ہے۔ وہ میرے سب سے اچھے مسودے میں بھی مین میخ نکالتے رہے لیکن جب کیٹ کا تقرر بطور میری ''سیکریٹری'' ہو گیا تو تمام شکایات رفع ہو گئیں۔

وہ ہر شعبے کی ہر فن مولا تھی۔ خاص طور سے مشینی چیزوں کی اور مشینیں استعمال کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا چاہے وہ کتنی ہی پیچیدہ ہوں۔ اس کا باپ مستری تھا اور کیٹ اس کے کارخانے میں پلی بڑھی تھی۔ وہ اس وقت سے مشینوں سے کھیلنے لگی تھی جب اس نے کھڑے ہو کر چلنا سیکھا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے والدین کی مددگار بن گئی اور اسے اس بات پر سب سے زیادہ فخر تھا کہ اس کے پاس مستریوں کی انجمن کی رکنیت ہے۔ مگر دوستوں کے اندر اس کارڈ کی کیا حقیقت تھی۔ اپنی دریا دلی کی وجہ سے پوشیدہ طور سے وہ میرے خط ٹائپ کر دیتی۔ دن بھر کی مشقت کے علاوہ اوقات کار کے بعد وہ اپنے خطوط کے جواب لکھنے کے بعد میرے خطوط بھی ٹائپ کرتی۔ میں نے بڑی بے شرمی سے اس کی نیک طبیعت کا فائدہ اٹھایا اور اپنی خط و کتابت کیلیے اس کا استحصال کیا۔ وفاقی ارباب اختیار نے میرے جلسوں اور مدرارتھ کو مجھ سے چھین لیا مگر اب خطوط میرے جلسہ گاہ بن گئے۔ سنسر شپ نے مجھے یہ سمجھایا کہ مردود نظریات کے اظہار کے لیے ان پر بھولپن کی نقاب چڑھا دی جائے۔

میں نے اپنے عزیز کامریڈ جیکب مارگولس سے سویٹ روس کی خوبیوں اور کمزوریوں پر دھواں دھار دلائل دیئے۔ میں اس سے اس بات پر متفق تھی کہ انقلاب کی وجہ سے کہیں پرولتاریوں کی آمریت نہ قائم ہو جائے۔ لیکن میں اس بات پر اس سے جھگڑتی رہی کہ وہ ان لوگوں پر اعتماد نہ رکھتا تھا جنہوں نے اکتوبر کے انقلاب کو جنم دینے میں ہاتھ بٹایا تھا اور جواب بھی اس کی کامرانیوں کو آمادہ پیکار دنیا سے بچا رہے ہیں۔ میں نے اس نکتے پر زور دیا کہ بلاشبہ وہ وقت آئے گا جب انارکسٹ لینن۔ ترائسکی ٹولے سے اس موضوع پر دو دو ہاتھ کریں گے۔ لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اس کو داخلی یا خارجی خطرات لاحق ہیں۔ میرے کامریڈ نے جواب دیا کہ یقین جانو کہ میری مداخلت کاروں کا ساتھ دینے کی نیت نہیں ہے۔ تاہم اسے یہ فکر لاحق ہے کہ ہمیں انارکزم کو اس سیاسی مکتب سے پرے رکھنا چاہیے جو ماضی میں ہم سے ہمیشہ لڑتا رہا ہے اور جیسے ہی وہ محسوس کریں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

گے کہ ان کی ریاستی مشین اس کام کے لیے مستحکم ہو چکی ہے وہ ہمیں روس میں کچل دیں گے۔ ہمارا یہ تنازعہ کافی عرصے تک چلتا رہا اور یہ اتنا ہی فکر انگیز تھا جیسی جیک سے ذاتی گفتگو ہوتی ہے۔

میں نے اور خطوط جو نیویارک روانہ کیے وہ رابرٹ مایز کی وکالت کے لیے لکھے جو کئی مہموں سے ہمارا ہمکار تھا۔ اس نے بذریعہ تار روس پر مضامین بھیجے۔ جو نیویارک کے ایک روزنامے میں شائع ہوئے انہوں نے ریڈیکل حلقوں میں برہمی پیدا کر دی۔ جبکہ بالشویکوں پر اس کی چند تنقیدیں بظاہر معقول تھیں لیکن اس میں چند پیراگراف صاف لگتا تھا بوب کے قلم سے نہ نکلے تھے۔ مجھے یوں لگا جیسے اس کے مضامین میں کمی بیشی کی گئی ہو۔ میں نے اس پر زور دیا کہ یہ بات طفلانہ تھی کہ ہم ہر ایک پر غدار ہونے کا شک کرنے لگیں جو لیٹن، تراتسکی اور زینوویف کے کلمات سے سو فیصدی اتفاق نہ کرے۔ وہ بھی ہم لوگوں کی طرح انسان ہیں اور وہ بھی غلطی کر سکتے ہیں۔ اور ان پر اعتراض کرنے سے انقلاب کو نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور جہاں تک مسخ شدہ عبارت پہنچنے کا تعلق ہے ہمیں رابرٹ مایز کی امریکہ واپسی تک انتظار کرنا ہوگا تب ہی وہ ان چیزوں کی وضاحت کر سکے گا۔

اپنی امریکہ واپسی پر مایز نے ثابت کر دیا کہ اس کے یورپ میں شائع ہونے والے مقالات میں نیویارک میں مدیروں کے کمرے میں گڑبڑ کی گئی تا کہ روس کو زک پہنچائی جائے اور ریڈیکل حلقوں میں اس کی ساکھ کو نقصان پہنچایا جائے۔ اس کا ارادہ تھا کہ جیسے ہی ساشا اور مجھے رہائی ملتی ہے وہ ہم سے ملے گا اور روس کے متعلق ہمیں اپنی رپورٹ دے گا۔

ایک مضمون جو 'لبریٹر' میں شائع ہوا اور جس پر کسی ایکس نے دستخط کیے تھے اس کے مندرجات میں روسی انارکسٹوں پر سخت حملے کیے گئے تھے۔ ساشا کو میکس ایسٹ مین نے اطمینان دلایا تھا کہ وہ اس پر میری تردید شائع کرے گا۔ اور میں نے اپنی تعطیل والے کئی اتوار لگا کر اپنے روسی کامریڈوں پر لگائے جانے والے الزامات کا ایک تجزیہ لکھا جس میں میں نے اس طرف اشارہ کیا کہ مذکورہ مضمون کا مصنف اپنے دعووں کے حق میں ایک ثبوت بھی نہ پیش کر سکا جس سے واضح ہو اور یہ بھی کہ اس نے اپنے موضوع کے متعلق مکمل بے خبری بھی ظاہر کی ہے اس پر مستزاد کہ اس میں یہ ہمت بھی نہیں کہ اپنا نام ظاہر کر دے۔ میں نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنا نام ظاہر کرے تا کہ اس سے اچھی طرح بحث مباحثہ کیا جائے۔ مجھے میکس ایسٹ مین کا خط ملا جس میں اس نے میرے مضمون کی کھل کر تعریف کی اور یقین دلایا کہ یہ جلد ہی شائع ہو جائے گا۔ لیکن وہ اپنے وعدے پر قائم نہ رہا اور میری تردید نہ چھپی۔

میں حیران نہ ہوئی۔ اس سے پہلے بھی ایک مرتبہ میکس ایسٹ مین آزادانہ اظہار رائے اور آزاد صحافت کے متعلق اپنا مخصوص انداز دکھا چکا تھا۔ اس کی شاعرانہ طبیعت ہمیشہ اپنے حقوق اور اپنے گروہ کے لیے ان حقوق کی گنجائش نکال لیتی مگر انارکسٹوں کے لیے نہیں۔ میکس ایسٹ مین قدیم عمدہ روایت کے مطابق زندگی گزار رہا تھا۔

اگر مخالف کو آپ ہم پلہ نہیں سمجھتے تو لازماً یہ کمزوری کی علامت ہوتی ہے۔ اور اگر سچ کہا جائے تو میکس ایسٹ مین نہ طاقتور تھا اور نہ ہی بہادر۔ اس کا اپنے مقدمے کے دوران میں فکری قلابازی کھانا اور یکا یک امریکی سیاست کو یہ کہہ کر واہ واکرنا کہ ''وہائٹ ہاوس میں عظیم ترین مدبر'' تشریف فرما ہے۔ اس سے تصدیق ہوتی ہے۔

یہ سن کر میں بجھ سی گئی کہ کیتھرائن بریشکو وسکیا نے میری درخواست کا کوئی جواب نہ دیا اور امریکہ سے رخصت ہو گئی۔ نہ ہی اس نے چچا سام کے ان جرائم پر کوئی احتجاج کیا جن کا ارتکاب اس نے ارفع نظریات کے نام پر کیا تھا۔ مس الالیس اسٹون بلیک ویل نے ہمالیہ جیسی غلطیوں کے باوجود اس کی خاموشی پر اس سے پرسش کی تھی۔ اس کے جواب میں اس جہاں دیدہ جنگجو نے یہ جواب دیا کہ وہ روس کے خانماں برباد بچوں کی مدد کے امکانات کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔ جس کام کے لیے وہ امریکہ آئی تھی۔

کیٹ کی متواتر شکایات پر جو وفاقی اسیروں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے متعلق تھیں بالآخر ایک تحقیقاتی افسر پوچھنے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آیا۔ ہم سے وہی کام لیا جاتا تھا جو ریاستی قیدی انجام دیتے اور ہمیں بھی وہی سزا ملتی جو انہیں دی جاتی تھی۔ مگر ہمیں ان جتنے فوائد نہ ملتے۔ درجہ اے میں ترقی پانے کے بعد وفاقی اسیروں کو ہفتے وار تیسرا خط ملنے کا حق حاصل ہوتا جبکہ ریاستی قیدیوں کو یہ انعام ملتا کہ ان کی سزا میں سالانہ پانچ ماہ کی تخفیف کر دی جاتی۔ اور وہ اس کے مستحق بھی ہو جاتے کہ انہیں کچھ مدت کے لیے عارضی رہائی بھی مل جاتی۔ تحقیق کرنے والے نے ہم سب سے جدا جدا ملاقات کی۔ اس نے کیٹ سے اپنی گفتگو کے دوران میں ایک معنی خیز جملہ کہا جس سے لگتا تھا وہ نڈھال ہو چکا تھا۔ بقول اس کے ''لگتا ہے تم نے ان لڑکیوں کی کمر تختہ کر دی ہے۔ میرے لیے ہمیشہ اسیروں سے بے تکلفی سے بات کرنا دشوار رہا ہے۔ لیکن اس مرتبہ ان لوگوں نے بے دھڑک اظہار خیال کیا اور سب نے ایک ہی کہانی سنائی۔'' وفاقی اسیر بڑی بے تابی سے یہ امید لگائے ہوئے تھے کہ یہ تحقیقات اچھے نتائج لائے گی۔ میں نے ان کی ہمت شکنی کی کوئی کوشش نہ کی۔ جبکہ میرے علم میں تھا 'دی سروے' کے مسٹر لیٹن کے جیل کے حالات کے متعلق ناقدانہ مضامین اس کے اپنے جریدے نے قبول نہ کیے تھے۔

فرینک ہیرس کے متعدد خطوط وصول ہوئے جن سے انجمن ستائش باہمی کے رشتے کو مستحکم کرنے میں مدد ملی جو ہمارے درمیان جنم لے چکی تھی۔ میں اس کی کتاب عصری تصاویر (Contemporary Portraits) سے بہت متاثر ہوئی تھی جس میں کارلائل، وسلر، ڈیوڈسن، مڈلٹن اور سر رچرڈ برٹن کے خاکے نہایت زوردار تھے۔ چھوٹی کہانیوں میں میں نے مونٹس دی میٹاڈر، دی اسٹگما ٹا اور میجک گلاسسز کو منتخب کیا تھا۔ میں نے فرینک کو لکھا کہ میری نظر میں یہ اس کی ادبی شاہکار ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ اس بات سے ناخوش ہو جاتا ہے اگر کوئی اس کی تمام تخلیقات کو عظیم نہ سمجھے اور میں ڈر بھی رہی تھی کہ کہیں میری ترجیحات ہماری دوستی میں دراڑ نہ ڈال دے۔ لیکن فرینک ہیرس نے یہ کہہ کر میرے گناہگار کھوپڑی پر انگاروں کا ڈھیر الٹ دیا کہ ''تم ایک عظیم غلطی سے میری نقاد ہو۔'' ''تم بہت جلد رہا ہو جاؤ گی'' اس کے ایک خط میں لکھا تھا ''اس سے میری روح مارے خوشی کے جھوم رہی ہے۔ لیکن میں تو ان گھامڑوں کے الاؤ میں جلتا رہوں گا۔ وہ مجھے بھی کیوں جلاوطن نہیں کر دیتے؟'' یوں میرا بھاڑہ بچ جائے گا۔ اس نے مجھ سے اس کی اجازت مانگی کہ وہ میری رہائی پر ایک دعوت کا اہتمام کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اس میں ساشا کا ذکر نہ کیا۔ میں نے جب اسے مطلع کیا کہ اگرچہ میں اس کی پیشکش کو سراہتی ہوں لیکن میں کسی عوامی تصدیق نامے کو اس لیے نہیں قبول کر سکتی جس میں میرا پرانا ہانی نہ شامل ہو۔

اسی نوعیت کا ایک استقبالیہ مسز مارگریٹ سانجر بھی ترتیب دینے جا رہی تھیں۔ یہ اسٹیلا سے پتہ چلا' میں تو دنگ رہ گئی۔ دوستی کی آزمائش تو صرف خطرے میں ہوتی ہے۔ جب ساشا کا انجام سان فرانسسکو کے معاملے میں ترازو کے دو پلڑوں کی طرح معلق نظر آ رہا تھا۔ اس وقت جب مسز سانجر نے نہ تو کوئی مدد کی اور نہ ہی کوئی دلچسپی ظاہر کی تھی۔ تاہم اس نے یہ مہربانی ضرور کی تھی کہ اس کی تشہیری مہم کے لیے بننے والی کمیٹی کی فہرست میں اپنا نام لکھنے کی اجازت دے دی تھی لیکن تمام ممتاز ریڈیکل لوگوں نے بھی کم از کم یہی کیا تھا۔ اسے چھوڑ کر اس نے نہایت احتیاط سے خود کو پس منظر میں رکھا۔ اگرچہ وہ ہمیشہ اس بات کا ادعا کرتی تھی کہ ساشا اس کا مخصوص دوست ہے۔ میری بھی یہ خواہش نہ تھی کہ مسز سانجر کو ناراض کروں لیکن مجھے اس کی دعوت کو رد کرنا پڑا۔

۱۹۱۹ء اگست کی اٹھائیسویں کو ہم نے اپنی دو سال کی قید میں سے بیس ماہ کی اسیری پوری کر لی۔ اگرچہ ہم لوگ بداطوار انارکسٹ تھے مگر ہم دونوں نے اچھے چال چلن کے چار ماہ کی رعایت حاصل کر لی۔ ہم نے زمین دوز پناہ گاہوں میں پڑے ہوئے بہت سے لڑکوں کے مقابلے میں اپنا کام بہت پہلے مکمل کر لیا۔ ہمیں تو اعزاز کے ساتھ ملازمت سے رخصت کیا جاتا اور ہمیں جیل کے محاذ سے واپس جانے دیا جانا چاہئے تھا۔ لیکن جج جولیس میر نے کچھ اور ٹھان لیا تھا اس نے ہمارے سروں کی بہت بڑی قیمت رکھ دی یعنی بیس ہزار ڈالر جرمانہ! ایک ریاست متحدہ کا کمشنر ہمارے اصلاحی جیل روانہ کیا گیا تا کہ وہ ہماری اقتصادی حالت معلوم کرے وہ مجھے بے اعتبار نظروں سے دیکھنے لگا جب میں نے اسے یہ بتایا کہ انارکسٹ پروپیگنڈا محض تفریح

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

طبع کے لیے ہوتا ہے نہ کہ یہ کوئی کاروبار ہے' وہ اور مشکوک ہو گیا جب میں نے اسے بتایا کہ جرمنی کا قیصر اپنی روانگی کے وقت اتنی عجلت میں تھا کہ ہماری بہبود کو نظر انداز کر گیا اور ہمارے گزر بسر کے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں گیا۔ کمشنر نے فیصلہ کیا کہ ''وہ معاملے پر غور کرے گا''۔ دریں اثناء برکمین اور مجھے جرمانے کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ایک مہینہ فاضل قید کاٹنا ہوگی۔ اس نے اعلان کیا۔ دو مہینے بیس ہزار ڈالر کے لیے! مجھ سے اور ساشا سے کیسے توقع کی جارہی ہے کہ ہم اتنی مختصر مدت میں اتنی بڑی رقم کما لیں گے؟

صرف تیس دن۔ ذلیل کارخانے سے رہائی' جبر' نگہداشت اس کے علاوہ ہزاروں سکیاں جو جیل سے وابستہ ہوتی ہیں۔ زندگی اور کام کی طرف دوبارہ واپسی..... اور ساشا کا ساتھ۔ اپنے کنبے میں واپسی' ساتھیوں اور دوستوں میں واپسی۔ یہ تمام پرکشش خوابوں کو امیگریشن کے ارباب اختیار نے جلد ہی چکنا چور کر دیا۔ ایلس جزیرہ دو ممتاز مہمانوں کا منتظر تھا۔ میں حیران ہو کر سوچنے لگی اب اور کون ہوگا جو میری التفات نظر کا مشتاق ہوگا۔ یہ روس ہوگا جو دیر سے میرا منتظر ہے یا امریکہ میری دیرینہ آرزو۔ ہمارے غیر یقینی نصیبوں میں صرف ایک چیز یقینی تھی۔ ساشا اور میں دونوں مل کر مستقبل سے پنجہ آزمائی کریں گے جیسا کہ ماضی میں ہم ہمیشہ سے کرتے آرہے ہیں۔

آخری ایام نزدیک آتے جارہے تھے۔ ایک چیز کو چھوڑ کر مجھے کوئی افسوس نہ تھا۔ بہت سی سہیلیاں مجھ سے بچھڑ جائیں گی۔ ننھی ایلا میرے دل میں بڑی ہو کر میری اولاد اور جگر کا ٹکڑا بن چکی تھی۔ اسے ابھی مزید چھ ماہ کاٹنا تھا۔ مجھے کیٹ کی اتنی فکر نہ تھی۔ اسے یقین کامل تھا کہ اسے جلد ہی معافی ملنے والی ہے۔ اس کے بعد اس کا کوئی مونس وغمخوار نہ ہوگا۔ اور اسے چھوڑنے کا مجھے دکھ تھا۔ اس کے علاوہ میری غریب ننھی سی ریگی تھی' تاحیات رہنے والی' رنگدار محتاط ریڈی جو دس سال کی سزا بھگت رہی تھی اور دیگر بد نصیب جو میرے عزیز ہو چکے تھے۔ میں نے نیویارک میں چند اپنی واقف خواتین کو ریڈی میں دلچسپی لینے پر اکسایا۔ کئی ایک نے جواب میں کہا کہ اس کی عارضی رہائی پر اسے ملازمت دینے کو تیار ہیں۔ کیا میں جان سکتی ہوں وہ 'کن الزامات' میں ماخوذ ہوئی تھی۔ انہوں نے استفسار کیا تھا۔ ''اور کیا اس کا چال چلن درست رہے گا؟'' مجھ میں اس کی کبھی ہمت نہ ہوئی کہ میں اپنی ساتھی قیدیوں سے پوچھ سکتی کہ انہیں کن الزامات میں یہاں رکھا گیا ہے۔ میں اس وقت تک انتظار کرتی جب تک وہ اپنی خوشی سے مجھے ہمراز نہ بنا لیتیں۔ میں نے ریڈی کو بتایا کہ مجھے کسی نے خط میں کیا لکھا تھا ''میں تو انہیں کوئی الزام نہیں دیتی'' اس نے تبصرہ کیا ''وہ یہ بھی قیاس کر سکتی ہیں کہ مجھے یہاں چوری یا منشیات کے استعمال کے الزام میں رکھا گیا ہے۔ انہیں بتا دو کہ میں یہاں اس لیے ہوں کیونکہ میں نے اپنے شوہر کو ہلاک کر دیا تھا جو مجھ سے ہیرا پھیری کرتا تھا۔ سزا یافتگان کا اپنا ضابطۂ اخلاق ہوتا ہے' میں نے جواب میں لکھا اور ان پر ان ہی کے مطابق اعتبار کیا جا سکتا ہے اور یہی سب کچھ ان بہت سے لوگوں کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے جو باہر گھوم پھر رہے ہیں۔ الایس اسٹون بلیک ویل نے کوئی سوال نہ پوچھا تھا اس نے ریڈی کے لیے ملازمت تلاش کر لی تھی اور وہ اس کے کرائے کا بھی انتظام کرے گی۔ مگر اس مرحلے پر بڑی میٹرن کو پڑی۔ اس نے ریڈی کو یہ کہہ کے ڈرا دیا کہ ''ایما گولڈمان کی سہیلیاں بالشویکی ہیں اور بری عورتیں ہیں۔'' اسے عارضی بنیادوں پر صرف اسی صورت میں رہائی مل سکتی ہے اگر بورڈ کو اطمینان ہو جائے کہ اس کے پرسان حال ایسے لوگ نہیں ہیں۔ اس پر ریڈی نے مجھ سے منت کی کہ اس معاملے میں میں اس کے لیے مزید کچھ نہ کروں۔

میری اسیری کے دوران موت نے دو اور دوست مجھ سے چھین لیے۔ ہوریس ٹراوبیل اور ایڈیتھ ڈی لانگ جارمتھ۔ مجھے ان کی علالت کی بھی خبر نہ ہوئی اور سناونی بہت بڑا صدمہ تھی۔ ہوریس کی شاعرانہ خوبصورتی نے اس کا قبر تک ساتھ نبھایا۔ گرجا میں اس وقت آگ لگ گئی جب اس کے احباب اسے آخری خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے جمع تھے۔ سرخ شعلے جو بلندی کی طرف لپک رہے تھے انہوں نے اس کی میت کا استقبال کیا۔ یہ سب ہوریس ٹراوبیل کے لیے علامتی طور پر شایان شان تھا جو ایک باغی فرد تھا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ایڈیتھ ڈی لانگ جارمتھ اپنے نیلگوں سیاہ بالوں' بادامی شکل کی آنکھوں اور سنگ مرمر جیسی سفید جلد کی وجہ سے جاپانی لگتی تھی اور ایک اجنبی سرزمین پر کنول کا پھول لگتی تھی۔ وہ سیاٹل میں اپنی راہبانہ اور انتہائی بلغ ژوار رہائش گاہ میں ایک عجب ملکوتی شخصیت لگتی تھی۔ بعد میں نیویارک میں واقع اس کا ریورسائیڈ اپارٹمنٹ ریڈیکل عناصر اور رنگ رلیاں کرنے والوں کا ٹھور ٹھکانہ بن گیا۔ ایڈیتھ ان کے لیے مقناطیس تھی اور وہ ان کے نظریات اور کام میں ہم آہنگی پاتی تھی۔ تاہم اس کی دلچسپیوں میں کوئی سماجی گہرائی نہ تھی مگر ان کی پرورش وہ غیر ملکی اور جاذب نظر اشیاء سے کرتی۔ وہ زندگی کی طرح فن میں بھی خوابوں پر جیتی مگر اس میں تخلیقی اپچ کی کمی تھی۔ آپ اس سے اس لیے محبت کرتے ہیں کہ وہ خود کیا تھی نہ کہ اس نے کون سے کام انجام دیئے۔ اس کی شخصیت اور چینی دلکشی اس کی سب سے بڑی خوبیاں تھیں۔

بروز سنیچیر بتاریخ ۲۸ ستمبر ۱۹۱۹ء کو میں مسوری اصلاحی جیل سے رخصت ہوگئی۔ میرے ہمراہ میری جاںنثار اسٹیلا تھی جو اس موقع کے لیے نیویارک سے آئی تھی۔ محض تکنیکی وجوہ پر رہا ہوئی تھی۔ مجھے فیڈرل بلڈنگ لے جایا گیا تاکہ میں وہاں ایک خلفنامہ بھروں کہ میرے پاس نہ تو کوئی حقیقی جائیداد ہے اور نہ ہی رقم۔ فیڈرل ایجنٹ نے مجھے نیچے سے اوپر تک دیکھا ''تم اتنی خوش پوشاک ہو' عجب لطیفہ ہے کہ تم خود کو غریب کہتی ہو۔'' اس نے تبصرہ کیا۔ ''میں دوستوں کی حد تک کروڑ پتی ہوں۔'' میں نے جواب دیا۔

پندرہ ہزار ڈالر کا بانڈ جو حکومت کا مطالبہ تھا جو امیگریشن بیورو کی طرف سے تحقیقات مکمل ہونے تک درکار تھا وہ حاصل کر لیا گیا اور بالآخر میں آزاد ہوگئی۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

باب ۵۰

سینٹ لوئیس میں تو گویا ہم پر ہجوم نے دھاوا بول دیا ہو جن میں دوست' اخباری نمائندے اور کیمرے والوں کا مجمع تھا جو ہمیں اسٹیشن پر لینے آئے تھے۔ میں اتنے بہت سے لوگوں کو دیکھ کر گھبرا گئی اور میں تنہائی ملنے کے لیے بے تاب تھی۔

اسٹیلا اس بات پر کسمسانے لگی جب اس نے یہ سنا کہ مشرق کی سمت جاتے ہوئے میں شکاگو میں رکنا چاہتی ہوں جہاں بن رہتا تھا۔ اس نے مجھ سے التجا کی کہ اس خیال کو میں دل سے نکال دوں۔ ''اس سے محض تمہارا چین ختم ہو جائے گا جو تم نے بن سے نجات پانے کے لیے مہینوں جدوجہد کی ہے' وہ گھگھیائی۔ ارے بھئی تشویش کی کوئی بات نہیں ہے' میں نے اسے اطمینان دلایا۔ جیل کی کوٹھری کی تنہائی اور یکسوئی میں ہر ایک میں یہ جرأت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی روح کی عریانی کو دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے اور اگر وہ اس آزمائش سے بچ نکلتا ہے تو اسے دوسروں کی روح کی برہنگی کم گزند پہنچاتی ہے۔ میں نے شدید اذیت اور کرب سے گزر کر بن سے اپنے تعلقات کو ٹھیک سے سمجھا ہے۔ میں نے تو ایسی محبت کا خواب دیکھا تھا جس میں کیف آور محبت ہو اور جس میں کینگی اور تکرار والی صورتحال نہ پیدا ہوا۔ لیکن مجھے یہ سمجھنے میں وقت لگا کہ بلند و پست' حسین اور حقیر جن سے ہماری زندگی کا خمیر اٹھتا ہے ان کے سوتے ایک ہی چشمے سے پھوٹتے ہیں اور انکی نکاسی ایک ہی راستے سے ہوتی ہے۔ بن کی ذات میں جو نفیس چیزیں تھیں وہ میرے لیے بڑی تقویت کا باعث تھیں اور حقیر باتوں کی میری نگاہ میں ذرہ برابر وقعت نہ تھی۔ وہ کس قدر دقیانوسی تھا جو ہمیشہ جذبات کی رو میں بہے جاتا اور کسی چیز کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکتا۔ اس نے بے حد و حساب اور بے دریغ اپنے بہترین سال' قوت کار کا ذوق جنوں اس نے یہ سب مجھ پر نچھاور کر دیئے۔ عورتوں میں تو یہ بات عموماً پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کے لیے سب کچھ کرتی ہیں۔ میری صنف کی ہزاروں ہیں جنہوں نے اپنی آرزوئیں اور صلاحیتیں اپنے مرد پر قربان کر دیں۔ لیکن چند ہی مرد ایسے ہیں جنہوں نے اپنی عورتوں کے لیے ایسا کیا۔ بن ان چند ایک میں سے ایک تھا۔ اس نے خود کو پوری طرح میری دلچسپیوں کے لیے وقف کر دیا۔ مگر اس کی جذباتیت اس کے شوق کی رہوار تھی اور اسی طرح اس کی زندگی کی بھی۔ میں نے اس کی ذات کی قوت اور حسن کی فراخی میں رنگ رلیاں منائی تھیں۔ اور میں ان ہی چیزوں سے دستکش ہوتی گئی اور ان ہی کے خلاف کشمکش میں پڑ گئی جس کی وجہ اپنی ذات میں مگن رہنے والی انانیت تھی، جو چشم پوشی کی خو پیدا کرتی ہے اور ہانی کی روح میں موجود رکاوٹوں کو مسمار کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ شہوانی معاملات کی حد تک بن اور میں دونوں ایک ہی مٹی کے بنے ہوئے ہیں مگر تمدنی مفہوم میں ہم میں صدیوں کا بعد ہے۔ اس کی فطرت میں سماجی خرخشے' انسان سے ہمدردی' نظریات اور آدرش لمحاتی اہمیت رکھتے ہیں اور تیزی سے اوجھل ہو جانے والے ہوتے ہیں۔ اس میں داخلی ضرورتوں کے بنیادی تنوع کو سمجھنے کی سرے سے صلاحیت ہی نہیں ہے جو اس میں رچ بس جائیں۔

میری زندگی نسل کی مذکورہ کڑی سے مربوط تھی۔ اور اس کی روحانی میراث میری تھی اور اس کی اقدار میری ذات میں حلول کر چکی تھیں۔ بنی آدم کی دائمی جدوجہد میرے خمیر میں تھی اور اسی نے ہم دونوں کے درمیان بے پایاں خلیج پیدا کر دی تھی۔

اسیری کی خلوت میں اپنے ذہن پر سوار بن کے آسیب کو بہلا کر فراموش کر چکی تھی۔ اکثر میرے دل میں اس کی ہوک اٹھتی مگر میں نے اس چیخ کو دبا دیا۔ میں نے اپنی آخری علیحدگی کے بعد خود سے عہد کیا تھا کہ میں اس سے اس وقت تک دوبارہ نہ ملوں گی جب تک میں اپنی جذباتی الجھنوں کو نہ سلجھا لوں گی۔ میں نے اس عہد کی پاسداری کی اور اس تنازع میں کوئی جان نہ رہی تھی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جو کئی برس سے چلا آ رہا تھا۔ اب محبت باقی تھی اور نہ ہی نفرت۔ اب تو صرف دوستی کا رشتہ بچا تھا اور اس کا اعتراف کہ اس نے مجھے کیا دیا تھا۔ مجھے بن سے ملنے میں اب کوئی اندیشہ لاحق نہ تھا۔

وہ شکاگو میں ملنے آیا اور اپنے ساتھ پھولوں کا ایک بڑا سا مکٹ بھی لایا۔ یہ وہی پرانا بن تھا جو جبلی طور پر ملنے کو مشتاق تھا اور اس کی آنکھیں اس وقت کھلی کی کھلی رہ گئیں جب اس نے میری خالی خالی آنکھیں دیکھیں۔ اس میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی اور نہ ہی وہ مجھے سمجھ پا رہا تھا۔ وہ اپنے گھر پر مجھے ایک پارٹی دینا چاہتا تھا۔ کیا تم آؤ گی' اس نے پوچھا'' کیوں نہیں'' میں نے جواب دیا ''میں تمہارے ہاں تمہاری بیوی اور بچے سے ملنے آؤں گی'' اور پھر گئی بھی۔ مُردوں نے اپنے مردے دفنا دیئے اور میں بھی پرسکون ہوگئی۔

روچسٹر میں میرے لوگوں نے روایتی محبت سے میرا استقبال کیا۔ ہیلینا تو مین گئی ہوئی تھی۔ جہاں سے اس نے لکھا'' میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کس طرح اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں'' منّی مجھے یہاں لائی ہے۔ کوئی یہ کیسے فرض کر لیتا ہے کہ وہ میرے بے کراں غم کو بہلا سکتا ہے۔ میرے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ میں جیسے جیسے فطرت اور لوگوں سے ملتی ہوں میرا نقصان بڑھتا ہی جاتا ہے۔ میری بدنصیبی تو ہر جگہ میرے ساتھ جاتی ہے۔'' روچسٹر کے سفر کے دوران میں اسٹیلا نے مجھ سے ہیلینا کی حالت زار بتائی تھی اور اس کے لیے مجھے چوکس بھی کر دیا تھا۔ لیکن میرے ذہن میں اس کی جو بدترین تصویر آئی تھی وہ اتنی ہولناک نہ تھی جتنی میری عزیز بہن نظر آئی۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی۔ وہ کوزہ پشت ضعیفہ بن چکی تھی اور وہ بے جان قدموں سے چل رہی تھی۔ اس کا چہرہ سکڑ کر مٹیالا ہو چکا تھا۔ اور اس کی خالی نگاہوں میں ناقابل بیان مایوسی تھی۔ میں نے اسے گلے سے لگا لیا اس بے چاری کی ننھی سی جان لرز کر سسکیوں میں ڈھل گئی۔ اس نے ڈیوڈ کی موت کی خبر سننے کے بعد رونے کے علاوہ کچھ نہ کیا تھا۔ میرے لوگوں نے یہی بتایا اور اس کی زندگی آنسوؤں کے بہنے سے گھٹتی جا رہی تھی۔

''مجھے یہاں سے دور لے چلو اور اپنے ساتھ نیویارک میں رکھو'' اس نے ملتجیانہ مجھ سے کہا۔ وہ جوانی کے زمانے سے یہ خواب دیکھتی تھی کہ وہ میرے ساتھ رہے۔ اب اس کی تعبیر کا لمحہ آن پہنچا تھا۔ اس نے دہرایا۔ میں خوف اور ترس میں غوطہ کھانے لگی۔ میرا وجود تو نہایت نازک حالات سے دوچار تھا۔ نئی غیر یقینی اور خطرات پہلے ہی سے مجھے درپیش تھے۔ کیا ہیلینا ایسی زندگی کو برداشت کر سکے گی؟ لیکن اسے بچانے کے تمام جتن ناکام ہو چکے تھے وہ اپنے ہی درپے تھی۔ اسے کسی ایسی شے کی ضرورت تھی جس سے اس کا ذہن بٹ سکے خاص طور سے جسمانی مشقت۔ شائید اس کی بیٹی اور میری خبر گیری اسے اپنے مردہ تن سے نجات دلا سکے۔ بس یہ آخری امید تھی۔ اور میں اس کے اس چراغ کو گل نہ ہونے دینا چاہتی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نیویارک میں بلاتاخیر ایک اپارٹمنٹ کرائے پر لوں گی۔ اور جلد ہی منّی اسے وہاں لے آئے گی۔ اس نے گہری سانس لی اور لگا جیسے اسے تسلی ہوگئی ہو۔

ہیلینا کے چارپائی سے لگ جانے سے دوکنبوں کی خانہ داری میری بہن لینا پر آن پڑی۔ وہ روزانہ کام کرتی اور شکوہ زبان پر نہ لاتی۔ وہ سکت سے بڑھ کر کام کر رہی تھی اور بلا کسی انعام واکرام کے۔ وہ اس مٹی کی بنی ہوئی تھی جو لاکھوں میں ایک ہوتی ہے مگر ان کی زندگی پر کوئی شاعر قصیدہ نہیں کہتا' مغنی گیت نہیں گاتے اور وہ اپنی طاقت کے لحاظ سے سورما سے کم نہیں ہوتیں۔ اپنے گھر میں واپسی پر میں نے جس اداسی کو طاری دیکھا تھا اسے ایان کی سنہری کرن نے پارہ پارہ کر دیا۔ یہ ہماری صنم صفت چار برس کی بچی تھی۔ جو میری ماں کی شگفتہ توانائی کے طفیل تھا جو اب اکیاسی کی ہو چلی تھی۔ اس کی صحت اچھی نہ تھی مگر وہ اب بھی اپنی مخیّر دلچسپیوں میں لگی رہتی اور وہ ایسے متعدد گھروں میں برکت کا باعث تھی جہاں اس کا آنا جانا تھا۔ وہ عالی مرتبت جگت دڈا بن چکی تھی۔ وہ اپنی بیٹیوں سے زیادہ اپنی طہارت کے لیے فکرمند۔ ہمیشہ سے موثر اور بات منوا کر رہنے والی۔ باپ کی موت کے بعد میری ماں اسم بامسمی مطلق العنان بن چکی تھیں۔ کوئی بھی مدبر یا سفارت کار بذلہ سنجی' زیرکی اور کردار کی قوت میں ان پر بازی نہیں لے جا سکتا تھا۔ میں جب بھی روچسٹر کا پھیرا لگاتی تو ماں کے پاس بتانے کے لیے نئی کامرانیاں ہوتیں۔ برسوں سے شہر بھر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے یہودی ایک یتیم خانے اور عمر رسیدہ لوگوں کے لیے محتاج گھر کی ضرورت پر بحث مباحثہ کر رہے تھے۔ ماں نے خالی خولی بات چیت پر وقت نہ ضائع کیا۔ مناسب مقام پر ایک جگہ قسطوں پر خرید لی اور مہینوں قرب و جوار کے یہودیوں کو اس پر قائل کیا کہ وہ چندہ دیں تا کہ اس عمارت کے رہن کی قسطیں ادا کی جائیں اور ایسے ادارے بنا دیئے جس کے لیے دوسرے لوگ صرف باتیں ہی بناتے رہے۔ جس روز نئے یتیم خانے کا افتتاح ہونے والا تھا ان سے بڑھ کر مغرور کوئی اور ملکہ نہ ہوگی۔ انہوں نے مجھے مدعو کیا کہ میں اس عظیم موقعہ پر ''آ کر کچھ کہوں۔'' میں نے ایک مرتبہ ان سے کہا تھا کہ میں یہ چاہتی ہوں کہ محنت کش اپنی محنت کا پھل پائیں اور ہر بچہ ہماری سماجی دولت سے لطف اندوز ہو۔ اس کی تابناک آنکھوں میں ایک شوخ سی چمک آئی جب اس نے جواب میں کہا ''ہاں' میری بچی' وہ سب کچھ تو ٹھیک ہے جو تم مستقبل کے لیے کر رہی ہو' لیکن آج ہمارے یتیم کہاں جائیں اور ایسے ضعیف اور خستہ حال لوگ کیا کریں جو اس دنیا میں بے یار و مددگار ہیں؟'' مجھے یہ تو بتاؤ'' اور میرے پاس جواب میں کہنے کو کچھ نہ تھا۔''

ہماری ایک کارگزاری تو یہ تھی کہ ہم نے روچسٹر میں کفن تیار کرنے والے کا کاروبار ٹھپ کر دیا کیونکہ اس کے نرخ آسمان سے باتیں کرتے تھے۔ کاروبار کی مالکہ ایک عورت تھی۔ جس کی تدفینی کپڑوں کی رسد پر اجارہ داری تھی۔ اور اس کے بغیر کسی کٹر یہودی کی تدفین ممکن نہ تھی۔ نہایت غریب طبقے کی ایک عورت کو کفن کی ضرورت پڑ گئی۔ لیکن اس کا گھرانہ منہ مانگے دام ادا نہ کر سکتا تھا۔ جب میری ماں کو یہ معلوم ہوا وہ فوراً ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑی۔ اس نے اس سنگدل عورت سے کہا جو مُردوں کے طفیل امیر بنی تھی اور یہ مطالبہ کیا کہ وہ کفن بلا حیل و حجت اور بلا قیمت فراہم کرے' انکار کی صورت میں اسے تباہ کرنے کی دھمکی دی۔ کفن ساز ٹس سے مس نہ ہوئی یوں میری ماں نے اپنی کارروائی کا آغاز کر دیا۔ اس نے سفید لٹھا خریدا اور اپنے ہاتھ سے اس مفلس کے لیے کفن کی تیاری شروع کر دی۔ اس کے بعد اس نے شہر میں خشک اشیا بیچنے والی سب سے بڑی دکان سے رابطہ کیا اور اس کے مالک کو اس بات پر قائل کر لیا کہ وہ جنت میں اپنی جگہ بنانے کا اگر وہ بڑی مقدار میں اپنا مال ''نفع نہ نقصان'' کی بنیاد پر ماں کو بیچ دے۔ ''یہ آپ کی دکان ہے مسز گولڈ مان'' مالک نے جواب دیا' ماں نے مجھے فخریہ بتایا۔ اس کے بعد ماں نے یہودی عورتوں کے ایک جتھے کو یکجا کیا تا کہ وہ کفن سییں۔ اور اس نے برادری کو مطلع کر دیا کہ آج سے کفن کا سامان دس سینٹ میں ملے گا۔ اس ہوشمندی کی کارروائی سے اجارہ دار کچھ دن میں دیوالیہ ہو گئی۔

میری ماں کے متعلق بہت سے لطیفے مشہور تھے جن میں اس کے جذبے اور ہمہ گیر ہمدردی جھلکتی تھی۔ لیکن کسی نے مجھے اتنا نہ ہنسایا جتنا کہ مسز ٹاؤب گولڈ مان نے ایک با اثر خاندان کی عورت کو جو ایک جلسے کی صدر تھی ''اس کی اوقات'' سمجھائی۔ کسی جلسے میں میری ماں کچھ زیادہ دیر تک بولی۔ ایک اور رکن نے مطالبہ کیا کہ اب اس کے بولنے کا وقت ہے۔ جس پر منصب صدارت پر فائز خاتون نے دبی زبان سے یہ کہا کہ مسز گولڈ مان اپنے مقرر وقت سے تجاوز کر چکی ہیں۔ اس بات پر وہ تن کر کھڑی ہو گئی اور میری ماں نے مزاحمتی انداز میں اعلان کیا ''ریاست ہائے متحدہ کی پوری حکومت میری بیٹی ایما گولڈ مان کو تو بولنے سے نہ روک سکی' چہ پدی چہ پدی کا شوربہ انہیں دیکھو یہ اس کی ماں کو بکواس بند کرنے کو کہہ رہی ہیں!''

ماں میں یہ گن نہ تھا کہ وہ اپنے بچوں پر اپنی محبت کو کنبے پر ظاہر کریں اس میں ہمارا ''بے بی'' بھائی شامل نہ تھا۔ جسے وہ ہمیشہ سے ٹوٹ کر چاہتی تھیں لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک موقع ایسا آیا جب انہوں نے ایک بڑا ثبوت جوان کے بس میں تھا' اس بات کا دیا کہ وہ مجھے بھی چاہتی ہیں۔ پراسرار انداز میں وہ مجھے ایک طرف یہ بتانے کو لے گئیں کہ انہوں نے اپنی وصیت تیار کر لی ہے اور وہ ترکے میں میرے لیے اپنا سب سے زیادہ قیمتی خزانہ چھوڑ رہی ہیں۔ کیا تم وعدہ کرتی ہو کہ میرے مرنے کے بعد تم انہیں مصرف میں لاؤ گی؟ ایک میز کی دراز سے ماں نے اپنا زیوروں کا ڈبہ نکالا اور بڑے چاؤ سے میری طرف بڑھا دیا۔ ''میری بیٹی یہ چیز ہے جو میں تمہارے لیے چھوڑ رہی ہوں۔'' اس نے کہا اور اس نے وہ تمام تمغے جو اسے مختلف خیراتی تنظیموں کی جانب سے ملے تھے میرے حوالے کر دیئے۔ میں نے بہ مشکل اپنی ہنسی پر قابو پایا اور پھر میں نے اسے اطمینان دلایا کہ میں بھی پہلے ہی بہت سے تمغے وصول کر چکی ہوں اگرچہ وہ اس کے تمغوں سے کم روشن ہیں جنہیں میں اب نہیں پہن سکتی مگر میں انہیں با احترام محبت کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ساتھ رکھوں گی۔

ساشا کی رہائی کے موقع پر اس سے ملنے ہیری وین برگر اٹلانٹا گیا تھا۔ جیل میں اس کے نصیب بھی سو جاتے۔ اس مرتبہ انہوں نے اسے تین دنوں سے محروم کر دیا۔ ستمبر کی ۲۸ کے بجائے اسے یکم اکتوبر کو رہا کیا گیا۔ رہائی پر اسے متعدد جاسوسوں سے واسطہ پڑا۔ ان میں سان فرانسسکو کے وکیل استغاثہ فلکرٹ کا نمائندہ بھی شامل تھا۔ انہوں نے یہ دعویٰ پیش کیا کہ وہ ان کا قیدی ہے لیکن وفاقی افسروں نے اعلان کر دیا کہ ان کا حق سب سے مقدم تھا۔ دوستوں نے پندرہ ہزار ڈالر کی مالیت کا بونڈ امیگریشن کے ارباب اختیار کے سامنے پیش کیے جانے کے لیے جمع کرایا۔ اور آخر میں ساشا ہمارے درمیان موجود تھا۔ اس کا منہ اترا ہوا اور چہرہ زرد تھا۔ لیکن بظاہر وہ توکل اور مزاح کا پتلا تھا۔ لیکن جلد ہی ہمیں اندازہ ہو گیا کہ یہ رہائی ملنے کی لحاتی سرخی تھی اور آزادی کی خوشی تھی ورنہ ساشا نہایت علیل تھا۔ چچا سام کے قید خانے نے اکیس مہینوں میں وہ کر دکھایا جو پنسلوانیہ کا اصلاحی قید خانہ چودہ برس میں نہ کر سکا تھا۔ اٹلانٹا نے اس کی صحت تباہ کر دی تھی اور اسے جسمانی کھنڈر بنا کر واپس کیا تھا۔ اس کے ہولناک تجربات اس کی روح میں سما چکے تھے۔

ساشا کو ایک زیر زمین کوٹھری میں اس لیے بند رکھا گیا تھا کیونکہ اس نے وہاں کے مکینوں پر روا رکھے جانے والے وحشیانہ سلوک پر احتجاج کیا تھا۔ کوٹھری بہت چھوٹی تھی جس میں حرکت کرنا دشوار تھا اور جس میں اس بالٹی سے تعفن پھیلا رہتا جو ہگنے موتنے کے کام آتی اور جسے چوبیس گھنٹے میں صرف ایک مرتبہ خالی کیا جاتا۔ اسے روٹی کے دو سلائیس ملتے اور دن بھر میں ایک پیالہ پانی۔ بعد ازاں ایک رنگدار قیدی کے معاملے میں ٹانگ اڑانے پر اسے دوبارہ اسی 'سوراخ' میں بھیج کر سزا دی گئی جس کی گنجائش ساڑھے چار ضرب ڈھائی فٹ تھی اور جہاں وہ سیدھا کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس 'سوراخ' میں دو دروازے تھے ایک لوہے کی سلاخوں دار اور دوسرا 'اندھا' اور یوں روشنی اور ہوا کا گزر نہ ہو سکتا۔ اس کوٹھری میں جسے 'مقبرہ' کہا جاتا مکین بتدریج حبس دم کا شکار بنتا جاتا۔ اٹلانٹا کے اصلاحی جیل کی یہ بدترین سزا کہلاتی اور اسے اس لیے وضع کیا گیا تھا کہ جس سے قیدی کی ہمت پست ہو جائے اور وہ رحم کی بھیک مانگنے لگے۔ ساشا نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ حبس دم سے بچنے کی غرض سے اسے فرش پر چت لیٹنا پڑتا تاکہ اس کا منہ جھری کے نزدیک اس مقام پر رہے جہاں پر دہرا دروازہ سنگین خول میں پیوست تھا صرف اس طرح وہ زندہ رہا۔ مقبرے سے رہائی کے بعد تین ماہ اسے ڈاک کی سہولت سے محروم رکھا گیا' اسے کوئی کتاب ملی اور نہ ہی کوئی مطالعہ کرنے کی چیز اور اسے کسرت کرنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ اس کے بعد وہ آئندہ ساڑھے سات مہینے تک گوشۂ تنہائی میں اور الگ تھلگ رکھا گیا۔ یعنی فروری کی اکیس سے لے کر رہائی کے دن یکم اکتوبر تک۔

اٹلانٹا سے رہائی کے باوجود وہاں کی یادیں اس پر آسیب کی طرح سوار تھیں۔ رات میں اس کی آنکھ کھل جاتی اور وہ ٹھنڈے پسینے میں تر بتر ہوتا اور حالیہ تجربات کے نتیجے میں اسے ایسے ڈراؤنے خواب آ رہے تھے۔ اس کے اسیری کے بھوت میرے لیے کوئی نئی مصیبت نہ تھی لیکن فٹزی نے اسے اس کیفیت میں کبھی نہ دیکھا تھا جس سے وہ بدحواس ہو جاتی۔ وہ ۱۹۱۶ء سے ہی مصائب برداشت کرتی چلی آ رہی تھی اور اب وہ الست ہو چکی تھی اور مضمحل تھی۔ پراونس ٹاؤن پلے ہاؤس میں اپنی ملازمت کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اس نے موتی کے حق میں عمومی ہڑتال کرانے کی قریب قریب تمام ذمہ داریاں اٹھائی تھیں۔ معافی کی مہم اور قومی یوم ایمنسٹی کے لیے بھی۔ سیاسی کارکنوں کی ضمانت کرانے، مقدمات اور نگہداشت کے لیے چندے کے ذریعے رقم کی فراہمی کا پورا بوجھ اسی پر آ پڑا تھا۔ مٹھی بھر کامریڈوں کے تعاون سے جن میں پاولین، ہلڈا، سام کوونر، منالا ونسون اور روز ناتھانسن شریک تھے۔ فٹزی نے ایک عظیم کارنامہ اور بڑا کام انجام دیا تھا۔

جسمانی تکان سے بڑھ کر ان سرگرمیوں میں آدمی خستگی محسوس کرتا ہے اور یہی فٹزی کی کسلمندی کا سبب تھے جو بلنگز، موتی لڑائی کے سلسلے میں شامل ہو گئے تھے۔ محنت کشوں کے سیاستدانوں نے تو کیلی فورنیا کے لوگوں کی مہم کو تقریباً خصی کر دیا تھا۔ اس کی وجہ ان کی بزدلی تھی۔ عمومی ہڑتال جو جولائی کے پہلے ہفتے میں طے کی گئی تھی بالکل ناکام ہو گئی۔ ان ہی رجعت پسند عناصر نے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس کے خلاف ووٹ دیا تھا اور اکتوبر میں ہونے والی عمومی ہڑتال کی کامیابی کے امکانات ختم کر دیئے۔ چند ایک ریڈیکل تنظیموں کا رویہ بھی ہمت افزا نہ تھا۔ انہوں نے مجوزہ احتجاج میں دیگر سیاسی محنت کش اسیروں کے معاملے کو اس ہڑتال میں شامل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ فنٹری نے جب یہ دلیل دی تو وہ حق بجانب تھی کہ ایک عمومی معافی کے مطالبے سے مونی اور بلنگر کی تحریک کو بھی تقویت ملے گی۔ لیکن ایڈنو لان جیسے جنگجو تک نے ابتدا میں اس کی تجویز مسترد کر دی۔ اگرچہ بعد میں اس کا رویہ بدل گیا اور اس نے فنٹری کے موقف کی حمایت کی۔ معاملہ فہمی کی کمی اور بودے پن نے جو محنت کش تنظیموں کی اکثریت میں رچا بسا تھا اس سے تفرقہ پڑا اور اسیر باغیوں کے مفادات کو بہت نقصان پہنچا۔

ساشا کی حالت بتدریج بگڑتی جا رہی تھی۔ ہمارے دوست ڈاکٹر ووفشین کے معائنے سے یہ کھلا کہ اس کا آپریشن ہونا چاہئے۔ مگر اس نے اڑیل لاتعلقی سے کام لے کر ڈاکٹر کے مشورے کو نظر انداز کر دیا۔ فنٹری اور مجھے ڈاکٹر سے مل کر سازش تیار کرنی پڑی اور مریض کو فریب دے کر اس کے پاس پہنچا دیا۔ ایک دن سہ پہر ڈھلے ڈاکٹر اپنے معاون کے ساتھ اس کے دوسرے معائنے کے لیے آ پہنچا۔ ساشا اس وقت نہ جانے کہاں گیا تھا۔

اس کی واپسی کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ اسے ایک کٹر یہودی تقریب میں مدعو کیا گیا تھا اور اس کے لیے خصوصی پکوانوں کے انتظامات انابیرن کی ماں نے کیے تھے جو ہمارے مدرارتھ کی سیکریٹری رہ چکی تھی۔ ڈاکٹر ووفشین طیش میں آ گیا۔ اس نے اس سے پہلے کسی ایسے مریض کا آپریشن نہ کیا تھا جس نے ذرا ہی دیر پہلے مرغن غذائیں کھائی ہوں۔ لیکن کام ابھی ہونا تھا یا پھر کبھی نہیں۔ ڈاکٹر ساشا کو میز پر لٹانے پر کامیاب ہو گیا اور یہ حیلہ کیا کہ اس کا ایک اور معائنہ کرنا ہے۔ اس کے بعد اس نے بہ عجلت ایتھر دے دی۔ ساشا نے بے ہوشی کی دوا کی مزاحمت کی اور لڑنا شروع کر دیا اور یہ بڑبڑائے جاتا کہ نائب وارڈن اسے ہلاک کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا اور وہ قسم کھا کر کہہ رہا ہے کہ وہ اس کتیا کے پلے کو ختم کر کے رہے گا۔ بدقسمتی سے ایک اہم معاملے میں میں کہیں پھنس گئی تھی اور جب میں ہانپتی کانپتی گھر پہنچی تو میں کوچے میں فنٹری سے ٹکرائی جو ایک دوا کی دکان کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ وہ بھوت کی مانند سفید ہو رہی تھی، اس نے بتایا کہ ساشا کو اتنی مقدار میں ایتھر دی جا چکی ہے جو کئی افراد کو سلا سکتی ہے مگر پھر بھی مزید درکار ہے۔ مجھے تو کمرہ میدان جنگ لگا۔ ڈاکٹر کے مددگار کی عینک چور چور ہو چکی تھی اور اس کے چہرے پر خراشوں کے نشان تھے۔ ڈاکٹر ووفشین بھی ضربات سے نہ بچ سکا تھا۔ ساشا میز پر پڑا تھا مگر بے ہوش تھا۔ مگر دانت پیسے جاتا اور ڈپٹی وارڈن کو ملاحیاں سنائے جاتا۔ میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور تسلی دینے کے لیے اس سے بولی۔ مجھے یکلخت محسوس ہوا جیسے وہ سمجھ گیا ہو اور اس کے بعد سکوت طاری ہو گیا۔

آپریشن کے بعد جب وہ ہوش میں آیا تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور دہشت میں گھور کر اپنے بستر کے نیچے دیکھا کہ ''یہ ہے بدبخت ڈپٹی'' اور چلایا اور اپنے حلق کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ ہم نے اسے پکڑ کر لٹا دیا اور اطمینان دلایا کہ وہ اپنے دوستوں میں ہے۔ ''فنٹری اور میں تمہارے قریب ہیں۔'' میں نے سرگوشی کی۔ ''تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔'' اس نے میری جانب بے اعتباری سے دیکھا۔ ''میں اب بھی اسے یہاں کھڑے دیکھ رہا ہوں'' اس کا اصرار تھا۔ میں نے بہت جتن کر کے اسے قائل کیا کہ وہ تخیل کے زور پر خود کو اب بھی اٹلانٹا میں سمجھ رہا ہے۔ وہ میری آنکھوں میں مسلسل دیکھے جاتا۔ ''اگر تم یہ کہتی ہو تو یہ سچ ہو گا اور میں تم پر اعتبار کرتا ہوں۔'' اس نے بالآخر یہ کہا ''لیکن انسانی ذہن کیا چیز ہے!'' اس کے بعد وہ گہری نیند سو گیا۔

جیفرسن سٹی سے واپسی کے بعد میں نے خود کو لٹا ہوا پایا۔ وہ سب کچھ جو ہم نے ایک طویل عرصے میں بنایا تھا یعنی ادبیات جنہیں پولیس کے چھاپے میں ضبط کر لیا گیا تھا اسے نہ لوٹایا گیا۔ اس کے علاوہ مدرارتھ، دی بلاسٹ، ساشا کے 'پرزن میموایرز'' اور میرے مضامین پر اشاعت کی پابندی تھی۔ وہ بہت بڑی رقم جو ہماری اسیری کے زمانے میں جمع کی گئی تھی اور جس میں وہ تین ہزار ڈالر بھی شامل تھے جن کا عطیہ ہمارے عمر رسیدہ سویڈش کامریڈ نے دیا تھا۔ یہ ساری رقم ضمیر کے معترضین کے مرافعوں میں صرف ہو گئی۔ اس کے علاوہ سیاسی معافیوں کی کارروائیوں میں اور دیگر کاموں میں۔ ہمارے پاس دھیلا نہ تھا۔ نہ ادبیات، پیسہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اور نہ ہی گھر۔ جنگ کے طوفان نے ہر چیز پر جھاڑو پھیر دی اور ہمیں سب کچھ نئے سرے سے کرنا تھا۔

سب سے پہلے جو ملنے آئی وہ مولی اسٹیمر تھی جو ایک کامریڈ کو لے کر آئی۔ میں اس سے پہلے دونوں ہی سے نہیں ملی تھی۔ لیکن مولی نے اپنے مقدمے کی کارروائی کا جس قابل ذکر انداز سے سامنا کیا تھا اور جس کی تفصیل میرے علم میں تھی اس نے یہ احساس پیدا کر دیا جیسے وہ ہمیشہ سے میری زندگی کا حصہ ہو۔ مجھے اس بہادر لڑکی سے آمنے سامنے کی ملاقات پر بہت خوشی ہوئی اور اسے اپنی داد و تحسین اور محبت بیان کر کے بھی۔ وہ دیکھنے میں دبلّو اور انوکھی شباہت والی تھی، قد و قامت اور شکل و صورت میں بالکل جاپانی۔ لیکن اس نے خلاف معمول قوت دکھائی تھی اور روسی انقلاب کے معاملے میں اس کی سرگرمی اور لباس کے سلسلے میں اس کی سخت گیری۔

مولی اور اس کے رفیق نے مجھے یہ بتایا کہ وہ اپنے حلقے کی جانب سے بطور مندوب ملنے آئے تھے اور چاہتے ہیں کہ میں ان کے بلیٹن کے لیے کچھ لکھ دوں جسے وہ خفیہ طریقے سے چھاپیں گے۔ بدقسمتی کی بات ہے کہ میں ان کی فرمائش کی تعمیل نہ کر سکی۔ اگر میں پہلے ہی کام کے بوجھ سے نہ دبی ہوتی تب بھی میں خفیہ سرگرمیوں میں حلیف نہ بنتی۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے بھی سوچا تھا کہ مدرارتھ کو خفیہ ذرائع سے شائع کروں لیکن میں نے اس لیے منصوبے کو مسترد کر دیا کہ اس سے دوسروں کو بہت سے خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ میں خطرات سے نہیں ڈرتی اگر ان سے برسرعام سامنا کرنا پڑے۔ لیکن میں یہ نہیں پسند کرتی کہ میں جاسوسوں اور مخبروں کے پھندوں میں پھنس جاؤں جو ہمیشہ خفیہ انقلابی تنظیموں میں جگہ بنا لیتے ہیں۔ مولی کو میری بات سمجھ میں آ گئی۔ وہ ابھی تک اس صدمے سے نہ سنبھل پائی تھی جو اسے روز انسکی کی دغابازی سے پہنچا تھا۔ اس لڑکے نے اسے اور اس کے کامریڈوں کو پولیس کے حوالے کر دیا تھا۔ تاہم وہ محسوس کرتی تھی کہ آزادی کی ایک سانس لینے پر جب ملک میں پہرے بٹھائے جا رہے ہوں تو ہمارے نظریات کی نشر و اشاعت دغابازی کے ممکنہ خطرات کے باوجود جاری رہنا چاہیے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان ذرائع کے نتائج کسی بھی حالت میں ان میں مضمر جوکھم سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اور اس لیے میں ان ناکافی کوششوں سے تعلق رکھنے سے انکار کر دیتی ہوں۔ میرے ملاقاتیوں کو بہت مایوسی ہوئی اور نوجوان تو قدرے ناراض تھا۔ میں نے انہیں ناخوش کرنا پسند نہ کیا لیکن میں نے اپنا فیصلہ نہ بدلا۔

ہمارے درمیان ایک اور نااتفاقی کا سبب سوویت روس کے متعلق میرا رویہ تھا۔ میرے نوجوان کامریڈوں کا یہ خیال تھا کہ بالشویکی جو حکومت کی نمائندگی کر رہے ہیں ان سے انارکسٹ بھی وہی سلوک کریں جس طرح دوسری حکومتیں کر رہی ہیں۔ جبکہ میرا اصرار اس امر پر تھا کہ سوویت روس جو دنیا بھر کے تمام رجعت پسندوں کے اجتماعی حملے کا ہدف ہے اسے کسی صورت میں اور حکومتوں کی طرح نہ سمجھا جائے۔ مجھے بالشویکوں پر ہونے والی تنقید سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن میں ان کے خلاف کی جانے والی عملی کارروائی کی حمایت نہیں کر سکتی اور وہ بھی اس وقت تک جب تک وہ کم خطرناک مرحلے میں نہ داخل ہو جائیں۔

مجھے حسرت رہی کہ میں ننھی سی مولی کو بھینچ کر گلے لگا لوں مگر جوانی کے جوش میں اس کے تیور کڑے تھے اس لیے میں نے اسے محض ایک دوستانہ مصافحے کے بعد رخصت کر دیا۔ وہ شاندار لڑکی تھی جو آہنی ارادے اور گداز دل رکھتی تھی۔ مگر اپنے نظریات کے معاملے میں وہ خوفناک حد تک اڑیل تھی۔ ''ایک طرح کا الیگزینڈر برکمین جو اسکرٹ زیب تن کیے تھی'' میں نے مذاقاً یہ بات اسٹیلا کو بتائی۔ مولی فی الواقع کارخانے کی بچی تھی اور جس میں انقلابی روح دوڑ رہی تھی۔ اس نے تیرہ برس کی عمر میں ملازمت اختیار کر لی تھی اور اس وقت تک کارخانے میں کام کرتی رہی جب تک ارباب اختیار کے ہتھے نہ چڑھ گئی۔ وہ بلاشبہ ایسی روسی نظریاتی نوجوان تھی جو زار کے عہد میں پروان چڑھتے تھے اور اس سے پہلے کہ وہ زندگی سے لطف اندوز ہو سکتے وہ اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ کس قدر خوفناک انجام..... کارخانے سے آغاز اور مسوری جیل میں پندرہ سال کا انجام اور اس درمیان میں میری شگفتہ کامریڈ کی زندگی نعمتوں سے محروم صد افسوس!

مجھے ایک آرام دہ اپارٹمنٹ مل گیا اور جلد ہی منی اپنی ماں کے ساتھ آ گئی اور ہم تینوں اس میں منتقل ہو گئے۔ کچھ دن تو یوں لگا جیسے ہیلینا کا جی لگ گیا ہو اور توجہ بٹ گئی ہو۔ اور وہ اہل خانہ کی ضرورتیں پوری کرنے میں مگن ہو گئی ہو، سلائی کرنے اور مرمت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں لگ گئی ہو اور دوسرے کاموں میں بہل گئی ہو۔ میں بہت سے دوستوں کو رات کے کھانے پر مدعو کرنے لگی۔ میری بہن کھانا اس طرح پکاتی جیسے یہ اس کے فرائض میں شامل ہو اور بڑے سلیقے سے اسے چنتی اور اپنی ذات سے سب کو بہلاتی۔ لیکن جلد ہی دلچسپی جاتی رہی اور دیرینہ غم نے اسے پھر سے آلیا..... اس کی زندگی ٹوٹ سی گئی، وہ یہی کہے جاتی میری زندگی میں نہ تو کوئی مقصد ہے اور نا ہی کوئی معنی ہے۔ اس کے اندر ہر امنگ ختم ہو چکی تھی بالکل اسی طرح جیسے ڈیوڈ بُو اداغاپ میں پڑا تھا۔ وہ بیزار ہو گئی، وہ یہ سمجھنے لگی کہ اسے زندگی کو ختم کر دینا چاہئے اور مجھے مدد کر کے اسے اس برزخ سے نکالنا چاہئے۔ بلا ناغہ وہ مجھ سے یہی دردناک درخواست دہراتی اور میرے مسلسل انکار پر مجھے سنگدل کہتی۔ میں تو ہمیشہ سے اس بات کی مدعی ہوں کہ ہر فرد کو یہ حق ہے کہ وہ جو چاہے اپنی زندگی سے کرے اور ایسا شخص جو ناقابل علاج بیماری میں مبتلا ہو اسے جینے پر مجبور نہ کرنا چاہئے اور اس کے باوجود میں اسے وہ راحت نہیں دے پا رہی جو میں ایک بیمار جانور کو بھی دے دیتی۔

یہ دیوانگی تھی اور اس کے باوجود میں سمجھتی تھی کہ ہیلینا اپنی جگہ صحیح تھی۔ میں نے اسے انچ انچ سرک کر مرتے دیکھا اور وہ بڑی بدحواسی میں زندگی سے فرار حاصل کرنے پر اڑی ہوئی تھی۔ یہ انسانیت کے لیے ایک کار خیر ہوتا اگر میں اس معاملے میں اس کی مدد کر سکتی۔ مجھے اس میں ذرا سا بھی شک نہ تھا کہ کسی کو اپنی جان لینے کے لیے جواز پیش کرنا پڑے تاکہ اس کے مصائب ختم ہو جائیں اور یا اس کی اس لیے اعانت کی جائے جب اس کی بحالی کی سرے سے کوئی امید نہ رہی ہو۔ ہیلینا کی التجاؤں سے متاثر ہو کر میں یہ سوچنے لگی کہ میں اس کی خواہشات کو پورا کر دوں اور دوسرے لمحے میں اس بات پر خود کو آمادہ نہ پاتی کہ اسے اپنی زندگی مختصر کرنے دوں..... زندگی بھی کس کی، جو میری ماں تھی، بہن، دوست اور ہر وہ شے جو مجھے بچپن میں میسر آئی۔ میں رات کے پرسکوت اوقات میں اس کے معاملے میں ادھیڑ بن میں پڑی رہتی اور دن میں مجھے جب اس سے رخصت ہونا پڑتا تو مجھے یہی خیال ستاتا رہتا ہے کہ کہیں گھر واپسی پر مجھے اس کی لاش گلی کے فرش پر پڑی نہ ملے۔ میں اس وقت تک اس سے رخصت نہ ہوتی جب تک مجھے یہ اطمینان نہ ہو جاتا کہ منّی اور میرے جانے کے بعد کوئی اور اس گھر میں ضرور ہو گا۔

میری ملک بدری کی سماعت دو مرتبہ ملتوی ہوئی اور بالآخر حتمی تاریخ ۲۷ اکتوبر رکھی گئی۔ اٹلانٹا کی روانگی سے پہلے ساشا اپنا بیان دے چکا تھا۔ اس نے وفاق کے امیگریشن کے نمائندے کے جوابات دینے سے انکار کر دیا تھا جو اس سے جیل میں اس لیے ملنے گیا تھا کہ ملک بدری کے معاملے میں ''اس کی بھی سن لے۔'' اس کے بجائے اسنے اپنے معاملات کے سلسلے میں ایک وضاحت جاری کر دی جس میں اس نے یہ کہا تھا۔

''اس سماعت کا مقصد یہ ہے کہ ''میرے ذہن کے رویے'' کو سمجھا جائے۔ مسلّم طور پر اس کا تعلق میرے افعال سے نہیں ہے چاہے وہ ماضی یا حال کے ہوں۔ یہ ایسی خالص تحقیق ہے جس کا مقصد میرے نظریات اور خیالات کو جانچنا ہے۔ اس سلسلے میں میں کوئی رعایت دینے پر تیار نہیں ہوں..... انفرادی یا اجتماعی..... جس میں خیالات کو کلیسا کے تحقیقی انداز سے جانچا جائے۔ خیال آج بھی اور کل بھی آزاد رہے گا۔ میرے سماجی افکار اور سیاسی خیالات میرے ذاتی معاملات ہیں جن کے لیے میں کسی کو جواب دہ نہیں سمجھتا۔ ذمہ داری کا آغاز محض اس وقت ہوتا ہے جب عمل میں خیال اپنا اثر رکھتا ہو۔ اس سے پہلے، خیال بالذات جس میں اظہار رائے کی آزادی اور صحافت میں، میں جامع الفاظ میں اس کی وضاحت کرتا ہوں: خیال نہ کوئی قانون..... نہ خیال کوئی جرم ہے۔ اگر حکومت یہ کوشش کرتی ہے کہ وہ خیال کو کنٹرول کرے اور چند خیالات کو پروان چڑھائے اور چند پر پہرے بٹھائے تو یہ مطلق العنانی کی انتہا ہے۔''

مجوزہ سماعت میرے ضمیر پر دھاوا بولنے کے مترادف ہے۔ اس لیے میں پرزور الفاظ میں اس میں حصہ لینے سے انکار کرتا ہوں۔

الیگزینڈر برکمین

ساشا، ایک شہری نہ ہوتے ہوئے بھی اور معاملے کی نزاکت کو نہ سمجھتے ہوئے بھی اس نے میری ملک بدری کی لڑائی میں میرا اس لیے ساتھ دینا شروع کر دیا کیونکہ وہ ان حکومتی ہتھکنڈوں کو آمریت کی بدترین صورت سمجھتا تھا۔ میرے پاس واشنگٹن کی اسکیم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے پنجہ آزمائی کے لیے ایک مزید وجہ یہ تھی کہ اس طرح وہ مجھے ملک بدر کرنا چاہتے تھے۔ متحدہ امریکہ کی حکومت اب بھی میری مقروض تھی کہ اس کی وضاحت کرے کہ اس نے مجھے شہریت سے محروم کرنے کے لیے ۱۹۰۹ء میں کیوں مشتبہ ذرائع استعمال کیے تھے اور میں اس پر اڑی ہوئی تھی کہ وہ انہیں افشاء کرے۔

یہ میری دیرینہ آرزو تھی کہ میں روس کا ایک پھر سے پھیرا لگاؤں۔ اور فروری، اکتوبر کے انقلاب کے بعد تو میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ میں اپنے آبائی وطن جا کر اس کی تعمیر نو میں حصہ لوں گی۔ مگر میں اپنی مرضی کے مطابق جانا چاہتی تھی اور اپنے اخراجات پر اور میں حکومت کو اس کی اجازت نہ دے سکتی تھی کہ وہ مجھے مجبور کرے۔ میں اس کی وحشیانہ طاقت سے بھی آگاہ تھی۔ لیکن میرا یہ ارادہ نہ تھا کہ بلا کسی مقابلے کے میں سپر انداز ہو جاؤں۔ میں اس سلسلے میں بھی کسی خوش فہمی کا شکار نہ تھی جیسا کہ مجھے اپنے مقدمے کے انجام کے متعلق اندازہ تھا۔ آج بھی پہلے کی طرح میری پہلی دلچسپی یہ تھی کہ امریکی سیاسی دعووں کا پول کھول دیا جائے اور انہیں طشت از بام کر دیا جائے اور اس جلال کا بھرم کھولنا تھا جو اس کی منادی کرتا تھا کہ حصول شہریت ایک لایفک حق ہے۔

جب میری سماعت امیگریشن حکام کے روبرو شروع ہوئی تو میں نے کلیسائی انداز کے ٹوہ لینے والوں کو بھی ایک میز پر پایا جو کاغذات کا ایک بڑا سا پلندہ لیے بیٹھے تھے۔ وہ دستاویزات جو خفیہ، جدا جدا اور نمبر لگی تھیں معائنے کے لیے مجھے دی گئیں۔ ان میں انارکسٹ مطبوعات تھیں جو کئی زبانوں میں تھیں، ان میں سے زیادہ تر دوبارہ نہ چھپنے کی وجہ سے نایاب تھیں اور ان تقاریر کی روداد یں تھیں جو میں نے کوئی دس برس پہلے کی تھیں۔ جن پر پولیس اور یا وفاق کے ارباب اختیار نے کوئی اعتراض نہ کیا تھا۔ اب انہیں میرے مجرمانہ ماضی کے ثبوت میں کیسے پیش کیا جا رہا تھا۔ اور بطور جواز تا کہ مجھے ملک بدر کر دیا جائے۔ یہ ایک ڈھونگ تھا جس میں، میں حصہ نہیں لے سکتی تھی۔ جس کے نتیجے میں، میں نے مزید سوالات کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔ میں باقی ''سماعت'' کے دوران چپ رہی، جس کے خاتمے پر میں نے اپنے محتوں کو ایک لکھا ہوا بیان حوالے کر دیا جس کا کچھ حصہ یوں ہے۔

''اگر موجودہ کارروائی اس مقصد سے ہو رہی ہے تا کہ میرے خلاف چند مبینہ قانون شکنیاں ہیں جن کا میں ارتکاب کر چکی ہوں یا چند برے اور سماج دشمن اعمال ہیں تب میں ان رازوں کے فاش کرنے پر احتجاج کرتی ہوں اور اس ''مقدمے'' کو تیسرے درجے کے ہتھکنڈوں کے ذریعے چلانے پر بھی۔ لیکن اگر میں کسی مخصوص قانون شکنی یا عمل کے لیے مورد الزام نہیں ٹھہرائی جا رہی، اور اگر..... جیسی کہ میرے پاس یہ سمجھنے کے لیے معقول وجوہ ہیں..... یہ خالصتاً میرے سماجی اور سیاسی خیالات کی چھان پھٹک کے لیے تحقیقات کی جا رہی ہے۔ تب میں اور زور و شور سے اس کارروائی کے خلاف احتجاج کرتی ہوں۔ کیونکہ یہ انتہائی استبدادی ہے اور ایک سچی جمہوریت کی بنیادی ضمانتوں کے یکسر منافی ہے۔ نوع انسان کے ہر فرد کو اس بات کا حق ہے کہ وہ کسی بھی نوعیت کے خیالات رکھے جو اس عورت یا مرد کو پسند ہوں اس کے باوجود اس کے خلاف کسی بھی عدالت میں کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کی جا سکتی.....

اپنی امیدوں اور آرزوؤں کا آزادانہ اظہار خیال کسی سماج میں واحد اور عظیم حفاظتی سپر ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہی آزادانہ اظہار خیال اور مباحثہ اکلوتا راہنما ہے جو مفید راستے کی طرف اشارہ کرتا ہے جس پر انسانی ترقی اور پیش قدمی ہوتی ہے۔ لیکن ملک بدری کا مقصد اور انارکسٹ دشمنی کا قانون اسی نوعیت کے دیگر جبری ہتھکنڈوں کی طرح اس سب سے متصادم ہے۔ اس کا مقصد لوگوں کی آواز کو دبانا ہے اور محنت کش کے منہ پر چھینکا چڑھانا ہے۔ یہی ایک حقیقی اور خطرناک عفریت ہے اور اس کے خلاف من مانے فیصلے کرنے والی کارروائیاں اور یہ میلان کہ ان لوگوں کو ملک بدر کیا جائے جو ان کے بنائے ہوئے سانچوں میں نہیں بیٹھتے جنہیں ہمارے صنعتی نوابوں نے ڈھالا ہے اور وہی اسے دوام بخشنے کو بیتاب ہیں۔

اپنی پوری قوت اور ذات کی گہرائی سے میں سامراجی سرمایہ داری کی سازش کے خلاف احتجاج کرتی ہوں جو امریکی عوام کی زندگی اور آزادی کے درپے ہے۔

ایما گولڈمان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اخبارات کے ذریعے اطلاع ملی کہ مولی اسٹیمر ان دنوں بھوک ہڑتال کر رہی ہے۔ ہم سب کو اس کے متعلق بہت تشویش تھی کیونکہ پولیس، ریاستی اور وفاقی ادارے سب ہی ہماری کامریڈ کو ضمانت پر جیل سے رہائی کے بعد سے اسے شکاری کتوں کی طرح کھدیڑ رہے تھے۔ گیارہ ماہ میں اسے آٹھ مرتبہ گرفتار کیا جا چکا تھا۔ تھانے کی حوالات میں اسے رات بھر یا ہفتہ بھر رکھا جاتا، رہا کر دیا جاتا اور پھر گرفتار کر لیا جاتا اور اس پر کوئی معین الزام بھی نہ لگایا جاتا۔ آخری دھاوے میں جو روسی پیپلز ہاؤس پر مارا گیا جہاں ورکرز کاؤنسل کے دفاتر ہیں۔ مولی کو وہاں سے امیگریشن کے ارباب اختیار پکڑ کر لے گئے اور اسے آٹھ دن حراست میں رکھا اور اس کے بعد اسے ہزار ڈالر کے تمسک پر رہا کر دیا۔ بعد میں جب وہ اپنے دوست کے ساتھ ایک سڑک پر سے گزر رہی تھی تو اسے دو جاسوسوں نے روک لیا اور کہا کہ ''تمہیں باس پوچھ رہا ہے۔'' اسے نیویارک کے ''بم دستے'' کے سربراہ کے دفتر میں تین گھنٹے تک بلا کسی سوال و جواب کے بٹھائے رکھا اس کے بعد اسے تھانے لے جایا گیا اور وہاں ڈھک دیا گیا۔ اگلی صبح کے اخبار میں اس نے پڑھا کہ اس پر الزام ہے کہ لوگوں کو ''بلوہ کرنے پر اکسا'' رہی تھی۔ اسے ٹومبس میں منتقل کر دیا گیا اور ہفتہ بھر کی اسیری کے بعد پانچ ہزار ڈالر کی ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ وہ ابھی بہ مشکل گھر پہنچی ہوگی کہ وہاں تین جاسوس پہنچے اور ان کے پاس اس کی گرفتاری کا وارنٹ تھا اور اسے ایلس جزیرے لے گئے۔ ریاست ہائے متحدہ حکومت کی پوری مشینری ایک لڑکی کی ہلکی سی لغزش کو کچلنے میں لگی ہوئی تھی جس کا کل وزن ۸۰ پونڈ تھا۔

مولی نے جیل میں جو پندرہ برس گزارے تھے وہ اس کے چہرے پر دکھائی دیتے تھے اور میں یہ چاہتی تھی کہ وہ اپنی توانائی اس بھوک ہڑتال میں مزید ضائع نہ کرے۔ ہیری وین برگر جو اس کا قانونی مشیر تھا اسے ملنے کی اجازت تھی اور کمشنر نے مجھے بھی اس کے ہمراہ جانے کی اجازت دے دی۔ ہم نے اسے نہایت نحیف حالت میں پایا مگر اس کا عزم ناقابل تسخیر تھا۔ اس نے ہماری گزشتہ ملاقات میں پیدا ہو جانے والے اختلاف کی بدمزگی کا احساس بھی نہ ہونے دیا۔ اس کے برعکس وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی شیریں اور دوستانہ۔

اسے ہمہ وقت مقفل رکھا جاتا، یہ بھی مولی نے بتایا اور اسے دیگر سیاسی کارکنوں سے ملنے جلنے نہ دیا جاتا اور ان سے بھی رابطہ نہ پیدا کرنے دیا جاتا جنہیں ملک بدری درپیش تھی۔ اس کے خلاف اس نے بارہا احتجاج کیا مگر بے سود اور آخر اس نے بھوک ہڑتال شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں مان گئی کہ اس کے ساتھ روا رکھا جانے والا رویہ انتہائی اشتعال انگیز تھا۔ لیکن میں نے اس سے زور دے کر کہا کہ اس کی زندگی ہماری تحریک کے لیے نہایت اہم ہے۔ اس لیے تم اپنی صحت کو خطرے میں نہ ڈالو کیا وہ اپنی ہڑتال معطل کر دے گی اگر میں کمشنر کو جاری سلوک کو بدلنے پر آمادہ کر لوں۔ شروع میں وہ متذبذب تھی لیکن آخر میں اس نے صاد کر دیا۔ اس مرتبہ میں نے تکلف نہ کیا اور اپنی عالیشان کامریڈ کو کلیجے سے لگا لیا۔ وہ ایک چھوٹے سے بچے کی طرح تھی اور جسے میں اس شقی القلب دنیا سے بچانا چاہتی تھی۔

ہم کمشنر کو قائل کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ وہ مولی کو دوسرے اسیر کامریڈوں کو میسر حق واپس کرے۔ اس نے خفت سے بچنے کے لیے وعدہ کر لیا کہ ''پہلے وہ اس معاملے پر غور کرے گا'' اور کوئی تبدیلی لائے گا اگر مس اسٹیمر بھی ''دو قدم آگے بڑھائے'' ہم نے مولی کو پیغام بھیجا اور اس کے اتفاق کر لینے پر ہم نے اسے کھانا بھیج دیا۔

اسی شام میں ساشا اور میرے لیے بری وورٹ ہوٹل میں ایک استقبالی عشائیہ ترتیب دیا گیا تھا جس کا انتظام ہمارے انتھنگ ڈولی سلون نے کیا تھا۔ ہم نے اس خصوصی ضیافت کی مخالفت کی تھی اور چاہتے تھے کہ ایک بڑا سا تھیٹر کرائے پر لیا جائے جہاں پر معقول داخلہ ٹکٹ پر لوگوں کی بڑی تعداد کو بلایا جائے لیکن اس عظیم نیویارک میں بری وورٹ کو چھوڑ کر کوئی اور جگہ دستیاب نہ تھی اور جس کی انتظامیہ کا بندوبست روایتی مہمان نوازی کے شایان شان تھا۔ یہ رنگین شام نہ جانے کیوں بدمزگی کا شکار ہو گئی اس کی وجہ متعدد دوستوں کی داخلے کے وقت ناگزیر رکاوٹ تھی یہ لوگ اس تقریب میں شرکت کے لیے دور دراز کا سفر کر کے آئے تھے۔ لیکن شام کی رنگینی نے اس مایوسی کا ازالہ کر دیا۔ بولارج جو باصلاحیت باغی شاعر ہے اس نے اپنی ایک مصورانہ نظم کو ترنم میں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سنا کر سامعین میں وجد پیدا کر دیا اس نے اپنی نظم ساشا اور مجھ سے معنون کر دی۔ دیگر مقررین نے بھی اسی فیاضی سے کام لے کر ہمیں خراج تحسین پیش کیا۔ یہاں تک کہ ہمارا قدیم ہمکار ہیری۔ ایم۔ کیلی جو عالمی جنگ کی وجہ سے ہم سے دور ہو گیا تھا دوبارہ ہم میں موجود تھا، اپنی نرم خو طبیعت کے ساتھ۔

میں ایلس آیلینڈ میں مقیم اپنے نوجوان سورماؤں اور مولی کے متعلق بولی جس کی ہمت اور انقلابی دیانتداری نے کئی مردوں کو شرمندہ کر دیا۔ نوخیز نسل میں ابھرنے والی مولیاں اس زمین سے پھوٹ رہی ہیں جس کا بیج ہماری پرانی نسل نے لگانے کی کوشش کی تھی، میں نے کہا۔ یہ لوگ ہماری معنوی اولاد ہیں اور یہی لوگ اپنے ورثہ کو مزید آگے لے جائیں گے۔ پُر افتخار احساس کے ساتھ ہم شائد ایک اطمینان کے ساتھ مستقبل کی جانب دیکھ سکتے تھے۔

اسی پیمانے پر ایک تقریب کیٹ رچرڈز اوہارا کے لیے ریڈیکل خواتین نے ترتیب دی جو کیٹ کو معافی دلانے کے لیے کام کر رہی تھیں۔ صدارت کرسٹل ایسٹ مین نے کی۔ اس شام مقررین میں الیزبتھ گرلے فلن اور میں شامل تھی۔ میں نے جیفرسن سٹی جیل میں کیٹ کے شب و روز کا ذکر کیا اور ان کا میابیوں کے متعلق بتایا جو اس نے وہاں کی بدنصیبوں کے لیے کیا۔ میں نے اس کے اس جذبے کا ذکر کیا کہ وہ کس طرح رفاقت نبھاتی تھی اور میں نے چند ذاتی تاثرات بھی بیان کیے۔ میں نے اس اصلاح خانے میں نامور کیٹ کے کردار میں جو خوبیاں دیکھی تھیں۔ اس کے بالوں کی رنگت نے بالخصوص سامعین کا جی بہلایا۔ وہ جیل کے کارخانے میں آنے سے پہلے اچھی طرح سے زلف آرائی کرتی تھی۔ اس رسم کی تکمیل میں کافی وقت اور کوشش کرنا پڑتی تھی۔ جس کی صبح کے اوقات میں گنجائش نہ ہوتی تو اس کے لیے سونے سے پہلے گھنٹہ بھر اسی پر صرف کرتی۔ ایک مرتبہ رات گئے مجھے کیٹ نے جگا دیا اور وہ پسینے پسینے ہو رہی تھی ''کیٹ کیا بات ہے؟'' میں نے اسے آواز دی۔ ''بالوں کی پن سے اس میں کھونچا لگ گیا ہے ذرا اسے رفو تو کر دو'' اس نے جواب دیا۔ ''یہ سب بیکار ہے'' میں نے اسے چھیڑا ''ٹھیک'' اس نے ترکی بہ ترکی جواب دیا ''اچھا تو بتاؤ کہ میں اپنی خوبصورتی کیسے دکھاؤں؟ اس دنیا میں بلا قیمت کوئی چیز نہیں ملتی اور یہ بات تمہیں بھی معلوم ہے۔'' پھر ٹھیک ہے میں بھی ایسی فضول چیز کے لیے ایک دمڑی نہ خرچ کروں گی جسے گھونگریالے بال کہا جاتا ہے۔'' ''ای۔ جی تم کیا بات کر رہی ہو ذرا اپنے یاروں سے پوچھو اور تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تمہاری بہترین تقریر سے زلف گرہ گیر کہیں زیادہ اہم ہے۔'' کھانا کھانے والوں نے فلک شگاف قہقہہ بلند کیا۔ اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ان میں سے اکثریت کیٹ سے متفق ہو گی۔

دیوتاؤں نے اس کام میں بڑی سخاوت سے کام لیا تھا اور مجھے کام اور تیمارداری سے کبھی فرصت نہ ملی۔ ابھی ساشا کو بستر علالت چھوڑے دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک اور مریض حاضر تھا۔ اسٹیلا صاحب فراش تھی اور اس کی تیمارداری میری ذمہ داری تھی۔ میرے آرام و چین کا صرف وہی لمحہ آتا جب میرا کوئی دوست مجھے اغوا کر لے جاتا۔ جیسا کہ میرے دوست الاینبار نسڈال نے عجلت میں کیا۔

میں اس سے پہلی مرتبہ شکاگو کے لیکچروں کے زمانے میں ملی تھی۔ اسے ڈراموں میں بہت دلچسپی تھی اور اس نے شہر میں کئی جدید کھیل اسٹیج کیے تھے۔ میں نے کئی خوشگوار گھنٹے ایک ساتھ بسر کیے تھے اور مجھے یہ جاننے کا موقع ملا کہ وہ بھی سماجی مسائل کا گہرا شعور رکھتی ہے بالخصوص آزادانہ مادریت اور ضبط تولید پر۔ اس کے موی بلنگز کے مقدمے میں دلچسپی لینے سے ثابت ہوا کہ اس کا اس معاملے میں تعلق محض نظری نہ تھا۔ وہ ان کے مقدمے کی پیروی کرنے کے لیے عطیات دینے والوں میں پہلی ہی نہ تھی اس نے اس سلسلے میں ایک بڑی رقم بطور قرض بھی دی۔ تاہم میرے جیل جانے کے بعد الاین نے مجھے یہ احساس دلایا کہ اسے واقعی میرا کتنا خیال ہے۔ میری رہائی پر استقبال کرنے کے لیے اس کا ساحل سے چل کر شکاگو آنا جس سے وہ میرے بہت نزدیک ہو گئی اور اس نے ہماری دوستی کو مستحکم بھی کر دیا جو چار سال پہلے شروع ہوئی تھی۔ نیویارک میں اپنی آمد کے بعد وہ مجھے لے بھاگی اور مجھے اس پر مجبور کیا کہ میں چند لمحوں کے لیے دنیا کی تکالیف کو فراموش کر دوں۔

ایک روز جب ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور میری ملک بدری پر گفتگو ہو رہی تھی تو میں نے یہ کہہ کے ابسن کا حوالہ دیا کہ جس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ نصب العین کے لیے جدوجہد ہوتی ہے جس کی اہمیت ہوتی ہے نہ کہ منزل کا پالینا۔ میری زندگی بھرپور اور رنگارنگ گزری تھی اور مجھے کسی چیز کا تاسف نہ تھا۔ ''جہاں تک مادی نتائج کا تعلق ہے؟'' الاین اچانک پوچھ بیٹھی ''کوئی بھی نہیں الاّ میرے حسین خدوخال کے۔'' میں نے ازراہ مذاق جواب دیا۔ میری دوست کسی سوچ میں پڑ گئی اور اس کے بعد پوچھنے لگی کیا تم ایک چیک بھنا سکو گی۔ ہاں کیوں نہیں، میں نے جواب میں کہا۔ لیکن یہ بات اسی کے مفاد میں ہے کہ اس کی چیک کی کتاب میں میرا نام نہ آئے۔ الاین نے اس پر کہا کہ یہ اس کا حق ہے کہ وہ اپنی رقم جہاں چاہے صرف کرے اور حکومت کو ان چیزوں میں ٹانگ اڑانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تب اس نے مجھے پانچ ہزار ڈالر کا ایک چیک دیا جو اس لڑائی میں صرف کیا جا سکتا ہے جو میری ملک بدری کے لیے لڑی جائے یا ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اگر مجبوراً مجھے ملک چھوڑنا پڑے۔

جذبات کے وفور کی وجہ سے مجھے خود پر اعتبار نہ تھا جن کا سبب الاین کی دریادلی تھی۔ سب سے پہلے تو مجھے اپنے جذبات پر قابو پانا تھا۔ شام میں دیر گئے میں نے اسے بتایا کہ میری ملک بدری کی صورت میں جو بات مجھے بے چین کر رہی ہے وہ ہے دوسروں پر انحصار کا جان لیوا خیال۔ جب سے میں امریکہ میں وارد ہوئی ہوں یہ خوف مجھے کبھی دامنگیر نہ ہوا کہ میں اپنے پاؤں پر نہیں کھڑی ہو سکتی۔ میں اسے ترجیح دوں گی کہ میں مختار رہوں چاہے غربت میں بسر ہو بجائے اس کے کہ دولت کے لیے اسے گنوا دوں۔ یہ واحد خزانہ ہے جس کی میں نے اس طرح حفاظت کی ہے جیسے کوئی کنجوس اپنے مال ومتاع کی۔ اس سرزمین سے بے دخلی جسے میں نے اپنا سمجھا اور جہاں میں برسوں خون پسینہ ایک کرتی رہی اور سالہا سال تک تکالیف جھیلیں وہاں سے روانگی کوئی خوشگوار اقدام نہ ہوگا۔ لیکن کسی اور ساحل پر خالی ہاتھ اترنا اور جہاں بہ آسانی قدم جمانے کی امید بھی نہ ہو وہ بلاشبہ میرے لیے ایک آفت سے کم نہ ہوگا۔ یہ افلاس اور کمیابی کا ہول نہیں ہے یہ اس کا خوف ہے کہ ان لوگوں کے کہنے پر کام کرنے کا خوف جو لوگ ہست وبود کے ذرائع پر قابض ہیں اور اسے روک بھی سکتے ہیں۔ یہ عفریت مجھے سب سے زیادہ پریشان کرتا ہے۔ ''تمہارا چیک کوئی معمولی تحفہ نہیں ہے'' میں نے الاین سے کہا ''یہ تو میرے آزاد بچھی رہنے کا وسیلہ ہوگا اور یہ مجھے مختار اور عزت نفس کو برقرار رکھنے میں مدد دے گا۔ کیا تم سمجھیں؟'' اس نے سر کو جنبش دی اور میرا دل مارے احسان کے غبارہ بن گیا جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

جنگ بندی کو ایک سال گزر چکا تھا اور یورپ کے تمام ملکوں میں لوگوں کو عام معافی دی جا چکی تھی۔ صرف امریکہ تھا جس نے اپنے بندی خانوں کے دروازے نہ کھولے تھے۔ اس کے بجائے اہلکاروں نے چھاپے اور گرفتاریاں بڑھا دی تھیں۔ یہاں شائید ہی کوئی شہر بچا ہو جہاں ان کارکنوں کو جو روسی تھے یا اس لیے مشکوک تھے کہ وہ ریڈیکل نظریات کے ہمدرد تھے نہ اٹھا لیے جاتے ہوں، انہیں کارگاہوں میں پکڑ لیا جاتا یا سرراہ۔ ان چھاپوں کی پشت پر اٹارنی جنرل مچل پالمر تھا۔ وہ ریڈیکلز کے خیال ہی سے بھڑک جاتا۔ بہت سی گرفتاریاں اپنے جلو میں ستم زدگان پر جسمانی تشدد بھی لاتیں۔ نیویارک، شکاگو، پٹس برگ، ڈیٹرائٹ، سیاٹل اور دوسرے صنعتی مراکز کے علیحدہ حراست گھر اور جیلیں تھیں جو ان ''مجرمان'' سے بھرے ہوئے تھے۔ میں ان فرمائشوں کے نرغے میں تھی جن میں مجھ سے لیکچر دینے کو کہا جا رہا تھا۔ وفاق کا ملک بدری کا جنون ملک کے غیر ملکی کارکنوں کو دہشت زدہ کر رہا تھا اور مجھ سے مسلسل تقاضہ کیا جا رہا تھا کہ میں اس موضوع پر خطاب کروں، لوگوں کو اس مسئلے پر آگاہ کروں۔

ہمارا اپنا معاملہ معلق تھا اور ساشا ابھی تک معذور تھا۔ یہ گھوڑے کے آگے گاڑی باندھنے کے مترادف تھا کہ میں لیکچروں کے دورے پر روانہ ہو جاؤں اس کے باوجود انکار کرنا میرے بس میں نہ تھا۔ مجھے شگون یہ بتا رہے تھے کہ یہ آخری موقع ہے کہ میں اپنے اختیار کردہ وطن کی شرمناک صورتحال کے خلاف اپنی آواز بلند کروں۔ میں نے ساشا سے مشورہ کیا تو اس نے اتفاق کیا کہ مجھے جانا چاہئے۔ میں نے یہ تجویز رکھی کہ وہ بھی ساتھ چلے یوں اسے اٹلانٹا کو فراموش کرنے میں مدد ملے گی اور اسے اپنے کامریڈوں سے شائید آخری مرتبہ ملنے کا موقع بھی مل جائے گا اور اس پر اس نے حامی بھر لی۔

ہمارے دوستوں اور قانونی مشیر نے اس مہم پر جانے سے سختی سے مخالفت کی۔ ہماری ملک بدری کا معاملہ وفاقی حکومت کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پاس اب بھی زیرِ غور تھا۔ اس لیے یہ ناموزوں تھا کہ ہم معاملہ مزید خراب کر لیں۔ انہوں نے یہ دلائل دیئے۔ لیکن ساشا اور میں یہ محسوس کر رہے تھے کہ یہ نفسیاتی لمحہ تھا کہ ہم روس کی جانب سے بولیں اور ہمیں ذاتی مفادات کو اپنے فیصلے کی راہ میں حائل نہ ہونے دینا چاہئے۔

نیویارک سے ڈیٹرائٹ اور پھر وہاں سے شکاگو جاتے ہوئے ہم نے ایک طوفانی دورہ کیا۔ ہماری حرکات وسکنات پر مقامی اور وفاقی اہلکار نظر رکھے ہوئے تھے۔ ہمارے منہ سے نکلنے والے ہر کلمے کو ضابطہ تحریر میں لایا جاتا اور کوشش کی جاتی کہ ہم نہ بولیں۔ ہم ان باتوں سے بغیر پریشان ہوئے اپنا کام کرتے رہے۔ یہ ہمارا آخری عظیم کارنامہ تھا اور ہم محسوس کر رہے تھے کہ ہمارے متعلق آخری فیصلہ ہو چکا ہے۔

اخبارات میں پولیس مداخلت کی سنسنی خیز خبروں کی اشاعت اور ہمارے اجتماعات میں شرکت سے روکنے والی تنبیہوں اور ایسے ہی دیگر ہتھکنڈے، جن کا مقصد ہمارے سامعین کو شرکت سے روکنا ہوتا، ہماری وہ میٹنگ جو ڈیٹرائٹ اور شکاگو میں بھی ہوئیں اس میں ہزاروں کا مجمع تھا۔ یہ کوئی معمولی جلسے نہ تھے۔ یہ مہیب جلسے تھے۔ یہ شدید برہمی کے بادوباراں تھے جو حکومت کی مطلق العنانی کے خلاف اور خود کو خراج عقیدت پیش کرتے۔ یہ بیدار روحوں کی اجتماعی اور پُر فصاحت آواز تھی۔ جس میں نئی امید اور تمناؤں سے سنسنی دوڑ رہی تھی۔ ہم تو محض ان کی آرزوؤں اور خوابوں کو لفظی جامہ پہنا رہے تھے۔

دسمبر کی دوسری کو جب شکاگو میں ہمارے دوستوں نے ہمیں الوداعی عشائیہ دیا' اخباری نمائندے دوڑتے ہوئے آئے اور خبر دی کہ ہنری کلے فرک کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہمیں اس کی خبر نہ تھی لیکن اخبار والوں نے یہ شک کیا کہ یہ تقریب اس کے مرنے کی خوشی میں برپا کی گئی تھی۔ ''مسٹر فرک ابھی ابھی فوت ہوئے ہیں'' ایک منہ پھٹ نوجوان رپورٹر نے ساشا کو مخاطب کر کے بتایا ''آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔'' ''خدا نے اسے ملک بدر کر دیا۔'' ساشا نے خشکی سے جواب دیا۔ میں نے اضافہ کیا کہ مسٹر فرک نے الیکزینڈر برکمین سے پورا قرض وصول کر لیا تھا۔ مگر وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کیے بغیر وفات پا گئے۔ ''آپ کا اس سے کیا مطلب ہے'' رپورٹر نے تقاضہ کیا ''صرف یہ کہ ہنری کلے فرک گزشتہ لمحات کا شخص تھا۔ نہ جیتے جی اور نہ موت کے بعد اسے دیر تک یاد رکھا جائے گا۔ یہ الیکزینڈر برکمین ہے جس کی وجہ سے اسے شہرت ملی اور اس کا ذکر ہمیشہ برکمین کے ضمن ہی میں آیا کرے گا۔ اس کی زندگی بھر کی کمائی بھی ایسی شہرت کو خریدنے کے لیے ناکافی ہو گی۔''

اگلی صبح ہنری وین برگر کا تار آیا جس میں ہمیں مطلع کیا گیا تھا کہ وفاق کے محنت کے محکمے نے ہماری ملک بدری کا حکم دیا ہے اور ہمیں ۵ دسمبر کو خود کو حکام کے حوالے کرنا ہے۔ ہمارے پاس آزادی کے دو اور دن تھے اور ایک لیکچر باقی تھا۔ نیویارک میں ہمیں بہت سے کام انجام دینے تھے اور ساشا وہاں کے کام نمٹانے کے لیے فوراً روانہ ہو گیا۔ میں آخری جلسے کے لیے ٹھہر گئی۔ طوفان چاہے کتنا گرجے اور لہریں چاہے جتنی بلند ہوں میں نے ان کا آخری دم تک سامنا کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اگلے دن میں نے نیویارک کے لیے تیز ترین رفتار کی ٹرین پکڑی۔ کٹی بیک اور بن کیپس ہمراہ تھے۔ مجھے شاہانہ انداز میں شکاگو سے الوداع کہا گیا۔ اسٹیشن کا پلیٹ فارم قریب قریب ہمارے کامریڈوں سے بھرا ہوا تھا۔ چہروں کے سمندر سے وہ انمول جذبات ابلے پڑ رہے تھے جن سے مکمل یکجہتی اور محبت ظاہر ہوتی تھی۔

میں امریکہ کی تیز ترین رفتار والی گاڑی پر سوار تھی۔ اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ شاہانہ انداز میں سفر کر رہی تھی ''ایک سلیپر یا پورا ڈبہ جو امریکہ میں شائید تمہارا آخری سفر ہے؟'' میرے دوستوں نے جملہ کسا ''کبھی نہیں!'' ایک ڈرائنگ روم بھی اتنا پرآسائش نہیں ہوتا جس میں شیمپین بھی چلتی ہو۔ نہ جانے کیسے بنّی نے 'شراب کی ممانعت' کے باوجود کہاں سے یہ بوتلیں پیدا کر لی تھیں یہ اس کے بائیں ہاتھ کا کام تھا کہ وہ قلیوں کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیتا اور یوں اس نے ہمارے دلوں کو جیت لیا۔ ہمارا قلی ہمارے کمرے میں مصروف رہا اور تمام وقت فضا کو سونگھتا رہا۔ ''بڑھیا مال'' ہے اس نے دانت نکال دیئے اور ایک آنکھ میچ لی۔ ''لیکن تمہاری زندگی، جارج'' بنّی نے اعتراف کیا ''کیا تم ہمیں برف کی ڈلیوں کی ایک بالٹی لا دو گے؟'' ''ہاں، ہائے ایک

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پوری سل جناب۔'' ہمارے پاس اتنی بوتلیں نہ تھیں کہ ریفریجریٹر بھر لیتے۔ بن نے اسے بتایا۔ لیکن اگر وہ چاہے تو ''چوری کا مال حاضر ہے'' مگر اسے ایک فالتو گلاس لانا پڑے گا۔ کائیاں حبشی ایک فلسفی اور فنکار ثابت ہوا۔ زندگی کے متعلق اس کا مشاہدہ بہت گہرا اور مسافروں کی نقالی کرنے اور قابل فخر کمزوریوں پر لاجواب نظر تھی۔

کٹی اور میں اکیلے چل پڑے اور صبح کے آخری پہروں میں باتیں کرتے رہے۔ اس کی زندگی سانحوں سے بھری ہوئی تھی، اس کی شائید یہ وجہ تھی کہ فطرت نے اسے شاہ خرچ بنایا تھا۔ دنیا اس کے لیے ایک رسم تھی اور درماندہ کی خدمت کرنا محض بے ساختگی۔ نہ جانے کوئی آدمی تھا جس کی محبت میں وہ گرفتار تھی یا دوست یا پھر فقیر یا کوئی آوارہ بلی یا کتا وہ سب ہی کے سامنے جیب خالی کر کے حاتم بن جاتی۔ وہ اپنے لیے کچھ نہ رکھ سکتی تھی اس کے باوجود میں شائید ہی کسی ایسے فرد کو جانتی ہوں جو اس سے زیادہ چاہت کا مستحق ہو۔ جو اس کی زندگی میں دخیل تھے وہ اس سے اس طرح لیتے جیسے یہ شیر مادر ہو، ان میں سے شائید ہی کوئی ایسا ہو جو اس کے دل کی طلب کو سمجھتا ہو۔ کٹی تو بانٹنے کے لیے پیدا ہوئی تھی نہ کہ لینے کے لیے۔ یہی شے بیک وقت اس کی کامیابی اور شکست تھی۔

نیویارک کے گرینڈ سنٹرل اسٹیشن پر دوست ہمارے منتظر تھے جن میں ساشا فٹزی، اسٹیلا، ہیری اور دیگر رازداں۔ اب اتنا وقت بھی نہ بچا تھا کہ میں اپنے اپارٹمنٹ تک جا کر اپنی عزیز ہیلینا کو الوداع کہہ سکتی۔ ہم لوگ ٹیکسی میں بھر گئے اور ایلس آیلینڈ کی جانب روانہ ہو گئے۔ وہاں پر ساشا اور میں نے خود کو انہیں حوالے کر دیا۔ جبکہ ہیری وین برگر نے یہ تیاری شروع کر دی کہ وہ تیس ہزار ڈالر لوٹائے جائیں جو بطور زر ضمانت جمع کرائے گئے تھے۔

''کہانی اب ختم ہو گئی، ایما گولڈمان کیا ایسا نہیں ہے؟'' ایک اخباری نمائندے نے تبصرہ کیا۔ ''ممکن ہے یہ آغاز ہو'' میں نے چمک کر جواب دیا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

باب ۵۱

جزیرے میں جو کمرہ مجھے رہنے کو دیا گیا اس میں پہلے سے دو افراد موجود تھے۔ ایتھل برنسٹین اور ڈورا لپکن جنہیں روسی کارکنوں کی یونین کے دفتر پر چھاپے کے دوران میں پکڑا گیا تھا۔ وہاں سے جو دستاویزات ملیں ان میں انگریزی گرامر کی کتاب اور سادہ حساب کی کتاب تھی۔ چھاپہ مارنے والوں نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا جو اس کی حدود میں ملے انہیں مارا پیٹا گیا کیونکہ ان کے قبضے سے اتنا آتشیں ادب برآمد ہوا تھا۔

مجھے اس وقت سخت حیرانی ہوئی جب یہ معلوم ہوا کہ جس اہلکار نے ہماری ملک بدری کے احکام پر دستخط کیے تھے وہ لوئیس ایف پوسٹ، اسسٹنٹ سیکریٹری آف لیبر تھا۔ یہ سب کچھ ناقابل یقین تھا، لوئیس ایف پوسٹ' موٹ آزادی اظہار اور صحافت کا نقیب، پبلک کا سابق مدیر جو بے خوف ہفت روزہ تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے ارباب اختیار کی اس لیے کھال کھینچ دی تھی کیونکہ صدر میکنلی کی ہاہا کار میں وحشیانہ طریقے استعمال کیے گئے تھے۔ جس نے میری مدافعت کی تھی اور جس نے اس بات پر بھی اصرار کیا تھا کہ لیبون زولوگوز کو بھی آئینی حقوق کے تحت ملنے والے تحفظات دی جائیں..... وہی آج ملک بدری کا چیمپئن نکلا؟ وہی ریڈیکل جس نے اس میٹنگ کی صدارت کرنے کی پیشکش کی جو میکنلی کے سانحے کے سلسلے میں میری رہائی کی خوشی میں منعقد کی جا رہی تھی، اب ان حربوں کی حمایت کر رہا ہے؟ میں اس کے گھر پر بطور مہمان رہی تھی، مسٹر اور مسز پوسٹ نے میری آؤ بھگت بھی کی تھی۔ ہم نے انارکزم پر گفتگو کی تھی اور اس نے اس کی آدرشی قدر و قیمت کو تسلیم بھی کیا تھا۔ اگرچہ ان کے اطلاق پر ان کی عملی حیثیت پر اسے شک تھا۔ اس نے ہماری تقریر کی آزادی کی متعدد لڑائیوں میں ہماری مدد کی تھی اور اس نے جان ٹرنر کی ملک بدری کے خلاف اپنے قلم اور اپنی آواز سے زور و شور سے احتجاج کیا تھا اور اب وہی لوئیس ایف پوسٹ ملک بدری کے پہلے کاغذ پر دستخط کر رہا تھا جس سے ریڈیکلز کو جلاوطن کیا جانے والا تھا۔

میرے چند دوستوں نے یہ کہا کہ لوئیس ایف پوسٹ وفاقی حکومت کا اہلکار ہوتے ہوئے اپنے حلف سے انحراف نہیں کر سکتا اور اس پر قانون کی ہدایات پر عمل کرنا لازم ہے۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ عہدہ سنبھالنے میں اور حلف اٹھا کر وہ اپنے ان نظریات سے روگردانی کا مرتکب ہو رہا تھا جن کا وہ مدعی تھا اور جن پر وہ گزشتہ برسوں میں عمل پیرا تھا۔ اگر وہ دیانتدار شخص ہوتا تو لوئیس ایف پوسٹ اپنی ذات سے دیانت کرتا اور اسی وقت مستعفی ہو جاتا جب ولسن نے ملک کو جنگ کی آگ میں دھکیل دیا تھا۔ یا اسے کم از کم اس وقت استعفیٰ دے دینا چاہئے تھا جب اس نے خود کو اس امر پر مجبور پایا تھا کہ اسے ان لوگوں کی ملک بدری کے احکام جاری کرنے پڑ رہے ہیں جو چند مخصوص نظریات کے ماننے والے ہیں۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ پوسٹ نے اپنے چہرے پر رسوائی لیپ لی۔

امریکی ریڈیکلوں کی موم جیسی کمر اور دم خم کی کمی ایک سانحہ تھا۔ لیکن ہم لوئیس ایف پوسٹ سے کسی بڑی بہادری کی توقع کیوں کریں جبکہ اس کا استاد ہنری جارج جو موٹ کا پدر بزرگوار تھا اس نے میرے شکاگو کے کامریڈوں کو عین وقت پر پیٹھ دکھا دی تھی؟ اس وقت اس کی آواز بہت موثر تھی اور وہ ان لوگوں کی زندگی بچانے میں اعانت کر سکتا تھا جن کی معصومیت پر اسے یقین تھا۔ لیکن سیاسی آرزوئیں بالادست ثابت ہوئیں اور اس کے احساس عدل پر غالب آ گئیں۔ لوئیس ایف پوسٹ آج اپنے ممدوح موٹ کے نقش قدم پر چل رہا تھا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں اس خیال میں تسکین ڈھونڈ رہی تھی کہ اب بھی چند موٹ موجود ہیں جن میں دیانتداری اور اخلاقی قوت پائی جاتی ہے۔ بولٹن ہال، ہیری وین برگر، فرینک اسٹیفنس (آزادی اظہار کی لڑائی میں میرا کامریڈ) ڈینیل کیفر اور متعدد دیگر لوگ اپنی جگہ ثابت قدم رہے..... جنگ کے خلاف اور نئی مطلق العنانیت کے خلاف۔ فرینک اسٹیفنس کو باضمیر معترض کے طور پر گرفتار کرلیا گیا اور بطور احتجاج اس نے ضمانت پر رہائی نہ قبول کی۔ ڈینیل کیفر ایک اور حریت پسند تھا جس نے اپنا حقیقی رنگ دکھایا۔ آزادی اس کی نجی زندگی میں اتنی ہی جیتی جاگتی قوت تھی جتنی عوامی زندگی میں۔ وہ تمام موٹ میں پہلے افراد میں سے ایک تھا جس نے امریکہ کی جنگ میں شرکت کے خلاف سرگرمی سے حصہ لیا اور امتیازی ''جبری بھرتی'' کے بھی خلاف۔ وہ دل کی گہرائیوں سے مچل پالمر، نیوٹن ڈی بیکر اور دیگر کمزور گھٹنوں والے عطائیوں اور امن پسند بھگوڑوں سے کراہت محسوس کرتا تھا۔ نہ اس نے اپنے دوست لوئیس ایف پوسٹ کو اس کی دغابازی پر معاف کیا۔

ریاست ہائے متحدہ کے ڈسٹرکٹ کورٹ کے جج جولیس ایم میر نے ہیری وین برگر کی جس بیجا کی نالش کو قبول کرنے سے انکار کردیا اور ہماری ضمانت منظور نہ کی۔ مگر سماعت سے مفید معلومات واضح ہوئیں۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس کی حکومت کے اٹارنی نے کہا کہ جیک کرشنر تو کئی سال ہوئے فوت ہو چکا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب ۱۹۰۹ء میں اس کی شہریت منسوخ کی گئی تھی وہ اس وقت بھی زندہ نہیں تھا۔ اس سرکاری اعتراف نے سرکاری اہلکاروں کے اس اقدام پر حتمی مہر لگادی جو دیدہ دانستہ ایک ایسی کوشش تھی جس کے ذریعے مجھے شہریت سے محروم کرنا تھا اور اس کے لیے انہوں نے متوفی جیکب کرشنر کو شہریت کے حق سے محروم کیا تھا۔

ہمارا وکیل صفائی اس مٹی کا نہیں بنا تھا جو آسانی سے شکست تسلیم کرلے۔ ایک جگہ پٹ کر وہ کہیں اور گولہ باری شروع کردیتا۔ امریکہ کی سپریم کورٹ اس کی اگلی منزل تھی۔ وہ وہاں فروگزاشت کی نالش کی درخواست داخل کرے گا۔ اس نے ہمیں اس کی اطلاع دی۔ ہیری ہار ماننے والا نہ تھا اور میں اس پر خوش تھی کہ امریکی سرزمین پر ہر گھنٹے سے میں پوری طرح فائدہ اٹھاؤں گی۔

ساشا اور میں نے ایک عرصہ ہوئے یہ طے کرلیا تھا کہ ملک بدری پر پمفلٹ لکھیں گے۔ ہمیں یہ بھی علم تھا کہ ایلس آیلینڈ کے ارباب اختیار اس کے مسودے کو ضبط کرلیں گے اور اس لیے یہ ضروری ہوگیا کہ اسے خفیہ طور پر تیار اور روانہ کیا جائے۔ ہم رات میں لکھتے، ہمارے کمرے والے پہرہ دیتے۔ صبح میں چہل قدمی کے دوران میں ہم اس پر گفتگو کرتے جو ہم نے لکھا تھا اور تجاویز کا تبادلہ کرتے۔ ساشا نے حتمی نظر ثانی کی اور دوستوں کے حوالے کردیا تاکہ وہ اسے چوری سے باہر نکال لے جائیں۔

ہر دن ملک بدری کے لیے نئے امیدواروں کو لاتا۔ وہ مختلف ریاستوں سے لائے جاتے۔ ان میں سے زیادہ تر بلا رقم اور پوشاک کے ہوتے۔ وہ اس سے پہلے کئی کئی مہینے جیل میں گزار چکے ہوتے اور اس کے بعد نیویارک کی جانب روانہ کردیئے جاتے اور وہ اسی حالت میں ہوتے جس حالت میں انہیں ناگہانی طور پر گرفتار کیا گیا ہوتا۔ اسی حالت میں انہیں سخت سردی میں طویل سفر درپیش ہوتا۔ ہم اپنے لوگوں پر لباس، کمبلوں، جوتوں اور دیگر پہننے کی چیزوں کی فرمائش سے بمباری کرتے، جلد ہی رسد پہنچنا شروع ہوگئی اور ملک بدری کے منتظرین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ایلس آیلینڈ پر مقیم مہاجرین کی حالت کسی صورت میں بھی خوفناک حالت سے کم نہیں کہی جاسکتی تھی۔ ان کی اقامت گاہیں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں، خوراک کراہت والی اور ان سے سنگین مجرموں کی طرح سلوک کیا جاتا۔ ان بدنصیبوں نے اپنے مادر وطن سے اپنے کھونٹے اکھاڑ دیئے تھے اور متحدہ امریکہ کی زیارت کے لیے اس لیے آئے تھے کہ یہ خوابوں، آزادی اور مواقع کی سرزمین تھی۔ اس کے بجائے ان کے بیڑیاں ڈال دی گئی تھیں بدسلوکی کی جارہی تھی اور مہینوں سے بے یقینی کا شکار تھے۔ میں اس پر حیران تھی کہ چیزیں سال ۱۸۸۶ء کے کیسل گارڈن کے ایام سے بہت ذرا سی ہی بدلی تھیں۔ ان مہاجرین کو ہم سے ملنے جلنے کی اجازت نہ تھی لیکن ہم جتن کر کے ان سے رقعوں کا تبادلہ کرتے جس سے ہماری کسی لسانی لیاقت پر بہت دباؤ پڑتا۔ قریب قریب ہر یورپین زبان کو وہاں نمائندگی حاصل تھی۔ ہم ان کی ضروریات ایک حد تک ہی پوری کرنے کے متحمل تھے۔ ہم نے امریکی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دوستوں کو اس پر آمادہ کیا اور وہ سب کچھ کیا جو ہم ان بے کس اجنبیوں پر واضح کر سکتے تھے کہ سرکاری جلاد پوری ریاست ہائے متحدہ کی نمائندگی نہیں کرتے۔ ہم کام سے دبے جا رہے تھے یوں ساشا اور نہ ہی میں کسی اکتاہٹ کی شکایت کر سکتے تھے۔

اعصابی درد کا حملہ بہت بروقت تھا۔ جزیرے کا ڈاکٹر میرے درد میں کوئی افاقہ نہ لا سکا۔ تاہم کمشنر نے میرے واقف دانت کے ڈاکٹر کو وہاں آنے کی اجازت نہ دی۔ میری تکلیف ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ میں نے ایک زوردار احتجاج کیا اور بالآخر جزیرے کے ارباب اختیار نے اس پر اتفاق کر لیا کہ وہ واشنگٹن سے ہدایات کے لیے رابطہ کریں گے۔ آئندہ اڑتالیس گھنٹوں کے لیے میرا دانت وفاقی مسئلہ بن گیا۔ خفیہ سفارت کاری نے بالآخر اس مسئلے کا حل نکال لیا۔ واشنگٹن نے اس تجویز پر صاد کر دیا کہ مجھے میرے دانت کے ڈاکٹر سے مشورہ کرنے دیا جائے۔ میرے ہمراہ ایک مرد پاسبان اور ایک میٹرن ہونا چاہیے۔

دندان ساز کا کمرہ استقبالیہ میرا ملاقاتی کمرہ بن گیا۔ فنٹری، اسٹیلا، ہیلینا، ایگور: ہمارا چھوٹا سا ایان، عزیز ضعیف میکس اور دیگر دوست وہاں جمع تھے۔ علاج شروع ہونے کا انتظار جلد ہی ایک جشن میں بدل گیا۔

ہیری وین برگر کو واشنگٹن سے خلاف توقع دشواریوں سے واسطہ پڑ رہا تھا۔ جس کا سبب نوکر شاہی کا بال کی کھال نکالنے کا وطیرہ اور سرخ فیتہ تھا۔ عدالت کے کلرک نے اس لیے دستاویز قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ چھپی ہوئی نہ تھیں۔ ہیری نے بڑی کامیابی سے چیف جسٹس وہائٹ سے منظوری لے لی۔ دسمبر کی ۱۱ کو اسے اجازت مل گئی کہ وہ اپنے نکتے پر دلائل پیش کرے لیکن عدالت نے ہماری فروگزاشت کی نالش نہ مانی۔ ساشا کی ملک بدری پر حکم امتناعی بھی نہ منظور کیا گیا۔ میرے معاملے میں کاغذات چھپنے کے لیے دیئے گئے جو ہمیں ہفتہ بھر میں مل گئے۔

میں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر ساشا کو ملک چھوڑنے پر مجبور کیا جاتا ہے تو میں بھی اس کے ساتھ جاؤں گی۔ وہ میری زندگی میں میری فکری بیداری کے ساتھ ہی داخل ہوا تھا اور میرے اندر ہی پروان چڑھا تھا۔ اور اس کا طویل سوئے دار کا سفر ہمیشہ ہمارے درمیان ایک جوڑنے والی گرہ رہے گی۔ وہ میرا کامریڈ، دوست اور ہمکار گزشتہ تیس برس کے عرصے سے چلا آ رہا تھا۔ یہ سوچنا ناممکن تھا کہ وہ انقلاب میں شریک ہو جائے اور میں پیچھے رہ جاؤں۔

''تم تو اس لیے ٹھہر رہی ہو کہ جنگ چلتی رہے، کیا تم نہ ٹھہرو گی۔'' ساشا نے ایک دن تفریح کے وقفے میں مجھ سے پوچھا۔ میں ملک بدر ہونے والوں کے لیے بہت کچھ کر سکتی ہوں۔ اس نے بات بڑھاتے ہوئے کہا اور روسیوں کے لیے بھی۔ اگر میں امریکہ میں اپنے قیام کے حق کو تسلیم کرا لوں۔ کیا یہ وہی ساشا ہے جو ہمیشہ سے پرچار کو تمام باتوں پر اہمیت دیتا ہے۔ میں اپنے اندر شدید درد کی لہر کو نہ روک سکی اس نے جو لاتعلقی دکھائی تھی اور وہ بھی اس نازک لمحے پر۔ اس کے باوجود میں اصل ساشا سے واقف تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ اگرچہ وہ اپنی ذات کو بھی یہ یقین نہیں دلا سکتا کہ اس کے ٹھوس انقلابی ظاہر کی تہہ میں گہری انسان نوازی کا سمندر موجزن تھا۔ ''اس کا کوئی فائدہ نہیں اے میرے بڈھے اسکاؤٹ'' میں نے کہا ''تم اس آسانی سے مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے، میں نے فیصلہ کر لیا ہے اور میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔'' اس نے میرا ہاتھ زور سے پکڑ لیا لیکن منہ سے ایک حرف نہ نکلا۔

امریکہ کے مہمان نواز ساحل پر ہمیں چند اور دنوں کی مہلت مل چکی تھی اور ہماری لڑکیاں اود بلاؤ کی طرح آخری تیاریوں کے لیے کام کر رہی تھیں۔ میری جان اسٹیلا کے لیے کوئی کام کٹھن نہ تھا اور اسی طرح فنٹری کے لیے بھی کوئی کام دشوار نہ ہوتا۔ وہ گرفتہ دل کے ساتھ کام کرنے کے لیے ماری ماری پھرتیں۔ اس کے باوجود آمنا سامنا ہونے پر کھل جاتیں۔ ان سے جدائی اور میکس، ہیلینا اور دیگر چہیتوں سے علیحدگی بلاشبہ دل فگار تھی۔ ایک دن آئے گا جب شائد ہم ملیں گے۔ تاہم سب ہی ہیلینا کو چھوڑ کے..... میں اپنی بے چاری بہن کے متعلق ایسی امیدیں وابستہ نہ کر سکتی تھی۔ میرا یہ خیال تھا کہ وہ زیادہ دن نہ چلے گی اور مجھے معلوم تھا کہ جبلی طور پر اس نے میرے ذہن کو پڑھ لیا تھا۔ ہم جی چھوڑ کر گلے ملے۔

دسمبر ۲۰ بروز سنیچر بہت سے کام کاج کا دن تھا۔ ہماری چھٹی حس کہتی تھی کہ یہ یہاں ہمارا آخری دن ہو سکتا ہے۔ ہمیں ایلس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آیلینڈ کے صاحبان اختیار نے اطمینان دلا دیا تھا کہ اس کا کم ہی امکان ہے کہ ہمیں کرسمس سے پہلے دساور بھیجا جائے۔ یقیناً آئندہ کئی دن تک نہیں۔ دریں اثناء ہماری تصاویر اتاری گئیں، انگلیوں کے نشانات لیے گئے اور اس طرح تفتیش کی گئی جیسے ہم سزا یافتہ مجرمان ہوں۔ پورا دن ہمارے متعدد دوستوں کی آمد و رفت میں گزرا جو فرداً اور گروہ بنا کر آئے۔ بات صاف ہے، اخباری نمائندے بھی ہماری عزت افزائی میں نہ چوکے۔ کیا ہمیں معلوم ہے کہ ہم کب روانہ ہو رہے ہیں، اور کہاں جا رہے ہیں؟ اور اس کے متعلق میرا کیا منصوبہ ہے؟ ''میں روسی دوستوں کی ایک ایسی تنظیم بناؤں گی جو امریکہ کی آزادی کے لیے کام کرے گی۔'' میں نے انہیں بتایا۔ ''امریکی دوستوں نے روس کی آزادی کے کام میں بہت ہاتھ بٹایا تھا۔ اب آزاد روس کی باری ہے کہ وہ امریکہ کی مدد کو آئے۔''

ہیری وین برگر اب بھی بہت پر امید تھا اور لڑنے پر کمر بستہ۔ وہ مجھے جلد ہی امریکہ واپس بلوا لے گا۔ اس کا اصرار تھا اور مجھے بھی اس کے لیے تیار رہنا چاہئے۔ بوب مائیز اس پر بے اعتقادی سے مسکرایا۔ وہ ہماری روانگی کی آمد آمد سے بہت دل گرفتہ تھا۔ ہم نے کئی لڑائیاں شانہ بشانہ لڑی تھیں اور وہ میرا دلدادہ تھا۔ ساشا کا وہ پرستار تھا اور اس کی ملک بدری کو وہ ذاتی نقصان جانتا تھا۔ فٹزی سے جدائی کا دکھ تو ایک حد تک یوں رفع ہو گیا تھا کہ اس نے یہ طے کر لیا تھا کہ وہ بھی پہلا موقع ملتے ہی سوویت روس میں ہم سے آن ملے گی۔ ہمارے ملاقاتی روانہ ہونے والے تھے کہ وین برگر کو سرکاری طور پر مطلع کیا گیا کہ اس جزیرے پر ہمیں چند دن اور رہنا ہوگا۔ ہمیں یہ سن کر بہت خوشی ہوئی اور ہم نے دوستوں سے یہ طے کر لیا کہ وہ ہم سے ملنے پھر آئیں گے شائید آخری مرتبہ۔ دوشنبے کو، یوم مالک (بڑے دن پر) کسی ملاقاتی کو آنے کی اجازت نہ تھی۔

میں اس کٹہرے میں لوٹ آئی جس میں دیگر دو کامریڈ لڑکیوں کے ساتھ شراکت دار تھی۔ ایتھل کے خلاف مجرمانہ انارکی کا الزام تھا جو ریاست کی طرف سے واپس لے لیا گیا تھا۔ اس کے باوجود اسے ملک بدر ہونا تھا۔ وہ ایک بچی تھی جب اسے امریکہ لایا گیا تھا۔ اس کا پورا خاندان اس ملک میں تھا اس کے علاوہ مرد بھی جس سے وہ محبت کرتی تھی جس کا نام سیموئیل لیمین تھا اور جو لیوفورتھ جیل میں بیس سال قید کی سزا کاٹ رہا تھا۔ اس کا روس میں کوئی واقف نہ تھا اور وہ زبان بھی نہیں جانتی تھی۔ لیکن وہ بہت چہک رہی تھی اور کہتی میرے پاس فخر کرنے کے لیے معقول وجوہ ہیں۔ وہ بہ مشکل اٹھارہ برس کی ہوگی اس کے باوجود وہ اس میں کامیاب ہو چکی ہے کہ ریاست ہائے متحدہ کی طاقتور حکومت اس سے ڈرتی ہے۔

ڈورا لپکن کی ماں اور بہنیں شکاگو میں رہتی تھیں۔ وہ جسمانی مشقت والے کام کرنے والی تھیں اور غربت کی وجہ سے نیویارک کا پھیرا لگانے کے لیے کرائے کی متحمل نہیں ہو سکتی تھیں اور لڑکی کو معلوم تھا کہ اسے اپنے ان عزیزوں کو الوداع کہے بغیر رخصت ہونا پڑے گا۔ ایتھل کی طرح یہ بھی اس ملک میں طویل عرصے سے رہ رہی تھی اور فیکٹریوں میں کنیزی کر کے اس ملک کی دولت میں اضافہ کرتی رہی ہے۔ اب اسے ٹھوکر مار کر نکالا جا رہا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے اس کا محبوب بھی ان لوگوں میں تھا جنہیں ملک بدری در پیش تھی۔

میں ان دونوں لڑکیوں سے پہلے کبھی نہیں ملی تھی۔ لیکن ایلس آیلینڈ میں دو ہفتوں کی یکجائی نے ہمارے درمیان ایک مضبوط بندھن پیدا کر دیا۔ اس رات کمرے کی ان دونوں ساتھیوں نے دوبارہ دیکھ بھال سنبھال لی اور میں جلدی جلدی اہم خطوط کا جواب دینے لگی اور اپنے لوگوں کے لیے الوداعی تحریریں تیار کرنے لگی۔ اس میں آدھی رات ہو گئی تھی کہ اچانک میرے کان میں اپنی جانب بڑھتے ہوئے قدموں کی چاپ کی آوازیں آنے لگیں۔ ''باہر تو دیکھو، کوئی آ رہا ہے!'' ایتھل نے سرگوشی کی۔ میں نے جھپٹ کر اپنے کاغذات اور خطوط اٹھائے اور تکیے کے نیچے چھپا دیئے۔ اس کے بعد ہم اپنے بستروں پر لیٹ گئے، چادر اوڑھ لی اور ظاہر کیا جیسے سو رہے ہوں۔

قدم ہمارے کمرے پر آ کر رک گئے۔ کنجی گھومنے کی آوازیں آئیں۔ دروازے کا قفل کھلا اور پرشور طریقے سے دروازہ کھولا گیا۔ محافظین اور میٹرن داخل ہوئے ''اب اٹھ بیٹھو'' انہوں نے حکم دیا۔ ''اپنی چیزیں تیار کر لو!'' لڑکیاں گھبرا گئیں۔ ایتھل تو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس طرح کانپ رہی تھی جیسے بخار چڑھ گیا ہو اور یونہی اپنے تھیلوں میں کچھ تلاش کرنے لگی۔ محافظین بیزار ہونے لگے۔ ''جلدی، بھئی، جلدی کرو!'' انہوں نے خشک لہجے میں کہا۔ میں اپنی برہمی نہ چھپا سکی۔ ''ہمیں تنہا چھوڑ دو کم از کم کپڑے تو پہن لینے دو!'' میں نے مطالبہ کیا۔ وہ باہر نکل گئے۔ دروازہ اٹکا لیا۔ مگر جھری دکھائی دے رہی تھی۔ مجھے اپنے خطوط کی فکر تھی۔ میں یہ نہیں چاہتی تھی کہ یہ ارباب اختیار کے ہاتھ لگیں اور نہ ہی میں انہیں ضائع کرنا چاہتی تھی۔ ممکن ہے کہ مجھے کوئی مل جائے جسے میں سونپ دوں۔ میں نے سوچا۔ میں نے انہیں اپنے بلاؤز میں چھپا لیا اور بڑی سی شال لپیٹ لی۔

طویل راہداری جس میں روشنی کم تھی اور جسے گرم نہیں رکھا جاتا تھا ہم نے وہاں ملک بدری کے منتظر مردوں کو جمع پایا جن میں کم عمر مورس بیکر بھی تھا۔ اسے اس جزیرے میں اسی سہ پہر میں پہنچایا گیا تھا اور اس کے ساتھ متعدد لڑکے تھے۔ ان میں سے ایک بیساکھی پر تھا۔ ایک اور معدہ کے زخم کا مریض تھا اور اسے سوتے میں اٹھا کر اس جزیرے کے اسپتال کے بستروں پر لٹا دیا گیا تھا۔ ساشا بیماروں کے ڈبے اور پارسلوں کو باندھنے میں مدد کر رہا تھا۔ انہیں ان کی کوٹھریوں سے کھدیڑ کر لایا گیا اور انہیں اپنی اشیاء بھی سمیٹنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ آدھی رات کے وقت انہیں بستروں سے کھینچ کر نکالا گیا تھا اور انہیں ان کے مال و متاع کے ساتھ راہداری میں لا پھینکا گیا تھا۔ ان میں سے کچھ ابھی اونگھ رہے تھے اور یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ کیا ہو رہا تھا۔ میں خستہ حال تھی اور ٹھٹھر رہی تھی۔ وہاں نہ تو کوئی کرسی تھی اور نہ بنچ۔ اور ہم اس باڑے جیسی جگہ میں کھڑے کپکپا رہے تھے۔ اس ناگاہ حملے کی وجہ سے مرد دنگ رہ گئے تھے اور ایک عجب افراتفری پھیلی ہوئی تھی اور شور و غوغا اور چیخ و پکار کے درمیان جذباتی پند و نصائح جاری تھے۔ کچھ سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ان کے معاملے پر دوبارہ غور ہوگا۔ دیگر اس کے منتظر تھے تاکہ حتمی فیصلے تک ان کی ضمانت ہو جائے۔ انہیں ان کی فوری ملک بدری کا کوئی نوٹس نہ دیا گیا تھا۔ اور وہ اس شب خون سے مغلوب ہو چکے تھے۔ وہ بے چارگی کے عالم میں کھڑے تھے اور ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں۔ ساشا نے ان کا ایک گروہ بنا دیا اور تجویز دی کہ ایک کوشش کی جائے تاکہ شہر میں ان کے اعزا سے رابطہ ہو سکے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق انہوں نے اس آخری امید پر اسے اپنا نمائندہ اور ترجمان مقرر کر دیا۔ وہ جزیرے کے کمشنر کو اس بات پر قائل کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ لوگوں کو تار بھیجنے کی اجازت دیدی جائے۔ ان ہی کے اخراجات پر تاکہ وہ نیویارک میں رقم اور ضروریات کے لیے دوستوں سے رابطہ کر سکیں۔

پیغام رساں لڑکا کبھی ادھر بھاگتا کبھی ادھر لازماً پہنچنے والے خطوط اور تار جو خط شکستہ میں لکھے ہوتے۔ اس امید میں کہ پیغامات ان کے عزیزوں تک پہنچ جائیں گے اس بات سے یہ لاچار لوگ خوش ہو گئے۔ جزیرے کے اہلکاروں نے ان کی ہمت بڑھائی اور ان کے تمام پیغامات جمع کیے۔ وہ انہیں پہنچانے کے دام وصول کرتے اور یہ بھی تسلی دیتے کہ ان کا جواب آنے کے لیے ابھی بہت وقت پڑا ہے۔

بمشکل آخری تار کی ترسیل ہو پائی ہوگی کہ راہداری ریاستی اور وفاقی جاسوسوں سے بھر گئی جن میں امیگریشن کے محکمے کے افسران اور ساحلی محافظ بھی شامل تھے۔ میں نے کمیونٹی امیگریشن کے کمشنر جنرل کو پہچان لیا جو ان سب کا سربراہ تھا۔ تمام باوردی مرد دیواروں سے لگ کر کھڑے ہو گئے اور اس کے بعد حکم جاری ہوا ''قطار بناؤ!'' یکا یک کمرے میں سکوت طاری ہو گیا۔ ''آگے بڑھو!'' راہداری میں آواز گونجی۔

فرش پر گہری برف جمع تھی۔ فضا میں چیرنے والی ہوا چل رہی تھی۔ مسلح غیر فوجی اور فوجی اس سڑک کے دونوں جانب صف بستہ کھڑے تھے جو دریا کے کنارے تک جاتی تھی۔ صبح کی ملگجی سپیدی میں ایک بجرے کے مدھم خطوط نظر آ رہے تھے۔ ایک کے پیچھے دوسرا اس طرح تمام ملک بدر ہونے والے روانہ ہوئے۔ ان کے دونوں جانب وردی پوش استادہ تھے۔ برف جمے فرش پر ان کے جوتے ٹھک ٹھک بول رہے تھے اور ان کے درمیان ان لوگوں کی لعنت ملامت اور دھمکیاں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

جب آخری آدمی بھی سلامی دار تخت پر سوار ہو کر اتر چکا تو لڑکیوں کو اور مجھے بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کو کہا گیا۔ ہمارے آگے اور پیچھے افسران چل رہے تھے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہمیں ایک کمرے میں داخل ہونے کو کہا گیا وہاں لوہے کی انگیٹھی میں شعلے خوب دہک رہے تھے اور فضا گرم اور دھوئیں سے بھری ہوئی تھی۔ ہمیں لگا جیسے دم گھٹ رہا ہو۔ اس میں ہوا نہ تھی اور نہ پانی۔ تب ایک زور کا جھوک آیا اور ہم اپنی منزل کی جانب رواں تھے۔

میں نے اپنی گھڑی دیکھی۔ صبح کے چار بج کر بیس منٹ ہوئے تھے اور آج ہمارے مالک کا ۲۱واں دن اور سال ۱۹۱۹ء تھا۔ جہاز کے عرشے پر میں اس سمندری طوفان میں لوگوں کو آگے پیچھے مٹر گشتی کرتے سن سکتی تھی۔ میں سرگرانی محسوس کر رہی تھی اور مستقبل کے آئینے میں سیاسی لوگوں کو سائبیریا میں اپنے انجام کو پہنچتے دیکھ رہی تھی۔ زار روس کے عہد کی سردی میں ملک بدری کی تکرار۔ روس کا ماضی میری نگاہوں کے آگے گھوم گیا اور میں اس میں انقلابی شہداء کی جبری جلاوطنی دیکھنے لگی۔ لیکن نہیں یہ تو نیویارک تھا اور امریکہ ہے آزادی کی سرزمین! جہاز کے روشندان میں سے میں اس عظیم شہر کو دور ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کے افق میں عمارتوں کے سر بفلک حصے پہچانے جاسکتے تھے۔ یہ میرا محبوب شہر تھا جو نئی دنیا کا عروس البلاد تھا۔ یہ امریکہ تھا، بے شک امریکہ جو زار روس کے ہولناک مناظر کو دہرا رہا تھا! میں نے اوپر کی جانب نگاہ دوڑائی..... یہ ہے مجسمہ آزادی!

پو پھٹ رہی تھی جب ہمارا بجرا ایک بڑے جہاز کے پاس جا کر لنگر انداز ہوا۔ ہمیں عجلت میں وہاں منتقل کیا گیا اور حجرے عطا کر دیئے گئے۔ اب صبح کے چھ بجے تھے۔ خستہ حال میں بکیاں بکیاں دیوار گیر بستر میں داخل ہوگئی اور پلک جھپکتے میں سو چکی تھی۔

میری آنکھ اس وقت کھلی جب مجھے لگا کوئی میری چادر کھینچ رہا تھا۔ ایک سفید صورت میرے بستر سے لگی کھڑی تھی جو غالباً جہاز کی خادمہ تھی۔ کیا میں بیمار ہوں اس نے پوچھا جو بستر پر اتنی دیر تک پڑی ہوں۔ اس وقت شام میں چھ بجے ہیں۔ میں ان منحوس مناظر کو بارہ گھنٹے کی بابرکت نیند کی مدد سے نکال باہر کر چکی تھی۔ راہداری میں قدم رکھتے ہی میں تعجب میں پڑ گئی کہ کوئی شخص مجھے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑ رہا ہے۔ ''ارے کہاں جا رہی ہو؟'' ایک سپاہی نے تعرض کیا۔ ''غسل خانے تمہیں یہ سمجھنا چاہئے، کوئی اعتراض؟'' اس نے اپنی گرفت ڈھیلی کر دی اور پیچھے لگ گیا۔ اس وقت تک انتظار کرتا رہا جب تک میں دوبارہ نمودار نہ ہوئی اور مجھے کیبن تک پہنچا گیا۔ میری ساتھی لڑکیوں نے مجھے مطلع کیا کہ ہماری آمد کے ساتھ ہی ہمارے دروازے پر محافظ تعینات کر دیئے گئے ہیں اور انہیں بھی ہر مرتبہ ان کی نگرانی میں فطری حاجتوں کے لیے وہاں جانا پڑا تھا اور ہر بار جب انہیں کیبن سے نکلنا پڑتا۔

اگلے دن دوپہر میں ایک سنتری ہمیں افسروں کے کمرہ طعام میں لے گیا۔ ایک بڑی سی میز پر ناخدا اور اس کے ماتحت براجمان تھے جو فوجی اور غیر فوجی دونوں تھے۔ ہمیں ایک علیحدہ میز دی گئی۔

ظہرانے کے بعد میں نے وفاقی عہدیدار سے ملنے کی درخواست کی جو ملک بدری کا اعلیٰ افسر تھا۔ وہ ایف ڈبلیو برکشائر نکلا جو امیگریشن آفیسر تھا اور جس کی 'بوفورڈ' جہاز کی مہم سر کرنے کے لیے تقرری ہوئی تھی۔ کیا مجھے حجرہ پسند ہے اور کیا خوراک ٹھیک ہے۔ اس نے میرے لیے فکرمندی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔ ہمیں تو کوئی شکایت نہیں کرنی۔ میں نے اس سے کہا۔ مگر ہمارے مرد کامریڈ کس حال میں ہیں۔ کیا کھانا ہم ان کے ساتھ کھا سکتے ہیں اور ان سے عرشے پر مل سکتے ہیں؟ ''ناممکن'' برکشائر نے جواب دیا۔ تُس پر میں نے یہ تقاضہ کیا کہ مجھے برکمین سے ملنے دیا جائے۔ یہ بھی ناممکن ہے۔ اس پر میں نے انسپکٹر کو بتایا کہ میں کوئی مسئلہ نہیں کھڑا کرنا چاہتی لیکن میں اسے چوبیس گھنٹے کی مہلت دیتی ہوں جس میں وہ اپنا فیصلہ بدل سکتا ہے اور مجھے اپنے دوست سے گفتگو کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ اگر میرے مطالبے کو نامنظور کیا جاتا ہے تو اس مدت کے ختم ہونے پر میں بھوک ہڑتال شروع کر دوں گی۔

صبح میں ساشا کو پہرے داروں کی نگرانی میں مجھ سے ملنے کے لیے لایا گیا۔ اس کے دلفریب چہرے کو دیکھے ہوئے ہفتوں گزر چکے تھے۔ اس نے بتایا کہ مردانے حصے کے حالات اندوہناک تھے۔ انہیں جہاز کے ایک ڈربے میں ٹھونس دیا گیا تھا۔ وہاں انچاس آدمی جمع ہیں جہاں اس کی آدھی تعداد کی گنجائش تھی۔ دیوار گیر بستر تین منزلہ ہیں پرانے اور خستہ حال ہیں جو نچلی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

منزل میں لیٹتے ہیں وہ جب بھی کروٹ لیتے ہیں تو ان کا سر اوپر والے بستر کے تار کے جال سے ٹکراتا ہے۔ جہاز گزشتہ صدی کے آخر کا بنا ہوا اور ہسپانوی ہے۔ امریکی جنگ کے زمانے میں بار برداری کے لیے استعمال ہوا تھا اور جو بعد میں غیر محفوظ سمجھ کر ٹھکانے لگا دیا گیا۔ ارزاں ترین کرائے والوں کا فرش ہمیشہ گیلا رہتا ہے، بستر اور کمبل نم، منہ ہاتھ دھونے کے لیے صرف نمکین پانی دستیاب ہے اور صابن نہیں ہوتا۔ کھانا واہیات خصوصاً روٹی، آدھی سنکی اور کھانے کے ناقابل۔ اور سب سے بری بات یہ ہے کہ پاخانے صرف دو ہیں وہ بھی دو سو چھیالیس مردوں کے لیے۔

ساشا کا مشورہ برعکس تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے مردوں کے ساتھ کھانے پر اصرار نہ کرنا چاہئے۔ اس سے بہتر ہے کہ ہم ملنے والے کھانے میں سے جو کچھ بچا سکتے ہیں بچالیں تا کہ وہ ان بیمار لڑکوں کے کام آجائے جو ملنے والا کھانا اتار نہیں سکتے۔ اس اثناء میں وہ اس کوشش میں لگا رہے گا کہ آیا کوئی بہتری حاصل کی جاسکتی ہے۔ وہ برکشائر سے مطالبات کی ایک فہرست کے متعلق گفتگو کر رہا ہے جو وہ پہلے ہی پیش کر چکا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ساشا پھر سے بھرپور توانائی سے لبریز تھا۔ اس نے جس لمحے یہ پایا کہ دوسرے اس پر انحصار کر رہے ہیں تو وہ اپنی جسمانی تکالیف فراموش کر بیٹھا۔

افسران نے اپنے طعام گھر میں شایان شان انداز میں کرسمس منایا، استھل اور ڈورا اتنی علیل تھیں کہ ان کے لیے بستر چھوڑنا آسان نہ تھا اور میں اپنے صیادوں کے ساتھ تنہا رہنا برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ ان کا مسیحی تہوار اور ضیافت میرے نزدیک پرلے درجے کا ڈھکوسلا تھا۔ دن کے وقت ہمیں عرشے پر لے جایا گیا مگر مردوں سے نہ ملنے دیا گیا۔ ساشا اور میرے اصرار پر آخر میں یہ اجازت مل گئی کہ وہ اور ڈورا کا بالم ہمیں ملنے آسکتے ہیں۔

بوفورڈ کی باگ ڈور جن لوگوں کے ہاتھ میں تھی اور ملک بدر ہونے والوں میں ٹھن چکی تھی۔ مردوں کو تازہ ہوا میں کسرت کرنے کی اجازت نہ تھی اور ساشا نے اپنے کامریڈوں کی طرف سے احتجاج کیا۔ وفاق کے نمائندوں، امیگریشن انسپکٹر برکشائر لگتا تھا مطالبات مان لینے کے حق میں تھا لیکن وہ بظاہر ان لوگوں سے دبتا تھا جو سپاہیوں کے ایک بڑے دستے کی کمان کر رہے تھے۔ انسپکٹر نے لوگوں کو ''چیف'' کی طرف روانہ کر دیا لیکن ساشا نے اس لیے اس سے رابطہ کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ جلاوطن ہونے والے سیاسی لوگ تھے اور جنگی قیدی نہ تھے۔ اسیر تو وہ ضرور تھے، بلاشبہ اور وہ نچلے حصے میں مقفل رہتے اور سنتری دروازے پر دن رات پہرہ دیتے۔ یوں لگا جیسے برکشائر کو اندازہ ہو گیا کہ ہمارے کامریڈ اڑے رہیں گے اور اس میں بھی کوئی شبہ نہ تھا کہ ان سے ہونے والے سلوک پر ان کی برہمی بالکل جائز تھی۔ کرسمس کے دن اس نے ساشا کو مطلع کیا کہ ''اوپر کے ارباب اختیار'' نے مطلوبہ کسرت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

اس کے بعد بھی ہمیں ان سے میل جول پیدا کرنے کی اجازت نہ ملی۔ دیگر ممالک میں تفریح کے اوقات میں لوگ بلاتفریق صنف آزادی سے ملتے جلتے ہیں لیکن امریکی ریاست میں ایسی چیزیں نامناسب سمجھی جاتی ہیں۔ چال چلن ٹھیک رکھنے کے لیے ہمیں اپنے حجرے میں مقفل کر دیا گیا جبکہ باہر مرد ہوا خوری کر رہے تھے۔ وہ سب نچلے عرشے میں رکھے جاتے اور جب لہریں بلند ہوتیں تو پانی داخل ہو جاتا اور وہ سب بھیگ جاتے۔

جس خطے میں ہم سفر کر رہے تھے وہاں سمندر متلاطم ہو گیا اور بہت سے جلاوطن بیمار پڑ گئے۔ موٹا اور خراب پکا ہوا کھانا پیٹ کی عمومی شکایتوں کا سبب تھا۔ اور دیوار گیر بستروں کی نمی بہت سوں کو جوڑوں کے درد کی وجہ سے لیٹے رہنے پر مجبور کرتی۔ جہاز کا ڈاکٹر بہت مصروف رہتا کیونکہ مریضوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ اس نے ساشا سے ہاتھ بٹانے کی درخواست کی۔ میری پیشکش کہ میں بطور نرس کام کروں گی کو قبول نہ کیا گیا۔ مگر میں اپنی دونوں لڑکیوں کی خدمت میں مصروف ہو گئی جنہیں زیادہ تر بستر پر ہی رہنا پڑتا۔ ان کرسمس کے ایام میں فضا بہت کشیدہ تھی۔ آنے والے وقت کی بدشگونیاں سایہ فگن تھیں۔

ہمارے پہرے دار نہایت اکھڑ تھے مگر وقت گزرنے کے ساتھ میں نے ان میں تبدیلی کے آثار دیکھے۔ ابتدائی کم سخنی اور سخت گیری اور ان کا کشیدہ رہنا اچانک کم ہونے لگا۔ وہ ہم سے بات چیت کرنے لگے تاہم کسی افسر کو آتے دیکھ کر چوکس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہوجاتے۔ جلد ہی انہوں نے اعتماد میں لے کر مجھے بتایا کہ انہیں چکمہ دیا گیا ہے۔ انہیں ڈیوٹی پر آنے کے احکام جہاز پر سوار ہونے سے ایک دن پہلے بھیجے گئے تھے۔ وہ مسافت کی طوالت اور اس کے مقصد سے لاعلم تھے اور انہیں ہماری منزل مقصود کے متعلق بھی کچھ خبر نہیں ہے۔ انہیں بتایا گیا تھا کہ انہیں خطرناک مجرموں پر پہرہ دینا ہوگا جو نہ جانے کہاں بھیجے جارہے ہیں۔ وہ اپنے افسران سے آزردہ تھے اور چند کھلم کھلا ان پر لعنت ملامت کرتے۔

پہلے دن جس سنتری نے مجھے بدتمیزی سے پکڑ لیا تھا اسے دیر تک ہم پر پہرہ دینے کو کہا جاتا۔ ایک دن میں مستقلاً اسے دیکھتی رہی جب وہ ہمارے حجرے کے سامنے آگے پیچھے ٹہل رہا تھا۔ وہ مسلسل چلنے سے نڈھال ہوچکا تھا اس لیے میں نے اسے ذرا دیر بیٹھ جانے کے لیے کہا۔ جب میں نے اس کے آگے ایک سفری کرسی رکھ دی تو اس کی رعونت بھاپ بن گئی۔ ''مجھ میں تو اس کی جرأت نہ تھی'' اس نے سرگوشی کی 'سرجنٹ جو چاہے کرے'' اس نے بڑبڑا کر کہا، یہ سب اب میری برداشت کے باہر ہے۔'' انہوں نے ہمیں بتایا تھا کہ تم لوگ تو جان کی بازی لگا دینے والے مجرم ہو اور یہ کہ تم نے میکنٹی کو قتل کیا تھا اور ہمیشہ کسی نہ کسی کے خلاف سازش کرتے رہتے ہو۔ اس لمحے سے اس کا رویہ بہت دوستانہ ہوگیا اور ہمارے کام کرنے کو مستعد۔ لگا جیسے اس نے اس واقعے کا ذکر اپنے ساتھیوں سے بھی کیا اور وہ بھی ہمارے دروازے کے سامنے آکر ٹہلنے لگے اور ہماری کسی ضرورت کو پورا کرنے کو بیتاب۔ ہمارا حجرہ ان کے لیے ایک خصوصی کشش رکھتا تھا۔ میری خوش شکل نوجوان ساتھی اتھل۔ سارے سپاہی اس کے دیوانے ہوچکے تھے۔ وہ اس سے انارکزم پر گفتگو کرنے لگتے جونہی انہیں ذرا سی فرصت ملتی اور ہمارے انجام کے متعلق فکرمند ہونے لگے۔ وہ اپنے افسران بالا سے متنفر تھے۔ ان کا بس چلتا تو انہیں وہ سمندر میں دھکا دے دیتے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے ساتھ منقولہ غلاموں کی طرح سلوک کیا جاتا ہے اور ذرا ذرا سی بات پر سزا دی جاتی ہے۔

ان میں سے ایک لیفٹیننٹ بہت ملنسار اور انسانیت والا تھا۔ اس نے مجھے سے چند کتابیں لیں اور جب اس نے لوٹایا تو مجھے اس میں ایک رقعہ ملا جس میں یہ خبر تھی کہ کالینن سوویت روس کا صدر بن گیا ہے اور اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اس کا امکان کم ہے کہ ہمیں اس جانب پہنچایا جائے جس پر سفید (وہائٹس۔ سرخ فوج سے نبرد آزما فوج) قابض تھے۔ ہماری منزل کے متعلق بے یقینی ہمیشہ سے گہری تشویش کا ذریعہ رہی ہے اور جلاوطنوں کے لیے فکرمندی کا باعث۔ دوست افسر کی اطلاع ایک ایسی خبر ثابت ہوئی جس نے ہمارے بدترین خوف کو رفع کردیا۔

جس دوران میں ہمارے کامریڈ اپنے محافظوں سے ''جھگڑ'' رہے تھے یا برادرانہ تعلقات پیدا کررہے تھے۔ سپاہیوں نے یہ پیشکش کی کہ وہ چاہیں تو ان کے فاضل جوتے اور کپڑے خرید لیں..... ''ممکن ہے یہ روس میں تمہارے کام آئیں۔'' انہوں نے کہا۔ ساشا کی حکمت عملی اور ہنسی مذاق والی کہانیوں کے ذخیرے نے چچا سام کے لڑکوں کے دل جیتنے میں بہت مدد کی۔ وہ ایک سنتری باہر کی دیکھ بھال کے لیے کھڑا کردیتے اور پھر اس کے کمرے میں داخل ہوکر اسے گھیر لیتے کہ وہ انہیں لطیفے اور قصے سنائے۔ اسے یہ ہنر آتا تھا کہ ان کی دلچسپی کن چیزوں میں ہے۔ اور فوراً ہی وہ سوال پوچھنے لگتے کہ بالشویک کون ہیں اور سوویٹس کیا ہیں۔ وہ یہ جاننے کے لیے بے چین تھے کہ انقلاب نے کیا چیزیں بدل دی ہیں اور انہوں نے یہ بات بڑی حیرانی سے سنی کہ سرخ فوج کے سپاہی اپنے افسران کا انتخاب خود کرتے ہیں اور یہاں تک کہ ایک کیسار یا جنرل اس کی ہمت نہیں کرسکتا کہ کسی ماتحت کی توہین کردے۔ انہیں یہ بات بہت اچھی لگی کہ افسران اور جوان سب مساوی حیثیت کے ہوتے ہیں اور سب کو ایک ہی لنگر سے کھانا ملتا ہے۔

سب سے کم کرائے والا علاقہ سرد اور گیلا رہتا۔ جلاوطنوں میں سے اکثر کو اس کا موقع نہ دیا گیا کہ وہ گرم کپڑے لے سکتے اور اس کے نتیجے میں انہیں بہت سے مصائب درپیش تھے۔ ساشا نے یہ تجویز دی کہ جن کے پاس کپڑے ہیں اور اپنی ضرورت پوری کرکے بچا سکیں تو اپنے سے کم خوش نصیب کامریڈوں کو دے دیں اور مردوں نے نہایت حسین انداز میں دستگیری کی تھی۔ تھیلے، کپڑوں کے بکس اور صندوقوں کو کھول ڈالا گیا اور ہر ایک نے ایسی اشیاء عطیے کے طور پر دینا شروع کردیں جن کی انہیں سخت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

حاجت نہ تھی۔ کوٹ، چڈیاں، ٹوپ، موزے اور دیگر ملبوسات کا عرشے کے نیچے والے فرش پر ڈھیر لگ گیا اور اس پر ایک کمیشن کا انتخاب کیا گیا جس نے انہیں تقسیم کرنے کا کام سنبھال لیا۔ اس کارروائی کی پوری کہانی جو مجھے ساشا نے سنائی وہ نمایاں حد تک اس کی شاہد تھی کہ جلاوطنوں کے مابین شاندار یکجہتی اور برادری ہونے کا احساس تھا۔ خود ان کا زادِ راہ ناکافی ہونے کے باوجود انہوں نے تقریباً سب کچھ دان کر دیا۔ تقسیم اتنی صحیح اور منصفانہ تھی کہ ایک شکایت بھی سننے میں نہ آئی۔

روسی دھنوں کے سُر جنہیں ہزاروں حلق نکال رہے تھے وہ پورے بوفورڈ میں گونج رہے تھے۔ لوگ عرشے پر تھے اور ان کی توانا آوازیں سمندری لہروں سے بلند ہونے لگیں اور ہمارے کیبن تک آنے لگیں۔ گروہ کا سربراہ جس کی اگوائی والی زبردست آواز تھی پہلا مصرعہ اٹھاتا اور اس کے بعد پورا مجمع قوالی شروع کر دیتا۔ روس کی ممنوع لوک دھنیں جو اپنے کسانوں کے غم اور برہ سے لبریز تھیں یا نیکراسوف کی عورتیں جنہوں نے اسی دلیری سے اپنے بالموں کا قید اور جلاوطنی میں ساتھ دیا تھا۔ جیسے جہاز پر موجود ہر متنفس کو سکتہ ہو گیا ہو یہاں تک کہ محافظوں نے بھی مارچ روک دیا اور دل کو برمانے والی دھنیں سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہو گئے۔

ساشا نے نائب اسٹیورڈ سے یارانہ پیدا کر لیا اور اس کے تعاون سے ہم نے ڈاک کا نظام قائم کر لیا۔ روزانہ ہمارے درمیان طول طویل خطوط کا تبادلہ ہونے لگا۔ اور ہم ایک دوسرے کو ذرا ذرا سی بات کی اطلاع دینے لگے۔ ہمارا دوست جس کا ہم نے مسیحی نام ''میک'' رکھا وہ ایسا مہربان ہو گیا کہ ہمارے انجام کے متعلق ذاتی دلچسپی لینے لگا۔ اس کا ذہن نہایت صاف اور اختراعی تھا اور وہ نہ جانے کن داؤ پیچ سے انتہائی خلاف توقع لمحات پر آن ٹپکتا۔ اس وقت اس کی ضرورت بھی ہوتی۔ ایسا لگتا جیسے اچانک اس نے یہ عادت پیدا کر لی تھی کہ اپنے ہاتھوں کو کوٹ کے اندر چھپا کر چلتا اور یوں وہ جب بھی ہم سے ملنے آتا تو کوئی چھوٹا سا تحفہ ضرور چھپا کر لاتا۔ نعمت خانے سے کوئی مزیدار چیز، ناخدا کی میز پر سے مٹھائی کی ڈلی یہاں تک کہ تلی ہوئی مرغی اور حلوہ۔ یوں لگتا جیسے ہم اپنے بستر سے چپک چکے ہوں یا ساشا کے دیوار گیر بستر میں۔ اور پھر ایک دن کیا ہوا کہ وہ اپنے ہمراہ چند سپاہیوں کو لایا جنہوں نے اسے رازدارانہ بتایا کہ وہ اپنے مسلح ساتھیوں کے نمائندوں کا وفد بن کر آئے ہیں۔ ان کے ذہن میں ایک بڑی مہم ہے۔ یہ ایک پیشکش تھی جس میں جلاوطنوں کو بندوقیں اور اسلحہ مل جاتا جس سے تمام کرتا دھرتا لوگوں کو گرفتار کرنا اور بوفورڈ کی کمان ساشا کے حوالے کرنا اور سوویت روس کی طرف سفر کرنا شامل تھا۔

آج جنوری کی پانچویں اور ۱۹۲۰ء تھا جب ہم برٹش چینل میں داخل ہوئے۔ پائلٹ جو تھیلا لے کر گیا اس میں امریکہ والوں کے لیے ہمارے خطوط تھے۔ وہاں تک بحفاظت پہنچنے کے خیال سے ان پر فرینک ہیرس، الیگزینڈر ہاروے اور دیگر امریکی دوستوں کے پتے لکھے تھے جن کی ڈاک اوروں کے مقابلے میں ذرا کم کھولی جاتی۔ مسٹر برکشائر نے اس بات پر آمادگی ظاہر کر دی تھی کہ ہم امریکہ ایک تار بھی بھیج سکتے ہیں۔ یہ مہربانی قدرے مہنگی پڑی جس کی قیمت آٹھ ڈالر وصول کی گئی۔ مگر یہ اس اطمینان اور چین کے برابر تھی جس سے ہمارے دوستوں کو پیغام ملنے پر پتہ چل جائے گا کہ ہم جی رہے ہیں اور محفوظ ہیں۔

جب ہم برٹش چینل سے روانہ ہوئے تو ہمارا تعاقب ایک اتحادی 'تباہ کن' کرنے لگا۔ بوفورڈ کے ارباب اختیار پر دہرا خوف سوار تھا اور وہی اس لڑاکے جہاز کی موجودگی کے ذمہ دار تھے۔ ہم لوگوں نے کھانے میں ملنے والی روٹی کے معیار کی بارہا شکایت کی تھی۔ ان کے احتجاج کو نظر انداز کیا گیا۔ انہوں نے ہڑتال کرنے کی دھمکی دی۔ مسٹر برکشائر، ساشا کے پاس ''کرنل سے کڑے احکام'' لایا کہ جلاوطنوں کو اطاعت کرنا پڑے گی۔ لوگوں نے اس کے منہ پر ہنسنا شروع کر دیا۔ ''بر کیبن واحد کرنل ہے جسے ہم تسلیم کرتے ہیں۔'' انہوں نے نعرہ بلند کیا۔ ملٹری کے سپہ سالار نے ساشا کو بلا بھیجا۔ اس نے جہاز میں پائے جانے والی نظم و نسق کی بدنظمی پر طوفان کھڑا کر دیا۔ جلاوطنوں کی سپاہیوں سے بھائی چارا بڑھانے پر خوب چیخم دھاڑ مچائی اور یہ دھمکی دی کہ وہ چھپائے ہوئے اسلحہ کو برآمد کرنے کے لیے لوگوں کی تلاشی کروائے گا۔ ساشا نے نڈر ہو کر کہا کہ اس کے کامریڈ اس کی مزاحمت کریں گے۔ کرنل نے پھر اس پر اصرار نہ کیا۔ اور یہ بات اس پر واضح ہو چکی تھی کہ اس کے ماتحت جو دستہ ہے اس پر زیادہ انحصار نہیں کیا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جاسکتا۔ساشا نے اس پر یہ پیشکش کی کہ اس مسئلے کا یہ حل ہے کہ میں اپنے دو جلاوطنوں کو جو باورچی تھے انہیں بیکری کی ذمہ داری سونپ سکتا ہوں جس کی وہ کوئی تنخواہ نہ لیں گے۔کرنل کو اس کو قبول کرنے میں اس لیے تذبذب تھا کہ اس سے اس کے مطلق اختیارات پر حرف آتا تھا۔لیکن ساشا نے اصرار جاری رکھا اور برکشائر کو بھی ہم خیال بنالیا۔ساشا کا منصوبہ بالآخر اختیار کرلیا گیا۔اور اس کے بعد سب ہی عمدہ معیار کی روٹی سے لطف اندوز ہونے لگے۔جو ممکن تھا کہ سنگین مسئلہ بن جاتا یوں ٹل گیا۔لیکن ہڑتال کی بات اور ہمارے کامریڈوں کے منظم موقف نے کماندار افسر کو بہت متاثر کیا۔اس کا اپنے مطلق اختیار پر اعتماد متزلزل ہوگیا۔ایک اتحادی کے 'تباہ کن' کی قربت ایک مفید چیز نکلی۔بوفورڈ پر ایک ایسا مجمع تھا جس کے دل میں شانوں پر چمکنے والی نقرئی پٹیوں اور فیتوں کی کوئی وقعت نہ تھی۔جبکہ دوسو انچاس ریڈیکل ایک طرف تھے جو صرف ہڑتال اور راست اقدام پر یقین رکھتے تھے اور جنگی جہاز چھپر پھاڑ کر ملنے والی دولت تھی۔

ایک اور وجہ بوفورڈ خود ہی تھا۔زخم خوردہ پرانا کونڈا جو شروع ہی سے سمندری سفر کے لائق نہ تھا اور اس طویل سفر سے اس کی حالت میں کوئی افاقہ بھی نہ ہوا تھا۔امریکی حکمت اس بات سے بخوبی واقف تھی کہ یہ کشتی غیر محفوظ ہے اس کے باوجود اس نے پانچ سو یا اس سے اوپر جانیں اس کے سپرد کردیں۔ہم اب جرمنی کے پانیوں اور بالٹک سمندر کی جانب بڑھ رہے تھے۔آخر الذکر ابھی تک آبی سرنگوں سے پٹا پڑا تھا۔برطانوی تباہ کن اس خطرناک صورتحال میں بہ امر مجبوری درکار تھا۔کپتان کو امکانی خطرے کا گہرا احساس تھا۔اس نے حکم جاری کردیا کہ جان بچانے والی کشتیاں تیار حالت میں رہیں اور ساشا کو اجازت دے دی کہ ان میں سے بارہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھے اور کسی ہنگامی حالت میں لوگوں کو فوری کارروائی کے لیے تیار رکھے۔

جلاوطنوں میں سے بہت سوں نے اپنی معقول رقوم امریکی بینکوں اور ڈاکخانے کی بچتوں میں رکھی تھیں۔انہیں اس کا موقع ہی نہ دیا گیا کہ وہ وہاں سے نکال لیتے اور نہ ہی انہیں یہ موقع دیا گیا کہ وہ انہیں اپنے کنبوں والوں کو منتقل کرلیتے۔ساشا نے برکشائر کو یہ تجویز پیش کی کہ ان کی رقوم کی ایک ایسی دستاویز تیار کی جائے اور اسے امریکہ بھیجا جائے جس میں اس کی اجازت ہو کہ ان کے قریبی عزیز انہیں وصول کرسکیں۔انسپکٹر کے دل میں یہ بات اتر گئی لیکن یہ کام اس نے ساشا پر چھوڑ دیا۔وہ دن دن بھر اور راتوں میں جاگ کر اور انتہائی محنت سے اعداد و شمار جمع کرتا رہا اور جمع شدہ رقوم کی تفصیلات یکجا کرتا رہا۔جب سب کچھ تیار ہوگیا تو تینتیس حلف نامے تیار کیے گئے جس میں بیان کیا گیا کہ ۴۵۴۷۰۳۹ ڈالر امریکہ میں رہ گئے ہیں۔چند مردوں نے تو اپنی رقوم نجی بینکوں میں جمع کرائی تھی اور یہ ترجیح دی تھی کہ اس حکومت پر اعتبار نہ کیا جائے جس نے انہیں کتوں کی طرح مار بھگایا تھا۔کلہم اجمعین یہ تھا جسے انہوں نے برسہابرس کی چاکری اور کفایت شعاری سے بچایا تھا۔

انیس دن کے پرخطر سفر کے بعد بالآخر ہم لوگ نرکیل پہنچے۔بری طرح خستہ حال۔بوفورڈ مرمت کے لیے چوبیس گھنٹے ٹھہرا رہا۔مردوں کو تہہ خانے میں بند کردیا گیا اور خاص قسم کے محافظ ان پر نظر رکھنے کے لیے تعینات کیے گئے۔ہمارے جہاز کے قریب جرمن بجرے آئے،انہیں بتایا گیا کہ ہم لوگ کون ہیں۔انہوں نے ہمارا خط روانہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔میں نے باریک جرمن طرز تحریر میں دو صفحے لکھے جو میرے لیے ممکن تھا،جس میں اپنی ملک بدری کا حال،اس کے اثرات جو ہم نے وہاں چھوڑے اور انقلابیوں کے ساتھ ہونے والے سلوک کا بیان جنہیں عام معافی دینے کے بجائے قید رکھا جارہا تھا۔میں نے یہ خط ریپبلک کو بھیجا جو خود مختار سوشلسٹوں کا ترجمان تھا۔اور میں نے جرمن محنت کشوں کے نام ایک اپیل کی کہ وہ اپنے انقلاب کو اتنا ہی اثاثی بنائیں جیسا روسی ہے۔

مرد سب سے نچلے حصے میں مقفل کیے گئے تھے اور چونکہ ان کا کثیف ہوا میں دم گھٹا جارہا تھا اس لیے انہوں نے زبردست احتجاج شروع کردیا اور کسرت کرنے کی سہولت کا مطالبہ کرنے لگے جو انہوں نے سفر شروع ہونے کے پہلے ہی دن منوالی تھی۔ساتھ ہی ساتھ انہوں نے جرمن مزدوروں پر جو گودی میں کام کررہے تھے ان پر دستی میزائل پھینکنے شروع کردیئے جن میں خفیہ پیغامات بھرے ہوتے۔مستری کام مکمل ہوتے ہی اور میرا خط اپنے محفوظ ہاتھوں میں لیے فوراً روانہ ہوگئے اور امریکہ کے سیاسی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جلاوطنوں کے لیے نعرہ ہائے تحسین بلند کیے جاتے اور روس کے سوشل انقلاب کے لیے جرمنی میں یہ ایک ولولہ انگیز مظاہرہ تھا جس میں کامریڈوں کی یکجہتی تھی جسے جنگ بھی نہ ختم کر پائی۔

ہمیں پتہ چلا کہ ہماری منزل لیباؤ ہے جو مغربی لٹویا میں ہے۔ مگر دو دن کے بعد ایک ریڈیائی پیغام سے ناخدا کو بتایا گیا کہ بالٹک محاذ پر جنگ جاری ہے اور بوفورڈ کا راستہ بدل دیا گیا ہم دوبارہ کھلے سمندر میں تھے اور یہ بات کئی معنوں میں درست تھی۔ جلاوطن اور ملاح عملہ بے صبرے اور چڑچڑے ہوتے جارہے تھے جس کی وجہ طول پکڑتا اور خطرناک سفر تھا۔ جنہیں میں پیچھے چھوڑ آئی تھی ان کے لیے ہوک اٹھ رہی تھی اور غیر یقینی مستقبل سے طبیعت بوجھل تھی۔ ایک انسان کی پوری زندگی کی جڑیں اگر گہرائی میں پھیل چکی ہوں تو انہیں نکال کر کہیں اور لگانا کوئی آسان کام نہیں۔ میں امید اور غیر یقینی کی وجہ سے بے لطفی اور بے چینی محسوس کر رہی تھی۔ میری روح تو ابھی امریکہ ہی میں تھی۔

ڈراؤنا سفر آخر کار ختم ہوا۔ ہم ہینگو پہنچ گئے جو فن لینڈ کی بندرگاہ ہے۔ ہمیں تین دن کا راشن دیا گیا اور ہمیں مقامی ارباب اختیار کے حوالے کر دیا گیا۔ امریکہ کی ذمہ داری اختتام کو پہنچی اور اسی کے ساتھ اس کے اندیشے بھی۔

فن لینڈ میں اپنے ٹرین کے سفر کے دوران میں ہمیں مقفل رکھا گیا۔ سنتری اپنی سنگینیں چمکاتے ہوئے ڈبے کے اندر اور پلیٹ فارم پر استادہ رہتے۔ ایتھل اور ڈورا ان کے علاوہ متعدد کامریڈ بیمار پڑ گئے۔ اگرچہ ہماری ٹرین کئی اسٹیشنوں پر رکی جہاں کھانا بک رہا تھا لیکن کسی کو خریدنے کے لیے اترنے کی اجازت نہ دی گئی۔ سرحدی شہر ٹیریوکی پر ہمارے ڈبوں کے قفل کھولے گئے اور سنتریوں کو ہٹا لیا گیا۔ اب ہمیں اجازت تھی کہ ہم اپنے سامان خورد و نوش کی دیکھ بھال کریں۔ اس وقت ہماری مایوسی کی انتہا نہ رہی جب ہم پر یہ افشا ہوا کہ ہمارے خورد و نوش کے بڑے حصے کو فن لینڈ کے سپاہی خورد برد کر چکے ہیں۔ اسی وقت فنش وزارت خارجہ کا ایک نمائندہ اور فوج کے جنرل اسٹاف کا ایک افسر نمودار ہوا۔ وہ امریکی ملک بدروں سے گلوخلاصی کے لیے بے حد فکر مند تھے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ ہم سرحد پار کر کے فوراً روس میں داخل ہو جائیں۔ ہم نے یہ کہہ کر تعمیل کرنے سے انکار کر دیا کہ پہلے سوویت روس کو ہماری آمد سے متعلق مطلع کیا جائے۔ اس کے بعد فنش ارباب اختیار سے بات چیت شروع ہوئی اور آخر میں ہمیں دو ریڈیو پیغامات بھیجنے کی اجازت دی گئی، ایک ماسکو، جس میں چیچیرن جو وزارت خارجہ میں عوامی امور کا افسر تھا۔ اور دوسرا ہمارے قدیم دوست بل شیٹوف کو پیتروگراد میں۔ تھوڑے وقت کے بعد سوویت کمیٹی پہنچ گئی۔ چیچیرن نے فینبرگ کو اپنے نمائندے کی حیثیت میں روانہ کیا تھا۔ جبکہ پیتروگراد سوویت کا مندوب زورن، شہر کی کمیونسٹ پارٹی کا سیکریٹری ہمارے استقبال کو آ گئے۔ مام ایندری یوا جو گورکی کی بیوی تھی ان کے ہمراہ تھی۔ ٹرین پر سے ہمارے اسباب کو سرحد پار پہنچانے کے انتظامات نہایت تیزی سے کیے گئے۔ اسی لمحے دینکن (سفید گارڈ کا جنرل) کی دلیر سرخ فوج کے ہاتھوں مکمل تباہی کی خبر سنائی گئی اور فضا ہمارے دوسو انچاس جلاوطنوں کے نعرہ ہائے مسرت سے گونجنے لگی۔

سب کچھ تیار تھا۔ یہ ہمارے سفر کا اٹھائیسواں دن تھا اور بالآخر ہم سوویت روس کی دہلیز پر کھڑے تھے۔ میرا دل توقعات اور گہری امید سے لرز رہا تھا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

باب ۵۲

سوویت روس! مقدس دھرتی، جادوگر لوگ! تم ہی نوع انسان کی امید کی نشانی ہو۔ میں تمہاری خدمت کرنے آئی ہوں اے جان ماں۔ مجھے اپنی چھاتی سے لگالو۔ میں تمہارے اندر گھل جانا چاہتی ہوں۔ اپنے خون کو تمہارے خون میں ملانا چاہتی ہوں اور تمہاری سورمائی جدوجہد میں اپنی جگہ حاصل کرنا چاہتی ہوں اور تمہاری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لِئے میں سب کچھ دے سکتی ہوں!

سرحد پر پیترو گراد کے راستے میں ہمارا اس طرح استقبال کیا گیا جیسے کامریڈوں کا ہونا چاہئے۔ ہم وہ تھے جنہیں امریکہ سے سنگین مجرم کہہ کر مار بھگایا گیا تھا لیکن سوویت دھرتی پر اپنے بھائیوں کی طرح استقبال کیا جا رہا تھا اور یہ وہ لوگ جو اس سرزمین کے بیٹے اور بیٹیاں تھیں جنہوں نے اسے آزاد کرانے میں ہاتھ بٹایا تھا۔ محنت کش، سپاہ اور کسان ہمیں گھیرے تھے اور ہاتھوں ہاتھ لے رہے تھے اور یہ احساس دلا رہے تھے کہ ہمارا ان سے خونی رشتہ ہے۔ زرد رو اور پچکے کلے والے یہ لوگ تھے ان کی دھنسی ہوئی آنکھوں میں قندیلیں روشن تھیں اور ان کے کھردرے جسموں سے عزم ٹپک رہا تھا۔ خطرات اور مصائب نے ان کے عزائم کو فولاد بنا دیا تھا اور انہیں کڑی کمان بنا دیا تھا۔ مگر اس کی تہہ میں وہ بچوں جیسا فیاض روسی دل دھڑک رہا تھا جو ہمارے لِئے بے دریغ بچھا جا رہا تھا۔

موسیقی اور گانوں سے ہر مقام پر ہمارا سواگت کیا گیا اور متحیر کر دینے والی شجاعت کی داستانوں کے ساتھ بھوک، سردی اور تباہ کن امراض کی صورت میں ناقابل شکست صبر کی کہانیاں۔ میری آنکھوں میں ممنونیت کے آنسو مچلنے لگے اور میں ان سادہ لوح لوگوں کے سامنے خود کو حقیر سمجھنے لگی جو انقلابی جدوجہد کی بھڑکنے والی آگ میں عظمت کی اس بلندی کو چھونے لگے۔

پیترو گراد میں تیسرے استقبالیے کے اختتام پر کامریڈ زورن جس کی معیت میں ہم نے پورا سفر کیا تھا اس نے ساشا اور مجھے ایک منتظر کار میں بیٹھنے کو مدعو کیا۔ اس بڑے شہر پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ فراخ زمین پر جمی برف پر نرالے سایوں کا دمکنا۔ سڑکیں بالکل سنسان پڑی تھیں اور قبرستان جیسے سناٹے کو صرف کار کی بھربھراہٹ متاثر کر رہی تھی۔ ہم بڑھے جا رہے تھے اور کئی مرتبہ ہمیں انسانی ہیولوں کے اچانک نمودار ہونے پر رکنا پڑا جو رات کی تاریکی سے ابھر آتے تھے۔ وہ تو سپاہی تھے بھاری بھرکم اسلحے سے لدے پھندے ان کی جلتی بجھتی روشنیاں ہمارے چہروں پر متلاشی انداز میں پڑتیں، کامریڈ' پروانہ دکھایئے! روکھے پن سے وہ مطالبہ کرتے۔ ''یہ فوجی احتیاط کا تقاضہ ہے۔'' ہمارے ساتھی نے وضاحت کی۔ پیترو گراد نے ابھی حال ہی میں یودنیچ (سفید گارڈز کا جنرل) کے عفریت سے نجات حاصل کی تھی۔ بہت سے جوابی انقلاب والے گھات لگائے بیٹھے ہیں اس لِئے ہم کسی غفلت سے کام نہیں لے سکتے۔ ہم اپنے سفر میں بڑھے جا رہے تھے اور جب ہماری کار نے ایک موڑ کاٹا اور ایک جگمگاتی عمارت کے سامنے سے گزری تو زورن نے کہا۔ چیکا (چیزروی چاہنی کمیتیت) خفیہ اور ہماری جیل...... جو عموماً خالی رہتی ہے مگر یکا یک ہم ایک بڑے گھر کے سامنے ٹھہرے جس کی کھڑکیوں میں سے روشنی کے دھارے نکل رہے تھے۔ 'یہ آستوریا ہے جو زار کے زمانے میں ایک پرتعیش ہوٹل تھا۔' زورن نے بتایا۔ ''آج کل پیترو۔ سوویت کا ایوان بالا ہے۔'' ہمیں وہاں قیام کرنا تھا۔ اس نے بات بڑھائی جبکہ باقی ماندہ جلاوطن سمولنی میں قیام کریں گے جو ماضی میں اشرافیہ کی بیٹیوں کے لِئے انتہائی مخصوص اقامتی اسکول تھا۔ ''اور لڑکیاں؟'' میں پوچھ بیٹھی۔ ایتھل برنسٹین اور ڈورا لپکن ...... میرے لِئے ان سے جدا ہونا ناقابل برداشت ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

زورن نے وعدہ کیا کہ وہ ان کے لئے اسٹوریا میں کمرہ حاصل کرلے گا اگرچہ صرف پارٹی کے ارکان ہی اس سوویت گھر میں ٹھہر سکتے ہیں۔ جن میں اعلیٰ اہلکار اور مخصوص مہمان ٹھہرتے ہیں۔ اس نے ہمیں ہمارے اپارٹمنٹ تک پہنچا دیا جہاں ہمارے قیام کا بندوبست کیا جارہا تھا۔

لیزا، زورن کی بیوی نے ہمیں ایک پرتکلف پارٹی دی اس نے اس طرح ہمارا استقبال کیا جیسا پورے دن زورن کا سلوک رہا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ ہم لوگ بھوکے ہیں۔ وہاں کھانے کو بہت سا نہ تھا مگر ہم ہر اس شے میں شریک ہوئے جو ان کے ہاں تھی۔ جس میں مچھلی، کاشا (اناج کا دلیہ) اور چائے تھی۔ لگتا تھا جیسے دونوں زورن کو خود بھی پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہوتا تھا۔ اور میں نے ٹھان لیا کہ جب ہمارا اسباب کھلے گا تو میں ان کے نعمت خانے کو بھر دوں گی۔ ہمارے امریکی دوستوں نے ہمیں بہت سی اشیاء سے لاد دیا تھا جس میں سے کچھ جنس کو ہم بوفورڈ چھوڑتے وقت اتار آئے تھے۔ میں دل ہی دل میں اس بات پر ہنستی تھی کہ ریاست ہائے متحدہ کی حکومت بے خیالی میں روسی بالشویکوں کا پیٹ پال رہی تھی۔

میاں بی بی زورن امریکہ میں رہ چکے تھے حالانکہ ہم لوگ وہاں کبھی نہ ملے تھے لیکن وہ ہمیں جانتے تھے۔ اور لیزا نے بتایا کہ وہ نیویارک میں میرے لکچروں میں شرکت کرچکی ہے۔ بدیسی لہجے میں دونوں انگریزی بول لیتے تھے مگر ہماری روسی کے مقابلے میں کہیں زیادہ روانی سے۔ امریکہ میں پینتیس سال کے قیام میں ہمیں آبائی زبان بولنے کا کبھی موقع نہ ملا جس کی وجہ سے اسے استعمال کرنے کی ہماری استعداد شل ہوچکی تھی۔ اس کے علاوہ زورن کے پاس ہمیں بتانے کے لئے اتنا زیادہ تھا جو وہ انگریزی میں بتا رہے تھے۔ انہوں نے ہمیں انقلاب کے متعلق بتایا اس کی کامرانیاں اور امیدیں اور دیگر کئی باتیں جو ہم جاننا چاہتے تھے۔ واقعات کا وہ سلسلہ جنہوں نے اکتوبر کو ممکن بنا دیا اور اس کے بعد ہونے والی پیشرفت۔ اگرچہ ان میں سے بہت سی باتوں کی تکرار بھی ہوجاتی جو ہم مختلف استقبالیوں میں سن چکے تھے۔ اس کا تعلق ناکہ بندی کے خاتمے اور اس میں ہونے والے بڑے جانی نقصان اور اس آہنی کٹہرے سے تھا جس سے روس کو نرغے میں لے لیا گیا تھا اور گھس بیٹھیوں کی تباہ کن تخریب کاری، دینیکن کولشاک اور یودینچ کے مسلح حملے اور وہ تباہی جو انہوں نے پھیلائی جس کے سامنے انقلابی جذبہ جوان خطرناک رکاوٹوں کے سامنے اپنے عروج پر رہا۔ مختلف محاذوں پر برسرپیکار رہا اور دشمنوں کا صفایا کردیا۔ یہ لڑائی صنعتی محاذ پر بھی ہورہی تھی جو قدیم کھنڈرات پر نئے روس کی تعمیر کے لئے جاری تھی۔ پہلے ہی بہت سا تعمیری کام ہوچکا تھا جیسا کہ انہوں نے بتایا، ہمیں اس کا موقع ملنا چاہئے کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے خود دیکھیں۔ اسکول، محنت کشوں کے کالج، ماں اور بچے کے لئے سماجی تحفظ، عمر رسیدہ لوگوں کی دیکھ بھال اور بیماری میں تیمارداری اور اس کے علاوہ بہت کچھ جو پرولتاریوں کی آمریت کے طفیل ممکن ہوا۔ بلاشبہ روس نقطہ کاملیت سے ابھی بہت دور تھا جبکہ اس کے خلاف بہت سے ہاتھ اٹھ رہے تھے۔ جوابی انقلاب کے سازشی.....جن میں پیش پیش روسی دانشور تھے.....اور وہ سب سے بڑی عفریت تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جو انقلاب کی راہ میں خوفناک رکاوٹ تھے اور ان عارضوں کا سبب تھے جن میں ملک مبتلا تھا۔

جن دیوتائی کاموں سے روس کو سامنا تھا اس کے سامنے امریکہ میں ہماری جدوجہد ترسیدہ اور حقیر لگتی تھی۔ آگ میں سے گزرنے کی آزمائش کا وقت بالکل سامنے تھا۔ میں ممکنہ ناکامی کے تصور سے لڑ کھڑانے لگی۔ ان بلندیوں کے سر کرنے میں میری ناکامی ملاحظہ کیجئے جسے لاکھوں بے نوا اور گمنام لوگ کب کے سر کرچکے تھے۔ اپنے جوش و جذبے اور خود کو وقف کردینے سے دونوں زورن عظمت کے مینار لگتے تھے اور مجھے اس بات پر فخر تھا کہ وہ میرے دوست ہیں۔ جب رات ڈھلنے لگی تب ہم نے ان سے جدا ہونے کی اجازت مانگی۔

ہوٹل کی راہداری میں ہماری ایک عورت سے مڈبھیڑ ہوگئی جس نے بتایا کہ ہمیں بلانے کے لئے وہ زورن کے گھر جارہی تھی۔ امریکہ سے آنے والا ایک دوست ہمارا منتظر ہے اور ملنے کو بیتاب ہے۔ ہم اس کے پیچھے پیچھے چوتھی منزل پر واقع ایک اپارٹمنٹ تک پہنچ گئے اور جب دروازہ کھلا تو میں نے خود کو اپنے پرانے کامریڈ شاتوف سے بغلگیر پایا۔ ''بل، تم یہاں'' میں تعجب

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں چلائی، کیسے، زورنؔ نے تو یہ بتایا تھا کہ تم سائبیریا جا چکے ہو۔

"تم ہمیں سرحد پر لینے کیوں نہیں آئے، کیا تمہیں ہماری تار برقی نہیں ملی؟" ساشاؔ نے ہاں میں ہاں ملائی!

"اپنی امریکی رفتار گھٹاؤ۔" بلؔ ہنسنے لگا۔ "مجھے پہلے بغلگیر تو ہو لینے دو، پیارے ساشاؔ، اور تمہارے انقلابی روس بحفاظت پہنچنے پر ایک جام تو پی لیں اس کے بعد باتیں ہوں گی۔" اس نے ہمیں ایک دیوان پر بٹھایا اور درمیان میں خود بیٹھ گیا۔ دیگر لوگ جو وہاں بیٹھے تھے وہ بھی گرم جوشی سے ملے۔ انّا (بلؔ کی بیوی) اس کی بہن روزؔ اور آخر الذکر کا شوہر۔ میں لڑکیوں سے نیویارک میں مل چکی تھی۔ لیکن میں روزؔ کو راہداری کی ملگجی روشنی میں نہ پہچان پائی۔

نیویارک میں ہماری الوداعی دعوت کے بعد سے بلؔ کا وزن کافی بڑھ گیا تھا۔ اس کی فوجی وردی میں اس کے فربہ خطوط نمایاں ہو رہے تھے اور اس کا چہرہ قدرے گراں لگ رہا تھا۔ اس نے امریکہ کے متعلق ہم پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ سان فرانسسکو کے محنت کشوں کا مقدمہ، ہماری اسیری اور ملک بدری۔ "فی الحال کسی بات کی فکر نہ کرو" ہم نے اس کا وار خالی کر کے دریافت کیا۔ "اچھا پہلے اپنے متعلق بتاؤ، تم اب تک پیترو گراد میں کیا کر رہے ہو؟ اور تم امریکی ملک بدروں کے استقبالیہ کمیٹی میں کیوں موجود نہ تھے؟" بلؔ کچھ متردد نظر آنے لگا اور ہمارے سوالات سے بچنے کی کوشش میں لگ گیا مگر ہم اڑ گئے۔ میں زورنؔ کے مزاج کی غیر یقینی نہیں برداشت کر سکتا تھا اور میں یہ بھی نہ چاہتا تھا کہ میں اس پر عمداً فریب کا شک کروں۔ "میں سمجھ گیا کہ تم ابھی تک نہیں بدلیں" بلؔ نے چھیڑا۔ "تم اب بھی وہی اڑیل بلا ہو" اس نے یہ وضاحت کرنے کی کوشش کی کہ روس کی پر صعوبت زندگی میں لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ میل جول میں صرف کریں۔ اس کے اور زورنؔ کے مختلف فرائض ہیں اور وہ شاذ و نادر ملتے ہیں۔ ممکن ہے یہی وجہ ہو کہ زورنؔ نے فرض کر لیا کہ میں رخصت ہو چکا ہوں۔ میرا سائبیریا کا دورہ کئی ہفتے پہلے سے طے تھا لیکن اس کے لِئے درکار ضروری ساز و سامان کی عدم دستیابی کی وجہ سے دورے میں تاخیر ہوتی گئی۔ اب بھی بہت سا کام رہتا ہے تب میں روانگی کے قابل ہوں گا۔ ممکن ہے مجھے مزید پندرہ دن اور ٹھہرنا پڑے لیکن مجھے اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہم لوگ اس کے پاس تھے...... یوں ہمیں موقع مل جائے گا اور ہم لوگ بہت سی چیزوں کے متعلق باتیں کر لیں گے۔ جن میں امریکہ اور روس دونوں شامل ہیں۔ اسے ہمارا پیغام مل گیا تھا اور اس نے درخواست بھی دی تھی کہ اسے کمیٹی میں شامل کر لیا جائے لیکن اسے انکار کر دیا گیا۔ یہ بات خلاف دانش سمجھی گئی کہ وہ ہمیں روس کے متعلق ابتدائی تاثرات بتائے۔ اس میں یہ اندیشہ نہ تھا کہ میں تمہیں بدگمان کر دیتا، بس وہ، بس وہ! ہم دونوں ساشاؔ اور میں انگشت بدنداں رہ گئے۔ "وہ آمر کون ہے؟ 'وہ' جو تمہیں سائبیریا کا دورہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور پھر تمہیں اپنے دیرینہ کامریڈوں اور دوستوں سے ملنے کے حق سے محروم کر دیتا ہے؟" اور پھر تم اپنے اخراجات پر کیوں نہ چلے آئے؟" "پرولتاریوں کی آمریت" بلؔ نے جواب دیا۔ اور ناز برداری کے لِئے میری پیٹھ سہلانے لگا۔ "لیکن اس معاملے کو کسی اور وقت کے لِئے اٹھا رکھو۔ سر دست میں تمہیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں" وہ بڑی متانت سے کہے جا رہا تھا کہ "کمیونسٹ ریاست عملاً ہو بہو وہی ہوگی جو ہم انارکسٹ ہمیشہ سے دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ ہوگی...... ایک سخت گیر مرکزی قوت، جسے انقلاب کو درپیش خطرات سے اور قوت ملی ہے اور ان حالات میں آپ جو چاہیں وہ نہیں کر سکتے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ اٹھیں اور ایک ٹرین پر لٹک جائیں یا اس کے پائیدان پر ٹک جائیں جیسا کہ میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں کرتا تھا۔ آپ کو اجازت درکار ہے۔ مگر یہ نہ سمجھ لینا کہ میں امریکی "نعمتیں" فراموش کر چکا ہوں۔ میں روس پر، انقلاب پر اور اس کے درخشاں مستقبل پر فدا ہوں!"

بلؔ کو یقین تھا کہ وقت کے ساتھ روس کے متعلق ہم بھی وہی محسوس کرنے لگیں گے جیسا کہ وہ کرتا ہے۔ پروپسک (پروانہ راہداری) جیسے معمولی معاملات کے لِئے ہمیں فکر مند نہ ہونا چاہئے اور وہ بھی ملاقات کے ابتدائی گھنٹوں میں۔ پروپسک! میں تو جھولی بھر کے ممنون ہوں اور تم بھی جلد ہو جاؤ گی۔ اس نے بات سمیٹتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں شوخی والی چمک تھی۔ میں اس کی کیفیت کو سمجھ گئی اور سوالات پوچھنا بند کر دیا۔ دن بھر میں یکے بعد دیگرے تاثرات نے مجھے سراسیمہ سا کر دیا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آیا یہ دن بھر کی آپ بیتی ہے، میں تو سوچ میں پڑ گئی مجھے تو لگا مجھے یہاں آئے کئی برس ہو چکے ہیں۔

بل شاتوف پندرہ دن اور نہ روانہ ہو سکا اور ہم لوگوں نے اپنا وقت ساتھ گزارا، جس میں اکثر پو پھٹ جاتی۔ اس نے ہمارے سامنے انقلاب کا جو نقشہ کھینچا وہ حدود امکان کے لحاظ سے نہایت وسیع تھا جو ابھی تک کوئی نہ بنا سکا تھا۔ یہ کوئی ایسا معاملہ نہ تھا جس میں چند افراد کی تصویر کشی کر دی جائے۔ ان کا کردار اور اہمیت کو بڑے پس منظر میں نمایاں کیا جائے بلکہ عظیم اور ادنیٰ، بلند اور پست سب ہی نمایاں انداز میں کھڑے ہوں اور ایک اجتماعی عزم سے سرشار ہوں تا کہ انقلاب کی نصرت کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیں۔ لینن، ترا تسکی، زینوویف جو اپنے کامریڈوں کے ولولہ انگیز مختصر دستوں کے ساتھ ایک نہایت زوردار کردار ادا کرنے والے ہوں۔ بل نے یہ سب پر جوش اعتقاد سے بتایا۔ لیکن ان کی پشت پر عوام الناس کی بیدار انقلابی بصیرت کارفرما ہے۔ کسان ۱۹۱۷ء کے موسم بہار میں مالکان کو اراضی سے بے دخل کر چکے ہیں..... محنت کش فیکٹریوں اور کارخانوں پر قابض ہو چکے ہیں..... سپاہ مختلف جنگی محاذوں سے لوٹ چکے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں جمع ہیں..... کرونشاد کے ملاحوں نے انارکسٹوں کے اصول یعنی انقلاب کی روزمرہ زندگی میں براہ راست کارروائی پر عمل کر کے..... بائیں بازو کے انقلابی اور انارکسٹوں نے بھی کسانوں کو اراضی کو اشتراکی ملکیت میں لینے پر اکسایا..... ان تمام قوتوں نے توانائی بخشنے میں ہاتھ بٹایا اور پھر روس پر طوفان پھٹ پڑا۔ جس کا پورا اظہار اور نکاسی اکتوبر کے خوفناک سیلاب میں ہوا۔

اس رزمیہ داستان کا خیرہ کن حسن اور مغلوب کرنے والی طاقت جس میں ایسی اختلاجی زندگی رواں دواں تھی جس کی جوت ہمارے دوستوں کی فصاحت بیانی نے جگائی تھی۔ اچانک بل نے خود ہی فسوں توڑ دیا۔ اس نے روس کی روح میں ہونے والی تبدیلیوں کو ہمیں دکھایا تھا۔ وہ کہے جا رہا تھا۔ وہ ہمیں اس کے جسمانی عارضوں کو دیکھنے کا موقع دے گا۔ ''تمہیں بدگمان کرنے کے لئے نہیں'' اس نے زور دے کر کہا ''جیسا کے ان لوگوں کے دل میں خوف سمایا رہتا ہے جن کے لئے انقلابی دیانت داری کا پیمانہ رکنیت کا کارڈ ہوتا ہے۔'' بہت جلد ہم خود بھی اسی خوفناک بلا کا شکار ہو جائیں گے جو ملک کی قوت کو چوس رہی ہے، اس نے کہا۔ میرا مقصد محض تم کو اس انجام کے لئے تیار کرنا ہے..... اور تمہاری مدد کرنا ہے کہ تم مرض کے منبع تک پہنچ جاؤ، اس کے پھیلاؤ کے خطرات کی جانب اشارہ کرنے سے ہم یہ سمجھنے کے قابل ہوں گے کہ وہ کون سے سخت اقدام کئے جا سکتے ہیں جن سے موثر علاج ممکن ہے۔ روسی تجربے نے اسے سکھایا تھا کہ ہم انارکسٹ انقلاب کو تخیلی چیز بنا دیتے ہیں اور یہ فراموش کر بیٹھتے ہیں کہ اس کی کیا قیمت ادا کرنا پڑے گی اور وہ کتنی ڈراؤنی قیمت ہوگی جسے انقلاب کے دشمن مقرر کریں گے۔ اور وہ کون سے شیطانی حربے اختیار کریں گے تا کہ حاصل شدہ فوائد کو تباہ کر دیا جائے۔ کوئی بھی آگ اور تلوار سے منطق اور اپنے آدرش کی حقانیت کے برتے پر نہیں لڑ سکتا۔ انقلاب کے مخالفین متحد ہو چکے ہیں تا کہ روس کو تنہا کر کے بھوکا مار ڈالا جائے۔'' اور اس کی ناکہ بندی انسانی جانوں کی خوفناک تعداد کو ہڑپ کر رہی ہے۔ مداخلت کار اور برباد کرنے والے اپنے ہمراہ سفید (گارڈز) کے لاتعداد حملے جن سے خون کے دریا بہہ جاتے ہیں اور دینکن، کولچاک (انقلاب دشمن افواج) یودینچ کے غول در غول، ان کے ہاتھوں قتل عام، حیوانی انتقام اور ایک عمومی تباہی جو انقلاب پر تھوپی جاتی ہے اور ایک ایسی جنگ مسلط کر دی جاتی جسے انتہائی دوررس نگاہیں رکھنے والے داعیوں نے بھی کبھی خواب میں نہیں دیکھی تھی۔ ایسی جنگ جو انقلابی نظریات کے تخیلی نظریات کے دائرہ امکان سے باہر ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اس لئے ناگزیر ہوتی ہے تا کہ ان بھوکے بھیڑیوں کو مار بھگائے جو انقلاب کی تکہ بوٹی کرنے پر کمربستہ ہوتے ہیں۔ وہ انارکزم سے لاتعلق نہیں ہوا تھا، بل نے مجھے یقین دلایا۔ وہ مارکسی ریاست کی مشینی عفریت سے غافل نہیں ہے۔ لیکن یہ خطرہ فی الحال نظریاتی بحث مباحثے کا موضوع نہیں ہے بلکہ یہ رائج نوکر شاہی کی نااہلی اور بدعنوانی کی وجہ سے ایک اصل حقیقت ہے۔ وہ آمریت اور اس کی کنیز خفیہ پولیس (چیکا) سے ناخوش تھا جو خیالات کو کچلنے اور رائے کی آزادی اور پہل کاری کو دبانے میں بے رحم ہے۔ مگر یہ ناگزیر برائی ہے۔ سب سے پہلے یہ انارکسٹ ہی تھے جنہوں نے لینن کی انارکزم کی اساسی بنیادوں پر انقلاب کی صدا پر لبیک کہا تھا۔ انہیں اس لئے حق حاصل تھا کہ وہ حساب کتاب مانگیں۔ ''اور ہم لوگ! اس پر کبھی شک نہ کریں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

گے۔'' بل چلانے میں حق بجانب تھا ''ہم ضرور کریں گے! لیکن ابھی نہیں، ابھی نہیں! اتنے عرصے نہیں جب تک ہمارے تمام کشیدہ اعصاب روس کو رجعتی عناصر سے محفوظ رکھنے میں مصروف ہیں جو جی جان سے لڑ رہے ہیں تا کہ اقتدار پر قابض ہو جائیں۔ وہ کمیونسٹ پارٹی میں نہیں شامل ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ بل نے یقین دلایا۔ لیکن وہ بالشویکوں کے ساتھ ہے اور اس وقت تک ان کا ساتھ دے گا جب تک ہر محاذ پر مخالفین نیست و نابود نہیں ہو جاتے اور آخری دشمن بھی فرار ہو کر پناہ گاہ نہ تلاش کرنے لگے۔ جیسے یودینچ، دینیکن اور زار کے ٹولے کے باقی لوگ۔'' اور تم بھی یہی کرو گے، میرے عزیز ایما اور ساشا۔'' بل نے اس طرح بات مکمل کی۔'' مجھے پورا یقین ہے۔''

ہمارا کامریڈ قدیم طرز کا پرجوش قصیدہ گو شاعر تھا اور اس کا نغمہ انقلاب کی داستان تھی جو ہمارے عہد کا عظیم الشان واقعہ تھا۔ اس کے کئی معجزے تھے اس کے خوف و آلام، اس کے لوگوں کی شہادتیں جو صلیب پر میخوں سے جڑ دیئے گئے تھے۔

بل سولہ آنے درست تھا۔ ہم نے سوچا۔ وقت کا صرف یہ تقاضہ تھا اگر یہ موازنہ کیا جائے تو ہر ایک پر سب سے پہلے یہ لازم ہے کہ انقلاب اور اس کی کامیابیوں کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ نثار کر دے۔ ہمارے کامریڈ کا اعتقاد اور جذبہ ہمیں اڑاتا ہوا وجد کے کمال پر لے گیا۔ اس کے باوجود میں داخلی بے چینی کی مہین آواز کو نہ پھسلا پا رہی تھی جو آپ کو اس وقت سہلاتی ہے جب آپ اندھیرے میں تنہا ہوں۔ میں نے بڑے عزم کے ساتھ اس سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی اور اس طرح قدم بڑھانا شروع کیا جیسے نیند کے عالم میں چلنے والے طلسمی نگری میں چلتے ہیں۔ کبھی کبھی میں لڑکھڑاتی ہوئی اس زمین پر آ رہتی اور ایک ناگوار آواز یا کریہہ منظر مجھے نیم بیدار کر دیتا۔ آزادانہ اظہار خیال کا پیترو۔ سوویت کے جلسے میں گلا گھونٹا جانا اور اس بات کا علم میں آنا کہ بہتر اور بڑی مقدار میں خوراک پارٹی ارکان کو سمولنی کے کمرہ طعام میں مہیا کی جاتی ہے اور اسی نوعیت کی متعدد ناانصافیاں اور برائیاں میری توجہ میں آئیں۔ وہ ماڈل اسکول جہاں بچوں کو مٹھائیاں اور قلفیاں دی جاتیں اور ان ہی سے متصل ایسے افسردہ اسکول جہاں ساز و سامان نایاب، کمروں کو گرمایا نہ جاتا، گندگی سے بھرے ہوتے اور جہاں ننھے ننھے بچے سارا وقت بھوکے رہتے اور انہیں مویشیوں کی طرح ہانکا جاتا۔ کمیونسٹوں کے لئے خاص اسپتال جس میں تمام جدید سہولتیں جبکہ دیگر ادارے ایسے تھے جن میں طبی اور جراحی کی اشیاء نہ ہونے کے برابر۔ سرکاری راشن چونتیس اقسام کا..... وہ بھی مبینہ کمیونزم کے پرچم تلے! جبکہ چند مارکٹوں اور مراعات یافتہ دکانوں میں مکھن، انڈوں، پنیر اور گوشت کا کاروبار چمک رہا ہو!..... لیکن محنت کش اور ان کی عورتیں نہ ختم ہونے والی طویل قطاروں میں گھنٹوں کھڑی رہتیں تا کہ یخ بستہ ٹماٹر، کیڑے دار اجناس اور سڑی مچھلی کا راشن حاصل کر سکیں۔ ان کے چہرے پھول کر نیلے پڑ جاتے۔ ان کے ہمراہ سرخ فوج کے سپاہی ہوتے جو ان کے ادنیٰ برتنوں کے متعلق مول تول کرتے۔

میں نے زورن سے اس موضوع پر گفتگو کی اور نوجوان انارکسٹ کیباچ جو ایسٹوریا میں رہتا تھا' زینوویف سے اور دیگر سے اور ان تضادات کی جانب اشارہ کیا۔ ان باتوں کو کیونکر جائز قرار دیا جا سکتا ہے یا وضاحت کی جا سکتی ہے۔ سب ہی نے تبصرہ کرنے سے احتراز کیا اور وہی جملہ دہرایا ''تم کیا کرو گی جبکہ ہم نرغے میں ہیں اور دانشور تخریب کاری میں لگے ہوں، دینکن، کولچک اور یودینچ حملہ آور ہوں!'' ان سب کو ہی ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے، سب نے یہی دہرایا۔ پرانے عیوب کا اس وقت تک خاتمہ نہیں کیا جا سکتا جب تک محاذوں پر پسپائی نہ ہو جائے۔'' آیئے اور مل کر کام کریں'' انہوں نے کہا'' تم برکمین ہو، تم جس عہدے کو چاہو لے لو اور تم ہماری بہت مدد کر سکتے ہو۔''

میں اس بات سے از حد متاثر ہوئی کہ لوگ بڑھ کر مل رہے تھے اور دست تعاون کے لئے بیتاب تھے، ہم ان کا ہاتھ بٹائیں گے۔ ہم ان کے ساتھ کام کریں گے اور اپنی پوری توانائی اور طاقت صرف کر دیں گے جیسے ہی ہمارے قدم جمیں گے اور جب ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم کس سے تعلق رکھتے ہیں اور کہاں پر ہم زیادہ مفید ثابت ہوں گے۔

زینوویف اتنا ناقابل تسخیر رہنما نہیں لگتا تھا جو مقام اسے اس کی شہرت کی وجہ سے حاصل تھا۔ مجھے وہ ایک ڈھیلا ڈھالا اور کمزور سا فرد لگا۔ اس کی آواز نوخیز نوجوان جیسی تھی۔ دور جانے والی مگر سپاٹ۔ لیکن اس نے انتہائی اخلاص سے انقلاب کے جنم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لینے میں ہاتھ بٹایا تھا اور اسے مزید فروغ دینے کے لئے انتھک محنت کر رہا تھا۔ ہمیں یہ بتایا گیا۔ وہ یقیناً اعتماد اور احترام کا مستحق تھا۔ ''محاصرہ'' اس نے دہرایا'' کولچک، دینیکن، یودنچ، انقلاب دشمن ساونکوف اور منشویک غدار اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی ایک مستقل عفریت بنے ہوئے ہیں۔ وہ ابتدا سے انتقام کی سازش کر رہے ہیں اور انقلاب کی موت کے خواستگار ہیں۔'' عمومی قوالی میں زینوویف کی فریاد نے المناک تسلسل میں اضافہ کر دیا اور میں بھی شریک ہو گئی۔

تاہم جلد ہی نیچے سے دیگر صدائیں بھی بلند ہوئیں جو ترش تھیں جو موردانہ تھیں اور انہوں نے مجھے بھی بے چین کر دیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ میں پیتروگراد میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس میں شرکت کروں۔ اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ میرے کامریڈ اس بات پر مجبور تھے کہ خفیہ طریقے سے کسی عمارت کے تاریک حصے میں جمع ہوں۔ بل شاتوف اس سے پہلے ہمیں بڑے فخر سے بتا چکا تھا کہ ہمارے کامریڈوں نے انقلاب کے دوران بڑی جرأت دکھائی تھی اور فوجی محاذوں پر بھی۔ اور اس نے سورمائی کارناموں کی انجام دہی پر بھی تعریفوں کے پل باندھے تھے۔ ایسا عمدہ ریکارڈ رکھنے والے لوگ چھپنے پر کیوں مجبور ہیں، میں تو سوچ میں پڑ گئی۔

جواب حاضر تھا..... کہاں سے پوتیلوف کے لوہے کے کارخانے، فیکٹریوں اور ملوں سے، کرونشتاد کے ملاحوں، سرخ فوج کے جوانوں سے اور ایک پرانے کامریڈ سے جو سزائے موت کی سزا کے اعلان کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ انقلابی کشمکش کے وہی پٹھے اب ان لوگوں کے خلاف تلخی اور طیش میں چلا رہے تھے جنہیں انہوں نے مسند اقتدار پر بٹھایا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ انقلاب نے بالشویکوں سے دغا کی، مشقت کرنے والوں پر غلامی مسلط کر دی گئی، سوویتوں کو خصی کر دیا گیا، گفتار کی آزادی اور خیال پر پہرے بٹھا دیئے گئے، جیلوں اور بندی خانوں کو سرکش کسانوں، کارکنوں، سپاہیوں اور ہر قسم کے باغیوں سے بھر دیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ ماسکو (ماسکووا) میں انارکسٹوں کے مرکزی دفتر پر تراتسکی کے حکم پر مشین گن بردار دستے نے دھاوا بولا جس میں چیکا شامل تھی اور کس طرح بلا کسی مقدمے اور سماعت کے انہیں تھوک کے بھاؤ پھانسی پر چڑھایا گیا۔ یہ الزامات اور اعلانیہ مجرم ٹھہرانے سے میرے سر پر ہتھوڑے برسنے لگے اور میں بھونچکی رہ گئی۔ مجھے کشیدہ اعصاب کے ساتھ سننے کی وجہ سے مشکل سے اعتبار آ رہا تھا جو میں سن رہی تھی اور ان تمام باتوں کا پورا مفہوم بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی..... یہ صحیح نہیں ہو سکتا..... یہ عفریتی تحریری الزام تراشی! کیا زورن نے جیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہمیں یقین نہیں دلایا تھا کہ یہ قریب قریب خالی ہے؟ اس کے بیان کے مطابق سزائے موت منسوخ کی جا چکی ہے۔ اور کیا شاتوف نے لینن اور اس کے ہمکاروں کو درخشاں خراج تحسین نہیں پیش کیا تھا جس میں ان کی پامردی اور فراست کو مایہ ناز نہیں کہا تھا۔ بل نے سوویت افق کے تاریک گوشوں کو نہیں چھپایا تھا۔ اس نے اس کی وجوہ بیان کی تھیں اور ان حربوں کا ذکر کیا تھا جو بالشویکوں پر مسلط کیے گئے اور بلاشبہ ان تمام باغیوں پر جنہوں نے انقلاب کی مذمت کی تھی۔

اس ملگجے ہال میں بیٹھے تمام لوگ دیوانے ہو گئے ہیں جو ایسی انہونی اور الٹی گنگا بہنے والی کہانیاں سنا رہے ہیں۔ جو اتنی بری ہیں جن سے کمیونسٹوں کی مذمت مقصود ہے اور ان جرائم کے لئے جن کے متعلق انہیں علم ہونا چاہئے کہ ان کا سبب انقلاب دشمن ٹولوں کا کام ہے۔ ان محاصرہ کرنے والوں اور سفید جنرلوں کا کام ہے جو انقلاب کے درپے ہیں۔ میں نے حاضرین کو اپنا عقیدہ بیان کرنا شروع کیا لیکن میری آواز تضحیک، نفرین آمیز قہقہوں میں دب گئی۔ میری خوش عقیدگی پر مبنی نابینا پن پر جم کر ملامت کی گئی۔ ''انہوں نے تمہاری فہم و فراست پر تالے ڈال دیئے ہیں!'' میرے کامریڈ مجھ پر برسنے لگے۔ تم اور برکین ان کے دام میں آ چکے ہو اور پڑے چاٹ رہے ہو۔ اور زورن جو انتہائی متعصب ہے اور انارکسٹوں سے نفرت کرتا ہے اور انہیں بے حسی سے گولی مار کر ہلاک کر سکتا ہے۔ بل شاتوف بھی، منحرف! وہ چلائے ''تمہیں ان پر یقین ہے اور ہم پر نہیں۔ ٹھہرو انتظار کرو جب یہی چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگی۔ اس کے بعد تم کوئی اور نغمہ گانے لگو گی۔''

جب برہم شور و غل فرو ہو گیا تو سزائے موت کے پھندے سے فرار ہونے والے نے تقریر کرنے کی اجازت مانگی۔ اس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے زرد چہرے پر بہت سی سلوٹیں تھیں اس کی متوحش اور بڑی بڑی آنکھیں بہت سے مصائب بیان کر رہی تھیں اور وہ دبے ہوئے جذبات کے ساتھ کپکپاتی آواز میں بولا۔ اس نے حالیہ واقعات پر اظہار خیال کیا اور انقلاب کی راہ میں پڑنے والی دشواریوں کو بیان کیا۔ انارکسٹ جوابی انقلاب کے عفریت سے بے خبر نہیں ہیں، اس نے کہا۔ وہ تو اس کے خلاف جان دے کر لڑ رہے ہیں۔ بہت سے کامریڈوں نے محاذوں پر اپنے جوہر دکھائے ہیں اور بہت بڑی تعداد میں دشمن کے خلاف لڑائیوں میں اپنی جانیں بھی دے چکے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ ایک انارکسٹ عیستر ماخنوف تھا جس نے اپنے کسان باغیوں کی فوج کی مدد سے دینکن کے قدم اکھاڑ دیئے اور اس طرح ایک انتہائی نازک وقت پر ماسکو اور انقلاب بچ گئے۔ روس کے تمام خطوں میں انارکسٹ محاذ کے اگلے صفوں میں ہوتے اور انقلاب کے دشمنوں کو پسپا کرتے رہتے۔ لیکن انہیں اس طاعون سے بھی لڑنا پڑ رہا ہے جو اپنی صفوں میں جوابی انقلاب کے تباہ کن کیڑے مکوڑے لے آیا ہے۔ 'بریست۔ لیٹوسک' امن جس نے عوام الناس کی انقلابی روح کو پاش پاش کر دیا، پہلا ہتھوڑا تھا جس نے پرولتاری قوتوں اور ان کی یکجہتی کو مسمار کر دیا۔ انارکسٹوں اور بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے ابتدا ہی سے اس کی مخالفت کی تھی اور اسے ایک خطرناک اقدام کے علاوہ انہوں نے بالشویکوں کی جانب سے اعتماد شکنی کہا تھا۔ افراد سے چھٹنے (رزواستکا) کی حکمت عملی جسے بالشویکوں نے متعارف کرایا تھا جس میں غیر ذمہ دار فوجی دستوں کے اشیاء کے جمع کرنے کے عمل نے عمومی تلخی میں جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔ اس سے دیہاتیوں میں نفرت نے جنم لیا اور محنت کش جوابی انقلاب کی سازشوں کے لئے زرخیز اراضی بن گئے۔ ''شاتوف سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے۔'' وہ شخص چلایا ''اس نے ان حقائق کو تم سے کیوں پوشیدہ رکھا؟ لیکن بل شاتوف ایک 'سوویت پسند' انارکسٹ بن گیا ہے اور وہ کریملن کے اصحاب کی خدمت کر رہا ہے۔ اسی لئے لینن نے اسے چیکا پولیس کے شکنجے سے نکال لیا اور ملک بدر کر کے سائبیریا بھیج دیا۔ کارکنوں اور کسانوں، سپاہیوں اور ملاحوں کو کم سنگین جرائم پر گولی مار کر ہلاک کیا گیا مقابلتاً ان پراسرار ساز باز کرنے والوں کے جو وہ اپنے بلغ ژواحاشیہ برداروں سے مل کر کرتا ہے اور چونکہ وہ پیتروگراد کا بالعمل گورنر ہے اس لئے وہ سب اس کے پالتو ہیں۔ شاتوف پیتروگراد پر آہنی ہاتھوں سے حکمرانی کرتا ہے۔ وہ خود بھی فرار ہونے والے (Kanegiesser) کا برق رفتاری سے تعاقب کر رہا تھا جو ایذ اپسند یورتسکی کا قاتل اور پیتروگراد کی چیکا کا افسر اعلیٰ تھا۔ شاتوف انارکسٹ ہوتے ہوئے بدقسمت شکار کو پکڑ کر بڑے کروفر سے اسے لایا اور چیکا کے حوالے کر دیا جس نے اسے گولی مار کر ہلاک کر ڈالا۔

''بس کرو، بس'' میں چیخی ''میں تم لوگوں کے جھوٹ سن سن کر تنگ آ چکی ہوں!'' بل کبھی ایسی چیزیں نہیں کر سکتا، میں تو اسے سالہا سال سے جانتی ہوں وہ نہایت رحمدل اور شائستہ فرد ہے۔ مجھے تو یقین نہیں آتا کہ وہ ان باتوں کا ارتکاب کرے گا۔'' میں بہت غصے میں ان لوگوں پر برس پڑی جو خود کو انارکسٹ کہتے ہیں اور اس کے باوجود اتنے منتقم مزاج اور بدطینت ہیں۔ میں تو زورن کی دیانتداری کے لئے سینہ سپر ہو گئی اور زینوویف کی مدافعت کی کہ وہ لائق اور محنتی رہنما ہے۔ میں بل کی وکالت پر اتر آئی جو میرا پرانا دوست ہے۔ اور اس کے کردار کی تعریف کے پل باندھنے لگی۔ اس کے وسیع ذہن اور واضح فکری افق کی۔ میں نے اپنے شعلہ بداماں اعتماد کو ان زہریلے دھوئیں سے بجھنے نہ دیا جن میں گزشتہ تین دن سے میں سانس لے رہی تھی۔

ساشا کو سردی لگ گئی تھی اور وہ اتنا بیمار تھا کہ انارکسٹ حلقے کی میٹنگ میں حصہ لینے سے قاصر تھا۔ لیکن میں اسے باخبر رکھتی جاتی اور آج میں اس کے کمرے میں بھڑ بھڑا کر داخل ہوئی کیونکہ میرے ذہن میں ایک تلاطم برپا تھا اور اسے آخری دن کی خوفناک روداد سنا دی۔ اس نے ان الزامات کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ یہ غیر ذمہ دار لوگوں کی بچوں جیسی باتیں ہیں جو غیر موثر اور مایوس اشخاص ہیں۔ پیتروگراد کے انارکسٹ بھی اسی قسم کے لوگ ہیں جیسے امریکہ میں ہماری صفوں میں ہوتے تھے جو عملاً کم ہی حصہ لیتے تھے لیکن تنقید سب سے زیادہ کرتے تھے، اس نے کہا۔ شائید وہ لوگ اتنے سادہ لوح ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ انارکزم مطلق العنانی کے ملبے میں سے راتوں رات نمودار ہو جائے گا۔ جنگوں میں سے اور عبوری حکومتوں کے بطن سے بالشویکوں کو ان کے سخت اقدام اٹھانے پر لعنت ملامت کرنا ایک احمقانہ فعل ہے۔ ساشا نے تاکیداً کہا۔ ان کے پاس اور کون سے ذرائع ہیں جن کی مدد

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے وہ جوابی انقلاب اور دہشتگردی کے شکنجے سے نکل سکتے ہیں؟ جہاں تک میرا تعلق ہے میرے نزدیک ان چیزوں سے نمٹنے کے لئے کوئی حربہ بھی برا نہیں ہے۔ انقلابی ضرورت ہر حربے کو جائز بنا دیتی ہے چاہے ہم اسے جتنا جی چاہے ناپسند کریں۔ جو اس کی جڑیں کھوکھلی کرنا چاہتے ہیں انہیں اس کی قیمت چکانا ہوگی۔ ہمیشہ کی طرح پرانے یار کے دل اور نگاہوں میں یکسوئی تھی۔ میں اس سے متفق تھی، پھر بھی میرے کامریڈوں کی کریہہ رودادیں مجھے بے چین کئے جا رہی تھیں۔

ساشا کی علالت نے میری راتوں کی نیندیں اڑا دیں اور ہیولے گھیرنے آجاتے۔ ڈاکٹر کم تھے ادویات نایاب اور پیتروگراد میں امراض کا دور دورہ تھا۔ زورن نے فوراً ایک ڈاکٹر بلا بھیجا۔ لیکن مریض کا بخار اتنا سنگین تھا کہ طویل انتظار کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا۔ میرا پیشہ ورانہ پرانا تجربہ اس سے زیادہ کبھی نہ کام آیا۔ اپنے چھوٹے سے دواؤں سے آراستہ بکس میں سے جسے بوفورڈ پر ایک رحم دل ڈاکٹر نے مجھے دیا تھا۔ اس کی مدد سے میں ساشا کا بخار توڑنے میں کامیاب ہوگئی۔ دو ہفتوں کی محتاط تیمارداری نے اسے بستر سے نکال کر کھڑا کر دیا۔ وہ دبلا اور زرد لگتا تھا۔ مگر وہ مکمل بحالی کے راستے پر چل نکلا تھا۔ اسی زمانے میں دو صاحبان کو ہم سے ملنے کے لئے بھیجا گیا۔ جارج لانسبری جو لنڈن ڈیلی ہیرالڈ کا مدیر تھا اور مسٹر بیری ایک امریکی اخبار کا نمائندہ۔ ان کی آمد کی توقع نہ تھی اور اس کا انتظام بھی نہیں کیا گیا تھا کہ ایک انگریزی گو شخص ان سے ملے۔ وہ روسی زبان کا ایک لفظ نہ سمجھتے تھے اور ماسکو بھی جانا چاہتے تھے۔ ہم نے ان کی کسمپرسی کا ذکر مام ریوچ سے کیا جو پیتروگراد کے محکمہ داخلہ اور وزارت خارجہ دونوں کی افسر اعلیٰ تھیں۔ انہوں نے ساشا سے فرمائش کی کہ وہ ان انگریز مہمانوں کے ہمراہ ماسکو چلا جائے اور اس نے صاد کر دیا۔

اس کی روانگی سے میں آزاد ہوگئی جہاں چاہوں جاؤں۔ دونوں زورن اس بات پر ہمیشہ تیار رہتے کہ مجھے دلچسپ جگہوں پر لے جائیں لیکن میری روسی رواں ہونے لگی تھی اور میں تنہا جانے کو ترجیح دیتی۔ انارکسٹ کانفرنس تو چھپ کر ہوئی تھی اور میرے لئے یہ نامناسب تھا کہ میں زورن سے اس پر گفتگو کروں اور اس سے بھی کم یہ کہ وہ بتاؤں جو میں نے وہاں سنا تھا۔ میں ان کی محفل میں خود کو مجرم سمجھتی۔ اس میں اس بات نے اور اضافہ کر دیا تھا کہ مجھے محسوس ہونے لگا تھا کہ زورن مجھے عمداً چند معاملات سے بے خبر رکھنا چاہتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آیا میں چند فیکٹریوں کو دیکھ آؤں۔ اس نے مجھ سے وعدہ بھی کیا کہ وہ میرے لئے پروانہ لے آئے گا مگر اسے ناکامی ہوئی۔ وہ اس وقت لزا سے الجھ پڑا جب اس نے مجھ سے فرمائش کی کہ اشترا کی دکان پر کام کرنے والی لڑکیوں سے پوچھوں۔ میں نے ابھی حامی نہ بھری تھی، میری روسی میں روانی نہیں پیدا ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ میں تو روس میں پڑھنے آئی تھی نہ کہ تعلیم دینے۔ زورن میرا انکار سن کر لگا جیسے بڑی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگیا ہو۔ میں نے اس وقت تو اس کے رویے پر کوئی توجہ نہ دی لیکن جب اس نے مجھ سے ملوں کی سیر کرانے میں بھی وعدہ شکنی کی تو میں سوچ میں پڑ گئی کہ کہیں دال میں کچھ کالا تو نہیں ہے۔ مجھے اس بات پر یقین نہ آیا تھا کہ معاملات اتنے بدتر ہیں جتنے کانفرنس میں بیان کئے گئے تھے، تو پھر زورن یہ کیوں نہیں چاہتا کہ میں انہیں دیکھوں؟ اس کے باوجود دونوں زورن سے میرے مراسم نہایت دوستانہ ہی رہے۔ وہ سرگرم باغیوں میں سے تھے، قطعاً بے لوث اور اپنی ضرورتوں سے لاتعلق۔ وہ ہم سے کچھ بھی قبول کرنے کو آمادہ نہ تھے مگر اپنی محدود اشیاء میں ہم کو شریک کرنے پر تیار۔ زورن بالخصوص اس پر بضد رہتا۔ ہر مرتبہ جب بھی میں اپنے ساتھ امریکی اشیاء لاتی تو وہ مجھے متنبہ کرتا کہ جلد ہی ہم لوگ بھوکے مرنے لگیں گے اگر ہم اپنی اشیاء انہیں دیتے رہے۔ لزا کو بھی آمادہ کرنا دشوار تھا۔ اس کے ہاں ولادت ہونے والی تھی اور میں اس سے کہہ کہہ کر تھک گئی کہ نو وارد کے لئے میں کچھ چیزیں سی دوں۔ ''فضول باتیں نہ کروں'' وہ جواب دیتی۔ پرولتاری روس میں کسی کو شیر خواروں کے کپڑوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہم نے یہ سب کچھ سرمایہ دار ممالک کی ٹھسے دار عورتوں کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ ہمیں کہیں زیادہ اہم کام کرنا ہیں۔

میں اس سے بحث شروع کر دیتی آج ہی کے بچے اس مستقبل کے وارث ہوں گے جس کی تعمیر میں تم لگی ہو۔ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ان کی ضروریات کے متعلق ان کی پیدائش سے پہلے یہ سوچ بچار کر لیا جائے۔ لیکن وہ بات کو ہنس کر اڑا دیتی اور مجھے جذباتی ہونے کا طعنہ دیتی، وہ مجھے باغی نہ مانتی۔ میں ان کی کھری خوبیوں کو پسند کرتی اور داد دیتی اگرچہ ان کا زاویہ نظر جانبدارانہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تھا۔ میں ان سے اتنا نہ مل پاتی جتنا ابتدائی ہفتوں میں ہوا تھا۔ اب اس کی ضرورت بھی نہ رہی تھی کیونکہ میں خود ہی ادھر ادھر جا سکتی تھی۔ علاوہ ازیں میری زندگی میں دیگر لوگ بھی آ گئے تھے۔

ایک چیز جسے بل شاتوف نے ہمیں بتایا تھا اور جس کا تواتر سے ذکر نا مناسب نہ تھا۔ وہ تھا 'پروانہ' کا معاملہ۔ سوویت روس میں ان کی اہمیت زار کے عہد کے پاسپورٹ سے بڑھ کر تھی۔ کوئی شخص ان کے بغیر ہمارے ہوٹل میں داخل ہو سکتا تھا اور نہ نکل سکتا تھا اور سوویت اداروں اور اہم اہلکاروں سے ملنے کا تو ذکر ہی کیا۔ تقریباً ہر شخص اپنے بستے میں پروانہ اور شناختی کاغذات رکھتا۔ زورن نے مجھے سمجھایا تھا یہ ایک ضروری حفظ ماتقدم ہے جو انقلاب مخالف سازشیوں سے بچاؤ کے لئے ہے۔ لیکن میرا قیام روس میں جتنا طویل ہوتا جاتا اتنی ہی ان کی وقعت گرتی جاتی۔ پرزہ تو مقررہ قیمت سے زیادہ پر ملتا اس کے باوجود ان پروانوں کے بنانے کے لئے کاغذ کے دستوں پر دستے صرف کئے جاتے اور ان کے حصول میں بہت وقت ضائع ہوتا۔ دوسری جانب وہ اتنی بڑی تعداد میں جاری کئے گئے تھے کہ ان کا حساب کتاب رکھنا ممکن نہ رہا تھا۔ کیا کوئی ہوشمند جوابی انقلاب والا خود کو قطار میں گھنٹوں کھڑا رہ کر پروانہ حاصل کرے گا اور شناخت کرانے کا خطرہ مول لے گا۔ میرا استدلال یہ تھا۔ وہ حاصل کرنے کا کوئی اور محفوظ طریقہ استعمال کرے گا۔ لیکن یہ سب بے سود تھا۔ ہر کمیونسٹ میں جس سے ملی اس پر انقلاب مخالف ہوا سوار تھا، اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ایسے حملے ہو چکے تھے اور برداشت بھی کئے جا چکے تھے۔ ان سے میں کیسے نپٹتی۔ مجھے روس میں آئے ہوئے اتنا کم عرصہ گزرا تھا کہ میں انہیں انتہائی عملی طریقہ نہیں بتا سکتی تھی جس سے انقلاب کے دشمنوں سے نمٹا جا سکے۔ اور یہ آدم بیزار کاغذ کے پرزے ان عظیم سانحات کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ میں جہاں بھی جاتی وہاں لوگوں میں پرجلال جرأت، بے لوث لگن اور سادہ عظمت پاتی جو پوری دنیا کے مخالفین کے خلاف انقلابی قلعوں کے رکھوالے تھے۔ اس طرح میں خود الجھی جاتی اور مجھ سے روس کا دوسرا چہرہ نہ دیکھا جاتا۔ لیکن اس کے داغدار اور پیچ دار رنگ سے بھی چشم پوشی کرنا دشوار تھا۔ یہ مجھے کھینچے جاتا اور دیکھنے پر مجبور کرتا رہتا اور دباؤ ڈالتا کہ میرے مصائب دیکھو جبکہ میں اس کے حسن اور جگمگاتے پہلو کو دیکھنے پر مصر تھی اور اس جذبے میں مری جا رہی تھی کہ اس کی قوت اور اقتدار ہی کو دیکھوں گی۔ اس کے باوجود اس کے دوسرے رخ کے گھناؤنے پن کی ناقابل مزاحمت کشش نے مجبور کر دیا۔ ''دیکھو! دیکھو!'' وہ دانت پیستی ''پیتروگراد کے اطراف میں پھیلے ہوئے جنگلات تمہاری دسترس میں ہیں، جو ہر گھر کو گرمانے کے لئے کافی ہیں اور ہر فیکٹری کے پہیے کو گھمانے کے لئے بہت ہیں۔ اس کے باوجود شہر سردی سے گلا جا رہا ہے اور مشینیں ٹھپ پڑی ہیں۔ کسانوں سے اناج کی جبری وصولی سے پیتروگراد کا پیٹ تو بھر رہا ہے، انہیں بتایا جاتا ہے کہ یوکرین کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ مال گاڑی کے ڈبے بھر بھر کے شمال کی جانب اجناس روانہ کرے اس کے باوجود شہری آبادی فاقہ کشی کر رہی ہے۔ جنس کا کوئی نصف حصہ تو راستے ہی میں غائب ہو جاتا ہے باقی ماندہ جو پہنچتا ہے وہ مرکز میں آتا ہے وہ بھوکی خلقت کے پیٹ میں جانے کے بجائے بڑی منڈی میں جا پہنچتا ہے اور گورو خووایا (چیکا کا مرکزی دفتر) میں مسلسل فائرنگ ہوتی رہتی ہے۔ کیا تم بہری ہو اور یہ آوازیں نہیں سنائی دیتیں؟ اور منصوبے کے تحت ایسے جیل خانے جو اخلاقی کجی والے بچوں کے لئے ہیں..... کیا تمہیں ان پر طیش نہیں آتا۔ کیا تم وہی نہیں ہو جو پینتیس برس تک بچوں کی زندگی کے متعلق لوگوں کو ملعون ٹھہراتی رہیں اور مذمت کرتی رہیں؟ تمہارا ان ڈراؤنے گومڑوں کے متعلق کیا خیال ہے جنہیں کمیونسٹ غازے کے ذریعے چھپایا گیا ہے۔

ایک خرگوش کی مانند جو ایک جال میں پھنس گیا ہو میں اپنے پنجرے میں ادھر سے ادھر بھاگ رہی تھی اور ان خوفناک سلاخوں کے تضادات سے اپنے سر کو ٹکرا رہی تھی۔ میں اندھوں کی طرح کسی سے ٹکرانا چاہتی تھی تاکہ اس جان لیوا ضرب سے خود کو بچا سکوں۔ زینوویف اور جان ریڈ جو ابھی ابھی ماسکو سے لوٹے تھے شائد کچھ بتا سکیں، میں نے سوچا۔ اور میکسم گورکی، ہو نہ ہو وہ ضرور مجھے سمجھا سکے گا کہ روس کا کون سا رخ اصل ہے اور کون سا جعلی۔ وہ ضرور مدد کرے گا۔ وہی جو حقیقت نگار ہے، جس کی احساس فرض کو یاد دلانے والی آواز ہر ناانصافی پر گرجنے لگتی ہے اور اس نے آتشیں لفظوں میں بچوں کے خلاف ہونے والے جرائم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پر سخت گوشمالی کی تھی۔

میں نے گورکی کو ایک رقعہ بھیجا اور اس سے درخواست کی کہ وہ مجھ سے ملے۔ میں تو سوویت روس کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہی تھی۔ اور مختلف رکاوٹوں سے ٹکرا کر لڑکھڑا رہی تھی اور بے مقصد انداز میں انقلابی روشنی کے لِئے ٹاپک ٹوئیاں کر رہی تھی۔ مجھے اس کا دوستانہ اور رہنمائی کرنے والا ہاتھ درکار ہے، میں نے اسے لکھا۔ اس عرصے میں میں زینوویف سے ملی ''جنگلات جو پیترو گراد کے اطراف میں ہیں اور نزدیک ہیں'' میں نے کہا ''شہر اس کے باوجود جما جا رہا ہے؟'' ''ایندھن بے تحاشہ ہے'' زینوویف نے جواب دیا۔ ''ان کا کیا فائدہ ہے؟'' ہمارے دشمنوں نے ہمارے رسل و رسائل کے ذرائع کو تباہ کر دیا ہے۔ ناکہ بندی سے ہمارے گھوڑے ہلاک ہو گئے اور ہمارے لوگ بھی مار ڈالے۔ ہم کس طرح لکڑی کے جنگل تک پہنچیں؟'' ''پیترو گراد کی آبادی کے متعلق کیا خیال ہے؟'' میں اڑی رہی ''کیا اس سے تعاون کرنے کے لِئے اپیل نہیں کی جا سکتی؟ کیا اسے نہیں اکسایا جا سکتا کہ پوری خلقت کدال، کلہاڑی اور رسیاں لے کر نکلے اور ضرورت بھر کی لکڑی کھینچ لائے؟ کیا ایسی اجتماعی کوشش بڑی مصیبت کو رفع نہ کر دے گی اور تمہاری پارٹی کے خلاف برہمی کو کم نہ کر دے گی؟'' اس سے یہ بھی ممکن ہے کہ سردی سے پیدا ہونے والی مصیبت بھی گھٹ جائے۔ زینوویف نے جواب دیا۔ مگر اس سے مرکزی سیاسی پالیسی میں مداخلت کا احتمال پیدا ہو سکتا ہے۔ ''وہ کون ہیں؟'' ساری طاقت کا پرولتاری ہاتھوں میں ارتکاز، نئے خیالات کی موسس۔ زینوویف نے وضاحت کی ''انقلاب کے موسسین'' ''جو کمیونسٹ پارٹی ہے۔'' ''جن کی ہم بھاری قیمت ادا کر رہے ہیں۔'' میں نے اعتراض کیا۔ ''بدنصیبی'' اس نے اتفاق کیا ''لیکن انقلابی عہد میں پرولتاریوں کی آمریت ہی واحد قابل عمل پروگرام ہے۔ انارکسٹوں کے دستے جو پنچایت کی پہل کاری پر قائم ہوں، جیسا کہ تمہارے عظیم استاد کی تجویز ہے ممکن ہے آئندہ صدیوں میں قابل عمل ہوں لیکن فی الحال روس میں نہیں، جبکہ ڈینکن، کولچاک ہمیں کچلنے پر کمربستہ ہیں۔ انہوں نے تو پورے روس ہی کو فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے اور تمہارے کامریڈوں کو ایک شہر کے انجام کی فکر گھلائے ڈال رہی ہے۔'' ایک شہر جس میں پندرہ لاکھ باشندے رہتے تھے گھٹ کر چار لاکھ بچے ہیں! کمیونسٹوں کے سیاسی پروگرام کی آنکھ کا تنکا بن کر رہ گئے ہیں! دل شکستہ میں وہاں سے اٹھ آئی جسے اپنی پارٹی کی دانش پر اتنا زعم باطل تھا۔ مارکسی فضائے بے بسیط میں عافیت کوشی کی انتہا تھی اور ستم بالائے ستم کہ اس کہکشاں میں اپنے وجود کا اتنا ٹھسّا۔

جان ریڈ میرے کمرے میں درّانا داخل ہوا اور لگا جیسے اچانک روشنی کی کرن آ گئی ہو۔ وہی پرانا شناور جو کھوں میں پڑنے والا جیک جیسا کہ میں اسے امریکہ میں جانتی تھی۔ وہ براستہ لیٹویا امریکہ لوٹنے والا تھا جو قدرے پرخطر راستہ تھا۔ اس نے کہا، لیکن وہ اس سے بھی زیادہ خطرے والا راستہ اختیار کرنے کو تیار ہے تاکہ روس کا ولولہ خیز پیغام اپنے مادر وطن کو پہنچا سکے۔ ''بہت خوب، شاندار، کیا ایسا نہیں ہے ای۔ جی؟'' اس نے ہانک لگائی۔ ''تمہارے برسوں کے خواب کی تعبیر روس میں برآمد ہوئی۔'' تمہارے خوابوں کی میرے ملک میں تحقیر کی گئی اور ایذا رسانی کی گئی لیکن انہیں لینن کی جادو کی چھڑی اور اس کے فرومایہ بالشویکوں نے حقیقت کا جامہ پہنا دیا۔ کیا تم نے کبھی یہ سوچا تھا کہ یہاں ایسا ہو سکتا ہے، جس ملک پر صدیوں سے زار حکمرانی کر رہے ہوں۔

''یہ لینن اور اس کے کامریڈوں کا کارنامہ نہیں ہے پیارے جیک'' میں نے اس کی اصلاح کی ''اگرچہ میں ان کے بڑے کردار کی نفی نہیں کر رہی۔ بلکہ یہ تمام روسیوں کا کام ہے جن کے خمیر میں ایک تابناک اور انقلابی ماضی بھی ہے۔ ہماری عصری دنیا کا کوئی خطہ بھی بظاہر اس طرح شہیدوں کے خون سے نہیں سینچا گیا۔ سرفروشوں کی ایک طویل قطار موت کے منہ میں اترتی رہی تاکہ ان کی قبروں میں سے شائید نئی زندگی پھوٹ نکلے۔''

جیک کا اصرار تھا کہ نوجوان نسل کو ہمیشہ کے لِئے فرسودہ پوشاک میں جکڑ کر نہیں رکھا جا سکتا، خاص طور سے جب اس کے تسمے گردن کے گرد بہت کسے ہوئے ہوں۔ ''اپنے قدیم نقیبوں کی جانب دیکھو برشکوسکایا، چائے کوفسکی، چرنوفس اور کیرنسکی اور باقی ماندہ ان ہی جیسے اس نے نہایت جوش میں کہا ''دیکھو وہ اب کہاں ہیں! وہ بلیک ہنڈریڈس، یہودیوں کو پھانسنے والے اور نوابی ٹولی جو مدد میں لگے ہوئے ہیں تاکہ انقلاب کو کچل دیا جائے۔ میں ان کے ماضی کو ایک ٹکا بھی دینے کو روادار نہیں ہوں۔ مجھے تو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بس یہ فکر دامنگیر ہے کہ اس دغا باز گروہ نے گزشتہ تین برسوں میں کتنا ادھم مچایا ہے۔ ان کے لئے تو بس ایک دیوار کافی ہے! میں تو کہتا ہوں۔ میں نے تو روسی زبان میں ایک عظیم انداز بیان سیکھا ہے وہ لفظ ہے راز تیلات (گولی مار کر ختم کرو)۔

''ٹھہرو، جیک! ٹھہرو'' میں چلائی ''یہ لفظ کسی روسی کے منہ سے نکلتا ہوا اچھا نہیں لگتا۔ تمہارے اس کرخت امریکی لہجے میں بھی یہ میرا خون جمائے دے رہا ہے۔ انقلابیوں کو یہ کب سے حق ملا ہے کہ وہ تھوک کے بھاؤ لوگوں کو ہلاک کریں اور اسی میں ان کے مسائل کا حل پنہاں ہے۔ ہاں جب جوابی انقلاب درپیش ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ گولی کا جواب گولی سے دیا جائے۔ لیکن سفاکی سے اور وہ بھی محض اختلاف رائے پر کیا تمہاری دانست میں جائز ہوگا کہ لوگوں کو اس صورت میں بھی دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑا کر دیا جائے؟'' میں نے اس سے مزید کہا کہ سوویت حکومت کو اس حربے کی بے مقصدیت کا اب تک احساس ہو چکا ہوگا، اگر اس میں پائی جانے والی بربریت کا ذکر بھی نہ کیا جائے کیونکہ اس نے موت کی سزا بھی منسوخ کر دی ہے اور یہ زورن نے مجھے بتایا ہے۔ کیا یہ فرمان منسوخ ہو چکا ہے جو جیک دھڑلے سے لوگوں کو دیوار سے لگا کر کھڑا کرنے کی باتیں کر رہا ہے؟ میں نے رات کے اوقات میں شہر میں متواتر گولی چلنے کی آوازوں کا ذکر کیا جو میں سنتی چلی آ رہی ہوں۔ زورن نے جواب دیا تھا کہ یہ (کرسانٹی) فوجی اسکول کے کمیونسٹ افسران ہیں جو چاند ماری کرتے ہیں۔ ''کیا تمہیں اس بارے میں کچھ معلوم ہے جیک؟'' میں نے پوچھا ''مجھے سچ سچ بتا دو۔''

اسے یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ پانچ سو اسیروں کو جنہیں جوابی انقلاب کا حامی سمجھا جاتا تھا اس فرمان کے موثر میں آنے والے دن سے پہلے ہلاک کیا گیا تھا۔ یہ چیکا کے عملے کی ایک احمقانہ فاش غلطی تھی جس کے لئے ان کی سخت سرزنش کی گئی تھی۔ اس نے اس کے بعد گولی مار کر ہلاک کرنے کا کوئی واقعہ نہیں سنا۔ لیکن وہ ہمیشہ سے مجھے خالص ساخت کا انقلابی سمجھتا رہا ہے جو انقلاب کی حفاظت کے لئے کسی بھی اقدام سے گریز نہ کرے گی۔ وہ اس بات پر حیران تھا کہ میں چند سازشیوں کی موت پر اتنی جز بز ہوں۔ عالمی پیمانے کے انقلاب میں جیسے ان واقعات کی کوئی اہمیت ہو!

''میں تو دیوانی ہوں جیک'' میں نے کہا ''یا پھر میں کبھی انقلاب کے معانی ہی نہیں سمجھی۔ یقین جانو میں نے اسے شائد ہی کبھی درست سمجھا ہو کہ اس کا یہ مفہوم ہے کہ انسانی زندگی اور اس کی تکالیف سے ذلیل لاتعلقی پیدا ہو یا یہ ہو کہ اس کے پاس کوئی اور ترکیب نہ ہو جس سے تھوک کے بھاؤ قتل عام سے مفر ہو۔ پانچ سو جانیں سزائے موت کے فرمان کے موثر ہونے کے وقت سے ذرا پہلے لے لی گئیں! تم اسے ایک احمقانہ غلطی کہتے ہو۔ میں تو اسے بزدلی اور ستمگری والا جرم سمجھتی ہوں۔ جو بدترین انقلاب مخالف اور ایسا شرمناک ارتکاب جرم تھا جو انقلاب کے نام پر کیا گیا۔

''اسے بھول جاؤ'' جیک بولا اور مجھے بہلانے کی کوشش کرنے لگا۔ ''انقلاب کے عملی تقاضوں کے متعلق تمہارا ذہن صاف نہیں ہے کیونکہ تم اس کے محض نظریاتی پہلو سے جوجھتی رہی ہو۔ یہ بات بھی تمہاری سمجھ میں آ جائے گی۔ اگرچہ تم ایک اہل نظر باغی ہو مگر تم ان چیزوں کو ان کے صحیح تناظر میں دیکھنے لگو گی جو تمہیں آج الجھن میں ڈال رہی ہیں۔ خوش ہو جاؤ اور میرے لئے ویسی ہی اچھی سی امریکی کافی بناؤ جو تم اپنے ہمراہ لائی ہو۔ میرے پاس اس کے عوض تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں ہے جس سے میرے ملک نے تمہیں محروم کر دیا ہے۔ لیکن میں اس کی بے حد تعریف کرتا ہوں کہ روس کو اس کا اپنا ہی بیٹا بھوکے مار ڈال رہا ہے۔

میں اس کی اس صلاحیت پر عش عش کرنے لگی کہ اتنے دھیمے پن سے وہ کس تیزی سے بدل جاتا ہے۔ یہ وہی پرانا جیک ہے جو زندگی کو جوکھوں میں ڈال کر مزے لینے کا عادی تھا۔ مجھے حسرت رہی کہ میں ایسے چلبلے دنوں میں اس کے ساتھ ہوتی۔ مگر دل رو رہا تھا۔ جیک کے نمودار ہونے سے میری حالیہ یادیں امنڈ آئیں، میرے لوگ، ہیلینا اور وہ سب جو مجھے عزیز ہیں۔ گزشتہ دو ماہ میں ان کی جانب سے ایک لفظ سننے کو نہ ملا تھا۔ ان کے متعلق بے یقینی نے میرے اضمحلال اور بے چینی میں اضافہ کر دیا تھا۔ ساشا کا خط یہ کہتا تھا کہ میں ماسکو چلی آؤں جس نے میرے اندر توانائی بھر دی۔ پیتروگراد کی نسبت ماسکو کہیں زیادہ جیتا جاگتا شہر ہے، اس نے لکھا۔ دارالخلافے میں چند ہفتوں کے قیام سے شائید انقلابی صورتحال کو سمجھنے میں مدد ملے۔ میں تو فوراً روانہ ہونا چاہتی تھی۔ تاہم یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مجھے پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا کہ سوویت یونین میں یہ نہیں ہوتا کہ بس آپ ٹکٹ خریدیں اور ٹرین پر سوار ہو جائیں۔ میں دیکھ چکی تھی کہ لوگ سفر کا اجازت نامہ لینے کے لِئے دن دن اور رات رات بھر قطاریں لگاتے تھے۔ اور اس کے بعد ایک اور قطار میں لگ جاتے تا کہ ٹرین کا ٹکٹ خرید سکیں۔ یہاں تک کہ زورن کی اعانت کے باوجود دس دن کے بعد میں روانہ ہو سکی۔ اس نے یہ بندوبست کیا کہ میرا نام سوویت اہلکاروں کے وفد میں شامل کر دیا جو ماسکو جا رہے تھے اور مجھے بتا بھی دیا۔ دمیان بیدنی جو سرکاری شاعر تھا وہ لینے آئے گا اور مجھے ہوٹل نیشنل میں ٹھہرا دے گا۔ زورن ہمیشہ کی طرح ممنون کرنے والا نکلا اگرچہ لِئے دیئے رہتا۔

جب میں اسٹیشن پر پہنچی تو میں نے خود کو عمائدین کی صحبت میں پایا۔ کارل رادیک جو لیپنیشں، روزا لکسمبرگ اور لانڈا اور جیسے انجام سے بچ گیا تھا وہاں موجود تھا۔ چیپر وچ جو پیترو گراد کے محنت کشوں کی انجمن کا سربراہ تھا، میکسم گورکی اور کئی ان سے کم مرتبہ لوگ اسی ڈبے میں میرے ساتھ موجود تھے۔ گورکی نے میرے خط کے جواب میں لکھا کہ میں اس سے گفتگو کے لِئے ملنے چلی آؤں۔ میں گئی بھی مگر بات چیت نہ ہو سکی۔ میں نے اسے سخت نزلہ زکام میں مبتلا پایا وہ مسلسل کھانسے جاتا۔ تمام وقت چار عورتیں آوا جائی میں لگی رہیں اور اس کی ضروریات پوری کرتی رہیں۔ جب اس نے مجھے ڈبے میں دیکھا تو کہنے لگا کہ اب ہم اپنی موخر کی ہوئی گفتگو کو راستے میں مکمل کریں گے۔ وہ میرے حصے میں بعد میں آئے گا۔ میں اس کا دن کے معتد بہ حصے میں انتظار کرتی رہی۔ گورکی کو نہ آنا تھا نہ آیا نہ اس قلی کے علاوہ کوئی آیا جو سوویت پارٹی کے لِئے چائے اور سینڈوچ لاتا تھا۔ روسیوں کے روایتی طریقے کے مطابق بیک وقت سب ہی بول رہے تھے۔ لیکن بے چین پیارا سا رادیک جتن کر کے سب پر بھاری پڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ گھنٹوں بڑبڑاتا رہا۔ میرا دماغ پچی ہو گیا اور میں اونگھنے لگی۔

مجھے نیند میں سے ایک نحیف اور طویل قامت شخص نے جگایا جو مجھ پر سایہ فگن تھا۔ میکسم گورکی میرے سامنے کھڑا تھا اس کے دیہاتی چہرے پر درد کی گہری لکیریں نمایاں تھیں۔ میں نے اسے اپنے پہلو میں بیٹھنے کو کہا اس پر وہ چرمرا کر سیٹ میں سما گیا۔ ایک تھکا ماندہ اور نڈھال آدمی جو پچاس سال کا ہو کر کہیں زیادہ عمر رسیدہ لگ رہا تھا۔

میں تو عرصے سے اس ڈول میں تھی کہ گورکی سے بات چیت کا موقع ملے۔ اس کے باوجود میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بات کیسے شروع کروں۔ ''گورکی تو میرے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا۔'' میں خود کو سمجھا رہی تھی...... ممکن ہے وہ مجھے کوئی مصلح سمجھتا ہو اس لِئے انقلاب کی مخالف ہوں یا یہ بھی ممکن ہے اور اس نے یہ تاثر لیا ہو کہ میں ذاتی مسائل کی وجہ سے عیب جوئی کے لِئے یا اس وجہ سے کہ ''ناشتے میں ڈبل روٹی کے ٹکڑے پر ناکافی مکھن اور نارنگی کی کمی'' یا دیگر امریکی نعمتوں کی شکایت کا معاملہ ہے۔ فی الواقع کچھ اسی نوعیت کے معنی مورس بیکر کی شکایات کو پہنائے جا چکے تھے جب اس دکان کے اندر جہاں وہ ملازمت کرتا تھا اس نے اس ناقابل برداشت بساند کی شکایت کی تھی اور غیر ضروری گندگی اور غلاظت کا ذکر کیا۔ ''تم ایک لاڈلے بغ ژوا ہو'' کمیسار اس پر دھاڑا۔ ''تم امریکی سرمایہ دارانہ تعیّشات کے غم میں گھلے جا رہے ہو۔ پرولتاری آمریت کے پاس تمہارے لِئے روشندان اور تمہاری روٹی اور چائے کو پاک صاف رکھنے سے بڑھ کر اہم کام ہیں۔'' میرے تو یہ کہانی سن کر مارے ہنسی کے آنسو نکل پڑے تھے۔ لیکن اس وقت مجھے یہ اندیشہ کھائے جا رہا تھا کہ کہیں گورکی بھی مجھے کوئی ''لاڈلا بغ ژوا'' نہ سمجھ لے۔ میں اس وجہ سے غیر مطمئین تھی کیونکہ مجھے سرمایہ دار امریکہ کی پر تعیش زندگی تو ڈھونڈے نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ مگر مجھے اپنی یہ بدگمانی بھی مضحکہ خیز لگ رہی تھی کہ کیا گورکی اتنا نا سمجھ ہو سکتا ہے کہ وہ بالشویک اہلکاروں کی طرح بچوں کی طرح باتیں کرنے لگے گا۔ میں نے خود کو تسلی دی۔ مجھے یقین ہے کہ مرد عصر جو زندگی کی بدترین کمینگی میں حسن تلاش کر لیتا ہے اور ذلت کی گہرائی میں شرافت دریافت کر سکتا ہے اور جو ایسی گہری نظر رکھتا ہو وہ میرے متعلق غلط فہمی کا شکار ہو جائے گا۔ وہ کسی اور فرد سے پہلے درد اور اس کے اسباب کو سمجھ جائے گا۔

آخر کار میں نے کہنا شروع کیا کہ مجھے چاہئے کہ میں خود کو متعارف کراؤں اور اس کے بعد ان چیزوں کا ذکر کروں جو مجھے بے چین کِئے ہوئے تھیں ''شائید اس کی ضرورت نہیں'' گورکی نے لقمہ دیا۔ مجھے امریکہ میں تمہاری سرگرمیوں کے متعلق بہت کچھ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

معلوم ہے۔لیکن اس کے باوجود مجھے تمہاری بابت کچھ نہ معلوم ہوتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ تمہیں تمہارے نظریات کی وجہ سے ملک بدر کیا گیا ہے یہ تمہاری انقلابی دیانتداری کا کافی ثبوت ہے۔اس کے علاوہ مجھے کچھ نہ چاہئے۔''یہ آپ کی حد درجہ مہربانی ہے'' میں نے جواب دیا''اس کے باوجود میرا اصرار ہے کہ مجھے تھوڑی سی تمہید باندھنے دیں۔'' گورکی نے اثبات میں سر ہلایا۔اور میں نے اسے بتانا شروع کر دیا کہ میں اکتوبر انقلاب کے آغاز ہی سے بالشویکوں پر اعتقاد رکھتی ہوں۔اور میں اس وقت سے ان کا اور سوویت روس کا دفاع کر رہی ہوں جب چند ہی ریڈیکل اتنے باہمت تھے کہ لینن اور اس کے کامریڈوں کے لئے آواز اٹھائیں۔یہاں تک کہ میں نے کیتھرائن بریشکو واسکیا تک سے قطع تعلق کر لیا جو ایک نسل سے ہماری مشعل راہ بنی ہوئی تھی۔یہ کوئی آسان کام نہ تھا کہ آپ طیش اور نفرت کے صحرا میں کھڑے ہو کر ان لوگوں کے حق میں صدا بلند کریں جو نظریاتی نقطہ نظر سے ہمیشہ سے ہمارے مخالف ہیں۔مگر ایسے وقت میں ان اختلافات کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے جب انقلاب کی حیات خود داؤ پر لگی ہو؟ لینن اور اس کے ہمکار میری نظروں میں اس حیات کی تجسیم کر رہے تھے اور میرے احباب اور قریبی کامریڈوں کے لئے بھی۔اس لئے ہم ان کے لئے لڑے اور ہم بہ خوشی ان لوگوں پر اپنی جانیں نثار کر دیتے جو انقلابی قلعے میں ڈٹے ہوئے تھے۔مجھے امید ہے کہ تم مجھے ڈینگیں مارنے والا نہ سمجھو گے یا یہ نہ سوچو گے کہ ان دشواریوں اور خطرات کو بیان کرتے ہوئے میں نے کسی مبالغے سے کام لیا ہے جو سوویت روس کے لئے امریکہ میں ہماری جدوجہد کو درپیش تھیں۔میں نے کہا۔گورکی نے نفی میں سر ہلایا اور میں نے مزید کہا۔''مجھے یہ بھی امید ہے کہ تم میری بات کو سمجھ لو گے جب میں یہ کہتی ہوں کہ اگرچہ میں ایک انارکسٹ ہوں لیکن میں اتنی ناسمجھ بھی نہیں ہوں جو یہ نہ سمجھے کہ انارکزم راتوں رات امنڈ آئے گا اور جو قدیم روس کے ملبے میں سے نمودار ہو جائے گا۔

اس نے اپنے ایک ہاتھ کے اشارے سے مجھے روکا۔''اگر تمہاری یہی مراد ہے تو میں تم پر شبہ نہیں کر سکتا،اس کے باوجود تمہیں سوویت روس میں پایا جانے والا ادھورا پن ورطہ حیرت میں کیوں ڈالے دے رہا ہے؟ بطور گھاگ انقلابی تمہیں جاننا چاہئے کہ انقلاب ایک تند اور سفاک عمل ہے۔ہمارا غریب روس پسماندہ اور خام حالت میں ہے اس کے عوام صدیوں کی جہالت اور تاریکی کی گھاٹی میں پڑے ہیں اور دنیا بھر کے لوگوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ بے حس اور کاہل ہیں!'' تمام روسی عوام کو اس کے ملزم ٹھہرا دینے پر میرا منہ تو کھلا کا کھلا رہ گیا۔اگر اس کا بیان سچائی پر مبنی تھا تو ہولناک تھا اور میں نے اسے بتا بھی دیا۔اور بلکہ انوکھا بھی تھا۔کسی بھی روسی مصنف نے ان اصطلاحات میں کبھی ایسی بات نہ کی تھی۔یہ میکسم گورکی تھا اور پہلا فرد تھا جو ایسے خیالات ظاہر کر رہا تھا۔اور اس معاملے میں بھی پہلا شخص نکلا جو تمام الزام محاصرے پر نہیں دھر رہا تھا۔نہ ہی دینکوں پر اور نہ کولچاکوں پر۔قدرے جھنجھلا کر اس نے جواب دیا کہ''ہمارے عظیم ادبی جینئس تخیلی افکار کے حامل ہیں۔''انہوں نے روسیوں کو قطعاً غلط سمجھا اور یوں تمام برائیوں کے لئے راہ ہموار کر دی۔انقلاب نے کسانوں کی ناسمجھی اور نیکی کے بلبلے میں سے ہوا نکال دی۔اس نے ثابت کر دیا کہ وہ کائیاں،حریص اور کاہل ہیں،یہاں تک کہ دوسروں کو تکلیف پہنچا کر لطف اندوز ہونے میں وحشیوں سے کم نہیں۔انقلاب مخالف لوگوں کا کردار جیسے یدونچوں وغیرہ،بقول اس کے اتنی کھلی حقیقت ہے جو خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔اسی لئے اس نے یہ بھی مناسب نہ سمجھا کہ ان کا ذکر کیا جائے اور نہ ہی دانشوران کا جو گزشتہ پچاس برس سے انقلاب کی باتیں کر رہے تھے لیکن وہی سب سے آگے تھے جنہوں نے اس کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا،تخریب کاری کی اور سازشیں کیں۔مگر یہ دونوں معاون عناصر تھے اور اساسی وجہ نہ تھے۔روس کے وحشی اور غیر متمدن عوام کے رگ وپے میں ان کی جڑیں پھیلی ہوئی تھیں اس نے کہا۔ان میں نہ تو تمدنی روایات ہیں،نہ سماجی اقدار اور نہ ہی انسانی حقوق اور زندگی کے لئے کوئی احترام۔انہیں طاقت اور جبر کے علاوہ کسی اور طریقے سے متحرک نہیں کیا جا سکتا۔اور صدیوں سے روسی ان کے علاوہ کسی اور چیز سے واقف نہیں ہیں۔

میں نے ان الزامات پر سخت احتجاج کیا۔میرا استدلال یہ تھا کہ وہ بظاہر دیگر اقوام کی بہتر خوبیوں کا معتقد ہے،یہ وہی جاہل اور ناشائستہ روسی ہیں جو سب سے پہلے بغاوت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔انہوں نے روس کو بارہ سال میں یکے بعد دیگرے تین انقلابوں سے ہلا کر رکھ دیا اور یہ وہی لوگ اور ان ہی کی ہمت تھی جس نے''اکتوبر'' کو حیات بخشی۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''فصاحت تم پر ختم ہے'' گورکی نے ترکی بہ ترکی جواب دیا'' مگر تم اتنی درست نہیں ہو'' اس نے اکتوبر کی شورش میں کسانوں کے حصے کو تسلیم کیا لیکن اس کے خیال میں وہ بھی کوئی بالارادہ سماجی احساس کی وجہ سے نہ تھا اس کی وجہ دہائیوں سے جمع ہونے والا طیش کا لاوا تھا۔ اگر لینن کا رہنمائی والا ہاتھ اس پر بندنہ باندھتا تو یہ عظیم انقلابی مقاصد کو آگے لے جانے کے بجائے ملیا میٹ کر دیتے۔ گورکی مصر تھا کہ لینن اکتوبر انقلاب کا حقیقی پدر بزرگوار ہے۔ اس کا خیال اس کے ذہن میں آیا' جس کی پرورش اس کے تخیل اور یقین نے کی اور اسے بلوغت کی منزل تک اسی کی دوررس نظروں اور باخبر نگہداشت سے ممکن ہوئی۔ دوسروں نے تو اس ہوسناک بچے کی پیدائش میں مدد کی ہے بالخصوص بالشویکوں کے مختصر سے دستے نے جن کا پیتروگراد کے محنت کشوں نے ہاتھ بٹایا اور ان کے ساتھ کرونشتاد کے ملاح اور سپاہی تھے۔ پیدائش کے بعد پھر وہی لینن ہے جو اس کی پیش قدمی اور نمو کے پہیے کو چلا رہا ہے۔

''تمہارا لینن آدمی نہیں دیوصفت کارکن ہے'' میں چلائی'' لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تم نے اسے خدا یا ایسا کامریڈ نہ سمجھا ہوگا جو غلطی سے مبرا ہو۔'' میں نے گورکی کو بالشویکوں کے خلاف تلخ وترش الزام تراشی کی یاددہانی کرائی جو اس نے جریدے ''ژیزن (زندگی)'' میں کی تھی۔ جس کا مدیر بھی وہ خود تھا اور یہ زمانہ کیرنسکی کا تھا۔ اس تبدیلی کا کیا سبب ہے؟ اس نے بالشویکوں پر سخت حملے کیے تھے۔ گورکی مان گیا لیکن واقعات کی رفتار نے اسے قائل کر دیا کہ کسی قدیم طرز کے ملک میں جہاں کے باشندے غیر مہذب ہوں وہاں انقلاب اسی صورت میں پنپ سکتا ہے جب وہاں تحفظ ذات کے لیے سخت اقدامات پر تکیہ کیا جائے۔ بالشویکوں نے بہت سی غلطیاں کیں اور اب بھی کیے جا رہے ہیں۔ اسے انہوں نے خود بھی تسلیم کیا ہے لیکن فرد کے حقوق کو کل کے مفاد میں دابنا، خفیہ پولیس چیکا، جیلیں، دہشت اور اموات کے لیے انہیں موردالزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ یہ حربے سوویت روس پر مسلط کیے گئے ہیں اور یہ انقلابی کشمکش کا ناگزیر حصہ ہے۔

وہ ہانپنے لگا اور اس لیے میں نے نہ روکا جب وہ روانگی کے لیے اٹھنے لگا۔ اس نے مصافحہ کیا اور تھکے قدموں سے چلتا ہوا رخصت ہو گیا۔ میں بھی تھک چکی تھی اور ناقابل بیان حد تک افسردہ تھی۔ ان دونوں گوریوں میں سے کون سا روسی دھرتی سے جڑا ہوا ہے کیا یہی ''مکار چدرا'' اور ''چلکاش'' کا خالق ہے اور ''ان دی ڈپتھ'' ''چھبیس اور ایک'' کا مصنف ہے اور ''ڈمب اینڈ کرویل سیوبجز'' جو روسی خلقت ہے؟ انسان نواز گورکی نے انہیں کیسے تخلیق کیا اس کا انداز سادگی میں بچوں جیسا اور عیاری سے خالی ہے جو اپنی مایوسیوں میں کتنے دلفریب لگتے ہیں! وہ ان ہی میں پلا بڑھا'' پاتال جہاں کچھ بھی نہیں ہے الاّ تاریکی اور پتلی کیچڑ کے۔'' اس نے ان کی ''زندگی کے لیے کریہہ چنگھاڑ سنی'' اور وہ ''اس مقام پر پہنچ گیا تاکہ ان مصائب کو بطور گواہ بیان کرے جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آیا تھا۔'' روس کی واقعی کیا یہی روح ہے یا وہ تصویر تھی جو لینن کے پجاری نے بنائی تھی؟ ''دس کروڑ افراد جو بے رحم وحشی ہیں اور جنہیں زنجیروں میں کسنے کے لیے بربریت والے حربے چاہئیں۔'' کیا وہ واقعی ایسے عفریتی طریقوں میں یقین رکھتا ہے اور یا اس نے انہیں اس لیے ایجاد کیا ہے تاکہ اپنے خدا کے جلال میں اضافہ کر سکے؟

میکسم گورکی تو میرا صنم تھا لیکن مجھ سے یہ نہیں دیکھا جا رہا تھا کہ اس مرتبے کے آدمی میں ایسی کمزوری۔ تاہم میں ایک معاملے کی تہہ تک پہنچ گئی کہ نہ وہ اور نہ ہی کوئی اور میرے مسئلے کو حل کر سکتا ہے۔ صرف وقت اور صبر کا مادہ اس کا حل پیش کرے گا۔ اور اس میں ہمدردانہ انداز میں روس کی انقلابی جدوجہد میں علت ومعلول بھی اعانت کریں گے۔

ڈبے کے دیگر لوگ رخصت ہو گئے اور یہاں پورا سکوت تھا۔ ٹرین پوری رفتار سے چلی جا رہی تھی۔ میں نے بھی سونے کی کوشش کی لیکن معلوم ہوا کہ میں لینن کے متعلق سوچ رہی ہوں۔ یہ آدمی کیا ہے اور اس میں ایسی کون سی طاقت ہے جس سے ہر شخص کھنچا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ بھی جو اس کے راستے سے متفق نہ ہوتے؟ تراتسکی، زینوویف، بخارن اور دیگر ممتاز افراد جن سے میں مل چکی تھی، سب ہی اس سے مختلف مسائل پر اختلاف رکھتے تھے اس کے باوجود سب ہی انسان شناسی کی حد تک لینن پر متفق تھے۔ وہ روس میں فکری لحاظ سے روشن ترین ذہن کا مالک ہے۔ ہر ایک نے مجھے اطمینان دلایا۔ وہ آہنی عزم والا اور اپنے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مقاصد کے لئے پکی دھن اور استقلال کا شخص ہے چاہے اس کی کچھ ہی قیمت ادا کرنی پڑے۔ ہاں یہ ضرور بات تھی کہ کسی نے بھی یہ ذکر نہ کیا کہ اس میں فیاضی والی صفات بھی ہیں۔ میرے ذہن میں دورا کا پلان آ گئی جس نے لینن کی جان لینے کی کوشش کی تھی۔ جس کی کہانی مجھے بل شاتوف کے ایک دوست نے سنائی تھی۔ جس نے خود کو بالشویکوں اور لینن کے لئے وقف کر دیا تھا۔ مگر میرے پیتروگراد کے قیام کے دنوں میں پہنچنے والے صدمات میں سے یہ پہلا تھا۔ اس نے لینن پر ہونے والے حملے کی اچھی طرح مذمت کی جس کے روس پر نہایت خوفناک نتائج پڑ سکتے تھے۔ اگر لینن زخموں سے نہ جانبر ہو پاتا۔ لیکن وہ دورا کے لئے گہرے احترام کے جذبات رکھتا تھا اس کے علاوہ اس کی انقلابی مثالیت پسندی اور کردار کی مضبوطی کے متعلق بھی جس سے خفیہ پولیس چیکا کے اذیت پہنچانے والے بھی دنگ رہ گئے تھے۔ اس کے اقدام کا محرک یہ عقیدہ تھا کہ لینن نے بریسٹ/لیتوفسک مذاکرات میں انقلاب سے دغا کی تھی۔ اس کی پوری پارٹی بھی اس کی حامی تھی جو بائیں بازو کے انقلابی تھے اور انارکسٹ بھی۔ یہاں تک کہ کمیونسٹوں کی صفوں میں نیک طینت لوگ بھی یہی خیال رکھتے تھے۔ تروتسکی، بوکارن، جوف اور دیگر صف اول کے بالشویکوں نے بڑی شدومد سے اپنے رہنما کی ان مساعی کی مخالفت کی جو وہ قیصر سے امن کے لئے کر رہا تھا۔ لینن کا اثر جسے اسی کے ایک نعرے 'پیریدشکا' عارضی قیام کی حمایت حاصل تھی (یعنی ہاپنے کا موقع لو) اس نے ہر مخالفت کو فرو کر دیا۔

بہتوں کا دعویٰ تھا کہ پیریدشکا بالآخر ایک (زیدشکا) گلا گھٹنے سے موت ثابت ہوگی۔ اس کے معنی انقلاب کا خاتمہ ہوگا اور وہ اس پر مصر تھے اور لینن جس کا ذمہ دار ہوگا۔ دورا کا پلان جو ایک ذرا سی چھوکری تھی اس نے اپنے عہد کے فکری تلاطم کو عمل کے لمحے میں بدل ڈالا۔ اس نے لینن کو ذبح کر ڈالنے کی کوشش کی اس سے پہلے کہ وہ انقلاب کو قتل کر ڈالے!

روس میں صرف چیکا ہی سرعت سے کام کرتی ہے۔ یہ بات میرے مخبر نے ایک مشکوک مسکراہٹ کے ساتھ بتائی۔ ''مقدمے بازی پر وقت نہ ضائع کیا گیا اور نہ ہی ساعت کا جھمیلا پالا گیا۔'' دورا کا پلان پر جب ایذا رسانی کے ذریعے دوسروں کو ملوث کرنے کی ترکیب ناکام ہوگئی تو اسے اس اذیت سے ایک ایسے ہاتھ نے نجات دلا دی جو اس سے تنومند تھا۔ لینن کو دنیا کے تمام خطوں سے کروڑوں افراد کی محبت اور چاپلوسی میسر آئی لیکن اس نے اس بدنصیب نوجوان لڑکی کی جان بچانے کے لئے کچھ نہ کیا۔ یہ دہشت زدہ کر دینے والی کہانی آسیب کی طرح مجھ پر ہفتوں سوار رہی۔ میں نے اس وقت اطمینان کا سانس لیا اور میرے دل میں لینن کی انسان نوازی کے متعلق اعتماد بحال ہوا جب مجھے یہ پتا چلا کہ اس نے چیکا کی ''فوری کارروائی'' سے بل شاتوف کو بچا لیا۔ وہ فیاضی کے نقطہ عروج کو پہنچ سکتا تھا، کچھ بھی کہیں میں نے یہ سوچا۔ شائید وہ ان دنوں اتنا علیل تھا کہ اس کے لئے دورا کے معاملے میں مداخلت کرنا ممکن نہ ہوا اور یہ بھی کہ اسے اذیت دی جا رہی تھی اس امر کو بھی اس سے مخفی رکھا گیا ہو۔ اب میں اس جانب گامزن تھی جہاں شائید اس شخص سے ملاقات ہو جسے ایک زمانے میں بطور مجرم اور جلاوطن کے تلاش کیا جاتا تھا اور جو آج روس کا مستقبل اور اس کے انجام کی باگ ڈور کو اپنے ہاتھ میں لئے تھا۔

میں اونگھ رہی تھی کہ میں نے قلی کی آواز سنی ''ماسکو''۔ جب میں پلیٹ فارم پر پہنچی تو کیا دیکھا کہ میرے ہمسفر تمام لوگ جا چکے تھے جن میں دیمیان بدنے بھی شامل تھا۔ میرے پاس ساشا کو مطلع کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور دارالحکومت میں میری آمد کا کسی کو علم نہ تھا۔ میں نے اسٹیشن کے شور اور بھاگم بھاگ میں خود کو اپنے جھولوں اور ساز و سامان کے ساتھ بے یار و مددگار پایا۔ مجھے کسی نے ایک مرتبہ متنبہ کیا تھا کہ روس میں ایسا بھی ہوتا ہے جب آپ کی نظروں کے سامنے یکا یک سب کچھ غائب ہو جاتا ہے۔ میں کوئی (ازوزچک) کو چوان تلاش کرنے نہیں جا سکتی تھی اور میں شش و پنج میں پڑ گئی کہ کیا کروں۔ اسی لمحے ایک مانوس آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ یہ کارل رادیک تھا جو اپنے دوستوں سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ پورے سفر میں میرے قریب نہیں پھٹکا تھا اور نہ ہی اس نے کوئی اشارہ کیا جس سے ظاہر ہوتا کہ وہ میری شناخت سے واقف ہے۔ مجھے یہ بات نامناسب لگ رہی تھی کہ میں اس سے مدد مانگوں۔ اچانک وہ گھوما اور میری جانب بڑھا۔ کیا میں کسی کی منتظر ہوں، اس نے پوچھا یا وہ میری مدد کرے؟ میں اس عزیز غیر اہم شخص کو اس کی نیک دلی پر گلے لگا لیتی مگر مجھے یہ خوف دامن گیر تھا کہ اس ''بلغ ژواجذباتیت کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اظہار سے'' کہیں وہ رسوا نہ ہو جائے۔ میں نے متعدد بار یہ تضحیک آمیز انداز بیان سن رکھا تھا۔ جس میں مجھے یقین دلایا جاتا تھا۔ جس پر میں نے رادیک کو یقین دلایا کہ وہ خواتین کی خدمت اور دیکھ بھال کے معاملے میں اتالیق زورن سے بڑھ کر ہے۔ اس نے بڑے صمیم قلب سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ماسکو بحفاظت پہنچائے گا اور میرے لئے ایک کمرے کا بھی انتظام کر دے گا اور اس کی کم اصلی دیکھو کہ وہ مفرور ہے۔ ''خواتین کی خدمت میں عزت، سب بکواس ہے۔'' رادیک ہنسا، ''ہم تو کامریڈ ہیں، کیا نہیں ہیں، اگر تم ہماری پارٹی کی رکن نہیں ہو تب بھی؟'' ''لیکن تمہیں کیا معلوم کہ میں کون ہوں؟'' ''روس میں خبریں نہایت تیزی سے سفر کرتی ہیں'' اس نے جواب دیا۔ تم ایک انارکسٹ ہو، تم ایما گولڈمان ہو اور تمہیں اشرافیہ کے ملک امریکہ سے نکال باہر کیا گیا۔ یہ تین معقول وجوہ ہیں جن کی وجہ سے تم میری کامریڈ بننے کی حقدار ہوئیں اور میں تمہاری اعانت کر رہا ہوں۔

اس نے مجھے مدعو کیا کہ میں اس کے ہمراہ چلوں اور ''کامریڈ شوفر'' کو ہدایات دوں کہ مجھے کہاں اتارنا ہے۔ میں نے وضاحت کی کہ مجھے بس اس کوچے کا نام اور نمبر معلوم ہے جہاں میرا کامریڈ الیگزینڈر برکمین مقیم ہے۔ وہ میرا منتظر نہیں ہے اور غالباً وہ وہاں موجود بھی نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ اس کمرے کا مالک بھی نہیں ہے۔ اس پر رادیک نے مطالبہ کیا کہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کون 'سور' ہے جو مجھے اس صورتحال میں چھوڑ گیا۔ میں نے سرسری سا تبصرہ کیا کہ وہ ایسی اصطلاح نہ استعمال کرتا اگر اسے معلوم ہوتا کہ وہ کتنا اہم آدمی ہے۔ ''کیوں، کیا وہ روزانہ کی روٹی کے لئے نئے سرکاری مصرعے وضع کرنے پر مامور ہے۔'' میں نے کہا ''دیمیان'' رادیک نے زور سے چیخ ماری۔ ''بس یہ وہی موٹا سور ہے جو ایک مشکل کام سے جان چھڑا سکتا ہے۔'' بات یقینی ہے کہ تمہارے لئے ماسکو میں ایک کمرہ حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس نے کہا، شہر پر ہجوم ہے اور چند ہی علاقے خالی ہوتے ہیں۔ لیکن مجھے فکر نہ کرنا چاہئے۔ وہ مجھے کریملن میں اپنے اپارٹمنٹ میں لے جائے گا اور پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے۔

اجڑے پیتروگراد کے بعد ماسکو یقیناً سرگرمیوں کا کڑھاؤ لگا۔ ہر طرف مجمع، تقریباً ہر شخص سامان کی گانٹھوں سے جو جھ رہا ہے یا سامان کی ہتھ گاڑی کھینچ رہا ہے۔ جھپٹ رہا ہے، ٹکرا رہا ہے، کھینچ رہا ہے اور گالیاں بک رہا جو صرف روسیوں کا شیوہ ہے۔ سب سے زیادہ نمایاں سپاہیوں کی تعداد اور کرخت چہرے والے لوگ جو چمڑے کی جیکٹ پہنے ہوتے اور ان کی کمر میں پستول ہوتی۔ جیک ریڈ نے کوئی مبالغہ نہ کیا تھا جب اس نے بتایا تھا کہ ماسکو ایک فوجی کیمپ کی مانند ہے۔ پیتروگراد بھی فوجی نمود و نمائش کے لحاظ سے کم نہیں ہے لیکن دس ہفتے جو میں نے وہاں بسر کئے تھے میں نے اتنے بہت سے لوگ وردی میں نہ دیکھے تھے جن میں چیکا والوں کا ذکر نہیں ہے، جتنے میں نے ماسکو میں پہلی صبح میں دیکھ لئے۔

رادیک اور اس کی کار کو لگتا تھا راستے کے تمام سنتری پہچانتے تھے۔ ہمیں کہیں نہ روکا گیا اس وقت بھی نہیں جب کار کریملن کے پھاٹکوں میں سے گزر رہی تھی۔ اس کی سنگین دیواریں میرے ذہن میں عہد زار کی یادیں لے آئیں۔ صدیوں سے یہاں کے حکمران ان پر شکوہ اور وسیع محلوں میں قیام کرتے چلے آ رہے تھے۔ ان کی نشے میں بدمست ہو کر رنگ رلیاں منانا اور کالے کرتوت اس کے وسیع ہالوں میں گونجتے رہے ہیں۔ میں محو حیرت تھی کہ یہ کوئی داستان نہیں بلکہ معجزہ ہے اور وقت کیسے کروٹ لیتا ہے۔ کل تک یہاں ان کا بسیرا تھا جن کے اقتدار کے سامنے کوئی نگاہ نہیں اٹھا سکتا تھا اور ان کا اقتدار ستاروں کی طرح اٹل تھا۔ آج وہ اپنے تختوں سے گرائے جا چکے ہیں جن کے لئے مٹھی بھر لوگ آنسو بہانے والے ہیں اور اکثریت فراموش کر چکی ہے۔ نئے روس کے معمار تخت پر جلوہ افروز ہیں اور ان سے پہلے والے قطعاً بے محل لگ رہے ہیں۔ وہ کس طرح خود کو مطمئن اور چین میں پاتے ہوں گے جب کہ دہشت ناک ماضی ان پر سایہ فگن ہے۔ میں تو سوچ میں پڑ گئی۔ کریملن میں چند گھنٹے گزارنے سے مجھ پر یہ پراسرار احساس طاری ہو گیا کہ مردے پھر سے جی اٹھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مام رادیک کی فیاضانہ مہمان نوازی، اس کا گول مٹول بچہ جوار دگرد کے ماحول اور ایام رفتہ سے بالکل بے خبر تھا اس نے میرے دبے ہوئے احساسات کو رفع کر دیا۔ کارل رادیک بلاشبہ توانائی کا منبع تھا ہمہ وقت ادھر سے ادھر جھپٹتا، ٹیلیفون کی جانب لپکتا اور مڑ کر شیر خوار کو اٹھا لیتا اور اپنے گھٹنوں پر لٹکا لیتا، اس سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

باتیں کرنے لگتا اور اسکول کی لڑکی کی طرح کھلکھلانے لگتا۔ وہ بظاہر ایک منٹ کے لِئے بھی ساکت نہ بیٹھ سکتا یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت بھی۔ وہ چھلاوہ تھا ہر جگہ نظر آتا اور کہیں بھی نہیں۔ مام رادیک وہ اپنے بچے سے زیادہ اپنے شوہر کی ماں بنی ہوئی تھی اور اس کی بے چین طبیعت کا برا نہ مانتی۔ وہ ہر مرتبہ ایک غبارے کی طرح بلند ہو جاتا لیکن اس کا مزاحمتی ہاتھ نرمی سے روک دیتا اور اسے کسی شیرخوار کی طرح کھلانے کی دھمکی دیتی کہ اگر اس نے وہ لقمہ ختم نہ کیا جو اس کے سامنے رکھا گیا تھا۔ یہ ایک پرلطف منظر تھا مگر تسلسل کے ساتھ تواتر کی وجہ سے قدرے ناگوار۔

دوپہر کے کھانے کے بعد میرے میزبان نے مجھے مدعو کیا کہ میں اس کے مطالعے کے کمرے میں چلوں۔ ہم ایک اونچی چھت والے اور شاہانہ کمرے میں داخل ہوئے جہاں دھوپ بھری ہوئی تھی۔ قدیم اور خوبصورت تراش خراش کا فرنیچر موجود تھا۔ دیواروں کے ساتھ کتابیں چنی ہوئی تھیں جو فرش سے چھت تک چلی گئی تھیں۔ یہاں آ کر رادیک مختلف آدمی نظر آنے لگا۔ اس کی بے چینی اڑن چھو ہو گئی اور اس پر انوکھا ٹھہراؤ طاری ہو گیا۔ اس نے جرمن انقلاب کے متعلق گفتگو کرنا شروع کر دی اور سوشلسٹوں کی ناکامی کا ذکر کرنے لگا جنہوں نے روس کے کے اکتوبر جیسے انقلاب کی طرح مفصل تیاری نہیں کی تھی۔ اس کے بقول وہاں اساسی تبدیلیاں نہیں لائی گئیں۔ چند ریڈیکل تبدیلیاں بے معنی تھیں اور بزدل سوشلسٹ حکومت نے جوابی انقلاب کے حامی جرمن امیرزادوں کی پارٹی کو غیر مسلح تک نہ کیا۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کہ سپارٹیکس کمپنی کی شورش محنت کشوں کی رگوں میں دوڑ رہی تھی۔ اس نے نہایت دکھ سے لیبنیخت، روزا لکسمبرگ اور انارکسٹ گستا و لینڈاور کے خوفناک انجام کا ذکر کیا۔ میرے پاس معقول وجوہ ہیں کہ میں اپنے کامریڈ پر فخر کروں۔ اس نے کہا۔ کیونکہ وہ ایک عظیم ذہن اور یکتائے روزگار روح کا مالک تھا۔ اگرچہ وہ عالم اور انسان نواز تھا اس کے باوجود اس نے عوام الناس میں شریک ہو کر انقلاب میں حصہ لیا اور اپنی زندگی کی طرح موت سے بھی ہمکنار ہوا۔ آخری سانس تک سورما۔ کاش ہمارے پاس بھی گستا و لینڈاور کے کینڈے کا کوئی انارکسٹ ہوتا!''

رادیک نے جوش میں آ کر کہا۔ ''لیکن تمہارے پاس بھی کئی انارکسٹ ہیں جو ہاتھ بٹا رہے ہیں'' میں نے جواب دیا ''جن میں سے چند ایک تو بہت لائق ہیں، میں سمجھتی ہوں'' ''سچ ہے'' اس نے تسلیم کیا۔ ''لیکن وہ لینڈاور نہیں ہیں۔ ان میں سے کئی ایک لغو نظریات والے ہیں۔ اپنی انقلابی جدوجہد میں تفہیم میں 'بلیک این بر جرلخ' مزدوروں کی تحریک۔ اور دوسرے بلاشبہ انقلاب مخالف ہیں جو سوویت روس کے لِئے بلا واسطہ خطرہ۔ اس کا لب و لہجہ ان اطوار سے بالکل مختلف ہو چکا تھا جو میں نے اسٹیشن پر اور چند لمحے پہلے کھانے کے دوران میں دیکھا تھا۔ یہ ترش اور رواداری سے عاری تھا۔

ہماری گفتگو میں ملاقاتیوں کے آجانے سے رکاوٹ پڑ گئی، جس کا مجھے کوئی افسوس نہ ہوا۔ میں رادیک کی بہت ممنون تھی۔ لیکن اس کی کمیونسٹ مطلق العنانی ناقابل برداشت ہو چکی تھی۔ میں جا کر بے بی سے کھیلنے لگی اور عقیدے اور فرقے سے آزاد ہو کر معصومیت میں کھیلنے لگی جس سے ارباب اختیار کی اس طفلانہ ہوس سے بھی نجات مل گئی جس سے وہ نوع انسان کو ایک سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔

رادیک کے متواتر فون کرنے پر جو وہ نیشنل کے کمانڈانٹ کو میرے لِئے ایک کمرہ حاصل کرنے کے لِئے کوشش کر رہا تھا بار آور ثابت ہوا۔ شام میں دس بجے اس نے اپنی کار میں مجھے ہوٹل کی طرف روانہ کیا اور میرا ساز و سامان میرے ساتھ تھا۔ وہ بہت تپاک سے پیش آیا تھا اور مجھ سے کہا کہ کسی ہنگامی حالت میں میں اس سے مل سکتی ہوں۔

اس پہر ماسکو پیترو گراد کی طرح سنسان تھا اور اتنا ہی تاریک، راستے میں بہت سے سنتری ملے۔ ہماری کار کو روکتے اور وہی گھسے پٹے سوال ''پروانہ'' میرا دھیان ابھی تک رادیکوں میں اٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے ایک اجنبی کے سامنے اپنا دل چیر کر رکھ دیا تھا۔ لیکن کیا ان کا سلوک اس صورت میں بھی ویسا ہی ہوتا اگر میں سیاسی نظریات میں ان کی ہم خیال نہ ہوتی۔ غریب محبت کرنے والے دل جو اگر طبقے اور پارٹی کے خرخشوں سے آزاد ہوں تو کتنے نیک اور دریا دل ہوتے ہیں۔ ورنہ دونوں وجوہ پر کٹھور اور اینٹھے ہوئے۔ یہ ایک نرالی کیفیت تھی کہ ساشا اور میں ایک ہی شہر میں ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے ملنے سے قاصر تھے۔ رادیک نے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دن بھر کوشش کی کہ اس کا اتہ پتہ مل جائے مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ میری تشویش کو بھانپ کر اس نے مجھے اطمینان دلایا کہ برکمین آدھی رات سے پہلے اپنی قیام گاہ پر ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ کہیں اور قیام نہیں کر سکتا۔ اس کی سخت ممانعت ہے اور جوابی انقلاب سے بچنے کے لئے یہ احتیاطی تدبیر ہے۔ کوئی بھی اس کی ہمت نہیں کر سکتا کہ ہاؤس کمانڈانٹ کو مطلع کئے بغیر اپنے ہاں قیام کرنے دے۔ اور آخر الذکر مقرر اوقات کے بعد کسی ایسے شخص کے پاس قیام کرنے کی اجازت نہ دے گا جو اس کا شناسا نہ ہو۔ مگر رادیک اپنے اپارٹمنٹ میں مجھے کیسے رہنے کی اجازت دے رہا تھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کریملن ہے، اس نے وضاحت کی جو اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی ناپسندیدہ مہمانوں کی حد تک سخت حفاظت کی جاتی ہے اور چونکہ یہاں پارٹی کے انتہائی ذمہ دار ارکان رہتے ہیں اس لئے ان پر اعتبار کیا جاتا ہے کہ وہ ناپسندیدہ اور مشکوک اجنبیوں کو نہ ٹھہرائیں گے۔ کچھ بھی ہو میں برکمین کو نصف شب کے بعد بھی بلا سکتی ہوں وہ وہیں ہوگا۔

رادیک کی بات درست نکلی۔ ساشا سے میرا رابطہ کہیں جا کے رات کے ایک بجے ہوا۔ اسے میری توقع نہ تھی اس لئے وہ دن بھر گھومنے کے لئے نکل گیا تھا۔ چونکہ اس کا پروانہ آدھی رات تک کے لئے کارآمد تھا اس لئے وہ اس وقت نہ آسکا۔ لیکن وہ صبح میں آئے گا۔

ساشا کی ٹیلیفون پر آواز گویا فردوس گوش تھی۔ جس سے میرے اندر پیدا ہونے والا احساس تنہائی کند ہونے لگا جو میں اس عظیم اجنبی شہر میں آنے کے بعد محسوس کر رہی تھی۔ میرا یار صبح ہی صبح جگمگاتا آ گیا تا کہ ''تمہارے ساتھ ایک کپ کافی پیوں'' اس نے کہا۔ جب سے اس نے پیتروگراد چھوڑا تھا وہ تو اس بات کو ترس گیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا، کسی اور چیز کو نہیں۔ اس کے پچکے ہوئے کلوں پر اچٹتی نظر پڑتے ہی میں سمجھ گئی کہ وہ تو بھوکا مر رہا ہے۔ مجھے یہ بات عجیب لگی کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ اپنے ساتھ بہت سی امریکی جنس لایا تھا جو ہفتوں چلتیں۔ لانسبری نے تو اسے اس پر چھیڑا بھی تھا کہ بلاشبہ میں بھی اپنے ''کامریڈ برکمین کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا۔'' ساشا نے اپنے خط میں مجھے لکھا تھا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی لیکن اس موضوع پر ایک لفظ بھی نہ لکھا کہ اسے خوراک کی قلت کا سامنا ہے یا لانسبری نے وعدہ ایفا کیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا چھیل چھبیلا بننے کے لئے وہ کوئی علاج کر رہا ہے۔ ''روس میں رہ کر اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' ساشا ہنسنے لگا۔ لیکن اس کا تو شہ دیر تک نہ چلا، اس نے وضاحت کی۔ کیونکہ اسے یہاں اتنے مربھکے ملے کہ اس کے چند پیڑے مسیحی برکت سے بہت سے لوگوں کی شکم پری کر دیتے۔ جہاں تک لانسبری کی رفاقت کا تعلق ہے یہ اس وقت تک قائم رہی جب تک آخر الذکر وزارت خارجہ کے ایک اہلکار کی تحویل میں نہیں چلا گیا۔ انگریز مدیر کو شکر کے سابق بادشاہ کے عظیم الشان مکان میں ٹھہرایا گیا جوان دنوں نائب خارجی کمیسار کاراخان کی رہائش گاہ ہے۔ مگر بظاہر ساشا کے لئے وہاں کوئی کمرہ نہیں مل سکا۔ نہ ہی لانسبری نے اس معاملے میں کوئی دلچسپی لی کہ اس کا سفری رفیق اور مترجم کہیں اور کیوں ٹھہرے۔ ساشا کو بتایا گیا کہ اس کی آمد متوقع نہ تھی۔ اور نہ ہی اس کے پاس اپنی شناخت کا کوئی پرزہ تھا۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ اسے خارتیونسکیا کوچے میں سوویت خانے میں بھیجا جائے۔ اس پر بھی کمانڈنٹ نے کہہ دیا کہ کوئی فاضل کمرہ نہیں ہے۔ ساشا کو اس ناگوار صورتحال سے ایک سوشلسٹ انقلابی نے اپنے گھر میں ٹھہرا کر بچالیا۔ وہ شخص حال ہی میں سائبیریا سے صدر دفتر کو ایک رپورٹ پہنچانے آیا تھا جو مقامی کمیونسٹوں کی مرتب کردہ تھی جن کے ساتھ وہ کام کرتا تھا۔ اس نے ساشا کو اپنے کمرے میں قیام کرنے کی پیشکش کی۔ جس میں یہ خطرہ بھی پنہاں تھا کہ کہیں سرکاری مکانوں کا مالک کل کمانڈنٹ ناراض نہ ہو جائے۔ یوں مسئلہ عارضی طور پر حل ہو گیا۔ ساشا نے چیچیرن سے بات کی جس نے فوراً اسے شناخت نامہ مہیا کر دیا۔ وہ کاغذ کا پرزہ طلسمی کنجی ثابت ہوا جس سے اس کے لئے بہت سے دروازے کھلتے چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی چند دل بھی۔ خارتیونسکی سوویت ہاؤس کے کمانڈنٹ پر یکا یک منکشف ہوا کہ اس کے پاس ایک کمرہ خالی موجود ہے، پھر اس کے بعد یکے بعد دیگرے دیگر ارباب اختیار دوست ہو جاتے جس لمحے ساشا اپنی تعویذ لہراتا۔

خارتیونسکی میں کھانا تو خراب نہ تھا مگر بالغوں کی کفایت نہ کرتا۔ دیگر مہمانان تو نہ جانے کیسے اپنے لئے کہیں سے چند

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نوالے حاصل کر لیتے جو کھانے کی مشترکہ میز پر وہ اپنے ہمراہ لاتے مگر ساشا یہ نہ کر سکتا تھا۔ اس کا اہم ترین مسئلہ اب بھی کالی روٹی تھی جس سے اس کے معدے میں بہت گرانی ہو رہی تھی۔ حقیقت تو یہ تھی کہ مجبوراً اسے کھانا ترک کرنا پڑا۔ لیکن اب وہ تیزی سے کم ہو جانے والا وزن پورا کر لے گا۔ اس نے مذاقاً کہا کیونکہ اب میں ماسکو میں پہنچ چکی ہوں۔ اسے یقین تھا کہ میں کسی نہ کسی جتن سے ان ہی بچی کھچی اشیاء سے اچھا کھانا پکا لیا کروں گی جیسا کہ میں ہمیشہ کرتی آئی ہوں۔ میرے پیارے ساشا! تم میں مطابقت پیدا کرنے کی کتنی حیرت انگیز صلاحیت ہے اور زندگی کے مضحکہ خیز پہلو پر تمہاری کتنی عمدہ نگاہ ہے!

جہاں وہ مقیم تھا اس جگہ سب سے بڑی خوبی یہ تھی جیسا کہ ساشا نے بیان کیا کہ وہاں دلچسپ قسم کے انسان رہائش پذیر تھے۔ چینی، کوریا والے، جاپانی، ہندو مندوبین جو ''اکتوبر'' انقلاب کی کامیابیوں کا مطالعہ کرنے آئے ہیں اور اپنے ملکوں کو آزاد کرانے کے کام میں درکار تفصیلات یکجا کر رہے ہیں۔

ساشا نے بتایا کہ ہمارے ماسکو کے کامریڈ نسبتاً زیادہ آزادی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ انارکو۔ سنڈیکلیسٹ کا گولوس ٹروڈا جتھا اپنا انارکسٹ ادب شائع کرتا ہے اور کوچہ تورسکایا میں اپنی کتاب کی دوکان پر سرعام فروخت کرتا ہے۔ یونیورسلسٹ انارکسٹوں کے پاس کلبوں میں کمرے ہیں اور ایک امداد باہمی ریسٹورنٹ ہے وہاں بھی سرعام ہفتہ وار بیٹھکیں ہوتی ہیں جہاں انقلابی مسائل پر آزادانہ بحث مباحثے ہوتے ہیں۔ ایک برائے نام انارکسٹ پرچہ بھی چھپتا ہے جسے ہمارا جارجیا کا دیرینہ کامریڈ اتابیکیان شائع کرتا ہے جو کروپوٹکن کا مصاحب رہ چکا ہے۔ جس کا اپنا چھاپہ خانہ بھی ہے۔ ''یہ کتنی غیر معمولی صورتحال ہے'' میں نے تبصرہ کیا ''کہ ماسکو میں تو انارکزم کو اتنی آزادی میسر ہے اور پیتروگراد میں صفر! وہ خوفناک الزامات جو بالشویکوں پر لگائے گئے وہ محض من گھڑت ہوں گے لیکن ایک بات واضح تھی کہ انہیں خفیہ طور پر ملنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔'' ساشا نے بتایا کہ اسے بھی چند نرالے تضادات سے واسطہ پڑ چکا ہے۔ یوں ہمارے متعدد کامریڈ جیل میں ہیں اور بظاہر اس کی کوئی وجہ بھی نہیں۔ لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جن کی سرگرمیوں پر کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔ لیکن مجھے اس بات کا پورا موقع مل جائے گا کہ بچشم خود دیکھوں۔ اس نے اضافہ کیا۔ یونیورسلسٹ دھڑے نے اپنی ایک مخصوص بیٹھک میں ہمیں مدعو کیا تھا جہاں انارکسٹ نقطہ نظر سے انقلاب اور روزمرہ کے واقعات کو تین باصلاحیت مقررین پیش کریں گے۔

میں تو منعقد ہونے والی میٹنگ کے لئے تڑپ رہی تھی جس سے امید بندھی تھی کہ روسی حقائق کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ وقت گزاری کے لئے میں ماسکو بھر میں روزانہ گھنٹوں جوتیاں چٹخاتی۔ کسی دن ساشا کے ہمراہ اور کبھی تنہا۔ وہ بہت دور رہتا تھا جس کا نیشنل سے گھنٹے بھر کا پیدل راستہ تھا۔ وہاں ٹرام بھی نہ چلتی تھی علاوہ چند (ازوشکی) گھوڑا گاڑیوں کے لیکن میں نے ساشا سے کہا کہ کم از کم وہ دن میں ایک مرتبہ میرے ساتھ کھانا کھایا کرے۔ اسے اپنی جسمانی حالت ٹھیک کرنا ہے جبکہ پیتروگراد سے چلتے وقت میں اپنے کریانے کے سامان میں سے معقول حصہ لے آئی ہوں۔ ماسکو کے بازاروں میں خوب کاروبار ہوتا ہے اور کاروبار چمک رہا ہے۔ مجھے وہاں اشیائے ضرورت کی خریداری میں انقلاب سے دغا کا کوئی پہلو بھی نہیں دکھائی دیتا۔ زورن مجھے بتا چکا تھا کہ کسی بھی قسم کے سامان کی خرید و فروخت کو بدترین انقلاب دشمنی گردانا جاتا ہے اور اس کی سخت ممانعت ہے۔ جب میں نے اسے کھلے بازاروں کی جانب توجہ دلائی تو اس نے مجھے سمجھایا کہ وہاں صرف سٹے باز جمع ہوتے ہیں۔ میری دانست میں یہ نری حماقت ہے کہ اشیائے خورد و نوش کے ہوتے ہوئے لوگ فاقوں مریں۔ اس میں کون سی رستمی ہے اور نہ ہی اس سے انقلاب کو کوئی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ فاقہ کش لوگ پیداواری عمل میں حصہ نہیں لے سکتے اور پیداوار کے بغیر انقلاب کا انجام صرف ناکامی ہے۔ زورن کا اصرار تھا کہ محاصرہ، اتحادیوں کی مداخلت اور سفید جنرل خوراک کی کمی کے ذمہ دار ہیں۔ لیکن میں روس میں پائی جانے والی خرابیوں کے لئے ان گردانوں سے بیزار آ چکی تھی۔ میں ان حقائق کے متعلق تو بحث نہیں کرنا چاہتی جو زورن اور دوسرے کمیونسٹ بیان کرتے رہتے ہیں لیکن میں یہ ضرور سمجھتی ہوں کہ اگر سوویت حکومت غذائی اشیاء کو بازاروں میں لانے میں ناکام ہو رہی ہے تو وہ کم از کم انہیں بند کر دے۔ اگر اشیائے خوراک کو کھلے عام فروخت کرنے کی اجازت ہے تو یہ کٹے پر نمک ڈالنے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے مصداق ہے کہ عوام الناس پر قدغن لگادی جائے کہ وہ اشیائے صرف میسر ہونے کے باوجود اس سہولت سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ جب سکہ رائج الوقت کو تیزی سے گردش کرنے کی اجازت ہے اور حکومت تھوک کے بھاؤ اسے ڈھال بھی رہی ہے۔ ان دلائل پر زور دن جواب دیتا کہ انقلاب سے متعلق نظریاتی تصورات مجھے عملی صورتحال کی ضرورتوں کو سمجھنے میں حائل ہیں۔

ماسکو کا مرکزی بازار مشہور سخارو کا تھا۔ اس کا وجود بے محل ہونے کی حیران کن تصویر کشی کرتا تھا جو میں نے روس میں دیکھا تھا۔ ہر قسم اور حیثیت کے لوگ وہاں جمع ہوتے اور ذات اور مرتبے سے بالاتر ہو کر اشرافیہ اور دیہاتی، متمدن اور اجڈ، بلغ ژوا، سپاہی اور مزدور سب ہی گزشتہ دنوں کے دشمن سے دھکم پیل کرتے نظر آتے۔ ترسیدہ انداز میں چلا چلا کر اپنی مصنوعات بیچتے اور اسی اضطرابی شوق میں لوگ خریدنے میں جتے ہوتے۔ تمام سابقہ تکلفات ٹوٹ جاتے یہ کیموزم کی پیدا کردہ کارستانی نہ تھی بلکہ یہ ایک چیز کی عمومی ضرورت تھی جسے کہتے ہیں روٹی، روٹی اور روٹی۔ آپ یہاں پر عمدہ نقش ونگار والا مسیحی عصا دیکھتے اور اس ہی کے ساتھ میل خوردہ ناخن بھی، حسین زیورات اور جھلملاتا ستا زیور بھی، مشجر شالیں اور روئی کے لحاف بھی۔ عہد رفتہ کے تعیشات اور دولت سے حاصل ہونے والی دیرینہ آرزوؤں کی اشیاء، دھکم پیل کرتا مجمع اپنی من پسند متنوع اشیاء پر ہاتھ مارنے کے لئے بکیاں بکیاں بڑھتا۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ قدیم انسانی جبلت سے مغلوبیت کا شاندار مظاہرہ ہوتا جس میں لوگ بلا کسی خوف اور رکاوٹ کے بالادستی حاصل کرنے میں مصروف ہوتے۔

سوخارو کا' بازار نے ان جگہوں کے مقابلے میں جہاں اشیاء کی خرید وفروخت کی بجائے اشیاء کا مبادلہ ہوتا اس سنگین امتیاز کو طشت از بام کر دیا تھا۔ نیشنل سے متصل بازار پر تسلسل سے چھاپے پڑتے۔ لیکن یہاں صرف وہی لوگ ہوتے جو غریبوں میں بھی غریب کہلاتے جو جینے کے لئے ہاتھ پیر مار رہے ہوتے ان میں ضعیفائیں، چیتھڑے لگائے لڑکے، لاوارث مرد، ان کا مال بھی اتنا حرماں نصیب ہوتا جیسے کہ وہ خود تھے۔ بساندوالا سبزیوں کا شوربہ، یخ بستہ ٹماٹر بسکٹ سیاہ اور سخت یا پھر چند ماچس کی ڈبیاں..... جنہیں وہ کانپتے ہاتھوں سے راہگیروں کو دکھاتے اور پُر رعشہ ہاتھوں سے لوگوں سے گڑگڑاتے۔ ''خریدلو، محترمہ، خریدلو، مسیحؑ کے صدقے، خریدلو۔'' جب چھاپہ پڑتا تو ان کا بے مصرف مال ضبط کر لیا جاتا۔ ان کے شوربے اور رائی کی شراب کو چوراہے پر انڈیل دیا جاتا، اور ان بدنصیبوں کو سٹے باز کہہ کر جیل میں ٹھونس دیا جاتا۔ وہ خوش قسمت جو بروقت فرار ہو جاتے جلد ہی نمودار ہو جاتے، فرش پر پھیلی ہوئی ماچسیں اور سگریٹیں جمع کرتے اور پھر سے نگوڑ ماری تجارت شروع کر دیتے۔

بالشویکی اس معاملے میں دوسرے سماجی باغیوں کے ہم خیال ہیں اور ہمیشہ سے اس پر زور دیتے آرہے ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام میں بھوک سے مرنے کا خوف زیادہ تر برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ کہنے میں وہ کبھی نہ تھکے جب اس نظام کی مذمت کرتے ہیں جو نتائج کو سزا کے قابل سمجھتا ہے مگر اس کے سرچشمے کو جوں کا توں چھوڑ دیتا ہے۔ اب وہ کس منہ سے اسی احمقانہ اور ناقابل اعتبار راہ پر گامزن رہ سکتے ہیں، میں سوچنے لگی۔ یہ بھی سچ ہے کہ یہ خوفناک بھوک ان کی کارستانی نہیں ہے، بالعموم محاصرے اور مداخلت کار اس کے ذمہ دار ہیں۔ تب تو اس بات کو مزید تقویت ملتی ہے اور مجھے لگتا ہے کہ ستم رسیدگان کو کیوں کھدیڑا جائے اور سزا دی جائے۔ ایسے ہی ایک چھاپے کو دیکھ کر ساشا بھی اس سنگدلی اور غیر انسانی سلوک پر دل گرفتہ ہو گیا تھا۔ جس وحشیانہ انداز سے سپاہی اور خفیہ پولیس والے ان لوگوں کو منتشر کر رہے تھے اس پر اس نے بہت زوردار احتجاج کیا تھا اور وہ خود بھی گرفتاری سے بمشکل بچ پایا کیونکہ اس کے پاس چیچیرن کا دیا ہوا پروانہ موجود تھا۔ خفیہ پولیس والوں نے یکا یک اپنا لب ولہجہ اور اطوار بدل لئے اور گڑگڑا کر ''غیر ملکی مہمان'' سے معافی مانگنے لگے۔ وہ تو محض اپنے فرائض ادا کر رہا تھا، اس نے کہا اور اپنے افسران بالا کے احکام کی تعمیل کر رہا ہوں اس لئے اسے مورد الزام نہ ٹھہرایا جائے۔

بات صاف تھی کہ کریملن کے نئے صاحبان اقتدار پہلے والوں سے کم خوفزدہ نہ تھے اور ان کی سرکاری مہر بھی اتنی ہی ڈراؤنی تاثیر رکھتی ہے۔ ''تبدیلی کہاں چھپی ہے'' میں نے ساشا سے پوچھا ''تم اڑتے ہوئے چند ذرات سے کسی مہیب طوفان کا اندازہ نہیں کر سکتیں۔'' اس نے جواباً کہا۔ لیکن کیا یہ فقط ذرات ہیں میں تو حیران ہوں، مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے یہ ایسے جھکڑ ہوں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جو پورے انقلابی عمارت کو مسمار کرنے جا رہے ہیں جو میں نے بالشویکوں کے گرد امریکہ میں تعمیر کی تھی اس کے باوجود مجھے ان کی نیک نیتی پر اتنا گہرا اعتماد ہے کہ میں انہیں ان برائیوں اور خامیوں کے لئے موردِ الزام نہیں ٹھہرا سکتی جنہیں میں قدم قدم پر دیکھتی ہوں۔ یہ روزانہ بڑھتی جا رہی ہیں اور یہ اتنی کریہہ صورتیں ہیں جو سوویت روس کے ان برملا اعلانات سے مختلف ہیں جو باقی ماندہ دنیا کو بتائے جا رہے ہیں۔ میں تو ان سے نظریں چرانے لگتی ہوں لیکن وہ تو چہار جانب موجود ہیں انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

نیشنل عمارت کی عام گنجائش تقریباً بلا شرکت غیر صرف کمیونسٹوں کے تصرف میں تھی اس میں ایک بڑا سا باورچی خانہ بھی تھا جس میں بہت سے باورچی اپنا وقت ضائع کرتے اور قیمتی غذائی اشیاء سے کھانا پکاتے جن کا حلق سے اتارنا مشکل ہوتا۔ اس سے ملا ہوا ایک اور باورچی خانہ تھا جس میں نجی ملازمین دن بھر اپنے آقاؤں کے لئے کھانا پکاتے رہتے، جو تسب کے سب ممتاز سرکاری اہلکار تھے۔ انہیں اور ان کے دوستوں کو خصوصی مراعات حاصل تھیں۔ انہیں دن میں تین مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ راشن ملتا جبکہ عام فانی انسانوں کی توانائی اپنے حقیر واجبات کے وصولنے میں ضائع ہو رہی تھی۔

رہائشی انتظامات میں بھی اس سے ملتی جلتی اقربا پروری اور ناانصافی کا دور دورہ تھا۔ وسیع اور عمدہ سجے ہوئے اپارٹمنٹ تو مالی منفعت کے ساتھ بہ آسانی مل سکتے تھے، لیکن ادنیٰ اہلکاروں کو ہفتوں لگ جاتے تب کہیں جا کر ایک تاریک کمرہ میسر آتا جہاں پانی، روشنی اور کمرہ گرم کرنے کی سہولت نہ ہوتی۔ وہ شخص خوش قسمت ٹھہرتا اگر ان جان لیوا کوششوں کے بعد اسے کمرہ اس طرح ملتا کہ اس میں کوئی پہلے ہی سے نہ قابض ہو۔ یہ بات تو آپ کو ناقابلِ یقین لگ رہی ہوگی لیکن یہ ہمارے کئی دوستوں کا تجربہ تھا جن میں ایک نوجوان لڑکی بھی شامل ہے جس سے میں واقف ہوں ان کے علاوہ مانیا اور واسیلی سمیونوف جو ہمارے امریکہ سے کامریڈ تھے انہوں نے تمام شکوک رفع کر دیئے۔ یہ دونوں ان لوگوں میں سے تھے جو انقلاب برپا ہوتے ہی روانہ ہو گئے تھے اور اسی وقت سے وہ سوویت اداروں میں سخت ترین کام نہایت خلوص سے کر رہے تھے۔ اس کے باوجود انہیں انتظار کرنے پر مجبور کیا گیا اور وہ متعدد محکموں میں بھاگ دوڑ کے بعد ایک رہائشگاہ کی منظوری حاصل کر سکے تھے۔ تاہم ان کی خوشی عارضی نکلی۔ جب وہ مقررہ جگہ پر پہنچی تو اس نوعمر عورت نے کیا پایا کہ ایک شخص وہاں پہلے سے قابض تھا۔ ''لیکن ہم دونوں تو ایک ہی کمرے میں نہیں رہ سکتے'' اس نے اسے بتایا ''کیوں نہیں'' سوویت روس میں کسی کو اتنا اکل کھرا نہ ہونا چاہئے۔ میں نے اس کوٹھری کو حاصل کرنے کے لئے بہت پاپڑ بیلے ہیں اور میں اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ ہاں میں فرش پر سونے کو تیار ہوں اور تم بستر پر سونا، اس نے فیاضی دکھائی ''آپ کی بڑی نوازش، لیکن میں کسی اجنبی کے ساتھ اتنی قربت نہیں برداشت کر سکتی۔ میں کمرے سے دستبردار ہو گئی اور دوسری جگہ تلاش کرنے کی از سرِ نو کوششیں شروع کر دیں۔''

انقلابی روس کے جسد پر اتنے گھناؤنے پھوڑوں کو دیر تک نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان حقائق کو ماسکو میں انارکسٹوں کے جلسے میں بیان کیا گیا، بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے جب صورتحال کا تجزیہ پیش کیا اور میری عام لوگوں سے جو گفتگو ہوئی جن کا کسی سیاسی مکتب سے کوئی تعلق نہ تھا تو مجھے انقلابی ناٹک کے پردے کے پیچھے دیکھنے کا موقعہ ملا اور اس آمریت کو غور سے دیکھنے کا موقع ہاتھ آیا جس میں اسٹیج پر درشن دینے والا بغیر سولہ سنگھار کے تھا۔ یہاں اس کے اطوار یکسر اس روپے سے مختلف تھے جن کی عوامی نشر و اشاعت کی جاتی ہے۔ اس میں بندوق کی نالی دکھا کر ٹیکس کی وصولی کی جاتی جس کے دیہات اور قصبوں پر تاراج کرنے والے آثار پڑتے۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ ہر ایسا شخص جو بہ آواز بلند سوچے کسی بھی ذمہ دار عہدے پر نہ رہنے پائے اور ان جنگجو عناصر کی روحانی موت لازمی سمجھی جاتی جو فراست، یقین اور جرأت کے حامل تھے اور جنہوں نے بالشویکوں کو مسند اقتدار حاصل کرنے میں مدد کی تھی۔ انارکسٹ اور بائیں بازو والے سوشلسٹ انقلابیوں کو لینن نے اکتوبر کے دنوں میں بطور پیادے کے استعمال کیا اور اب اس کی پالیسیاں اور اس کے ہم مسلک لوگ انہیں نیست و نابود کرنے کے درپے تھے۔ یہ ایک ایسا نظام تھا جو سیاسی پناہ گیروں کو یرغمال بنا رہا تھا جس سے بوڑھے والدین اور کم عمر بچے بھی مستثنیٰ نہ تھے۔ چیکا کے راتوں کے چھاپے جن سے عام آبادی خوفزدہ ہو کر جاگ جاتی، ان کی معمولی سی مملوکہ اشیاء تہہ و بالا کر دی جاتیں۔ اور تلاش کرتے وقت خفیہ دستاویز چیر کر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کھولی جاتیں، سپاہیوں کا مہا جال وہاں رہ جاتا۔ عذاب کی طرح نازل ہونے والوں کی طرح محصور گھر میں بکھرے ہوئے مال اسباب میں چھینا جھپٹی شروع کر دیتا۔ مکینوں پر کھوکھلے الزامات کا یہ نتیجہ برآمد ہوتا کہ انہیں طویل مدت کی قید کی سزائیں ملتیں۔ ان کہانیوں کا لب لباب ویسا ہی تھا جیسا کہ پیتر وگراد کے کامریڈوں کا بیان تھا۔ میں ان دنوں بالشویزم کی راستبازی کی چمک دمک سے اتنی چکا چوند تھی کہ ان الزامات کو کسی کھاتے میں نہ لکھتی۔ میں نے ان کی قوت فیصلہ اور نقطہ نظر پر اعتبار کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اب بالشویزم کا جھبڑا اتر چکا تھا اور اس کی برہنہ روح میری نگاہوں کے سامنے تھی۔ میں اسے پھر بھی نہ تسلیم کرتی اگر میں اپنی باطنی نظر سے ان تمام سچائیوں کو نہ دیکھ لیتی جو میری ظاہری نظروں سے نظر نہ آتے تھے۔ میرے تو ہوش اڑ گئے، چکرا سی گئی یوں لگا جیسے پاؤں تلے زمین سرک رہی ہو۔ مگر میں نے امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مل جائے۔ میں ذہنی کوفت میں چلائی ''بالشویزم تو ایک ایسی بلا ہے جو ہر تخت پر جلوہ گر ہے، دکھی لوگوں کا کلیجہ چبانے والی جو سمیٹی ہوئی دولت اور اقتدار کی منظم دشمن بھی ہے۔ یہ ایسی پرخار راہ پر گامزن ہے جس کے سامنے رکاوٹیں حائل ہیں اور چڑھائی تقریباً سیدھی ہے۔ یہ پیٹھ کے بل گرنے سے کس طرح بچے گا اور اسے غلطیوں کے ارتکاب کرنے سے کون بچائے گا؟ لیکن خود کو جھٹلانا ہے اور ان لوگوں کی ولولہ خیز امیدوں سے دغا کرنا ہے جو لاوارث اور کچلے ہوئے ہیں یہ تو اپنے ہی نصب العین سے فریب ہے؟ نہیں، کبھی نہیں، دنیا کا سب سے روشن ستارہ ایسے گہن کا کیسے مجرم ہو سکتا ہے!''

یہاں تک کہ ماسکو کے انارکسٹوں کی کانفرنس بھی اسے ماخوذ کرنے میں کما حقہ کامیاب نہ ہو سکی۔ سوویت ریاست سرمایہ دارانہ اور بلغ ژوا حکومتوں سے جداقسم کی تھی یہ بات انہوں نے ہم سے اس وقت کہی جب ہم نے ان کے لغو اور غیر منطقی عزم پر جسے وہ قانونی شکل دینا چاہتے تھے' اعتراض کیا اور اپنے کامریڈوں کو جیل سے رہا کرنے کو کہا۔ ''انارکسٹوں نے دنیا کی کسی حکومت سے بھی اپنے کامریڈوں کی رہائی کی بھیک نہیں مانگی'' ہمارا استدلال تھا ''نہ ہی ہم ریاست سے کسی وفاداری کے قائل ہیں، یہاں ہم ایسا کیوں کریں، جبکہ بالشویکوں نے عہد شکنی کی ہے؟'' اپنی تمام چیرہ دستیوں کے باوجود بالشویک حکومت انقلابی تھی۔ یہ اپنی سرشت اور مقاصد میں پرولتاری تھی، روسی کامریڈوں کا اصرار تھا۔ جس پر ہم نے درخواست پر دستخط ثبت کئے تھے اور ارباب اختیار کے سامنے پیش کرنے پر تیار ہوئے تھے۔

لیکن ساشا اور میں اپنے اس محکم خیال پر قائم رہے کہ بالشویکی مشترکہ جنگ میں ہمارے بھائی ہیں۔ یہاں تک کہ ہماری زندگیاں اور ہماری تمام انقلابی امیدیں بھی داؤ پر لگی ہوئی ہیں۔ لینن، ٹروتسکی اور ان کے ہمکار سب ہی انقلاب کے روح رواں ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اس کے جانثار سینہ سپر ہیں۔ ہم ان سے ملیں گے جن میں لونا چارسکی، کلونتے، بالابانوف، جیک ریڈ نے ان سے ملاقاتیں کیں جو گہری محبت اور پرتحسین انداز میں ملے تھے اور گفتگو ہوئی۔ ان میں یہ صلاحیت بھی ہے کہ اگر کوئی رکنیت کے کارڈ کا حامل نہ ہو تو بھی وہ لوگوں اور واقعات کو آنک سکتے ہیں، جیک نے بتایا۔ وہ مجھے بھی اشیاء کو ایسی ہی روشنی میں دیکھنے میں مدد دیں گے۔ میں ان ہی سے تقاضہ کر سکتی ہوں۔ اور ہمارا پرانا استاد، پیتر کروپوتکن.....جس سے عالمی جنگ کے معاملے میں ہماری راہیں جدا ہو چکی تھیں لیکن اس سے ہماری محبت اور اس کی عظیم شخصیت اور گہرے شعور میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ ہمارے لئے اس کے احساسات بھی جوں کے توں ہوں گے۔ روس میں اپنی آمد کے بعد ہم اپنے عزیز کامریڈ سے فوراً ملنے کو بے چین تھے۔ وہ ایک گاؤں دمتروف میں مقیم تھا۔ ہمیں بتایا گیا جو ماسکو سے ساٹھ (ورست) یا چھیاسٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور اپنے مختصر سے گھر میں رہتا ہے اور سوویت حکومت اس کی تمام ضروریات کو اچھی طرح پوری کر رہی ہے۔ ان دنوں سفر ناممکن تھا مگر موسم بہار کے آتے ہی سفر کا انتظام کر دیا جائے گا۔ زورن نے مجھے مطمئین کر دیا۔

یہ دیکھ کر کہ پیتر سے ملنا اتنا ضروری ہو گیا ہے کہ سفر کی دشواریاں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ کچھ بھی ہو میں اس سے ملنے جاؤں گی، میں نے فیصلہ کر لیا۔ سب لوگوں کے مقابلے میں مجھے اس شک اور مایوسی کے گڑھے میں سے نکلنے میں کہیں زیادہ مددگار ہوگا۔ وہ فروری کے انقلاب کے بعد روس لوٹ آیا تھا اور اس نے ''اکتوبر'' والا انچشم خود دیکھا تھا۔ اس نے اپنے عزیز دیرینہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

خوابوں کو حقیقت کا جامہ پہنتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ اشیاء میں اتر جانے والے ذہن کا مالک تھا۔ وہ درست چابی تلاش کر لے گا۔ مجھے اس سے ملنا ہوگا۔

الیگزینڈر کولونتے اور اینجلیکا بالابانوف سے بہ آسانی مل سکتی تھی کیونکہ وہ نیشنل میں مقیم تھے۔ میں نے اول الذکر کو پہلے تلاش کیا۔ مام کولونتے کہیں شگفتہ اور مقابلتاً جوان لگ رہی تھی خصوصاً ان کے سن کو دیکھتے ہوئے کہ وہ پچاس برس کی تھی اور حال ہی میں اس کا پیچیدہ آپریشن بھی ہوا تھا۔ ایک طویل قامت اور باتمکنت عورت تھی۔ پور پور کہتا تھا کہ وہ آتشیں انقلابی کے بجائے شہزادی ہے۔ اس کا لباس اور دو کمروں کا فلیٹ منہ سے بول رہا تھا کہ وہ خوش مذاق ہے۔ اس کی میز پر گلاب کے پھولوں کی موجودگی روس کے خاکستری ماحول میں قدرے متعجب کرنے والا تھا۔ اپنی ملک بدری کے بعد میں پہلی مرتبہ پھول دیکھ رہی تھی۔ اس کا مصافحہ ڈھیلا ڈھالا اور جذبات سے خالی تھا اگرچہ اس نے منہ سے یہ ضرور کہا کہ بالآخر وہ مجھ سے ''عظیم اور توانا روس'' میں مل کر بہت خوش ہوئی۔ کیا مجھے رہنے کو جگہ مل گئی ہے، اس نے استفسار کیا، اور جو کام کرنا چاہتی ہوں وہ بھی؟ میں نے جواب میں کہا میں اپنی جگہ اب بھی مطمئن نہیں ہوں اور فیصلہ نہیں کر سکی کہ کس جگہ میں بامصرف ہوں گی۔ یہ بات تو مجھے اس وقت معلوم ہوگی جب میں اس سے ان امور پر باتیں کر لوں گی جو مجھے بے چین کر رہی ہیں، خصوصاً وہ تضادات جو میرے مشاہدے میں آئے ہیں۔ مجھے اسے ہر چیز بتا دینا چاہئے، اس نے کہا۔ اسے یقین ہے کہ وہ میری ابتدائی دشواریوں میں مدد کر سکتی ہے۔ ہر نو وارد ایسے ہی حالات سے دوچار ہوتا ہے، اس نے مجھے اطمینان دلایا، لیکن یہ بھی ہوتا ہے کہ ہر ایک سوویت روس کی عظمت کو پالیتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ میں نے اسے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ میرے مسائل کا تعلق چھوٹی چھوٹی باتوں سے نہیں ہے۔ وہ نہایت پیچیدہ اور میرے لئے بہت اہم ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میرے وجود کا دارومدار ان کی درست تفسیر پر مبنی ہے۔ ''بہت خوب، بات بتاؤ'' اس نے لاپرواہی سے کہا۔ وہ اپنی ہتھے والی کرسی پر پیچھے جھول گئی اور میں نے وہ ہولناک واقعات بیان کرنا شروع کر دیئے جو میرے علم میں آئے تھے۔ اس نے قطع کلامی کے بغیر میری بات توجہ سے سنی۔ لیکن اس کے سرد اور حسین چہرے پر کوئی ہلکی سی بھی ایسی علامت نہ دکھائی دی جس سے میری رام کہانی کی تاثیر سے پیدا ہونے والی سراسیمگی کا احساس ہوتا۔ ''یہ درست ہے کہ ہماری روشن انقلابی تصویر میں چند ملگجے نقطے بھی ہیں'' اس نے یہ جملہ اس وقت کہا جب میں نے بات مکمل کر لی۔ ''یہ ایسے ملک میں ناگزیر ہیں جو اتنا پسماندہ ہو، جہاں کے لوگ پچھڑے ہوئے ہوں اور جو اس وسعت کے سماجی تجربے سے گزر رہا ہو اور جس کی مخالفت پر پوری دنیا کمربستہ ہو جو تمہارے سامنے ہے۔ یہ اس وقت غائب ہو جائیں گی جب ہم اپنے فوجی محاذوں پر مخالفین کو پسپا کر دیں گے اور جب ہم اپنے عوام الناس کی فکری سطح کو بلند کر لیں گے۔ میں اس معاملے میں مدد کر سکتی ہوں، وہ کہے گئی، میں خواتین کے لئے کام کر سکتی ہوں وہ تو زندگی کے سادہ ترین اصولوں سے ناواقف ہیں، جسمانی اور دوسرے۔ وہ اپنے فرائض سے بھی بے خبر ہیں بطور ماں اور شہری ہونے کے۔ میں نے اس سلسلے میں امریکہ میں بہت عمدہ کام کیا تھا اور وہ مجھے یقین دلا سکتی ہے کہ روس میں اس سے بھی بڑھ کر زرخیز زمین پڑی ہے۔ ''تم میرے کام میں شریک ہو جاؤ اور چند تاریک نقطوں پر کڑھنا ترک کر دو؟ اس نے بات سمیٹتے ہوئے کہا۔ ''ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، جان من کامریڈ، سچ جانو تو کچھ بھی نہیں۔''

عوام پر چھاپے پڑ رہے ہیں، جیل میں ڈالے جا رہے ہیں اور اپنے نظریات کے لئے گولی مار کر ہلاک کئے جا رہے ہیں! بوڑھے اور جوان یرغمال بن رہے ہیں، ہر احتجاج کا گلا گھونٹا جا رہا ہے، ناانصافی اور جانبداری کا دور دورہ ہے، بہترین انسانی اقدار کا منہ چڑھایا جا رہا ہے، انقلاب کے اصل جذبے کو روزانہ مصلوب کیا جاتا ہے..... آیا یہ تمام چیزیں کچھ نہیں سوائے ''چند پھیکے نقطوں کے'' میں تو سوچ میں پڑ گئی! میری ہڈیوں کے گودے میں گویا سردی کی لہر دوڑ گئی۔

دو دن کے بعد میں اناتول لونا چارسکی سے ملنے گئی۔ اس کی رہائشگاہ کریملن کے اندر تھی جو عام روسیوں کی نظر میں اقتدار کا ایسا قلعہ تھا جس میں نقب نہیں لگ سکتی تھی۔ میرے پاس کئی 'پروانے' تھے اور مجھے اپنے ساتھ لے جانے والا ایک ''سوو تسکی'' تھا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ایک ایسا انارکسٹ جس کی کمیونسٹ بہت عزت کرتے تھے۔اس کے باوجود ہماری پیش قدمی تعلیم کے عوامی کمیسار تک پہنچنے میں نہایت سست رہی۔تواتر سے سنتری ہمارے پروانے کا گہرا معائنہ کرتے اور ہماری آمد کے مقصد کے متعلق سوالات کیئے گئے بالآخر ہم نے خود کو ایک استقبالیہ کمرے میں پایا۔ایک وسیع دیوان خانہ جو آرٹ کی اشیاء اور لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔جو فنکار، ادیب، اساتذہ تھے اور ملاقات کے منتظر تھے، میرے ہمراہی نے وضاحت کی۔مرجھائے ناکافی غذائیت کے شکار لوگوں کا یہ مجمع تھا۔ان کی نگاہیں اس دروازے پر احتیاط سے گڑی ہوئی تھیں جو کمیسار کے نجی کمرے میں کھلتا تھا۔خوف اور امید ان کی نگاہوں میں سلگ رہی تھی۔میں بھی پرتشویش تھی اگرچہ میرا راشن اس شخص کا مرہون منت نہ تھا جو کلچرل عہدے پر فائز تھا۔لونا چارسکی کے خیر مقدم کرنے کا انداز کولونتے کے مقابلے میں کہیں زیادہ گرمجوش اور پرتپاک تھا۔اس نے بھی دریافت کیا کہ کیا مجھے کوئی مناسب کام مل گیا ہے۔اگر نہیں تو وہ اپنے محکمے میں کئی پیشوں کے متعلق مشورہ دے سکتا ہے۔سویت روس میں امریکی طرز تعلیم کو متعارف کرایا جانے والا ہے۔اس نے کہا، اور میں چونکہ اس ملک سے آرہی ہوں بلاشبہ یہ صلاحیت رکھتی ہوں کہ ان کے پرولتاری اطلاق کے لیئے مفید تجاویز دے سکتی ہوں۔میں نے گہری سانس لی اور اپنے وہاں آنے کا مقصد ہی بھول گئی۔وہ نظام تعلیم جسے اپنی کمزوریوں کی وجہ سے از قسم 'میاں جی' اساتذہ امریکہ میں ادا کر رہے تھے اسے انقلابی روس میں مثالی نظام جان کر قبول کیا جا رہا تھا؟ لونا چارسکی تو ششدر رہ گیا۔کیا مذکورہ نظام کی امریکہ میں مخالفت ہو رہی ہے، اس نے پوچھا، اور کون کر رہا ہے؟ انہوں نے اس میں کون سی تبدیلیاں تجویز کی ہیں؟ مجھے چاہیئے کہ یہ سارا معاملہ اسے اور اس کے اساتذہ کو سمجھاؤں اور وہ اس مقصد کے لیئے ایک خصوصی کانفرنس طلب کرے گا۔میں تو بہت کچھ ٹھیک کر سکتی ہوں۔اس نے تاکید کی اور میں اس کی اس جدوجہد میں بہت مدد کر سکتی ہوں کیونکہ اساتذہ کی صفوں میں موجود رجعت پسند عناصر بھنبھنا رہے ہیں کہ بچوں سے نمٹنے کے لیئے قدیم طریقے استعمال کیئے جائیں اور وہ اس پر بھی بضد ہیں کہ ذہنی معذوروں کو جیل میں رکھا جائے۔

اس کی سیکھنے کی بیتابی دیکھ کر میری برہمی قدرے کم ہوگئی جو یہ سن کر ہوئی تھی کہ امریکہ کے پبلک اسکول کا نظام روس پر منڈھ دیا جائے۔بات صاف تھی کہ لونا چارسکی کو اس شورش زدہ تحریک کے متعلق کچھ نہ معلوم تھا جو برسوں سے یہ کوشش کر رہی تھی کہ اس سن سفید اور ناکارہ ادارے سے نجات حاصل کی جائے اور اسے جدید بنایا جائے۔مجھ پر لازم ہے کہ میں روس کے تعلیم دہندگان کو دوسروں کے قدیم طریقوں کی نقالی کی حماقت سے بچاؤں اور اس دھرتی کے لیئے نئی زندگی اور اقدار کا مرکز بناؤں۔لیکن امریکہ میرے ذہن سے کروڑوں میل کے فاصلے پر تھا۔اور روس مجھے گھلائے دے رہا تھا۔روس اپنے عجائب اور دکھوں کے ساتھ۔

لونا چارسکی اپنے مسائل کے متعلق بے تکان بولے جا رہا تھا جو اس کے قدامت پسند اساتذہ سے اس نزاع کے متعلق تھا جس میں اپاہج بچوں سے سلوک کے طریقوں پر سوویت اخبارات میں مباحثہ جاری تھا۔وہ اور میکسم گورکی بچوں کو جیل میں بھیج کر اصلاح کرنے کے خلاف ایک طرف تھے۔وہ بچوں سے سلوک کے معاملے میں اس کا بھی مخالف تھا کہ نرم سزائیں ہوں یا فی الحقیقت کسی بھی قسم کی سزا یا کسی بھی نوعیت کے جبر سے کام لیا جائے۔''میکسم گورکی کے مقابلے میں بچوں کے معاملات کی حد تک تم جدید طریقوں سے کہیں زیادہ ہم آہنگ ہو۔'' میں نے کہا۔تاہم جزوی طور سے وہ گورکی سے متفق ہے، اس نے جواب دیا کیونکہ روس کی نئی نسل کے زیادہ تر افراد کو برے خصائل ملے ہیں جنہیں برسہا برس کی جنگ اور شہری بدنظمی نے پختہ کر دیا ہے۔

لونا چارسکی نے کسی موثر شخصیت ہونے کا تاثر نہ دیا لیکن اس میں انسان دوستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اس وجہ سے وہ مجھے پسند آیا۔میں تو اپنے مسائل پر گفتگو کرنے کے لیئے آئی تھی لیکن میں پہلے ہی بہت سا وقت لے چکی تھی اور مجھے یہ بھی احساس تھا کہ بہت سے لوگ دروازے کے باہر انتظار کر رہے ہیں اور مجھے کوس رہے ہوں گے۔میرے رخصت ہونے سے پہلے لونا چارسکی نے ایک مرتبہ پھر یہی دہرایا کہ اس کا محکمہ میرے لیئے سب سے زیادہ مناسب جگہ ہے اور یہ بھی کہ مجھے کسی حال میں ماسکو سے اس وقت تک نہ جانا چاہیئے جب تک اس کی طلب کی ہوئی کانفرنس سے میں خطاب نہ کر لوں۔

جب میں نیشنل کی جانب جا رہی تو میں نے اپنے ہمرکاب سے یہ سنا کہ تعلیم کے لیئے عوامی کمیسار نہ صرف یہ کہ جذباتی سمجھا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جاتا ہے بلکہ ایک منتشر خیال اور ناکارہ آدمی بھی۔ وہ پرولتاری کلچر کے لئے بہت کم کام کر پا رہا ہے اور اس کے بجائے بلغ ژوا آرٹ کو بچانے پر خطیر رقم خرچ کر رہا ہے۔ اور بدترین بات یہ ہے کہ وہ اپنا زیادہ وقت انقلاب مخالف دانشوروں کی باقیات کو بچانے میں صرف کر رہا ہے۔ میکسم گورکی کے تعاون سے وہ اس میں بھی کامیاب ہو گیا ہے اور اس نے پرانے پروفیسر اور اساتذہ کو دوم اوچینی (عالموں کا گھر) میں دوبارہ بحال کرا دیا ہے۔ جہاں پر وہ کام کے دوران گرم رہتے اور راشن لینے کے لئے قطار نہ بنانا پڑتی۔ اس نے ایک اور سنگین ارتکاب یہ کیا تھا کہ ایک نام نہاد عالموں کا راشن قائم کر دیا ہے جس میں ایسے مصنفین، مفکرین اور روسی سائنسدان ہوتے جو پارٹی وابستگیوں سے بالاتر ہوتے۔ اگرچہ عالمانہ راشن پر تعیش نہ ہوتا اور نہ ہی المضاعف، کئی ذمہ دار کمیونسٹ اس سے بہتر اشیائے صرف پاتے لیکن وہ لونا چارسکی کی دانشوروں کے لئے ''داد و دہش'' سے نالاں تھے۔ یہ میرے مخبر کی اطلاع تھی۔

میں سوچنے لگی کہ یہ بیچارے متعصبین جن کے نزدیک انقلاب کے معنی انتقام اور سماجی رتبے کی سیڑھی پر اوپر والے پائیدان پر پہنچنا ہے یہ لوگ ایسے بے مصرف بوجھ ہیں جن سے انقلاب کے جہاز کو ڈوبنے کا خطرہ لاحق ہے۔ لونا چارسکی اس بات سے آگاہ تھا۔ اور کولونتے؟ مجھے یقین ہے کہ وہ بھی بخوبی آگاہ تھی۔ لیکن وہ ایک سفارتکار تھی جو ہر کھردری اور سخت چیز کو ہموار بنانے میں لگی ہوئی تھی۔ کیا بالا بانوف اسی قسم کی عورت نکلے گی، میں سوچ میں پڑ گئی۔ فوراً مجھے ایسا موقعہ ملا جس نے مجھے اس قابل کر دیا لیکن وہ اس کے برعکس نکلی۔

روس کی دو ممتاز کمیونسٹ خواتین ایک دوسرے کی ضد نکلیں۔ اینجلیکا بالا بانوف ایک معاملے میں تو کم تھی یعنی ملکیت کی فراوانی میں۔ آخر الذکر کے عمدہ خدوخال، اچھی صورت اور پرشباب لچک، اس کے علاوہ اس میں دنیاوی چمک دمک اور اور تصنع بھی تھا۔ لیکن اینجلیکا میں کوئی ایسی چیز تھی جس نے اپنی دلکش کامریڈ کے ظاہری اوصاف کا پلڑا اٹھا دیا۔ اس کی افسردہ ہرنوں جیسی آنکھوں میں تبحر علم، ہمدردی اور نرم دلی جھلکتی تھی۔ اپنے لوگوں کے دکھ اور اپنی دھرتی ماتا کا درد زہ بھی، ان کچلے ہوئے لوگوں کے مصائب جن کی اس نے زندگی بھر خدمت کی تھی اس کے اترے ہوئے چہرے پر گہرے نقش تھے۔ میں نے اسے بیمار پایا اور وہ اپنے چھوٹے سے کمرے میں ایک صوفے پر مڑی تڑی پڑی ہوئی تھی۔ لیکن وہ پلک جھپکتے میں میرے لئے باعث دلچسپی اور فکرمند لگنے لگی۔ میں نے اسے کیوں نہ بتایا کہ میں اس کی پڑوسن ہوں۔ اس نے پوچھا۔ وہ مجھ سے فوراً ملنے آتی۔ اور میں نے اسے تلاش کرنے میں اتنا وقت کیوں ضائع کیا؟ کیا مجھے کچھ درکار ہے؟ میں مقدور بھر کوشش کروں گی کہ میری ضرورتیں پوری ہو جائیں۔ امریکہ سے آ رہی ہو تمہارے لئے تو روس کی غربت میں گزارہ کرنا بہت دشوار ہوگا۔ یہاں کی خلقت کے لئے تو معاملہ جدا ہے جنہوں نے بھوک اور نایابی کے علاوہ کبھی کچھ نہیں دیکھا۔ ہائے، روسی خلقت، ان کی قوت برداشت، ان کی مصائب جھیلنے کی صلاحیت اور ان خوفناک ناہمواریوں کا آمنا سامنا کرنے کی ان کی سورمائی ہمت! دیکھنے میں بچوں کی طرح کمزور اور طاقت میں دیو صفت۔ اس نے بھی انہیں ''اکتوبر'' کے بعد ہی پہچانا ہے نہ کہ روس میں گزاری ہوئی سابقہ زندگی میں۔ میرا تو عمر کے ساتھ ان میں اعتماد بھی بڑھتا جا رہا ہے، مجھے تو ان کی محبت جکڑے لے رہی ہے۔

یہ جھٹ پٹے کا وقت تھا اور شہر کا شور کوٹھری کی قسم کے کمرے میں نہیں سمایا تھا مگر پھر بھی دلکش آوازوں سے مترنم تھا۔ میرے سامنے والا چہرہ سکڑا ہوا اور راکھ کے رنگ کا تھا اور داخلی روشنی سے منور تھا۔ میں نے اپنے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکالا تھا کہ اینجلیکا بالا بانوف کو میرے شکوک اور درد کا اندازہ ہو گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اس کا روسی عوام کو خراج عقیدت پیش کرنا دراصل مجھے تسلی دینے کا ایک انوکھا طریقہ تھا کہ کوئی بھی چیز انقلاب کی حتمی فتح کے لئے یہاں تک کہ عوام الناس کے روحانی وسائل بھی۔

میں نے پوچھا کہ یہی تمہاری مراد ہے اور اس نے اثبات میں سر ہلا کر اتفاق ظاہر کیا۔ اسے اپنی جدوجہد کے تجربات سے اندازہ تھا کہ میری والی زندگی بھی بہت کٹھن ہوگی، وہ یہ بھی چاہتی تھی کہ میں ''اکتوبر'' کی فوقیت کی رفعت کو کبھی نظر سے اوجھل نہ ہونے دوں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں اٹھی اور جا کر اس کے کالے بالوں کی موٹی سی چوٹی کو سہلانے لگی جس میں کہیں کہیں سرمئی لٹیں نظر آتی تھیں۔ مجھے اس کو اینجلیکا کہہ کر پکارنا چاہئے، اس نے کہا اور اپنے گلے سے لگا لیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اسی منزل پر مقیم ایک کامریڈ کو آواز دے کر کہو کہ سماور لائے۔ اس کے ہاں تھوڑی سی پھلوں کی جیلی اور سویڈن کے کامریڈوں کا بھیجا ہوا کچھ مکھن اور بسکٹ بھی تھے۔ وہ خود کو اس بات کا مجرم سمجھتی تھی کہ وہ ایسی نعمتیں اڑا رہی ہے جبکہ لوگوں کو ضرورت بھر روٹی بھی نہیں مل رہی۔ لیکن اس کا معدہ خراب تھا اور کچھ ہضم نہ ہوتا تھا اور یوں وہ ماحول سے اتنی بے میل نہ تھی جتنا دیکھنے میں لگتی تھی۔ چہار جانب پھیلی ہوئی اس ذلیل لاتعلقی میں اس کی بے لوثی نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میرے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا اور میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور یہ سب کچھ آخری مرتبہ پیاری ہیلینا سے جدائی کے وقت ہوا تھا جب میں نے اسے بازوؤں میں بھینچ لیا تھا۔ اینجلیکا ڈر سی گئی۔ کیا اس نے کوئی ایسی بات کہہ دی جو مجھے بری لگی یا میں علیل ہوں یا کسی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ میں نے اس کے پاس دل چیر کر رکھ دیا اور سب کچھ انڈیل دیا، میرے صدمات، میرے طلسمات کا پارہ پارہ ہونا، ڈراؤنے خواب، خوفزدہ کرنے والی چیزیں اور ایسے خیالات جو میری آمد کے بعد سے مجھے مغلوب کئے ہوئے تھے۔ ان کا کیا جواب ہے، ان کی وضاحت ممکن ہے اور ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

زندگی بالذات تمام محرومیوں کے عقب میں ہوتی ہے، اینجلیکا نے جواب دیا۔ یہ فرد کے ساتھ سماجی معاملات میں بھی درست ہے۔ زندگی سنگین اور بے رحم ہے اور وہ جو اسے برتیں گے وہ بھی سنگدل اور بے رحم ہوتے جائیں گے۔ زندگی ننھے بھنور اور گردابوں سے عبارت ہے، اس کی لہریں ہلاکت خیز اور مسمار کرنے والی ہوتی ہیں۔ حساس لوگ اور دھڑکتے دل والے لوگ اس کے سامنے اپنی عافیت کی فکر نہیں کرتے۔ یہی ان افراد کے ساتھ بھی ہوتا ہے جن کی نظریں ان کے نظریات اور نصب العین پر ہوتی ہیں۔ وہ جتنے نازک خیال اور انسان نواز ہوں گے زندگی کی جبریت اسی عجلت سے انہیں موت کے گھاٹ اتار دے گی۔ ''لیکن پھر تو یہ انتقام والی جبریت ہوئی'' میں نے احتجاج کیا ''تم اپنے سوشلسٹ نظریات، تاریخ کے مادی افکار کو اور انسانی ترقی کے خیالات کو مبینہ رویے سے کیسے مربوط کرو گی۔''

اینجلیکا نے وضاحت کی کہ روسی حقائق نے اسے قائل کر دیا ہے کہ نظریات کے بجائے یہ زندگی ہے جو انسانی واقعات کی راہیں متعین کرتی ہے۔ ''زندگی! زندگی!'' میں بڑی بے صبری سے چلائی ''یہ کیا ہے اور انسانی دانش اسے کیا تعلیم دیتی ہے؟'' اور انسانی مساعی کی اس میں کیا اہمیت رہ جاتی ہے اگر ایک پراسرار قوت جسے ہم زندگی کہتے ہیں اسے روک کر لایعنی بنا دے؟'' اینجلیکا نے جواب دیا کہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری مساعی کا کوئی خاص مفہوم نہیں ہے۔ علاوہ اس کے کہ جینا اور جدوجہد ہم معنی ہیں، تاکہ خوب تر تک پہنچ سکیں۔ لیکن میں اس کی بات کو زیادہ اہمیت نہ دوں، اس نے تیزی سے یہ اضافہ کر دیا۔ غالباً وہ غلط محض ہے اور باقی ماندہ سب درست ہیں جو زندگی کی منہ مانگی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ ''تم پر ضرور ہے کہ اتیچ سے ملو۔'' اس نے مشورہ دیا صرف وہ، لینن تمہاری مدد کر سکتا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ زندگی کے تقاضے کیونکر پورے کئے جائیں۔ وہ اس سے میری ملاقات کا انتظام کر دے گی۔

میں جب وہاں سے اٹھی تو اس بھلی سی عزیز خاتون کے متعلق میرے اندر ملے جلے جذبات تھے۔ مجھے اس کی محبت کے چشمے سے تسکین اور راحت ملی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں اس کے اس رویے کی تائید نہیں کر سکتی تھی کہ چاروں جانب پائی جانے والی برائیوں اور ناجائز باتوں کو برداشت کر لیا جائے۔ میں تو اس سے بطور جنگجو کے واقف تھی جو ہمیشہ ثابت قدم اور اپنے موقف پر اٹل رہنے والی تھی۔ کس چیز نے اسے اب اتنا لاپرواہ بنا دیا تھا۔ میں سوچنے لگی۔ کمیونسٹوں کو تنقید کی سہولت میسر تھی یہ بات مجھے بالشویک صحافت نے بتائی تھی۔ تب پھر اینجلیکا اپنا قلم اور اپنی آواز پارٹی کے اندر اور باہر کیوں نہیں استعمال کرتی؟ یہ بات مجھے ستائے جاتی مجھے ایک مرتبہ موقع ہاتھ آ گیا جب میں نے اس کی ساتھی کامریڈ عورت سے بات کی جس نے اس کے ہاں مجھے چائے پیش کی تھی۔ اس سے مجھے پتہ چلا کہ اینجلیکا تیسری انٹرنیشنل کی سیکریٹری تھی۔ اس حیثیت میں اس نے بڑے عزم کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ساتھ زینوویف، رادیک اور بخارین کی ٹولی کی سرپرستی میں بڑھتی ہوئی نوکر شاہی کے خلاف جنگ لڑی۔ جس کے نتیجے میں اسے دفعتاً نکال باہر کیا گیا اور کوئی ذمہ داری کا کام بھی نہ دیا گیا۔ یہ بات نہیں تھی کہ اینجلیکا کو ذاتی ناانصافی اور ذلت کی فکر تھی۔ بلکہ اس نے محسوس کیا کہ جو سازشی اور افترا پردازی کا طریقہ اس کے خلاف استعمال کیا گیا وہی دیگر مخلص کامریڈوں کے خلاف استعمال ہو رہا ہے جو رہنماؤں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ یہی زہر پارٹی کے پورے جسم میں سرایت کر چکا ہے اور اینجلیکا کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ انقلاب کے لئے تباہ کن نتائج کا حامل ہے۔ ''کیا کوئی طریقہ ہے جس سے اس مذموم روش کو روکا جائے۔ میں نے اینجلیکا کی دوست سے پوچھا۔ کوئی بھی نہیں ہے۔ اس نے مجھے سمجھایا کم از کم روس میں نہیں ہے۔ اور روس کے باہر کوئی بھی اس کے خلاف احتجاج نہیں کرے گا جب تک انقلاب کو خطرہ لاحق ہے۔ اس جرم آگہی نے اینجلیکا کی صحت کھوکھلی کر دی ہے اور اس کے عزم کو مفلوج کر دیا ہے۔ اس کی ذہنی حالت کا سبب وہ طریقے ہیں جو اس کی پارٹی نے اپنائے ہیں جن میں ہر طرف پھیلے ہوئے مصائب، دہشت اور انسانی زندگی کی ارزانی ہے۔ اینجلیکا ان کا آمنا سامنا نہیں کر سکتی۔

پیاری، شیریں اینجلیکا..... میں اسے اب بہتر طور پر سمجھنے لگی کہ جب اس نے زندگی کے دھارے کا ذکر کیا تھا تو اس سے کیا مراد تھی۔ لیکن میں اس کے رویے کی ہم خیال نہیں ہو سکتی۔ میں جھکنے والی نہیں ہوں۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں روس کی برائیوں کے مخفی اسباب کو تلاش کروں۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا، میں ان کے اسباب کو کھود نکالوں اور ان کا ڈھنڈھورا پیٹ دوں۔ کسی پارٹی کا کوئی جتھا میری زبان بندی نہیں کر سکے گا۔

میں ساشا سے کئی دن سے نہیں ملی تھی۔ خاریتونسکیا سے نیشنل تک کا سفر تھکا دینے والا ہوتا ہے، اس نے بتایا۔ لیکن جس دن میں اینجلیکا سے ملی تھی اس کے اگلے دن صبح میں مجھے پیغام ملا کہ اس کی رہائشگاہ پر فوراً پہنچوں۔ ساشا مجھے بستر پر بیمار پڑا ملا اور کوئی پرسان حال نہ تھا۔ میں نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے اپنا پرانا پیشہ نرسنگ اختیار کر لیا۔ بخار اس کا پیچھا نہ چھوڑتا تھا مگر اس کی جینے کی اڑیل خواہش فوراً غالب آ گئی۔ بیماری نے اسے لاغر اور نحیف کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں اس کی ایسی حالت نہ تھی کہ تنہا رہے۔ میں خاریتونسکیا میں ٹھہر نہیں سکتی تھی اور نہ ہی ساشا، اسے کیا کہئے کیونکہ مکانات کے کمانڈانٹ نے اسے مطلع کیا تھا کہ اس کے قیام کی میعاد ختم ہو چکی ہے اس لئے اسے کمرہ خالی کرنا ہوگا۔ ہم ہفتہ بھر میں پیتروگراد کے لئے روانہ ہونے والے تھے اس لئے سرکاری توارش (رفیق) سے بحث مباحثہ کرنا فضول تھا۔ ہم نیشنل چلے گئے۔ میرا کمرہ خوش قسمتی سے اس کمرے سے بڑا تھا جیسا آسٹوریا میں میرے زیر استعمال تھا۔ یہاں ایک فالتو بستر بھی موجود تھا۔ جب اینجلیکا کو ساشا کی علالت کے متعلق پتہ چلا اور اس کے نیشنل میں قیام کا علم ہوا تو اس نے فی الفور خود کو اس کا سرپرست فرشتہ مقرر کر لیا۔ یوں لگا جیسے اس کے سویڈن، ناروے اور ڈچ کامریڈوں کا کنبہ روز افزوں ترقی کرنے لگا اور ان سے وہ ساشا کے لئے وہی خوش ذائقہ غذائی اشیاء لے آئی۔ یہ مجھے پہلے ہی پتہ چل چکا تھا کہ اینجلیکا کو اس کے کامریڈوں کا حلقہ ایک بلغ ژدوی ''جذباتی ملکہ'' سمجھتا تھا۔ وہ اپنا وقت ان کاموں میں ضائع کرتی، بقول ان کے، مخیّر کاموں میں، ہمیشہ کسی بیمار بچے کے لئے دودھ تلاش کر کے لاتی، کسی حاملہ عورت کے لئے فالتو اشیاء یا ان لوگوں کے لئے جو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہوں ان کے لئے پرانے کپڑے۔

جب اینجلیکا نے مشورہ دیا کہ مجھے لینن سے مل لینا چاہئے تو میں نے فیصلہ کیا کہ ایک یادداشت مرتب کی جائے جس میں سوویت زندگی کے چیدہ تضادات لکھ لئے جائیں۔ لیکن جب میں نے مجوزہ ملاقات کے متعلق اور کچھ نہ سنا تو پھر میں نے اس معاملے میں مزید کچھ نہ کیا۔ ایک صبح میں انجلیکا کا پیغام بذریعہ فون ملا کہ ایچ مجھ سے اور ساشا سے ملنے کے لئے منتظر ہے اور یہ کہ اس کی موٹر ہمیں لینے آئی ہوئی ہے جو بڑی پریشانی والی بات تھی۔ ہمیں معلوم تھا کہ وہ کام میں اتنا گھرا ہوا ہے کہ اس تک رسائی قریب قریب ممکن نہیں ہے۔ اس نے ہمارے لئے جو وقت نکالا تھا ہمیں اس کو نہ گنوانا چاہئے۔ ہم نے محسوس کیا کہ بلا کسی یادداشت کے ہمیں گفتگو کے لئے کوئی راستہ نکالنا ہوگا۔ اس کے علاوہ ہمیں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اس قرارداد کو اس کے سامنے پیش کر دینا چاہئے جسے ماسکو کے کامریڈوں نے اس تک پہنچانے کے لئے ہمیں سونپا تھا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لینن کی کار ماسکو کی پر ہجوم سڑکوں پر خوفناک رفتار سے چلتی ہوئی کریملن میں داخل ہوئی اور پروانہ دکھائے بغیر تمام سنتریوں سے گزرتی چلی گئی۔ایک قدیم عمارت کے داخلی راستے پر جو باقی ماندہ عمارتوں سے الگ بنی ہوئی تھی ہم سے اترنے کو کہا گیا۔ایک مسلح محافظ سیڑھیوں کے نیچے موجود تھا بظاہر وہ ہماری آمد سے باخبر تھا۔منہ سے ایک لفظ نکالے بغیر اس نے قفل کھولا اور ہمیں داخل ہونے کا اشارہ کیا اس کے بعد اس نے پھر سے تالا لگایا اور کنجی ڈبے میں رکھ لی۔ہم نے اپنے نام کو با آواز بلند اوپر والی منزل کے سپاہی کے لئے پکارا جاتے سنا۔اور اسی طرح بلند آواز میں اگلے اور اس سے اگلے سپاہی سے سنا۔آوازوں کی ایسی ہی قوالی جاری رہی جب تک برقی سیڑھی بہ آہستگی اوپر جا کر نہ رک گئی۔سب سے اوپر والی منزل پر ایک محافظ نے وہی طریقہ کار دہرایا یعنی تالا کھولا اور پھر سیڑھی کو مقفل کر دیا۔اس کے بعد بلاوے کی آواز ایک وسیع ہال میں بلند ہوئی اور اعلان ہوا ''تووارشی گولڈ مان اور برکمین''۔ہمیں لمحے بھر کے لئے انتظار کرنے کو کہا گیا،لیکن تقریباً گھنٹہ بھر کے بعد اس تقریب کی نوبت آئی جب ہمیں بلند ترین حیثیت کی جانب لے جایا گیا۔ایک نوجوان شخص نے ہمیں اشارہ کیا کہ ہم اس کے پیچھے پیچھے آئیں۔ہم کئی دفاتر میں سے گزرے جہاں بڑی سرگرمی سے کام ہو رہا تھا،ٹائپ رائٹر کی مشینیں چل رہی تھیں اور ہرکارے آ جا رہے تھے۔ہمیں ایک بہت بڑے سے دروازے کے سامنے رکنے کو کہا گیا جو نہایت حسین کندہ کاری کے کام والا تھا۔اس نے ایک منٹ کی مہلت مانگی اور ہمیں راہ دکھانے والا اس دروازے کے پیچھے غائب ہو گیا۔اسی وقت اندر سے دروازہ کھلا اور ہمارے راہنما نے ہمیں اندر داخل ہونے کو کہا،خود غائب ہو گیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر لیا۔ہم دہلیز پر کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے کہ اس عجیب و غریب طریقے کا اگلا قدم کیا ہوگا۔دوترچھی آنکھیں چیرنے والی نگاہوں سے ہم پر گڑی ہوئی تھیں ان کا مالک ایک بھاری بھرکم میز کے پیچھے بیٹھا تھا جس پر ہر چیز پیمائش کر کے قرینے سے رکھی تھی اور باقی کمرہ بھی اسی نپی تلی ترتیب کا مرقع لگ رہا تھا۔ایک بورڈ تھا جس پر متعدد ٹیلیفون نصب تھے اور ایک دیوار گیر عالمی نقشہ تھا جس سے بیٹھے ہوئے شخص کے پیچھے پوری دیوار رنگین تھی۔جانبین کی دیواروں میں شیشے کی الماریوں کے اندر ضخیم جلدیں چنی ہوئی تھیں۔ایک میز جو لمبائی میں کم مگر چوڑی زیادہ تھی اس پر سرخ روشنی لٹک رہی تھی اس سے ملی ہوئی بارہ سیدھی پشت والی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور کھڑکیوں کے پاس بازو والی کرسیاں رکھی تھیں۔وہاں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے منظم بے کیفی سے تسکین ملتی سوائے سرخ روشنی کے۔

پس منظر تو اس شخص کے لحاظ سے نہایت مناسب تھا جو اپنی زندگی کی سخت عادات اور صرف کام کی بات کرنے کا عادی تھا۔لینن،ایسا شخص جو دنیا میں سب سے زیادہ پرستش کیا جانے والا اور انتہائی نفرت اور خوفزدہ کرنے والا اگر اس سے کمتر درجے کے سادہ ماحول میں ہوتا تو کتنا بے ڈھب لگتا۔

''ایلیچ تمہید باندھنے میں وقت نہیں ضائع کرتا۔وہ موضوع میں سیدھا داخل ہو جاتا ہے۔'' زورن نے ایک مرتبہ مجھے قدرے فخریہ انداز میں بتایا تھا۔بے شک ۱۹۱۷ء سے جو قدم بھی اس نے اٹھایا اس کی تصدیق کر رہا ہے۔لیکن اگر ہمیں کوئی شک بھی تھا تو جس انداز میں ہمارا استقبال کیا گیا تھا اور جس طرح ملاقات شروع ہو رہی تھی اس سے بلا تاخیر ہم قائل ہو جاتے کہ جذبات کی حد تک ایلیچ کس کفایت کا حامل ہے۔وہ نہایت جلدی سے ان کی دوسروں میں فراوانی کو بھانپ لیتا اور یہ اس کا ہنر تھا کہ اپنے مقاصد کے لئے وہ ان سے بڑی حد تک فائدہ اٹھا لینے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتا تھا۔اس میں یہ بھی کوئی حیران کن بات نہ تھی اگر وہ اپنی ذات میں یا ملاقاتی میں کوئی مضحکہ خیز چیز بھانپ لیتا تو اپنی اس کامیابی پر خوب ہنستا۔خاص طور سے اگر وہ دوسرے کو اردب میں لے لیتا تو عظیم لینن ہنسی کے مارے ہلنے لگتا تا کہ دوسرا بھی اس کے ساتھ ہنسنے لگے۔

اس کی گہری جانچ پڑتال لگتا تھا ہماری ہڈیوں میں اتر چکی ہے اس نے ہمارا استقبال سوالوں کی بوچھاڑ سے کیا یکے بعد دیگرے۔جیسے اس کے چقماقی دماغ سے تیر برس رہے ہوں۔امریکہ،اس کی سیاسی اور اقتصادی حالت......وہاں مستقبل قریب میں انقلاب آنے کے کیا امکانات تھے؟امریکن فیڈریشن آف لیبر......کیا اس کا شہر کا حصہ لغو نظریات سے متاثر ہے یا یہ صرف (Gompers) ['سیموئل گومپرز' ۱۹ اویں صدی میں امریکہ میں سگار کی تجارت پر اس کی اجارہ داری تھی۔اس کی وجہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شہرت ٹریڈ یونینوں سے اس کی کٹر دشمنی تھی] اوران کی ٹولی ہے، اور کیا ان کی صفوں/ عہدوں میں اتنی زرخیزی ہے کہ اندر سے ہل چلایا جائے؟ دی آئی ڈبلیوڈبلیو......اس کی کیا طاقت ہے اور کیا انارکسٹ اتنے ہی موثر ہیں جیسا کہ ہمارے حالیہ مقدمات میں وہ لگے؟ اس نے ذرا ہی دیر ہوئے ہماری ان تقاریر کو پڑھا تھا جو ہم نے عدالت میں کی تھیں۔ ''بڑی چیز ہیں'' سرمایہ دارانہ نظام کا ٹھیک ٹھیک تجزیہ، زبردست تشہیر! یہ بہت برا ہوا کہ ہم ریاست ہائے متحدہ میں نہ رہ سکے چاہے اس کی کچھ بھی قیمت ادا کرنی پڑتی۔ آپ کا سوویت روس میں گرمجوشی سے خیر مقدم کرتا ہوں، بلاشبہ مگر ایسے جنگجوؤں کی امریکہ میں زیادہ ضرورت تھی تا کہ انقلاب کی راہ ہموار ہوتی۔ ''جیسا کہ تمہارے بہت سے کامریڈ ہماری صفوں میں تھے۔'' اور تم جناب عالی برکمین تم کتنے باکمال منتظم تھے بالکل شاتوف کی طرح۔ خالص دھات کا بنا ہے تمہارا کامریڈ شاتوف۔ وہ کسی بات سے ہچکچاتا نہیں ہے اور درجن بھر آدمیوں کے برابر کام کرسکتا ہے۔ ان دنوں وہ سائبیریا میں ہے اور مشرق بعید کی ریپبلک میں ریلوے کی پٹریوں کا افسر اعلیٰ کمیسار ہے۔ بہت سے انارکسٹ ہمارے ہاں اہم منصوبوں پر فائز ہیں۔ ہر شعبہ ان کے لِئے ہر طرح سے کھلا ہوا ہے اگر وہ تعاون کرنا چاہتے ہیں اور امن جو صحیح انارکسٹ ہوں۔ محترم برکمین تمہیں بھی جلد ہی کوئی مناسب جگہ مل جائے گی۔ بات رنج کی ہے کہ تمہیں ایسے نازک وقت پر امریکہ سے نوچ کر علیحدہ کر دیا گیا اور تم محترمہ گولڈ مان؟ تمہاری کس میدان میں سرگرمیاں تھیں! تم تو وہاں رہتیں تم وہاں کیوں نہ ٹھہریں چاہے جناب برکمین کو ٹھیل کر باہر کر دیا گیا تھا؟ خوب اب تم آ گئی ہو۔ کیا تمہارے ذہن میں کوئی ایسا کام ہے جو تم کرنا چاہو؟ تم راسخ انارکسٹ ہو جنگ کے خلاف تمہارے موقف مجھے معلوم ہوا۔ تمہارا ''اکتوبر'' کی پشتیبانی کرنا اور تمہارا سوویت میں یقین رکھنا۔ بالکل اسی طرح جیسے تمہارا اعظیم کامریڈ مالاٹسٹا ہے جو تن من سے سوویت روس کا ہے۔ تم کون سا کام پسند کرو گی؟

ساشا نے کلام کا آغاز کیا۔ اس نے انگریزی میں ابتدا کی لیکن لینن نے ہنس کر اسے منع کر دیا۔ ''تم یہ نہ سمجھو کہ مجھے انگریزی آتی ہے۔ ایک لفظ بھی نہیں۔ نہ ہی کوئی اور غیر ملکی زبان۔ میں کسی میں دسترس نہیں رکھتا اگر چہ میں ملک سے باہر کئی برس تک رہا ہوں۔ یہ ہے مضحکہ خیز کیا ایسا نہیں ہے؟'' اور اس کے بعد اس کے قہقہے گونجنے لگے۔ ساشا روسی میں بولنے لگا۔ وہ اس بات پر فخر محسوس کر رہا تھا کہ اس کے کامریڈ اس کی اتنی زیادہ تعریف کرتے ہیں۔ اس نے بتایا۔ لیکن یہ بتائیے کہ روسی جیلوں میں انارکسٹ کیوں قید ہیں؟ ''انارکسٹ؟'' ایلیچ نے بات اچک لی۔ ''احمقانہ بات ہے! تمہیں اس گورکھ دھندے میں تمہیں کس نے ڈال دیا اور تمہیں اس پر کیسے یقین آ گیا؟ ہماری جیلوں میں ڈاکو ضرور ہیں اور (مخنوفسی) پیروکار، لیکن مثالیت پسند انارکسٹ نہیں ہیں۔''

بفرض محال، میں نے مداخلت کی ''سرمایہ دار امریکہ اگر انارکسٹوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دے یعنی فلسفی اور جرائم پیشہ۔ اول الذکر کو بالائی طبقات میں ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے ان میں سے ایک کو تو ولسن انتظامیہ کے مشیروں میں بھی شامل ہے۔ دوسرا طبقہ جس سے تعلق رکھنے کا ہمیں اعزاز ہے۔ اسے دارو گیر کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اسیری کا بھی۔ لگتا ہے تمہاری تقسیم بھی کوئی مختلف نہیں ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟'' میرا استدلال غلط تھا، لینن نے جواب میں کہا۔ یہ محض انتشار فکر کی بات ہے کہ ہم مختلف مقدمات سے یکساں نتائج کشید کریں۔ اظہار خیال کی آزادی لغ ژوا تعصّبات میں سے ایک ہے اور سماجی زخموں کے لِئے تسکین بخش پھایا ہے۔ محنت کشوں کی ریپبلک میں اقتصادی بہبودٔ آزادی تقریر سے بڑھ کر بولتی ہے اور پرولتاری کی آزادی کہیں زیادہ محفوظ ہوتی ہے۔ پرولتاری آمریت اسی راستے پر سب کو لے جا رہی ہے۔ فی الحال تو اسے سنگین خطرات درپیش ہیں جن میں سب سے بڑی کسانوں کی مخالفت ہے۔ وہ کیلیں، نمک، ملبوسات، ٹریکٹر اور بجلی کی رسد کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جب ہم انہیں یہ دینے کے قابل ہو جائیں گے تو وہ ہمارے ساتھ ہو جائیں گے اور پھر کوئی انقلاب مخالف قوت اس قابل نہ رہے گی کہ انہیں ورغلا کر واپس لے جائے۔ روس کی موجودہ صورتحال میں آزادی اظہار کا ذکر بچوں جیسی باتیں کرنے کے مترادف ہے اور یہ رجعت پسندوں کا لقمہ تر ہے جس سے وہ روس کو زیر کرنا چاہتے ہیں۔ صرف راہزن ہی اس کے مجرم ہیں اور انہیں تالے کنجی میں رکھا جانا چاہئے۔

ساشا نے انارکسٹ کانفرنس کی قرارداد لینن کے حوالے کی اور اس نے ماسکو کے انارکسٹ کامریڈوں کی طرف سے یقین

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دہانی بھی بیان کی کہ اسیر کامریڈ امن جو مثالیت پسند ہیں اور راہزن نہیں ہیں۔ 'یہ امر کہ ہمارے لوگ چاہتے ہیں کہ انہیں قانونی درجہ دیا جائے ایک ثبوت ہے کہ وہ سوویت انقلاب کے موید ہیں۔'' ہم نے دلیل دی۔ لینن نے اس دستاویز کو اس وعدے کے ساتھ لے لیا کہ وہ اسے پارٹی ایگزیکٹو کے اگلے اجلاس میں پیش کرے گا۔ ہمیں اس کے فیصلے سے آگاہ کیا جائے گا۔ اس نے کہا۔ لیکن آپ کچھ کہیں یہ معمولی سی بات ہے جس سے کسی سچے انقلابی کو بے چین نہ ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ کچھ اور؟ ہم تو امریکہ میں سیاسی حقوق کے لئے لڑے تھے یہاں تک کہ اپنے مخالفین کے لئے بھی ہم نے اسے بتایا۔ اور ان ہی باتوں سے اپنے کامریڈوں کا دوچار ہونا ہمارے لئے معمولی بات نہیں ہے۔ میں اپنی حد تک محسوس کرتی ہوں، اور اسے بھی بتا دیا کہ میں اس نظام حکومت سے تعاون نہیں کر سکتی جو انارکسٹوں سے دار و گیر کرے یا اوروں سے ان کے خیالات کی وجہ سے باز پرس کرے۔ اس کے علاوہ ان واقعات سے بھی زیادہ سنگین خرابیاں موجود ہیں۔ ہم ان سے کس طرح مصالحت کر سکتے ہیں جبکہ وہ خود ارفع منازل کو اپنا نصب العین بتاتا ہے۔ ان میں سے چند ایک کا میں نے تذکرہ کر دیا۔ اس کا جواب تھا کہ میرا رویہ بلغ ژواجذ باتیت پر مبنی تھا۔ پرولتاری آمریت تو زندگی اور موت کی کشمکش میں الجھی ہوئی ہے۔ اور معمولی چیزوں سے پلڑے کو زیر بار نہیں کیا جا سکتا۔ روس ملک کے اندر اور باہر لمبے ڈگ بھر رہا ہے۔ یہ عالمی انقلاب کے پتیلے تلے آگ دہکا رہا ہے اور میں یہاں بیٹھ کر معمولی خونریزی پر ٹسوے بہا رہی ہوں۔ یہ سب احمقانہ رویہ ہے اور مجھے اس پر قابو پا لینا چاہئے۔ '' کچھ کر کے دکھاؤ'' اس نے نصیحت کی۔ ''یہی ایک عمدہ راستہ ہے جس سے تم اپنا انقلابی توازن بحال کر سکو گی۔''

ممکن ہے لینن صحیح ہو، میں نے سوچا۔ میں اس کے مشورے سے فائدہ اٹھاؤں گی۔ میں فوراً کام شروع کر دوں گی۔ میں نے جواب میں کہا۔ جس کا تعلق روس کے اندر کسی کام سے نہ ہوگا بلکہ اس کا تعلق ریاست ہائے متحدہ کے متعلق پروپیگنڈا مہم سے ہوگا۔ میں یہ چاہوں گی کہ ایک تنظیم قائم کی جائے جس میں امریکہ کی آزادی کے لئے روسی دوستوں سے مدد لی جائے گی۔ یہ ایک ایسی تحریک ہوگی جو امریکہ کو آزاد کرانے کے لئے جدوجہد میں اعانت کرے گی۔ جیسا کہ روسی آزادی کے لئے امریکی دوستوں نے زار کی حکومت کے خلاف روسیوں کی مدد کی تھی۔

اس تمام عرصے میں لینن اپنی نشست میں کسمسایا بھی نہ تھا۔ اس پر تو گویا وہ جھپٹ پڑا۔ گھوما اور اٹھ کر ہمارے سامنے آن کھڑا ہوا۔ ''یہ تو کمال کا خیال ہے!'' وہ متعجب ہو کر بولا، کھلکھلائے جاتا اور ہاتھوں کو ملے جاتا۔ ''ایک نفیس اور عمدہ تجویز۔ تمہیں تو اس پر بلا تاخیر عملدرآمد شروع کر دینا چاہئے اور تم تو ارش برکمین، کیا تم اس میں تعاون کرو گے؟'' ساشا نے جواب میں کہا کہ ہم اس موضوع پر پہلے ہی بات چیت کر چکے ہیں اور منصوبے کی تفصیلات بھی طے کر چکے ہیں۔ ہم اسی وقت اس پر کام شروع کر سکتے ہیں اگر ہمارے پاس درکار ساز و سامان ہو۔ اس میں تو کوئی دشواری نہ ہونا چاہئے، لینن نے ہمیں اطمینان دلایا، ہمیں ہر چیز مہیا کی جائے گی..... ایک دفتر، چھاپہ خانہ، ہرکارے اور جتنی رقم درکار ہو۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے کام کی ممکنہ تفصیلات اسے بھیجیں جس میں اس منصوبے کی ہر مد میں اٹھنے والے اخراجات درج ہوں۔ تیسری انٹرنیشنل باقی معاملے کی نگرانی کرے گی۔ اس جوکھوں کے کام کے لئے یہی مناسب راستہ ہے اور یہ ہماری ہر ممکن مدد کرے گی۔

حیرانی میں خالی خالی نظروں سے کبھی ہم ایک دوسرے کو دیکھتے اور کبھی لینن کو دیکھنے لگتے۔ بیک وقت ہم نے یہ وضاحت شروع کر دی کہ ہماری مساعی اسی وقت موثر ثابت ہو سکیں گی اگر اسے معروف بالشویک تنظیموں سے کسی بھی نوعیت کے الحاق سے مبرا کر دیا جائے۔ یہ اس طرح چلے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں، ہم امریکی نفسیات شناس ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کام کرنے کا کون سا طریقہ بہترین ہوگا۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم مزید کچھ کہتے ہمیں یہاں لانے والا ایکا یک نمودار ہوا، اور بالکل اسی چھلاوے کی طرح جیسے وہ رخصت ہوا تھا۔ لینن نے رخصت کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ ''تمام تفصیلات بھیجنا نہ بھولیے گا'' اس نے پیچھے سے صدا لگائی۔

پولٹ بیورو (مرکزی پالیسی ساز کمیٹی) میں پارٹی کے اندر ''دھڑے بندی'' انٹرنیشنل میں بھی سرایت کر چکی تھی جس سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ساری محنت کش تحریک مسموم ہوتی جارہی تھی، یہ بات اینجلیکا کی دوست نے بتائی کیا لینن اس سے آگاہ تھا اور یا یہ بھی اس کی نظر میں ایک معمولی سا معاملہ تھا؟ مجھے اب یقین تھا کہ اسے ہر اس چیز کے متعلق علم تھا جو روس میں ہو رہی تھی۔ کوئی چیز اس کی متجسس نگاہوں سے مخفی نہ تھی۔ کوئی چیز اس وقت تک نہیں ہو سکتی تھی جب تک اس کے ترازو میں تل نہ جائے اور اس پر اس کی تحکمانہ مہر نہ ثبت کر دی جائے۔ ایک سرکش عزم ہر شے کو بہ آسانی موڑ کر اپنے مطلب میں ڈھالتا جارہا تھا اور بہ آسانی ان لوگوں کو پاش پاش کر دیتا جو ڈھلنے سے انکار کر دیتے۔ کیا وہ ہمیں بھی ڈھال لے گا یا توڑ ڈالے گا؟ خطرہ واضح تھا کہ اگر ہم نے پہلا قدم غلط اٹھایا یعنی ہم نے اگر کمیونسٹ انٹرنیشنل کی اتالیقی قبول کر لی۔ ہم تو روس کی مدد کرنا چاہتے تھے اور امریکہ کی آزادی کے لئے کام جاری رکھنا چاہتے تھے جس کے لئے ہم اپنی زندگی کے بہترین سال صرف کر چکے تھے۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہوتے کہ ہم نے اپنے ماضی سے دغا کی، اپنی خودمختاری پر خط تنسیخ پھیر دیا اور ہم نے ''دھڑے'' کی مکمل بالادستی تسلیم کر لی۔ ہم نے اس سلسلے میں لینن کو لکھا اور اس خط سے اپنے منصوبے کے خدوخال بھی منسلک کر دیئے۔ جنہیں ساشا نے نہایت احتیاط سے تیار کیا تھا۔

ہم اس بات میں اس سے متفق تھے کہ ہمیں کام کرنا چاہئے۔ تاہم نہ کسی سیاسی حیثیت میں اور نہ ہی سوویت بیورو میں۔ ہمیں کوئی ایسی راہ نکالنی ہوگی جو ہمیں براہ راست عوام الناس سے جوڑ دے تاکہ ہم ان کی خدمت کر سکیں۔ ماسکو حکومتی پایہ تخت تھا جہاں عوام سے زیادہ حکومتی اہلکار تھے۔ فطرتاً پرلے درجے کے نوکر شاہ۔ ساشا کئی فیکٹریوں میں گھوم پھر آیا تھا جو سب کی سب صریحاً غفلت کا شکار اور بیابان لگتیں۔ ان میں زیادہ تر میں پیداواری عملے سے زیادہ تعداد میں سوویت اہلکار اور یا کمیونسٹ سیل کے ارکان ہوتے۔ اس نے کارکنوں سے بات بھی کی تھی اور تب معلوم ہوا کہ وہ صنعتی نوکر شاہی کے یکطرفہ ہتھکنڈوں سے بیزار ہیں۔ ساشا کے تاثرات نے میرے اس خیال پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ماسکو ایسی جگہ نہیں ہے جہاں ہم رہیں۔ اگرچہ صرف لونا چارسکی ہی نے اپنا وعدہ نبھایا! اگرچہ وہ کاموں میں گھرا ہوا تھا، اس نے خط بھی لکھا اور اس کے بعد وہ اساتذہ کی کانفرنس بلانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ممکن ہے اس کام کی تکمیل میں کئی ہفتے لگ جائیں۔ وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ یہ ان لوگوں کے لئے کتنا مشکل ہوتا ہے جو اپنے کام آزادانہ انداز میں کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور جنہیں یہاں کی چول میں بیٹھنے میں کتنی دشواری ہوتی ہے۔ دریں اثناء مجھے اس کے رابطے میں رہنا چاہئے۔ اس کا خط اس پر ختم ہوا۔

یہ ایک شستہ کنایہ تھا کہ آمریت یہاں کتنی رچ بس چکی تھی اور یہ بھی کہ یہ کسی بھی قسم کے خودمختاری کے اقدام کو برداشت نہ کرے گی۔ کسی بھی حال میں کم از کم ماسکو میں نہیں۔ بات تو یہ ہے کہ ہر حکومتی پایہ تخت بہرصورت اسی نوعیت کا سخت گیر اور چاپلوسی والے نظام کو جنم دیتا ہے، یعنی درباری اور ٹوہ والا، طفیلیوں کی موج ظفر موج سرکاری دادودہش پر پلتی ہے۔ ظاہر ہے ماسکو اس سے مستثنیٰ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمیں یہاں کیونکر جگہ ملتی اور نہ ہی ہم محنت کش عوام الناس سے قربت حاصل کر سکتے۔ ہمیں اور کام کرنا تھا.....اپنے کامریڈ کروپوتکن سے ملاقات کی کوشش پھر واپس پیتروگراد، ہم نے فیصلہ کر لیا۔

ہمیں پتہ چلا کہ جیورج لانسبری اور مسٹر بیری ایک خصوصی ٹرین سے دیمتروف جانے والے ہیں۔ ہم نے سوچا کہ ان کے ہمراہ جانے کی اجازت لے لی جائے۔ اگرچہ یہ ہماری قسمت کہاں کہ ہم دو اخباری نمائندوں کی موجودگی میں پیتر سے ملتے۔ مگر ہم اب تک دیمتروف کا پھیرا لگانے کا انتظام نہ کر سکے تھے، اور یہ ایک خلاف توقع اور نعمت غیر مترقبہ موقع ہاتھ آرہا تھا۔ ساشا نے لانسبری سے ملنے میں عجلت دکھائی۔ آخر الذکر نے اسے ساتھ لے چلنے کی حامی بھر لی اور اس پر آمادگی ظاہر کی کہ ہم چاہیں تو کسی اور کو بھی اپنے ساتھ لے چل سکتے ہیں۔ اس نے ساشا سے اشتیاق ظاہر کیا یہ اس کی دیرینہ خواہش تھی کہ وہ مجھ سے دوبارہ ملے اور اب یہ موقع ہاتھ آنے پر وہ بہت خوش ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسے اپنے ماسکو کے پورے قیام میں یہ معلوم تھا کہ میں اسی شہر میں ہوں اس نے کبھی زحمت نہ کی کہ مجھے تلاش کرے اس لئے مجھے اس کی مسرت مشکوک لگی۔ لیکن میرا مقصد تو پیتر سے ملاقات تھی اور ہم نے اپنے کامریڈ الیکزینڈر شاپیرو کو بھی ہمراہ چلنے کو مدعو کر لیا۔

ٹرین چیونٹی کی رفتار سے چل رہی تھی اور پانی کی ہر ٹنکی پر رک جاتی۔ رات کے پہلے پہر ہم اس کے گھر پر پہنچے۔ ہم نے پیتر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کو بیمار اور خستہ حال پایا۔ وہ ہمیں اس قوی ہیکل شخص کا سایہ لگا جس سے ہم ۱۹۰۷ء میں پیرس اور لندن میں ملے تھے۔ جب سے میں روس آئی تھی مجھے ممتاز کمیونسٹوں نے بارہا اطمینان دلایا تھا کہ کروپوتکن آرام دہ حالت میں رہ رہا ہے، اسے خوراک کی اور نہ ہی ایندھن کی کوئی کمی ہے۔ اور یہاں پیتر، اس کی بیوی صوفیا اور بیٹی الیگزانڈرا ایک کمرے میں پڑے تھے جو اچھی طرح گرم نہ تھا۔ دوسرے کمروں میں درجہ حرارت صفر سینٹی گریڈ سے نیچے تھا اس لئے ان میں قیام نہیں کیا جا سکتا تھا۔ انہیں ملنے والا راشن جسم و روح کا رشتہ قائم رکھنے کے لئے کافی تھا جسے ماضی قریب تک دیمتروف کی امداد باہمی کی انجمن دیا کرتی تھی۔ یہ تنظیم چونکہ اپنی ہی جیسی دیگر تنظیموں کی طرح تحلیل ہو چکی تھی اور اس کے اکثر ارکان گرفتاری کے بعد ماسکو کے بتر کی جیل میں پہنچائے جا چکے تھے۔ وہ اپنا وجود کیسے قائم کئے ہوئے ہیں، ہم نے پوچھ لیا۔ صوفیا نے وضاحت کی کہ ان کے پاس ایک گائے ہے اور ہم اپنے باغیچے سے اتنا اگا لیتے ہیں جس سے سردی گزر جائے گی۔ یوکرین کے کامریڈوں نے خاص طور سے ماختو نے ایسی ترکیب نکالی ہے کہ وہ ہمیں تمام فالتو اشیائے صرف پہنچا دیتا ہے۔ ہم ان اشیاء میں لشتم پشتم گزارا لیتے۔ لیکن پیتر عرصہ سے صاحب فراش ہے اور توانائی بخش خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔

کیا کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا جس سے ذمہ دار کمیونسٹوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جا سکے کہ روس کا ایک بطل جلیل فاقہ کشی سے موت کے منہ میں جا پہنچا ہے۔ اگر انہیں اس سے اس لئے دلچسپی نہیں ہے کہ وہ انارکسٹ ہے لیکن انہیں اس کی ادبی اور سائنسی اہمیت کا اندازہ تو ہونا چاہئے۔ لینن، لونا چارسکی اور دیگر افراد جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ غالباً انہیں پیتر کی کسمپرسی کی خبر نہیں ہے؟ کیا مجھ پر واجب نہیں ہے کہ ان کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں۔ لانسبری بھی میرا ہم خیال تھا۔ ''یہ ناممکن ہے'' اس نے کہا ''کہ سوویت حکومت میں بڑے عہدوں پر فائز لوگ پیتر کروپوتکن جیسی شخصیت کو زندگی کی اشیائے ضرورت کی کمی میں مبتلا دیکھیں۔ ہم انگلینڈ میں اس شرمناک صورتحال کو برداشت نہ کرتے۔'' وہ اس معاملے کو بلا تاخیر سوویت کامریڈوں کے سامنے اٹھائے گا، اس نے اعلان کر دیا۔ صوفیا منع کرنے کی غرض سے اس کی آستین کھینچے جاتی۔ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ پیتر کے کانوں میں ہماری گفتگو پڑے۔ لیکن وہ جان عزیز اس بات میں گہری دلچسپی لے رہا تھا تاکہ وہ دونوں الیکزینڈروں کی بات چیت میں شریک ہو جائے۔ وہ اس معاملے سے بالکل بے خبر تھا کہ ہم لوگ اس کے بھلے کی بات چیت کر رہے تھے۔

پیتر بالشویکوں سے کچھ بھی قبول کرنے کو آمادہ نہ تھا، یہ صوفیا نے بتایا۔ کچھ ہی دنوں کی بات ہے جب روبل میں مناسب قوت خرید موجود تھی اس نے حکومت کے اشاعتی ادارے سے اپنی ادبی تحریروں کے اشاعتی حقوق کے عوض ڈھائی لاکھ روبل قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ چونکہ بالشویکی دوسروں کی تصانیف ہتھیا چکے تھے، عین ممکن ہے وہ میری کتابوں سے یہی کریں اور یہ بات اس نے کہی بھی۔ مگر وہ میری ایما سے نہیں کر سکتے۔ اس نے کبھی بھی خوشی سے کسی حکومت سے کاروبار نہ کیا تھا اور اب بھی اس کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا کہ کسی ایسی حکومت سے معاملہ کرے جس نے سوشلزم کے نام پر تمام انقلابی اور اخلاقی اقدار کو منسوخ کر ڈالا۔ صوفیا پیتر کو اس بات پر بھی آمادہ نہ کر سکی کہ وہ راشن قبول کر لے جو صاحبان علم کو ملتا ہے اور اس کے لئے اجرائی کے احکام لونا چارسکی نے جاری کئے تھے۔ اس کی روز افزوں نحیفی نے اسے مجبور کر دیا کہ وہ اس کے علم میں لائے بغیر اسے قبول کر لے۔ اس نے بڑی معذرت سے کہا کہ اس کی صحت میرے لئے اس کی احتیاط پسندی سے زیادہ اہم ہے۔ اس کے علاوہ بطور ماہر نباتیات وہ خود بھی صاحبان علم کے راشن کی حق دار ہے۔

ساشا پیتر سے انقلابی تضادات کی بھول بھلیوں کے متعلق گفتگو کرنے لگا جو ہمیں روس میں ملی تھیں۔ ان منہ بولتی برائیوں کے متعدد اسباب اور وجوہ ہم سن چکے تھے جس میں ہماری لینن سے ملاقات بھی شامل تھی۔ ہم پیتر کا نقطہ نظر بھی سننا چاہتے تھے اور صورتحال کے لئے اس کا ردعمل بھی۔ اس کا جواب تھا کہ یہ وہی ہو رہا ہے جو مارکسزم کے نظریات کے ساتھ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے۔ اس نے ان خطرات کو پہلے سے بھانپ لیا تھا اور اس کے خطرات سے ہمیشہ متنبہ بھی کرتا رہا تھا۔ تمام انارکسٹوں کا یہی وطیرہ رہا ہے اور میں نے خود بھی قریب قریب اپنی ہر تحریر میں اس کے بخیے ادھیڑے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کو اندازہ نہ تھا کہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مارکسزم کا عفریت بڑا ہو کر کتنا مہیب ثابت ہوگا۔ شائید مارکسزم میں اتنی برائی نہیں ہے جتنی اس کی اذعانیت میں ہے جس میں سولہویں صدی کے یسوعی فرقے کی روح رواں دواں ہو۔ بالشویکوں کے جسم میں زہر سرایت کر چکا ہے ان کی آمریت لادینیت کو ختم کرنے والی مطلق العنانیت کو بھی پیچھے چھوڑ چکی ہے۔ ان کی قوت کو یورپ کے زبان دراز مدیرین نے مستحکم کیا ہے۔ محاصرہ، اتحادیوں کی انقلاب مخالف عناصر کی حمایت اور دیگر تمام کوششیں جن کا مقصد انقلاب کو کچلنا ہے اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ بالشویک استبداد کے خلاف ہر احتجاج روس میں خاموش کر دیا گیا۔ ''کیا اب کوئی نہیں جو اس کے خلاف آواز بلند کرلے؟'' میں نے تقاضہ کیا۔ ''کوئی بھی نہیں جس کی آواز میں کوئی وزن ہے؟ مثلاً تمہاری صدا، عزیز کامریڈ؟'' پیتر افسردگی سے مسکرایا۔ اس نے کہا کہ مجھے اسی وقت کچھ معلوم ہوسکتا تھا اگر میں کچھ عرصے سے ملک میں مقیم ہوتا۔ دنیا بھر میں لوگوں کے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا ہے۔ اس نے احتجاج کیا تھا اور اسی طرح اوروں نے بھی جن میں عزت مآب ویرا فگنر بھی شامل ہے، جس میں میکسم گورکی بھی شامل ہے اور یہ متعدد مواقع پر ہوا۔ اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور نہ یہ ممکن ہوسکا کہ کوئی چیز ضابطہ تحریر میں لائی جائے کیونکہ چیکا ہماری دہلیز پر کھڑی رہتی۔ کوئی شخص اپنے گھر میں 'الزام تراشی' والی کوئی چیز نہ رکھ سکتا اور نہ ہی دوسروں کے لئے ایسا خطرہ پیدا کرسکتا کہ کسی بات کے منکشف ہوجانے سے دوسروں کے لئے خطرہ پیدا ہوجائے۔ یہ خوف کا معاملہ نہ تھا، بلکہ ایک بے بسی کا احساس تھا کہ چیکا کے اندرونی قید خانوں سے کوئی بھی شے دنیا والوں تک نہیں پہنچ سکتی۔ تاہم سب سے بڑی اڑچن یہ تھی کہ روس کو اس کے دشمنوں نے نرغے میں لے رکھا ہے۔ اگر بالشویکوں کے خلاف کوئی بات کہی جائے یا لکھی جائے تو یہ بات اٹل ہے کہ بیرونی دنیا اسے انقلاب پر حملہ تصور کرے گی اور رجعتی طاقتوں سے ہم آہنگی بھی۔ انارکسٹ بالخصوص دو طرف کی گولہ باری میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ کریملن کی ناقابل تسخیر قوت سے مصالحت نہیں کرسکتے اور نہ ہی ان کے لئے روس کے دشمنوں کا حلیف بننا ممکن ہے۔ فی الحال ان کے پاس بس ایک ہی متبادل راستہ ہے، جو پیتر کی دانست میں یہ ہے کہ کوئی ایسا کام تلاش کرلیا جائے جس سے عوام الناس کو کوئی براہ راست فائدہ پہنچے۔ وہ اس بات سے خوش تھا کہ ہم نے درست فیصلہ کیا ہے۔ ''یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ لینن تم لوگوں کو کوٹ کے تسموں میں جکڑنا چاہتا ہے۔'' اس نے یہ رائے ظاہر کی۔ ''اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نری ہوشیاری اور دانشوری میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ کوئی بھی لینن کی ہوشیاری کو نہیں جھٹلا سکتا لیکن نہ تو اس نے کسانوں کے متعلق اپنے رویے سے اور نہ ہی ان لوگوں کی بابت جو بدعنوانیوں میں ملوث ہیں اور جو ملوث نہیں ہیں ان کے متعلق اندازہ لگانے میں قوت فیصلہ اور نہ ہی کوئی فراست ظاہر کی ہے۔''

رات کافی ڈھل چکی تھی اور صوفیا اس کوشش میں لگی ہوئی تھی کہ پیتر آرام کرنے کو اٹھ جائے۔ لیکن وہ مسلسل انکار کئے جا رہا تھا۔ وہ اپنے کامریڈوں سے ایک عرصے سے کٹا ہوا تھا..... بلاشبہ ہر قسم کے دانشورانہ رابطوں سے، اس نے کہا بھی۔ ہماری آمد نے ابتدا میں اس پر گویا خوشگوار اثر چھوڑا لیکن جلد ہی اس میں تکان کے آثار پیدا ہونے لگے، اور ہم نے محسوس کیا کہ اب ہمیں رخصت ہوجانا چاہئے۔ کتنا دردمند اور بہادر نکلا ہمارا پیتر یہاں تک کہ اپنی نقاہت میں بھی۔ اسے کوئی شے اس بات سے نہ روک سکتی تھی اور وہ ہمیں دروازے تک رخصت کرنے آیا اور ایک مرتبہ پھر سے اس نے بڑی محبت سے ہمیں گلے سے لگالیا۔

ہماری گاڑی کی روانگی رات کے دو بجے سے پہلے ممکن نہ تھی اور ابھی گیارہ بجے تھے۔ قلی عورت سو چکی تھی اور ڈبہ برف ہو چکا تھا۔ لڑکے اسٹوو جلانے میں جت گئے لیکن اس میں سے دھوئیں کے علاوہ کچھ اور نہیں نکلا۔ اتنی دیر میں لانسمری نے پوستین دار کوٹ میں خود کو کانوں تک لپیٹ لیا اور کہنے لگا کہ یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ پیتر کروپوتکن کی عمر سوویت روس کے معاملات میں حصہ لینے میں مانع ہے۔ ٹفلس کے مرکز سے دور رہنے کی وجہ سے کروپوتکن اس حال میں نہ تھا کہ بالشویکوں کی پرشکوہ کامیابیوں سے انصاف کرسکے، اس نے یہی بات دہرائی بھی۔ میں تو گویا جم سی گئی اور پیتر کی ناگفتہ بہ حالت پر کچھ کہنے سے قاصر تھی۔ لیکن لڑکوں نے ہم تینوں کے فرائض سنبھال لئے۔ ماسکو کے اسٹیشن پر برطانوی مدیر سے ساشا ایک مرتبہ پھر سے الجھ پڑا۔ فاقہ زدہ اور نیم برہنہ بچوں نے ہمیں روٹی کے ٹکڑوں کے لئے گھیر لیا۔ میرے پاس چند سینڈوچ موجود تھے جو میں نے لڑکوں کو دے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دیئے۔جنہیں وہ اگھوریوں کی طرح کھانے لگے۔''نہایت المناک منظر ہے'' ساشا نے دبی زبان سے تبصرہ کیا۔''برکین توجہ سے سنو،تم قدرے جذباتی ہورہے ہو۔'' لانسبری نے ترکی بہ ترکی جواب دیا''میں لندن کے ایسٹ اینڈ کے علاقے میں تمہیں لاتعداد غربت زدہ بچے دکھا سکتا ہوں۔'' ''مجھے اعتبار ہے کہ تم ایسا کر سکتے ہو'' ساشا نے جواب دیا''مگر تم یہ بھول رہے ہو کہ انقلاب روس میں آیا ہے نہ کہ انگلینڈ میں۔''

ہمارے سفر نے مجھے پندرہ دن کے لئے سخت سردی اور بخار میں مبتلا کر کے لٹا دیا۔اینجلیکا پھر سے ہمدردی پر اتر آئی،میری دیکھ بھال کے لئے روزانہ آتی اور کبھی خالی ہاتھ نہ ہوتی۔یونیورسلسٹ کلب کے کامریڈ بھی بہت مددگار نکلے۔ان کی تیمارداری اور اینجلیکا کی رحمدلی نے مجھے اس قابل بنا دیا کہ میں جلدی سے بستر چھوڑنے کے قابل ہوگئی اگر میں دوستوں کے معاملے میں اتنی خوش نصیب نہ ہوتی۔انہوں نے تاکید کی کہ میں مزید ہفتہ بھر آرام کروں۔حالات موافق ہوں تب بھی سفر پر خطر تھا اور میں ابھی تک پوری طرح صحت مند نہیں ہوئی تھی۔مگر میرے لئے ماسکو اب ناقابل برداشت ہو چکا تھا۔یہ میرے لئے ایک ایسا عفریت بن چکا تھا کہ اگر میں نے اسے نہ چھوڑا تو یہ مجھے برباد کر دیتا۔پیتروگراد میں اس کی امید تھی کہ کوئی مفید کام کیا جائے۔اور وہاں میری جان اس لئے بھی اٹکی ہوئی تھی کہ میرے قدیم وطن سے شائید کوئی خبر آ گئی ہو۔پانچ مہینے گزر چکے تھے اور ایک حرف نہ سنائی دیا تھا۔امریکہ میں اپنے دوستوں کے پاس جو پتہ ہم چھوڑ آئے تھے وہ پیتروگراد کا تھا۔جو یادیں مجھے ستا رہی تھیں ان میں چند ناقابل بیان اندیشے بھی شامل ہو چکے تھے۔اور یہی دونوں مل کر میرے لئے ایک خبط بن چکے تھے کہ مجھے فوراً شمالی شہر کی جانب روانہ ہو جانا چاہئے۔

ڈاک واقعی وہاں ہماری منتظر تھی جو چار ہفتے پہلے آئی تھی۔یہ ہمیں وہاں کیوں نہ روانہ کی گئی،ہم نے لیزا زورن سے پوچھا ''اس کا کیا فائدہ ہوتا؟'' اس نے جواب میں کہا''میں نہیں سمجھتی کہ امریکہ سے کوئی اس قدر اہم اور دلچسپ چیز آ سکتی ہے جتنی چیزیں تم ماسکو میں دیکھ سن رہی ہوگی۔'' خطوط فنٹری اور اسٹیلا نے بھیجے تھے۔جو''اتنے اہم نہ تھے''.....اس میں میری عزیز بہن ہیلینا کی موت کی خبر تھی۔ان لوگوں کے لئے ذاتی رنج کی کیا وقعت ہو سکتی ہے جو ایسے پہیئے میں ایک پرزہ ہوتے ہیں اور جو ہر گردش میں نہ جانے کتنوں کو کچل ڈالتا ہے؟

ھے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت

میں خود بھی ایک پرزہ بن چکی ہوں۔اپنی عزیز بہن کے لئے میری آنکھوں سے ایک آنسو نہ ٹپکا،نہ آنسو اور نہ ہی افسوس۔صرف مفلوج کر دینے والی بے حسی اور لامتناہی خلا۔

اسٹیلا کی تحریر کے مطابق میری ملک بدری نے ہیلینا کی بگڑی ہوئی حالت پر آخری ضرب لگائی۔اسکی حالت اس لمحے سے بگڑتی جا رہی تھی جب اس نے یہ خبر سنی تھی۔موت اس کے لئے زندگی سے زیادہ مہربان ثابت ہوئی۔یہ سب کچھ آناً فاناً ہوا جب اس پر حملہ قلب ہوا۔عزیز،میٹھی سی بہن،تمہارا خاتمہ بالخیر ہوا،ڈیوڈ کی موت کے بعد تمہاری سب سے بڑی حسرت پوری ہوگئی۔تمہاری ستم رسیدہ روح کو بالآخر ابدی قیام میں چین ملا،جان من،تمہیں تو راحت نصیب ہوگئی لیکن انہیں یہ سب کہاں نصیب ہے جن کی زندگیاں امید کی ایسی پتیاں ہیں جو خزاں رسیدہ ہیں یا یقین نامحکم کی خشک ٹہنیاں ہوں۔

فنٹری کے خط میں ایک قیامت اور پنہاں تھی۔میری دوست الاین بارسڈال نے روس کے سفر کے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے اور فنٹری کو بھی مدعو کیا تھا کہ ساتھ چلے۔لیکن عین موقع پر واشنگٹن نے انہیں پاسپورٹ جاری کرنے سے انکار کر دیا۔ایم۔ایلیز۔فنٹر جیرالڈ تو ایک ''رسوائے زمانہ انارکسٹ تھی،وہ الیگزینڈر برکین اور ایما گولڈ مان کی ہمکار تھی۔'' ارباب اختیار نے یہ اعلان کر دیا اس لئے اسے ملک چھوڑنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔الاین بارسڈال کی ریڈیکل لوگوں سے مراسم کا سراغ اس چیک سے لگا لیا گیا جو اس نے مجھے دیا تھا۔اس بات سے اس کی ہمت ٹوٹ سی گئی کہ وہ ہم سے نہ مل سکے گی لیکن اسے معلوم تھا کہ ہم معاملے کو سمجھ جائیں گے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پیتروگراد لوٹ کر آنے پر ہم نے یہ پایا کہ ہمارے بوفورڈ جہاز کے ہمسفر مسافروں کی تعداد میں معتدبہ کمی آچکی ہے۔ان میں سے کچھ کو تو اس میں کامیابی ہو چکی ہے کہ وہ اپنے وطن مالوف کو چلے جائیں۔دیگر جو امریکہ میں ہماری بالشویکوں کی پشتیبانی سے ہمارے کٹر مخالف ہوا کرتے تھے،انہوں نے سوویت عہد حکومت کے ہاتھوں پر بیعت کر لی۔جب روم میں ہو،تو بقول ان کے،وہی کرو جو اہل روم کرتے ہیں یعنی جیسا دیس ویسا بھیس۔ملک بدروں میں جو گیارہ کمیونسٹ تھے وہ یہاں بڑے مزے میں تھے۔ان کی پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں تھا اور دستر خوان نعمتوں سے چنا ہوا تھا۔انہیں تو بس یہ کرنا تھا کہ اچھی جگہ مل جائے اور وہ خوب دھمکیں۔

باقی ماندہ جتھہ قابل رحم حالت میں تھا۔ان کی ان شعبوں میں کام حاصل کرنے کی تمام کوششیں جن کی سند حاصل کرنے کے لِئے انہوں نے امریکہ میں برسہا برس محنت مشقت کی تھی نتیجہ خیز نہیں ہو رہی تھیں۔انہیں ایک ادارے سے دوسری تنظیم کی طرف روانہ کر دیا جاتا ایک سرکاری کمیسار سے دوسرے کمیسار تک اور کوئی بھی اس کا اہل نہ تھا کہ یہ فیصلہ کر سکے کہ ان کی اگر ضرورت ہے تو کہاں ہے۔

یہ روس ہے،اس صلاحیت سے محروم کہ یہ لوگ کیا کر سکتے ہیں اور کیا دینے کو تڑپ رہے ہیں،اس کے باوجود ان کی پیداواری صلاحیت ایسے غیر مزروعہ کھیت کے مانند تھی جس پر ہل چلانے کے بعد برسوں سے کوئی کارروائی نہ کی گئی ہو۔اور ہر قسم کی کوششیں جاری تھیں کہ ان کی لگن کو کسی طرح سے نفرت میں بدل ڈالا جائے۔کیا ان محنت کشوں کا بھی یہ انجام ہونا چاہئے جنہیں امریکہ بدر کیا جانے والا ہے اور وہ سوویت روس پہنچ کر انقلاب کی مدد کریں گے۔ہم تو سوچ میں پڑ گئے۔اب ہمارے لِئے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا دشوار تھا۔ہمیں کچھ کوشش کر کے ایسے اقدام کرنے ہوں گے جس سے اسی مجرمانہ حماقت کی تکرار نہ ہو۔ساشا کو امریکہ کے جلاوطنوں کے لِئے تصفیہ گھر قائم کرنے کی سوجھی جن میں روس میں مقیم اور دیگر لوگ شامل تھے جن کی آمد متوقع تھی۔اس نے ان کے استقبال کے لِئے ایک منصوبہ تیار کیا،جو اگرچہ اس استقبالیہ سے ظاہرداری میں کم ہوگا جس کا ہماری آمد پر مظاہرہ ہوا تھا۔لیکن یہ خوراک اور رہائشی انتظامات کی حد تک کہیں زیادہ سہولتیں مہیا کرے گا اور عملی نقطہ نظر سے خاطر خواہ اقتصادیات کا ضامن ہوگا۔اس کے منصوبے میں پناہ گزینوں کو کاروباری اور ہنر کے لحاظ سے تقسیم کیا جاتا اور انہیں کارآمد کاموں کے لِئے روانہ کر دیا جاتا۔''آپ ان فوائد کو دیکھیں جو انقلاب کو ملیں گے اگر امریکی تربیت اور تجربے کو سوچ سمجھ کر پیداواری ڈھرے پر لگا دیا جائے۔''ساشا نے تبصرہ کیا۔اس کے منصوبے نے ہمیں کارآمد بنانے کی بھی فوری گنجائش نکال لی اور شہر میں موجود دیگر جلاوطنوں کے لِئے بھی۔

میں نے کہا کہ ہمیں اس معاملے کے لِئے مام راوچ سے رابطہ پیدا کرنا چاہئے۔وہ ایک حیرت انگیز کارکن ہے اور بہت جانفشانی سے کام لیتی ہے۔وہ ساشا کے خیال کی اہمیت کو سمجھنے میں دیر نہ لگائے گی۔چیچیرن کی نمائندہ جو پیتروگراد کے وزارت خارجہ کے دفتر میں تعینات تھا وہ شہری ملیشیا کی کمیسار ہونے کے علاوہ فیکٹری کی کارکن عورتوں کی امداد باہمی کی بھی افسر تھی۔میں نے اسے رات کو دو بجے فون کیا اور ملاقات کا وقت مانگا۔اس نے درخواست کی کہ فوراً آجاؤ اور یہ کہا کہ مجھے چیچیرن کا پیغام ابھی ابھی ملا ہے جو توارشی گولڈمان اور برکمین کے متعلق ہے۔''

امریکی جلاوطنوں کی ایک بڑی تعداد روس کی جانب رواں تھی یہ بات مام راوچ نے ہمیں بتائی اور کامریڈ چیچیرن نے اسے ہدایت دی تھی کہ ہمیں ان کے استقبال کی ذمہ داری سونپ دی جائے۔یہ ایک نہایت مبارک موقع تھا کہ ساشا کا منصوبہ زیر غور آیا۔آخری پہر کی پرواہ کئے بغیر اور اپنی تھکن کو نظر انداز کر کے مام راوچ نے ہمیں اس وقت تک رخصت ہونے کی اجازت نہ دی جب تک ہم نے منصوبے کی تفصیلات پوری طرح نہ سمجھا دیں۔ہم اس کے تعاون پر پوری طرح تکیہ کر سکتے ہیں،اس نے اطمینان دلایا اور وہ اسی وقت اپنی سیکریٹری کو یہ ہدایات جاری کر دے گی کہ ہمارے ہر کام کے لِئے سہولت مہیا کی جائے۔

مام راوچ بات کی دھنی نکلی،یہاں تک کہ اس نے ہمیں ایک کار حوالے کر دی تا کہ ادھر ادھر مارے مارے پھرنے میں وقت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بچے۔اس کا نائب کاپلان ایک پرجوش اور آمادہ کار مددگار ثابت ہوا۔وہ ہمارے لئے ہمہ اقسام کے پروانے بنوالایا تاکہ متعدد محکموں تک بہ آسانی رسائی حاصل ہوسکے۔وہ ہماری مدد کرنے کے لئے اپنی بے تابی میں یہ تجویز دے بیٹھا کہ ہمیں چیکا کا ایک عہدیدار ملنا چاہئے جو ہمارے ساتھ آیا جایا کرے جس سے بہ عجلت نتائج حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔میں نے اسے سمجھایا کہ مجھے اس سے کم ناگوار اور موثر طریقہ معلوم ہے اگرچہ اسے اختیار کرنا مضحکہ خیز اور مسکینی میں شمار ہوگا۔اس نے پوچھا، آیا سوویت ریپبلک میں ایسا بھی کوئی طریقہ ہے۔افسوس، خانہ زاد تو نہیں لیکن یونائیٹڈ اسٹیٹس سے درآمد شدہ۔یہ امریکی چاکلیٹ، سگرٹیں اور گاڑھا کیا ہوا دودھ ہے۔ان چیزوں کے نرم کرنے والے اور تسلی بخش اثرات بہت سے روسی دلوں کے لئے ناقابل مزاحمت ثابت ہوئے ہیں، اور ان میں عمل پر اکسانے کی وہ تاثیر پائی جاتی ہے جہاں دباؤ، حکم اور دھمکیاں بے اثر ہوتی ہیں۔

ان اشیاء کے وسیلے سے جو کچھ پندرہ دنوں میں حاصل کرلیا گیا وہ راوچ اور کاپلان کے بقول عام طور سے مہینوں میں سر انجام دینا ممکن ہوتا۔تین پرانی اور کرم خوردہ عمارتوں میں رنگ وروغن ہوگیا اور ایسے ساز وسامان سے لیس ہوگئیں جو متوقع ملک بدروں کے استعمال میں آئیں گی۔ان کے راشن کی تقسیم اس طرح منظم کی گئی کہ انہیں قطار میں لگنے سے محفوظ رکھا جائے۔اگر ضرورت پڑ جائے تو طبی امداد مہیا ہوجائے اور اس سیماب صفت دستے کے لئے ملازمت کا بندوبست ہوجائے۔

دریں اثناء ساشا اور استھل نے ملک بدروں کو لیٹوین سرحد پر استقبال کرنے کی ذمہ داری قبول کرلی۔وہ وہاں پر ان کے منتظر تھے۔دو ٹرینیں ساز وسامان سے لیس تیار کھڑی تھیں تاکہ متوقع ایک ہزار پناہ گزینوں کو پیتروگراد لایا جائے۔وہ وہاں دو ہفتے تک بے مقصد ان کا انتظار کرتے رہے اور ان کے یہ ہاتھ آیا کہ سوویت حالات کی داستان میں ایک فاش غلطی کا اضافہ ہوچکا ہے جس سے افراتفری اور پریشانی میں بھی اضافہ ہوا۔وائرلیس کے ایک پیغام کو جس میں جنگی قیدیوں کی واپسی بیان کی گئی تھی اسے وزارت خارجہ نے غلط پڑھ لیا اور اسے امریکی جلاوطن سمجھ بیٹھے۔ساشا نے متعدد بار چیچیرن کو تار برقی بھیجی اور اسے اس غلطی کے متعلق وضاحت کی اور یہ بھی پیشکش کی کہ ان ٹرینوں کے ذریعے جنگی قیدیوں کو پیتروگراد پہنچایا جاسکتا ہے۔تاہم اسے حکم دیا گیا کہ وہ سرحد پر بیٹھ کر امریکی ملک بدروں کا انتظار کرے اور جنگی قیدیوں کی دیکھ بھال جنگ کا محکمہ کرے گا۔لیکن ساشا کو جنگی قیدیوں کے قافلے سے اچھی طرح معلوم ہوچکا تھا کہ سیاسی قیدیوں کا کوئی قافلہ امریکہ سے روانہ نہیں ہوا ہے۔بجائے اس کے کہ وہ اپنی ٹرینوں اور ساز وسامان کے ساتھ افسانوی جلاوطنوں کا انتظار کرے جیسی ہدایات ماسکو نے جاری کی تھیں اور پندرہ سو جنگی قیدیوں کو اس اجڑے میدان میں بلاخوراک اور طبی امداد کے اپنے نصیب بھگتنے پر چھوڑ دے اس کے بجائے ساشا نے یہ فیصلہ کیا کہ انہیں ان دونوں ٹرینوں کے ذریعے جن کا انتظام اس کے ہاتھ میں ہے پیتروگراد روانہ کردیا جائے۔

ہم نے یہ سوچا کہ ان عمارتوں کو جو تیار تھیں جنگی قیدیوں کے بھلے کے لئے استعمال کیا جائے اور مام راوچ نے تجویز کی حمایت کردی۔لیکن قیدیوں کی ذمہ داری محکمہ دفاع کی تھی اس لئے اس نے محسوس کیا کہ اسے اس کی اجازت لینا چاہئے۔اس کے بعد اس مسئلے پر کوئی بات نہ سننے میں آئی۔رہائشی علاقے جو اتنی محنت اور وقت صرف کرکے تیار کئے گئے تھے ان پر مہر لگادی گئی اور تین تنومند ملیشیا والے بطور محافظ بٹھادیئے گئے۔ہماری ساری محنت رائیگاں چلی گئی اور ساشا کا جلاوطنوں کے لئے تیار شدہ منصوبہ یا جنگی قیدیوں کو کسی مفید کام میں لگانے کا ارادہ بورڈ کے فیصلوں کے تحت چلانے کا فیصلہ کرلیا گیا۔ایسے ہی دل شکن نتائج ہماری دیگر مساعی کے نکلے جن کا تعلق حکومتی مشینری کے گورکھ دھندے سے باہر ہو۔تاہم ہم ہمت ہارنے والے نہیں ہیں۔

سابق دولت مند لوگوں کی محلوں جیسی رہائش گاہیں جو پیتروگراد کی حدود میں تھیں اور کمینے جزیرے کہلاتیں انہیں محنت کشوں کے لئے رہائشی علاقے میں بدل دینے کا فیصلہ ہوا۔''بہت عمدہ خیال ہے، کیا ایسا نہیں ہے؟'' زورن نے ہم سے استفسارانہ پوچھا۔''ہمیں اسے چھ ہفتوں میں مکمل کرلینا چاہئے۔'' یہ کام صرف امریکی جانفشانی اور رفتار سے سرانجام پاسکتا ہے۔کیا ہم لوگ ہاتھ بٹائیں گے؟ ہم نے کام سنبھال لیا اور اس میں منہمک ہوگئے اور جب تک سوویت نوکر شاہی کی ناقابل عبور دیوار نہ حائل ہوئی ہم مصروف رہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہم نے ابتدا ہی میں اس پر زور دیا تھا کہ روزانہ کم از کم ایک وقت کا گرما گرم کھانا ان مزدوروں کو دیا جائے جو اپنے بھائیوں کے لِئے آرام گاہیں بنا رہے ہیں۔ میں نے اس کی ذمہ داری قبول کر لی کہ میں کھانا پکنے کی دیکھ بھال کروں گی اور راشن کی منصفانہ تقسیم پر بھی نظر رکھوں گی۔ کچھ دن تو سب کچھ ٹھیک ٹھاک چلا اور لوگ انتظامات سے مطمئین تھے اور ان کی محنت غیر معمولی نتائج پیدا کر رہی تھی...... جو روسیوں کے لِئے خلاف معمول بات تھی کوئی مانے یا نہ مانے۔ لیکن پھر بالشویکوں کے کارندے اور ان کے حاشیہ نشین اپنا حصہ بڑھانے لگے اور کارکنوں کا راشن گھٹانے لگے۔ آخرالذکر کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ انہیں ان کے حصے سے محروم کیا جا رہا ہے تا کہ غیر ضروری سرکاری اہلکاروں اور طفیلیوں کو دیا جائے۔ ان کی کام میں دلچسپی گھٹنے لگی اور نتائج واضح تھے۔ ہم نے زورِن سے اس ڈھونگ پر اور کارکنوں کے ایک گروہ سے ہونے والی بدسلوکی پر احتجاج کیا جس سے دوسرا دھڑا موج اڑاتا اور ہل کر پانی نہ پیتا۔ اتنا ہی ہمیں حق شفعہ کے تحت ان لوگوں کی بے دخلی پر اعتراض تھا جن کا واحد قصور یہ تھا کہ وہ یونیورسٹی کی ڈگری رکھتے تھے۔ پرانے اساتذہ اور متعدد پروفیسر'اکتوبر' کے زمانے سے جزیرے کے چند گھروں میں مقیم تھے اور کسی نے انہیں کسی طرح کی زحمت نہ دی تھی۔ اب انہیں اور ان کے اہل خانہ کو خانہ بدری درپیش تھی اور دور دور یہ بھی نظر نہ آتا تھا کہ انہیں اپنے سروں کے لِئے کوئی چھت نصیب ہوگی۔ زورِن نے ساشا سے کہا کہ وہ بے دخلی کے احکام پر عملدرآمد کروائے۔ لیکن ساشا نے نہایت سختی سے کوئی کارروائی کرنے سے انکار کر دیا اور کیمونسٹ ریاست کا آلہ کار بننے سے انکار کر دیا۔

زورِن کو ہماری "صف بندی والی جذباتیت" سخت ناگوار گزری ایسا شخص جس کا انقلابی ریکارڈ اس شان کا ہو، بقول اس کے اسے کسی کام کو کرنے میں متذبذب نہ ہونا چاہئے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مذکورہ بغ ژوا گٹر میں جاتے ہیں یا دریائے نے وا میں ڈوب مرتے ہیں۔ ہم نے جواب دیا کہ کیمونزم کی روس کی روزمرہ کی زندگی میں صورت گری کہیں زیادہ انقلابی عمل ہے بجائے اس کے کہ انہیں ایک فرضی مستقبل کے نام پر فریب دیا جائے۔ لیکن زورِن اپنے عقائد کا اتنا اندھا ہو چکا تھا کہ وہ اس کے پاش پاش کرنے والے اور مسمار کر دینے والے اثرات کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ اس نے روزانہ جزیرے کو جاتے ہوئے معمول کے مطابق اپنی کار میں ہمیں لے جانا موقوف کر دیا۔ ہم بھی یہ نہ چاہتے تھے کہ اس کے دل میں آئے کہ کام میں ہماری دلچسپی کا سبب اس کی کار کی سہولت تھی اور ہم نے یہ طویل سفر پا پیادہ طے کرنا شروع کر دیا جس میں ہمیں تین گھنٹے پیدل چلنا پڑتا۔ تاہم بہت جلد ہماری جگہ کئی اور لوگوں نے لے لی۔ ایسے لوگ جو سیاسی مشین کے ہاتھوں میں جلد ہی دھرا بن جاتے ہیں۔ یہ ہم سمجھتے تھے۔

آرام گاہوں کے منصوبے کا افتتاح بڑے طمطراق سے کیا گیا۔ ہماری نظر میں وسیع دیوان خانوں میں رکھی زنگ آلود چارپائیاں، اس کے علاوہ ایسا فرنیچر جس پر اڑی رنگت کا ریشم اور قیمتی بھڑک دار کپڑا، سرد اور ٹالو لگتا۔ کوئی بھی کارکن جس میں ذرا سی بھی عزت نفس ہوگی اس ماحول میں چین نہ لے سکے گا اور نہ ہی آرام کر سکے گا۔ بہت سے لوگ ہمارے، ہم خیال تھے اور چند تو یہاں تک کہتے تھے کہ پارٹی کے لوگوں اور ان کے دم چھلوں کے علاوہ کوئی اور ان آرام گاہوں کو اندر سے نہ دیکھ پائے گا جو کمینے جزیرے پر محنت کشوں کے لِئے بنائے گئے ہیں۔

ہم بڑھتے رہے اور دردناک سوچ بچار میں پڑے رہتے اور انقلاب کے اس سانحے پر ملول رہتے کہ یہ پھل پھول کر ایسی زہریلی جڑی بوٹیوں میں گھر چکا ہے جو اس کی قیمتی زندگی کو چوسے لے رہی ہیں۔ اس کے باوجود نہ ہم مایوس ہوں گے اور نہ ہی ہمت ہاریں گے۔ کسی نہ کسی طریقے سے اور کسی نہ کسی طرح ہمیں راستے کو صاف کرنے کی ذمہ داری اٹھانا ہوگی۔ ابتدا چاہے کتنی چھوٹی ہو، ہمیں اس کے علاوہ کچھ اور نہیں چاہئے۔ ہمیں یقین ہے کہ اتنا تو ہم ضرور کر کے رہیں گے اگر ہم اپنی جستجو میں ثابت قدم رہے۔

سوپیتسکی کے شوربے تیار کرنے والے باورچی خانے (سرکاری ہوٹل) کراہت انگیز تھے۔ زورِن نے ہم سے بارہا کہا۔ کیا ہم کوئی بہتری لانے کی تجویز دے سکتے ہیں، اس نے پوچھا۔ ساشا ہمہ تن دلچسپی لینے لگا اور خود کو اس نئے منصوبے میں پوری طرح منہمک کر لیا تا کہ ان جی متلانے والے طعام کے کمروں کو از سر نو منظم کر دے۔ چند ہی دنوں میں اس نے اس منصوبے کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

خدوخال تیار کرڈالے اور ہر چیز کو بڑی دیدہ ریزی سے اس میں مہیا کرنے کا ارادہ کرلیا۔ پورے شہر میں اس نوعیت کے کیفے ٹیریا کا جال پھیلا دینے سے اشیائے خوردونوش کی بڑی مقدار میں زیاں اور بربادی سے اور باورچی خانوں کو فالتو ملازموں سے نجات مل جاتی۔ یہاں تک کہ فراہم کی جانے والی اشیاءِ خوراک سے بھی جو اگرچہ کمیاب تھیں۔ اس کے باوجود خوشگوار اور صاف ماحول میں سادہ اور خوش ذائقہ ڈشیں پیش کی جاسکتی تھیں۔ ساشا اس کی ذمہ داری لے گا اور میں اس کا ہاتھ بٹاؤں گی۔ ابتدا کرنے کے لئے چند کیفے ٹیریا لے لی جائیں گی بعد میں وسعت دی جائے گی۔

یہ تو ایک حیرت انگیز خیال ہے۔ زینوویف نے منظوری دے دی۔ ہم میں سے کسی کے ذہن میں یہ خیال کیوں نہ آیا؟ جو بہت سادہ سا ہے اور چلانا بھی آسان۔ ہر طرف سے بہت جوش وخروش ظاہر کیا گیا اور وعدے بھی بہت سے ہوئے۔ پیتروگراد کیفے ٹیریوں سے بھرا ہوا تھا مگر انقلاب کے بعد سے مقفل تھے اور مہریں لگی ہوئی تھیں۔ ساشا اس میں سے اپنی پسند کا ضروری سامان آرائش لے سکتا تھا۔ انہیں جگہوں کو نئے ڈھنگ میں ڈھالنے کے لئے افراد منتخب کرسکتا تھا اور ہر قسم کی دیگر اشیاء بھی حاصل کرسکتا تھا۔ میرا یار ایک مرتبہ پھر سے شہ سوار بن چکا تھا اس کی تخلیقی اپج بھڑکنے لگی اور منصوبے تیار کرنے لگی۔

اس مرتبہ کسی قسم کی اڑچن نہ ہونا چاہئے، ہمیں اطمینان دلایا گیا۔ لیکن ہر وہ کارروائی جس میں ان کا تعلق نہ ہوتا اس میں وہ رکاوٹ کھڑی کردیتے۔ دشواریاں سر اٹھانے لگتیں اور وہ بھی غیر متوقع اطراف سے۔ اہلکار اتنے مصروف تھے کہ وہ ساشا کا ہاتھ نہ بٹا سکتے تھے۔ اور یہ بھی درست تھا کہ تمام خوردونوش کی جگہیں عالمی انقلاب کے ترازو میں اتنی اہم نہ تھیں کہ اس مقامی حرکت سے اس کی روانی میں عارضی خلل پڑ جاتا۔ اور یہ بھی ایک حماقت ہوتی کہ اس عمومی بدتری میں فوری اصلاح پر زور دیا جائے۔ زیادہ سے زیادہ اس کا اثر یہ ہوتا کہ انقلاب کی روانی پر کوئی قابل ذکر اثر نہ پڑتا اور برکمین کسی زیادہ اہم کام میں لگ جاتا۔ اسے ایسے کام میں نہ لگ جانا چاہئے جس سے وہ اصلاح پسند لگنے لگے۔ یہ تو بڑی مایوس کن صورتحال ہوگی کیونکہ ہر ایک اسے فولاد اور لوہے سے بنا ہوا انقلابی سمجھتا تھا۔ یہ برکمین کی سادہ لوحی تھی کہ وہ یہ سمجھ بیٹھا کہ عوام الناس کا پیٹ پالنا انقلاب کا پہلا مقصد تھا، عوام کی خیر وعافیت، ان کا اطمینان اور مسرت، اس کی واحد امید اور حفاظت اور اس کے وجود کی واحد غایت اور اخلاقی مفہوم۔ ایسی جذباتیت خالص بلغ ژوا نظریہ پرستی ہے۔ سرخ فوج اور چیکا انقلاب کی اصل قوت ہیں اور بہترین محافظ۔ سرمایہ دار دنیا اس سے آگاہ ہے اور مسلح روس کے سامنے لرزہ براندام ہے۔

ایک اور امید فنا ہوئی پہلے والیوں کی طرح۔ اس کے باوجود یہ اولوالعزم دل کی دھڑکنوں سے پھر جنم لے گی۔ ساشا کا عزم اور قوت اپنے عروج پر پہنچ گئی اور میرا ایدیش استقلال بھی جھکنے پر آمادہ نہ تھا۔ سوویت کے تمام نالے ایک ہی گدلی ندی میں نہیں گرتے۔ ہم نے سوچا۔ ایسے بھی ہوں گے جو آغوش میں لینے والے سمندر میں بہت دور تک بہتے چلے جاتے ہوں گے۔ ہم ہمت کیوں ہار بیٹھیں اور دیگر مرغزاروں میں کیوں نہ آزمائیں۔

میں نے لاشیوچ کی بیوی سے جو گنفنگو کی جو زینوویف کا دوست تھا اور بالشویک کونسل میں اونچے مقام پر تھا۔ ہمارا موضوع اسپتالوں کی حالت تھا۔ میں ایک تربیت یافتہ نرس تھی اس لئے مجھے خوشی ہوگی اگر میں ان کی بہتری کے لئے خدمات پیش کردیتی۔ اس نے آمادگی ظاہر کی کہ وہ پیروشن کی توجہ اس معاملے پر مبذول کرائے گی جو پیتروگراد کے صحت کے امور کے بورڈ کا کمیسار تھا۔ کئی ہفتے گزرنے کے بعد مجھے پیغام ملا کہ میں اس سے ملوں۔ میں دوڑی دوڑی صحت کے بورڈ کے دفتر پہنچ گئی۔

ایک تربیت یافتہ نرس جو مہینوں سے روس میں ہے اور اسے ابھی تک کسی خدمت پر مامور نہیں کیا گیا، پیروشن بڑے استعجاب میں بولا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے ایک ایسے ہی معاون کی سخت ضرورت ہے۔ اسپتالوں کی حالت بہت بری ہے۔ دوا خانوں کی قلت ہے اور تربیت یافتہ مددگاروں کی کمی ہے۔ طبی سہولتوں اور آلات جراحی کا رونا تو بیکار ہے۔ وہ کئی امریکی نرسوں کو کھپا سکتا تھا اور میں یہاں اتنے عرصے سے بیکار بیٹھی ہوں۔ مجھے تو فوراً کام شروع کردینا چاہئے۔ اس نے تاکید کی۔ جہاں تک تعاون کا تعلق ہے، میں اس پر بے حد وحساب کرسکتی ہوں جس میں ایک کار بھی شامل ہے جس سے میں گشت پر نکل سکوں گی۔ وہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مجھے اپنے پہلے دورے پر لے کر نکلنے کو تیار ہے جونہی میں کام شروع کرنے کو تیار ہو جاؤں۔ کیا میں صبح میں اس سے مل سکتی ہوں؟

میں صبح میں جلدی آ جاؤں گی۔ میں نے جواب دیا، لیکن وہ میری صلاحیتوں کے متعلق کوئی مبالغہ آمیز توقع نہ لگا لے، کام کے پھیلاؤ کو دیکھتے ہوئے میری کیا حقیقت ہے۔ بے شک میں بساط بھر کام کروں گی اس کا میں وعدہ کرتی ہوں۔ وہ ایک توارش (رفیق) سے اس کے علاوہ کس چیز کی توقع کرے گا۔ جب کہ تم ایک قدیم انقلابی اور کمیونسٹ ہو جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ میں ایک کمیونسٹ ضرور ہوں، میں نے اتفاق کر لیا لیکن انارکسٹ مکتب فکر کی۔ ارے بھئی ہاں، میں سمجھتا ہوں لیکن ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ بات بہت سے انارکسٹوں نے سمجھ لی ہے اور وہ پارٹی کے ساتھ ہیں، بالشویکوں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں اور مزے میں ہیں۔ ''میں بھی تمہارے ساتھ ہوں'' میں نے کہا ''انقلاب کے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے۔'' تاہم میں آمریت والے کمیونزم کی رفیق نہیں ہوں، میں نے وضاحت کی۔ میں ابھی تک اس سے ہم آہنگی نہیں پیدا کر سکی ہوں، کیونکہ حکومتی کمیونزم کے اندر پائے جانے والے جبر اور طاقت بمقابلہ آزادانہ اور رضا کارانہ تعاون جو انارکسٹ۔ کمیونزم کی جان ہے کے درمیان مجھے دور کا رشتہ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔

میں نے ایسے موقع پر بارہا کمیونسٹوں کے لہجے اور اطوار میں جو تبدیلی آتے دیکھی تھی، ویسی ہی اچانک تبدیلی کیسار پیروشن میں آنے سے میں حیران نہ ہوئی۔ وہی رحمدل ڈاکٹر جو لوگوں کی صحت کے لئے اتنا فکرمند تھا۔ وہی انسان نواز جو ایک لمحے پہلے نرسوں کی کمی پر اس لئے ماتم کناں تھا کیونکہ بیماروں اور ستم رسیدہ لوگوں کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا نا گاہ سیاسی جنونی بن گیا اور چہرے سے عداوت اور برہمی ٹپکنے لگی۔ کیا میرا اخلاقی نقطہ نظر مریضوں کی دیکھ بھال کو متاثر کرے گا یا اس کے خیال میں بطور نرس سودمند نہ رہوں گی۔ میں نے پوچھ لیا۔ اس کے منہ پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ آئی اور کہنے لگا کہ جو بھی کام کرنا چاہتا ہے سوویت روس اسے خوش آمدید کہتا ہے۔ اس کے نظریات نہیں پوچھے جاتے بشرطیکہ وہ سچا انقلابی ہو اور اپنے سیاسی تصورات کو الگ رکھ دے۔ کیا میں ایسا کر سکوں گی؟ میں صرف ایک وعدے کے علاوہ کچھ نہیں کہتی، میں نے جواباً کہا۔ میں اس کی مقدور بھر مدد کروں گی۔

میں اگلے دن پہنچ گئی اور ہفتہ بھر جاتی رہی۔ پیروشن طے شدہ منصوبے کے مطابق کہیں بھی معائنے کے لئے نہ لے کر گیا۔ وہ اپنے دفتر میں گھنٹوں بٹھائے رکھتا اور کمیونسٹ سلطنت کی بالشویکی آمریت کے بے داغ تصور اور اس کے بے خطا ہونے پر حجت کرتا رہا۔ یا تو آپ انہیں بے چوں و چرا قبول کر لیں یا پھر ان کے حلقے سے باہر نکل جانے کو تیار رہیں۔ وحشت کے مارے اسپتال، ادویات کی قلت، مریضوں کی ناکافی دیکھ بھال..... یہ طے شدہ عقائد کی تثلیث کے مقابلے میں بالکل بکواس ہیں۔ بات ظاہر تھی کہ میری اب ''سخت ضرورت'' نہ تھی۔ مجھے نکال باہر کیا گیا۔

آسٹوریا ہوٹل میں مقیم میرے ہمسائے کی مدد سے جس کا نام کباچنج تھا۔ میں چند اسپتالوں کا جائزہ لینے میں کامیاب ہو گئی۔ ان کی حالت خوفناک تھی جس کی وجہ ادنیٰ درجے کا ساز و سامان یا نرسوں کی قلت نہ تھی۔ یہ کمیونسٹ کیسار کا ہر جگہ حاضر و ناظر وجود تھا۔ جس میں کیسار کے لئے دائمی شک اور ہر جگہ نظر رکھنا شامل تھا۔ اطبا اور سرجن جو اپنے پیشے میں عمدہ ریکارڈ کے حامل تھے اور اپنے کام سے گہری لگن رکھتے تھے انہیں ہر موڑ پر رکاوٹ درپیش آتی اور وہ دہشت، نفرت اور خوف کے ماحول کی وجہ سے مفلوج ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی صفوں میں موجود کمیونسٹ بھی لاچار تھے۔ ان میں سے کچھ ابھی تک اس حکومت کے باوجود پوری طرح انسانی احساسات سے محروم نہ ہوئے تھے۔ انہیں دانشور سمجھ کر انہیں مشکوک کردار کا سمجھا جاتا اور انہیں پابندیوں میں جکڑ کر رکھا جاتا۔ میں سمجھ گئی کہ پیروشن مجھے اپنے عملے میں کیوں نہ شامل کر سکا۔

سوویت محرابی راستے والی آمریت میں ان تلخ حقائق کا ظہور اور متواتر طاقتور جھٹکوں کا لگنا، انہوں نے بالشویکوں کے لئے میرے اندر موجود پسندیدہ عقائد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں مدد کی کہ یہی ''اکتوبر'' کے ناقوس ہیں۔

محنت کشوں کو عسکریت میں ڈھالنا اور انہیں نویں پارٹی کانگریس میں کھدیڑنا جس کے لئے تمنی ہال والا روڑی کوٹنے والا انجن کا طریقہ استعمال کیا گیا۔ بلاشبہ اس طریقے نے تمام محنت کشوں کو دخانی جہاز میں چپو چلانے والے غلاموں میں بدل ڈالا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کارخانوں اور ملوں میں ایک شخص کی حکمرانی قائم کر کے امداد باہمی کی انتظامیہ ہٹادی گئی اور خلقت کو ان ہی عناصر کے شکنجے میں دے دیا گیا جن کے متعلق انہیں تین سال تک یہ پڑھایا گیا تھا کہ یہ لوگ بدترین عفریت ہیں۔ نام نہاد 'ماہرین' اور دانشوروں کے پیشہ وروں کو جنہیں پہلے برملا چڑیل کہا جاتا اور انقلاب کو مسمار کرنے والے دشمن کہا جاتا تھا انہیں اب اعلیٰ عہدوں پر فائز کر دیا گیا ہے اور فیکٹریوں کے کارکنوں پر اختیار اعلیٰ کی پوشاک پہنا کر بٹھا دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا اقدام تھا جس سے قلم کی ایک جنبش سے 'اکتوبر' کی اہم ترین کامیابی کو ملیامیٹ کر دیا گیا اور صنعتوں پر کارکنوں کے کنٹرول کے حق کو ختم کر دیا گیا۔ زخموں پر ذلت کی مرچیں چھڑکنے کے لئے محنت کشوں کے جتھے بنا دیئے گئے جس نے عملاً سب کو جرائم پیشہ بنا دیا اور آزادی کی آخری نشانیاں بھی چھین لی گئیں۔ اسے پیشے اور مقام کے انتخاب کی آزادی سے محروم کر دیا گیا اور اسے کسی ضلع میں پابند کر دیا گیا اور دور دراز کے علاقوں میں بھٹکنے کا حق ختم کر دیا گیا۔ دوسری صورت میں سخت تعزیرات کا سامنا کرنا پڑتا۔ یہ بھی سچ ہے کہ رجعت پسندی اور انقلاب دشمنی کے خلاف بھی اقدام کیئے گئے تا کہ پارٹی کے اندر بااثر اقلیت کے خلاف باعزم انداز سے لڑا جا سکے اور عوام الناس کی طرف سے بھی مذمت کی جاتی رہی۔ ہم بھی ان لوگوں میں سے ہیں، ساشا میرے مقابلے میں کہیں زیادہ دم خم والا ہے اگرچہ بالشویکوں کے لئے اس کا عقیدہ اب بھی بہت توانا ہے۔ وہ اپنی دروں بیں نظر سے ان چیزوں کو دیکھنے پر آمادہ نہیں ہے جو اشیاء سے اپنی آنکھوں سے دکھائی دے رہی ہیں اور نہ ہی یہ تسلیم کرنے پر آمادہ ہے کہ المناک انجام سر پر کھڑا ہے اور بالشویک کے چراغ کا جن ''اکتوبر'' کے اہرام کو منہدم کرنے جا رہا ہے۔

وہ میری ''بے صبری'' کے خلاف گھنٹوں بحث کرتا رہتا اور دوررس مسائل کے لئے ناقص فیصلوں کو الزام دیتا اور انقلاب کے متعلق میرے خیالات کو نازک مزاجی کا شاخسانہ کہتا۔ میں نے سرمایہ داری کے عیوب کی اہم وجہ اقتصادی مسئلے کو ٹھہرایا اور اس کی جی بھر کے مذمت کرتی آئی تھی۔ کیا یہ بات اب میں نہ سمجھ پاؤں گی کہ اقتصادی ضرورت ہی واحد وجہ ہے جو سوویت کی باگ ڈور سنبھالنے کے لئے لوگوں کو مجبور کر رہی ہے؟ بیرونی خطرے کا تسلسل، روسی محنت کش کی سرشت کا نکما پن اور پیداوار میں اضافہ کرنے میں اس کی ناکامی اور کاشتکاروں کے پاس انتہائی ضروری اوزاروں کی عدم دستیابی جس کے نتیجے میں ان کا شہروں کی غذائی ضرورتیں پورا کرنے سے انکار۔ ان ہی وجوہ نے بالشویکوں کو بدحواسی پر مبنی اقدام کرنے پر مجبور کیا۔ وہ انہیں بلاشبہ ایسے اقدام سمجھتا تھا جو انقلاب مخالف تھے اور اس کے مقاصد کو ناکام بنا کر رہیں گے۔ اس کے باوجود یہ بات لغو ہے کہ ہم لینن اور ٹراٹسکی جیسے اشخاص کو انقلاب سے دغا کرنے کا شک کریں۔ کیوں، کیا اسی لئے انہوں نے اپنی زندگی تج دی، انہوں نے دار و گیر برداشت کی، بدنامی سہی، قید کاٹی اور اپنے آدرش کے لئے جلاوطنی برداشت کی۔ وہ منحرف ہو کر پیچھے کی جانب قلابازی نہیں کھا سکتے!

میں نے ساشا کو یقین دلایا کہ میرے سان گمان میں بھی یہ بات نہیں ہے کہ میں بالشویکوں کو دغابازی کا الزام دوں۔ ہاں میں تو ان کے کام میں واقعی تسلسل پاتی ہوں اور وہ اپنے مقاصد سے ہمارے ان کامریڈوں کے مقابلے میں جو ان کے ساتھ کام کر رہے ہیں کہیں زیادہ پرخلوص لگتے ہی۔ خاص طور پر میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ ایک کندہ کو تراشنے سے لینن بنا تھا...... یہ بھی درست ہے کہ اس کی پالیسیاں غیر معمولی تبدیلیوں سے گزری ہیں اس کی بھی تردید نہیں کی جا سکتی کہ سیاسی بازیگری میں بھی وہ بہت چوکسی دکھاتا ہے اور اس نے اپنے مقاصد سے بھی کبھی انحراف نہیں کیا۔ اس کے بدترین دشمن بھی اس پر یہ الزام نہیں دھر سکتے۔ لیکن اس کا نصب العین ہی تو روسی ایسے کا عقدہ لاینحل ہے، میں اس پر قائم ہوں۔ یہ کمیونسٹ سلطنت ہے اور اس کی مطلق بالادستی اور بلاشرکت غیرے اقتدار ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ انقلاب غارت ہو جائے، لاکھوں موت کے منہ میں چلے جائیں اور اس کے نہایت باصلاحیت فرزندوں اور دختران کے خون میں روس تر بتر ہو جائے۔ ''یہ تو معمولی سی بات ہے اور ذرا سی خونریزی ہے'' جو اس کے حتمی مقصد کو متاثر نہیں کر سکتا۔ جہاں تک بصیرت کے شفاف ہونے کا تعلق ہے یا قوت ارادی کی یکسوئی کا معاملہ ہے اور ثابت قدمی سے باعمل رہنے کا تعلق ہے میں لینن کی قدردان ہوں۔ لیکن جہاں ان مقاصد اور انقلاب

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے لئے ذرائع کی بات آتی ہے تو میں لینن کو ایک عظیم عفریت سمجھتی ہوں اور تمام محاصرہ کرنے والوں، مداخلت کاروں کی اجتماعی طاقت سے زیادہ ضرر رساں جانتی ہوں کیونکہ اس کا مقصد سرابی ہے اور اس کا وسیلہ فریبی ہے۔

ساشا اس سے متفق نہ تھا اور نہ ہی میری اس بات پر ہم خیال تھا کہ ہماری مزید مساعی نتیجہ خیز نہ ہوں گی اور اس جان لیوا سیاسی مشین میں جگہ بنا سکیں گی۔ لیکن اس کا خیال تھا کہ میں لینن اور اس کے ہمکاروں کو ان ذرائع کو اختیار کرنے کا ذمہ دار سمجھتی ہوں جنہیں شدید انقلابی ضرورتوں نے جنم دیا ہے۔ شاتوف پہلا شخص تھا جس نے اس نکتے پر زور دیا تھا۔ ساشا کے دعوی کے مطابق تمام ہوشمند کامریڈ اس نکتے پر متفق ہیں۔ اور میں بھی اس انقلاب کو یہاں آ کر سمجھ پایا ہوں جو جاری و ساری ہے اور یہ اس انقلاب سے مختلف چیز ہے جو نظریات کی قلمرو ہے اور جس کا ریڈیکل لوگوں کے دیوان خانوں میں چرچا ہوتا ہے۔ اس کے معنی خون اور لوہا ہے اور یہ ناگزیر بھی ہے۔

میرے دیرینہ یار کی رفاقت اور ہماری فکری ہم آہنگی نے اس دلفگار عمل کو گوارا بنا دیا جس سے میں سوویت بھول بھلیوں میں بھٹکتے ہوئے دوچار ہو رہی تھی۔ لے دے کر اب میرے پاس ساشا تھا ورنہ میری زندگی میں جو کچھ تھا وہ طوفان کی نذر ہو چکا تھا۔ ہر وہ چیز جو مجھے عزیز تھی وہ ساشا کے آئینے میں دیکھتی تھی اور میں اسے روس کے غراتے ہوئے سمندر میں ایک محفوظ لنگر سمجھتی تھی۔ ہمارے اختلافات جو یکلخت اٹھتے اور ایک اونچی لہر کی مانند مجھ پر غلبہ پا جاتے اور جس کے اترنے کے بعد میں خود کو خستہ تن اور زخمی پاتی۔ مجھے یقین رہتا کہ میرے دوست کو کسی وقت اپنے موقف کی اشکال کا احساس ہو جائے گا۔ مجھے معلوم تھا کہ اس کا گھبرا کر بالشویک طریقوں کی مدافعت کرنا ہاری ہوئی جنگ کی آخری پناہ گاہ تھی۔ یہ وہی جنگ تھی جو سب سے پہلے ہم نے ریاست ہائے متحدہ میں اکتوبر انقلاب کی حمایت میں چھیڑی تھی۔

ماسکو میں ہمارے قیام کے دوران میں جو لوگ ہم سے ملنے آئے ان میں ایک عورت دلچسپ نکلی اس کا نام الیکزاندرا تیموفیونا شاکول تھا۔ اسے شاپیرو سے ہمارے شہر میں قیام کا علم ہوا تھا۔ اور وہ خود بھی انارکسٹ تھی، وہ نامور امریکی کامریڈوں سے ملنے کو بے چین تھی۔ اس کے علاوہ وہ ایک ایسے منصوبے پر ہم سے گفتگو کرنا چاہتی تھی جس کا محرک پیتروگراد کا انقلابی عجائب گھر تھا جس کے لئے ایک مہم شروع کی جانے والی تھی۔ اس نے وضاحت کی اور جسے ملک کے طول و عرض میں گھوم پھر کر ایسی دستاویزات کا کھوج لگانا تھا جن کا تعلق انقلاب اور روسی انقلابی تحریک کے آغاز سے تھا۔ یکجا کی ہوئی دستاویزات سے بالآخر ایک محافظ خانہ قائم کیا جائے گا جہاں پر اس عظیم ہنگامے کا مطالعہ کرنے میں مدد ملے گی۔ کیا ہم اس اوکھلی میں سر ڈالنے کو آمادہ ہیں؟

منصوبے کی تفصیلات اور اس میں جو مواقع نظر آ رہے تھے جس میں ہمیں روسی انقلاب کے شب و روز دیکھنے کا موقع ملے گا، یہ سن کر ہم لمحہ بھر کے لئے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ انقلاب نے عوام الناس کے لئے کیا کیا ہے اور ان کی زندگی میں کیا فرق پڑا ہے۔ ہمیں شائد ایسا موقعہ پھر نہ ہاتھ آئے۔ لیکن فوراً ہی دوسرا خیال کوندا کہ یہ کتنی تلخ حقیقت ہے کہ ہمیں یہ ذلت گوارا کرنا پڑ رہی ہے کہ ہم روس کی برہم زندگی میں مردہ مواد جمع کرتے پھر رہے ہیں۔ تیس سال کے طویل عرصے سے ہم سماجی لڑائی کے قلب میں کھڑے تھے اور سنسناتی گولیوں میں ہم صف اول میں کھڑے ہوتے۔ کیا ہم اپنے مالوف وطن میں دوسرا جنم لینے کے بعد اس سے کسی کمتر کام پر قانع ہو سکتے ہیں؟ ہم تو کسی زور آور کام کے متمنی تھے۔ ایسا کام جس میں ہمیں اپنی حسرتیں نکالنے کا موقع ملتا اور عظیم کام کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں وقف کرنے کی گنجائش۔

پیتروگراد میں ہماری واپسی کے بعد سے ہم روس میں گڑی ہوئی پون چکیوں کے پھیرے لگا رہے تھے اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق سانس لینے کا موقع ہی نہ ملا تھا کہ ہمیں کامریڈ شاکول یا اس کی تجویز یاد آتی۔ لیکن کسی مفید کام ملنے کی ہر امید ختم ہونے سے اس کی پیشکش ہمارے ذہنوں میں آ گئی۔ ایسا مواد جو ہم اکٹھا کریں گے اگر وہ مستقبل کے مورخوں کے ہاتھ لگے گا جو انقلاب اور بالشویکوں کے باہمی تعلقات کو مرتب کر سکے گا، تو ہماری محنت سوارت ہو گئی، ساشا اور میں نے حامی بھر لی۔ شائد اس سے ہمیں درست تناظر سمجھنے میں بھی مدد ملے۔ ملک کے مختلف حصوں کا جب ہم دورہ کریں گے اور جب لوگوں سے ملیں گے، ان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کی زندگی، روایات، عادات ہمارے لِئے مدرسے سے کم نہ ہوں گی، ہم ایک دوسرے کو تسلی دینے لگے۔ ہم نے بالآخر طے کیا کہ اس پیشکش کو آزمانا چاہئے اس لِئے کہ تمام در بند لگتے تھے۔ ''کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ منصوبہ بھی ایک بلبلہ ثابت ہو'' میں نے موسم سرما کے محل کی جانب جاتے ہوئے ساشا سے کہا، جہاں پر انقلاب کا عجائب گھر واقع تھا۔

ہم نے شاکول کو غیر حاضر پایا اور یہ جان کر دکھ ہوا کہ وہ معیادی بخار سے بہ مشکل جانبر ہوئی ہے، یہ عارضہ اسے ماسکو میں لاحق ہوا تھا۔ وہ آج کل صحت یاب ہو رہی تھی، لیکن وہ مزید پندرہ دن کام پر نہ آئے گی۔ یہ اطلاع وہ میوزیم کو دے چکی تھی۔ تاہم ،ہم چونکہ وہاں آنے کا وعدہ کر چکے تھے اس لِئے وہاں کے سیکریٹری ایم۔ لی۔ کاپلان نے ہمارا استقبال کیا جو چونتیس پینتیس برس کا تھا، دیکھنے میں ذہین اور اچھا لگتا تھا۔ اس نے کہا کہ وہ ہمیں پورے ادارے کی سیر کرانا چاہتا ہے اور ہمیں وہ سب کچھ دکھانا چاہتا ہے جو کچھ وہ لوگ کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ متعدد کمرے قیمتی مواد سے بھرے ہوئے تھے اس میں زار کے عہد کی خفیہ دستاویزات بھی تھیں جس میں تیسرے سیاسی سیکشن کی دستاویز بھی شامل تھیں، جس سے اس کے جاسوسی نظام کی تفصیلات فاش ہوئی تھیں۔ دستاویزات کے ان بڑے بڑے دفاتر کو پہلے ہی ترتیب وار رکھا جا چکا تھا، اہمیت کے لحاظ سے درجہ بندی اور مستقبل قریب میں منعقد ہونے والی نمائش کے لِئے تیار تھا۔ ''ہم نے جو کام کیا ہے وہ محض آغاز ہے'' سیکریٹری نے وضاحت کی: اس میں برسوں لگیں گے جب ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں گے کہ روس میں ایک عجائب گھر قائم ہو جو کسی بھی ملک میں موجود ادارے کے مقابلے میں مکمل اور انوکھا ہو، لیکن برطانوی میوزیم سے مقابلہ مقصود نہیں ہے۔ ایسا اس لِئے ہے کیونکہ کوئی بھی ملک ایسے انقلابی خزانے سے اتنا مالا مال نہیں ہے جو پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے اور تباہی اور نقصان سے بازیابی کا منتظر ہے۔'' اسی وجہ سے میوزیم چاہتا ہے کہ جلد از جلد دستاویز جمع کرنے والی مہمیں روانہ کی جائیں کیونکہ تاخیر کی وجہ سے بہت نقصان ہو رہا ہے۔ کاپلان دل و جان سے اس منصوبے میں لگا ہوا تھا اور اس کے رفقائے کار بھی اس منصوبے کے مستقبل کے لِئے اتنے ہی سرگرم اور اس کے مجوزہ کام کے لِئے کمر بستہ تھے۔ سب ہی ہماری مدد حاصل کرنے کے لِئے بے چین تھے۔

اگرچہ یہ ماہ مئی کا آخر آخر تھا۔ موسم سرما کے وسیع ایوانوں میں اب بھی چیرنے والی سردی محسوس ہو رہی تھی۔ ہم تو ٹھیک طرح سے ملبوس تھے لیکن ہمیں جلد ہی لگا جیسے جسم سردی سے شل ہو رہا ہو۔ ہم ان مردوں اور عورتوں کی ہمت پر عش عش کرنے لگے جو پیتروگراد کی سردی کے بدترین مہینوں میں اس خوفناک سیلن میں کیسے کام کرتے رہے ہوں گے۔ یہ لوگ یہاں کوئی تین برس سے ملازمت کر رہے تھے۔ ان کے چہروں پر نیلے داغ پڑے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں کو برف کھا رہی تھی۔ چند ایک کو جوڑوں کے شدید درد کا عارضہ لاحق تھا اور کچھ تپ دق سے متاثر لگتے تھے۔ اس کی اپنی صحت بھی جواب دے رہی تھی، سیکریٹری نے تسلیم کیا۔ لیکن یہ تو انقلابی روس کا معاملہ ہے اور وہ اور اس کے رفیق کار اس پر شاداں ہیں کہ انہیں اس کا مستقبل بنانے کا اعزاز حاصل ہے۔ اسی کی طرح ان میں سے زیادہ تر سکہ بند سیاسی لوگ نہ تھے۔

وہ بہت بے چین تھا کہ کسی طرح ہم اس کی مدد کرنے کی حامی بھر لیں۔ اس کا جوش و خروش اتنا متعدی تھا کہ ہم مزاحمت نہ کر سکے اور ہم نے حامی بھر لی۔ ''تو پھر تمہارے لِئے یہی بہتر ہے کہ فوراً فرائض سنبھال لو۔'' اس نے تجویز پیش کی۔ ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہوگا جب کہیں جا کر مہم شروع ہو سکے گی۔ سفر کے لِئے ضروری ساز و سامان حاصل کرنا ہوگا اور دو ریل کے ڈبے تیار کِئے جائیں گے ایک عملے کے لِئے جو چھ افراد پر مشتمل ہوگا اور دوسرا حاصل شدہ مواد رکھنے کے لِئے، متعدد خانہ پریاں بھی مکمل کرنا ہوں گی، کئی محکموں سے اجازت لینا ہوگی، پروانے درکار ہوں گے اور جنس درکار ہوگی اور مہم شروع کرنے کے لِئے گزرنے کی اجازت بھی۔ عجلت مقدم ہے اور ہمیں فوراً تیاریاں شروع کرنا ہیں۔

ہم ملنسار سیکریٹری اور اس کے رفقا کار کو ایک خوشگوار ذہنی حالت میں چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ ہمیں میوزیم کے دیگر ارکان کی طرح درپیش کام کی نوعیت کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ ہمیں یہ معلوم تھا کہ ہمیں دیر تک صرف چرمی پارچوں پر لکھی تحریریں نہیں جمع کرتے رہنا جبکہ اس سے زیادہ اہم کام کرنے کی ضرورت ہے جو شائید ہم کر سکیں۔ لیکن ان لوگوں کی لگن اور صبر و برداشت نے مایوسی کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس بوجھ کو ہمارے سینوں پر سے اٹھا دیا جس میں ہم دبے جا رہے تھے۔ یہ سوویت زندگی کا انتہائی ہمت افزا رخ تھا۔ ہمیں بڑے تواتر سے روس کے اس نئے جذبے سے واسطہ پڑتا رہا اور وہ بھی قطعاً خلاف توقع مقامات پر۔ جب ہم تاریکی میں ٹاپک ٹوئیاں مار رہے ہوتے تو کہیں پر ہم انتہائی سورمائی واقعے یا ایثار کو دریافت کر لیتے جو سرکاری سوویت سطح کے نیچے مخفی ہوتا۔ ہم روزمرہ کے ان واقعات کا ذکر نہیں کر رہے جن پر عوامی مقامات پر واہ وا ہوتی اور تقاریب برپا کی جاتیں تاکہ نام ونمود کا اظہار ہو اور فوجی نمائش ہو۔ کوئی بھی جو پارٹی کارکن نہ ہو ان سرکاری تماشوں پر اعتبار نہ کرتا۔ یہاں تک کہ پارٹی کی صفوں میں ایسے لوگوں کی کافی تعداد موجود تھی جو زری لفاظی اور نمود ونمائش سے متنفر تھے اگرچہ وہ ریاستی مشینری کے سامنے بے بس تھے۔ وہ اس سوقیانہ ظاہرداری کی تلافی اپنے مقصد کی یکسوئی اور دیانتداری سے کر دیتے۔ وہ اپنا کام کچھوے کی رفتار سے کرتے، اپنا جان و دل انقلاب پر لگا دیتے اور اپنے لئے کچھ نہ طلب کرتے، نہ راشن کی صورت میں نہ ستائش کی تمنا اور نہ ہی اعتراف خدمت۔ ان عظیم ارواح نے بالشویک عہد کے قابل نفرت ماحول میں ہمیں جینا سکھایا۔

مہم کی تیاریاں آگے بڑھ رہی تھیں مگر دھیرے دھیرے۔ یوں ہمیں مہلت مل گئی اور ہم عجائب گھر، آرٹ گیلریاں اور ایسی ہی دلچسپیوں کے مقامات اور دوسرے کاموں کو نبٹاتے رہے۔ ہمیں ایک رپورٹ ملی کہ دو انارکسٹ لڑکیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے جن کی عمریں پندرہ اور سترہ سال تھیں، ان پر الزام تھا کہ وہ ایک احتجاجی پرچہ تقسیم کر رہی تھیں جس میں محنت کشوں کی کتاب میں درج اہانت آمیز پہلو کو بیان کیا گیا تھا اور یہ بھی کہ شہر کے شپالیرنی اور گروخاوایا جیلوں میں سیاسی کارکنوں کی ناقابل برداشت حالت پر احتجاج کیا گیا تھا۔ پیتروگراد کے متعدد کامریڈوں نے اس سلسلے میں ہم سے رابطہ کیا اور ہم نے فی الفور ممتاز بالشویکوں سے اس معاملے پر بات کی۔ زورن تو عرصہ ہوا ہم سے مایوس ہو کر اپنی جنت میں گم ہو چکا تھا۔ زینوویف بالخصوص لگتا تھا جیسے مجھے پسند نہ کرتا ہو۔ معاملہ ''دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی'' والا تھا۔ وہ ساشا سے ہمیشہ تپاک سے ملتا۔ تاہم آخرالذکر اسی لئے گرفتار شدہ انارکسٹوں کے سلسلے میں ملنے گیا۔ اور اسی کام سے میں مام راوچ سے ملنے گئی جسے میں اب بھی اس کی سادگی اور منکسرالمزاج طبیعت کی وجہ سے بہت پسند کرتی تھی اور وہ یہ تسلیم کرنے پر بھی آمادہ رہتی اور سرکاری غلط کاریوں کی اصلاح بھی کر دیتی۔ بدقسمتی سے سیاسی قیدی اس کے دائرہ اختیار کے باہر تھے۔ ایسے امور چیکا کی گرفت میں تھے جس کا پیتروگراد میں افسر اعلیٰ کمیونسٹ باکایف تھا۔ اور جو انارکسٹوں سے بہت کینہ رکھتا تھا۔ بوفورڈ جہاز پہنچنے کے پہلے ہی دن باکایف نے جلاوطنوں کو جتا دیا تھا کہ ''سوویت روس میں کسی نوعیت کی انارکسٹ حماقت برداشت نہ کی جائے گی۔'' ایسی عیاشیاں صرف سرمایہ دار ممالک کے لئے مناسب ہوتی ہیں۔ اس نے انہیں بتا دیا تھا۔ پرولتاری آمریت کے تحت یا تو وہ اطاعت قبول کر لیں یا پھر آہ وزاری کرتے رہیں۔ ہمارے لڑکوں کو ایسا استقبال نہایت گراں گزرا۔ باکایف نے حکم دیا کہ تمام دوسوسینتالیس کے دستے کو گھروں میں نظربند کر دیا جائے۔ ہمیں اپنی آمد کے تیسرے دن یہ معلوم ہوا اور ہم سب اس پر آگ بگولا ہو گئے۔ زورن نے واقعے کی سنگینی کم کرنے کے لئے کہا کہ یہ بدقسمتی والی غلط فہمی کی وجہ سے ہوا اور اس نے اپنے چیکا کامریڈ کو قائل کیا کہ اپنے مسلح محافظین کو سمولنی کے بڑے کمروں پر سے ہٹا لے جن میں کئی کئی افراد مقیم تھے۔ ہائے افسوس اس وقت سے ہم نے اس نوعیت کی بہت سی ''بدقسمتی والی غلط فہمیاں'' دیکھی تھیں۔

اس موقع پر زینوویف اور مام راوچ نے جب آنکھ ماری تو باکایف پر فوری اثر ہوا۔ وہ بھی آسٹوریا میں مقیم تھا، اس نے مجھے فون کیا کہ میں اس سے ملوں۔ وہ زیرحراست لڑکیوں کو رہا کر دے گا۔ اس نے مجھے مطلع کیا اگر ہم اس پر آمادہ ہوں کہ انہیں اس کا پابند بنا دیا جائے گا کہ وہ ''راہزنی والی حرکات'' بند کر دیں گی۔ میں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ دونوں لڑکیاں جو محض ان ہتھکنڈوں کے خلاف احتجاجی پرچہ چھاپنے کی مجرم تھیں صرف اس لئے انہیں انقلاب مخالف سمجھا جا رہا ہے۔ ''تمہاری پارٹی میں اعتماد کی کمی لگتی ہے ورنہ اس پر ہمیشہ خیالی رہزنوں اور انقلاب مخالفین کا آسیب مسلط رہے گا۔'' میں نے کہا۔ میں نے کسی کے لئے کوئی ضمانت دینے سے انکار کر دیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ میں خود بھی ان حالات میں خاموش نہ رہ سکوں گی اگر مجھے اپنے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جذبات کو ظاہر کرنے کی ضرورت پڑی۔ نہ ہی میں کامریڈ الیگزینڈر برکمین کی طرف سے کچھ کہہ سکتی تھی۔ میں نے باکایف کو بتادیا' اگرچہ مجھے معلوم تھا کہ کسی اور کو اپنی طرف سے کوئی ضمانت لینے سے روک دے گا۔ جہاں تک سیاسی قیدیوں سے بدسلوکی کا تعلق ہے میں نے چیکا کے حاکم کو یقین دلادیا کہ یہ امریکی جیلوں کے لئے عمدہ چارا ہوگا جب انہیں معلوم ہوگا کہ سوویت روس کے جیل امریکی جیلوں سے کسی طرح بہتر نہیں ہیں۔ یوں لگا جیسے باکایف کے دل میں بات اتر گئی اس نے اعلان کردیا کہ وہ لڑکیوں کو ایک اور موقع دے گا، وہ پرولتاری ہیں اگرچہ ابھی تک یہ نہیں سمجھیں کہ انہیں اپنے ہی طبقے کو آمریت پر تنقید کے ذریعے گزند نہ پہنچانا چاہئے۔ وہ اس جانب بھی توجہ دے گا کہ جیلوں میں کن اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اگرچہ حالات کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے۔

لوگوں کو جیل سے چھڑوانا امریکہ میں ہماری دیگر سرگرمیوں میں سے ایک تھی لیکن یہ بات ہمارے خواب وخیال میں بھی نہ آئی تھی کہ ہمیں انقلابی روس میں بھی اس کی ضرورت پڑے گی۔ اس وجہ سے اور بھی کیونکہ ہم اس سرسری تجویز کے خلاف تو بہت بری طرح لڑے تھے کہ الٹی گنگا نہ بہائی جائے۔ اس کے باوجود ابھی تک ہمارا کوئی مثبت کارنامہ تھا تو یہ تھا..... کہ ہم اپنے اسیر کامریڈوں کی رہائی کے لئے لینن، کرسنسکی اور اب ادنیٰ عہدیدار سے منت سماجت کررہے تھے۔ ہم آج بھی ایسے واقعات میں رقت اور مزاح کے تماشائی بنے ہوئے تھے اور ہم ابھی تک اس بات کو فراموش نہ کرسکے تھے کہ اپنی حماقتوں پر کیونکر ہنسا جاتا ہے۔ اگرچہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ میری ہنسی کے پردے میں آنسو چھپے ہوتے۔

اس کے باوجود ہمارے پاس ایسی وجوہ تھیں کہ ہمیں اپنی مساعی پر کیوں کوئی افسوس نہ تھا۔ خاص طور سے ہمارے نفیس ترین کامریڈ کے مقدمے میں جس کا نام وسیولوڈ وولن تھا۔ وہ یوکرینی باغی کاشتکاروں کے تعلیمی معاملات میں مصروف عمل تھا جس کی رہنمائی انارکسٹ عیسٹر ماخنو کررہا تھا جسے بالشویکی پہلے ہی عوام کا موثر رہنما تسلیم کرچکے تھے۔ اس میں حربی ذکاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور خلاف معمول جرأت کا حامل تھا۔ اس کی وجوہات بھی تھیں۔ چونکہ یہ ماخنو اور اس کی کاشتکار فوج تھی جس نے متعدد انقلاب مخالف مہم جوؤں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالا تھا اور اس نے سرخ فوج کو بھی مادی کمک پہنچائی تھی جس سے جنرل دینکن کے غولوں کو مار بھگایا جاسکا تھا۔ محض اس وجہ سے کہ اس نے ترتسکی کو مطلق العنان کمان میں اپنی فوج نہ دی تھی اس لئے ماخنو کو ایک دشمن، راہزن ٹھہرادیا گیا اور اس کی پوری فوج کو انقلاب دشمن سمجھا جانے لگا۔ وولن تو ایک درس وتدریس کا آدمی تھا اور کسی حال میں بھی ماخنو کی فوجی سرگرمیوں میں شریک نہ تھا۔ لیکن یوکرین کی چیکا یہ نازک سا فرق نہ کرسکی۔ انہوں نے موقع ملتے ہی وولن کو گرفتار کرلیا اور خارکوف جیل میں ڈال دیا تاکہ اس کا بیرونی دنیا سے رابطہ نہ ہوسکے اگرچہ وہ سخت بیمار تھا اور اسے بخار تھا۔ ہمارے ماسکو کے کامریڈوں نے وولن کی پرتشویش حالت کو بھانپ لیا کیونکہ اسی اثناء میں ترتسکی نے بذریعہ تار اسے موت کی سزا دینے کے احکام جاری کردیئے تھے۔ انہوں نے یہ کوشش کی کہ قیدی کو ماسکو منتقل کردیا جائے جہاں کے ممتاز کمیونسٹ بخوبی جانتے تھے کہ وہ انقلابی دیانتداری اور دانشورانہ کمالات کا حامل شخص ہے۔ انہوں نے اس کی منتقلی کے لئے ایک گشتی درخواست بھی شائع کی جس پر دارالحکومت میں موجود ہر انارکسٹ نے دستخط کئے تھے اور انہوں نے ساشا اور مقامی کامریڈ اسکاروف کو چنا تاکہ دونوں اس درخواست کو کریسنسکی کو پہنچائیں جوان دنوں کمیونسٹ پارٹی کا سیکریٹری تھا۔

کریسنسکی انارکسٹوں کا سخت مخالف اور ان سے بدظن نکلا۔ ابتدا میں تو اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وولن تو ایک انقلاب مخالف شخص ہے جو موت کا مستحق ہے اور پھر یہ ظاہر کرنے لگا کہ جیسے وہ ماسکو پہنچایا جاچکا ہو۔ ساشا اسے دونوں نکات پر قائل کرنے میں کامیاب ہوگیا کہ وہ دونوں امور میں غلطی پر تھا اور یہ بھی کہ وولن کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع ملنا چاہئے جو اسے خارکوف جیل میں میسر نہیں آسکتی۔ کریسنسکی بالآخر ساشا کے دلائل کے آگے جھک گیا۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ خارکوف کے مجاز ارباب اختیار کو بذریعہ تار ہدایت دے گا کہ وہ اسے دارالحکومت روانہ کردیں۔ بظاہر وہ اپنی بات پر قائم رہا کیونکہ بہت جلد ہمارا کامریڈ ماسکو پہنچا دیا گیا اور بتر کی جیل میں بند کردیا گیا۔ اور اس کے کچھ عرصے کے بعد وسیولڈ وولن کو رہا کردیا گیا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پیتروگراد کی دونوں لڑکیوں کی رہائی عمل میں آنے کے بعد ہمارا خیال یہ تھا کہ جب تک مہم اپنے طویل سفر کو شروع کرنے کے لئے تیار ہوگی ہم دوسری باتوں پر توجہ دے سکیں گے۔ سب سے پہلے تو ہم صنعتوں کا پھیرا لگانے نکلے۔

میں نے فیکٹریوں کی حالت کے متعلق بہت سی افواہیں سنی تھیں۔ مگر میں ابھی تک فیکٹریوں تک رسائی نہ حاصل کر پائی تھی۔ مجھے ان کہانیوں کو مان لینے میں تذبذب تھا۔ مجھے عرصہ ہوا یہ پتہ چل چکا تھا کہ جو ملک صحافت اور اظہار کی آزادی سے محروم ہو وہاں عوامی نقطہ نظر زیادہ تر مبالغے اور کذب پر پروان چڑھتا ہے۔ مجھے چاہئے کہ میں خود کارخانوں اور ملوں کا معائنہ کروں۔ اور کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے یہی بات میں اپنے تمام اطلاعات پہنچانے والوں سے کیا کرتی۔

فیکٹریوں کا معائنہ کرنے کی میری دیرینہ خواہش اور کاریگروں سے ان کی میز پر کھڑے ہو کر گفتگو کی امید اس وقت بر آئی جب مام راوچ نے مجھ سے درخواست کی میں چند امریکی صحافیوں کے لئے بطور گائڈ فرائض انجام دوں جو بلا پیشگی اطلاع کے پیتروگراد میں نمودار ہوئے تھے۔ یہ بات تو بعد میں مجھے پتہ چلی کہ ان میں ایک اخبار والا ایسا بھی تھا جس نے فن لینڈ کے راستے میں ہم سے ترتیرے اوکی (فن لینڈ) کے ساحل پر اترنے کے بعد انٹرویو لیا تھا۔ یوں لگا جیسے اس بات کو صدیاں گزر چکی ہوں۔ سوویت روس میں اس نے بارہا کوشش کی تھی اور یہ بات اس نے ساشا سے سرحد پر بھی کہی تھی اور اس سے ملتمس تھا کہ چیچرن سے اس کے متعلق چند کلمات کہہ دے جس کے ہاتھ میں صحافیوں کے ملک میں داخلہ دینے کے اختیارات تھے۔ اس نوجوان نے اپنے بے تکلفانہ طریقہ گفتگو اور اطوار سے خوشگوار اثرات چھوڑے تھے لیکن اس کے سوا ہمیں اس کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔ نہ اس کا نام اور نہ ہی اخبار جس کا وہ نمائندہ تھا۔ یہ صرف عین وقت پر ہوا جب ہم سرحد پار کرنے لگے تو اس نے ہمیں اپنا کارڈ تھما دیا۔ ساشا وعدہ کر چکا تھا کہ وہ وزارت خارجہ کے عوامی کمیسار کو اس کا پیغام پہنچا دے گا۔ تاہم یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ساشا اس کی وکالت نہیں کرے گا۔ ساشا نے مگر اپنا وعدہ پورا کیا اور چیچرن کو بتا دیا کہ ایک نوجوان صحافی بنام جون کلیٹن روس آنے کو بیتاب ہے اور یہ بھی کہ وہ شکاگو ٹریبون کا نمائندہ ہے جو امریکہ کے رجعت پسند اخبارات میں سے ایک ہے۔

ہم نے اس معاملے میں بعد میں کچھ اور نہ سنا اور روس کی گھما گھمی کی زندگی میں کلیٹن کو وجود کو فراموش کر چکے تھے۔ میں اس لئے ذرا سی حیران بھی ہوئی جب پیتروگراد واپس آنے پر مام راوچ نے یہ پوچھا کہ کیا تم کسی ایسے نوجوان کو جانتی ہو جس کا نام کلیٹن ہے۔ اسے سرحد پر گرفتار کر لیا گیا ہے کیونکہ وہ روس میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا اور اب وہ چیکا کی تحویل میں ہے۔ اس نے اپنے دفاع میں ہمارا نام لیا اور کہا کہ وہ قابل اعتبار لوگوں کو جانتا ہے اور یہ بھی کہ وہ لوگ اس کی سفارش کریں گے۔ میں نے راوچ کو وہی کہانی دہرا دی جو ساشا پہلے ہی چیچرن کو بتا چکا تھا اور یہ اضافہ بھی کر دیا کہ چونکہ یہ شخص اب سوویت سرزمین پر پہنچ ہی گیا ہے یہ ایک مناسب پالیسی ہوگی کہ اسے رہا کر دیا جائے۔ یہ اس سے زیادہ نہیں دیکھ سکتا جو روسی حکومت نہ دکھانا چاہے اور نہ ہی وہ کوئی ایسی خبر ارسال کر سکتا ہے جب تک بالشویکوں کی سنسر شپ کی چھلنی میں سے نہ گزرے۔ تو پھر ڈرنے کی کیا بات ہے؟ مام راوچ نے یہ فیصلہ کیا کہ معاملے کو جوں کا توں سرحدی چیکا کو بتا دیا جائے اور حتمی فیصلہ ان پر چھوڑ دیا جائے اس کے بعد کلیٹن کے متعلق کچھ اور سننے میں نہ آیا۔ اور اس وقت میری حیرانی کی انتہا نہ رہی جب ایک دن میں اس سے آسٹوریا ہوٹل میں اپنے کمرے کے دروازے پر ملی۔ ''تم کہاں آوارہ گردی کر رہے تھے؟'' میں نے اسے کمرے میں بلانے کے بجائے بے سوچے سمجھے بولنا شروع کر دیا۔ ''اوہ، مجھ سے یہ نہ پوچھو۔'' اس نے گھگھیا کر جواب دیا۔ میں جان کی بازی لگا کر اس ملک میں داخل ہوا یہاں آنے میں میری نیت نیک تھی مگر مجھ سے کتوں سے بدتر سلوک کیا جا رہا ہے۔'' ''ارے بھئی ہوا کیا؟'' میں نے چھیڑا ''مایک کی محبت میں'' کلیٹن چیخا۔ ''تم اتنی گھٹیا ہو کہ اب تک تم نے مجھے کمرے میں آنے تک کو نہیں کہا؟ مجھے اپنی بپتا سنانے کے لئے پورا دن چاہئے۔'' اس غریب کے چہرے سے بیکسی ٹپک رہی تھی اور میں بدتمیزی بھی نہیں کرنا چاہتی تھی، ایک امریکی نامہ نگار تک سے بھی، اگرچہ دنیا میں چند ہی لوگ مجھ جیسے ہوں گے جن کے پاس ایسا کرنے کی وجوہ تھیں۔ ''بڑے میاں اندر آ جاؤ اور دل کا بوجھ ہلکا کر لو۔'' میں نے شگفتہ لہجے میں کہا، اس کا چہرہ کھل گیا۔ ''شکریہ ای جی'' اس نے جواب میں کہا 'مجھے پتہ تھا کہ وہ تمہیں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بالشویکوں کی طرح سنگدل نہیں بنا سکتے۔'' ''فضول باتیں نہ کرو'' میں نے اس کی اصلاح کی۔ سارے بالشویکی سنگدل نہیں ہیں اور اگر ان میں کچھ ہیں بھی تو وہ تمہاری حکومت کی عنایات کے طفیل ایسے ہو گئے ہیں جو دیگر طاقتوں سے مل کر روسی خلقت کو بھوکوں مارنے پر تلی ہوئی ہے۔''

کلیٹن نے اپنی داستان سنائی کہ کس طرح سے وہ رشوت دے کر اور جھکائی دے کر فن لینڈ سے داخل ہوا، پکڑا گیا، چیکا کی غلیظ جیل میں ڈالا گیا اور آخر میں ماسکو روانہ کر دیا گیا۔ جہاں وہ چھ ہفتے تک ''آزاد'' رہا۔ ''آزاد؟'' میں نے حیران ہو کر پوچھا۔ ہاں اسے شائید وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے کو نہ ملتا جو اس نے حاصل کر لیا۔ اس نے ایک پرزہ تک نہ بھیجا یہاں تک کہ ایک ادنیٰ سی کہانی بھی نہیں جہاں تک اس کی ذات کا تعلق ہے اس کے ماسکو پہنچنے کے ساتھ ہی ہمہ اقسام کا امتیازی سلوک اور قانونی موشگافیاں روا رکھی گئیں۔ ''میں تو اسے سڑاند کہوں گا اور کسی اخباری نمائندے کے ساتھ اس سلوک کو غلط فیصلہ کہوں گا۔'' اس نے تلخ لہجے میں کہا۔

کہاوت تو یہ ہے کہ مرد کے دل کو راستہ معدے میں سے جاتا ہے اس لئے کلیٹن کے برہم مزاج کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کچھ درکار تھا ''تمہاری باتوں کو سننے کے لئے کافی وقت چاہئے۔'' میں نے کہا۔ ''مگر پہلے تم ایک پیالی کافی پی لو۔'' ''ارے، یہ تو بڑی ضیافت ہو گی۔'' وہ مارے خوشی کے بول پڑا۔ دو پیالیاں پینے کے بعد اس کی جھنجھلاہٹ کچھ کم ہو گئی اور وہ معقولیت پر مائل لگنے لگا۔ اس سے پہلے کہ ہم فیکٹری کے معائنے کے لئے نکلتے کلیٹن یہ تسلیم کرنے کو آمادہ ہو گیا کہ یہاں اس کی حیثیت کتنی بودی تھی اور اس پر ناراض ہونا محض حماقت تھی۔ کچھ بھی کہئے وہ ایک انجان شخص تھا اور شکاگو ٹریبون کی جاری کردہ اسناد شناخت ردی کے پرزے۔ جاسوس اور سازشیں کمیونسٹوں کا مراق ہے۔ جس طرح سے روس کو انقلاب کے دشمن گھیر رہے ہیں یہ فطری امر ہے۔ اسے اپنے ناخوشگوار تجربات کو اسی پس منظر میں دیکھنا چاہئے اگر اس کی نیت وہی ہے جو کہ اس نے بتائی تھی۔ ورنہ دوسری صورت میں وہ ویسی ہی احمقانہ باتیں بیان کر سکے گا جیسی کہ اس کے دیگر ساتھی عورتوں کی مبینہ قومیانے والی یا پھر بلغ ژوا کے کان اور انگلیاں پکا کر کھلانے والی باتیں اور ویسی ہی ظلم و تعدی کی چٹ پٹی کہانیاں بیان کرو گے جیسی امریکی صحافت شائع کرتی رہی ہے۔ کلیٹن نے قسم کھا کر کہا وہ ایسی جعل سازی میں ملوث نہ ہو گا۔ ''تیل دیکھو اور اس کی دھار دیکھو'' اس نے مجھے اطمینان دلایا۔ میں تو بتیس سال سے منتظر ہوں اور اس تمام عرصے میں ایک ڈائجنیز لالٹین لئے عرصہ دراز سے حق بجانب اور درست بیانی کو امریکی اخباری لوگوں میں تلاش کر رہی ہوں۔ مجھے چند مستثنیات سے واسطہ بھی پڑا ہے، بلاشبہ مگر بہت کم اور بڑے وقفوں کے بعد لیکن ان میں سے کوئی بھی شکاگو ٹریبون سے متعلق نہ تھا۔ امید کرتی ہوں کہ وہ مستثنیات میں سے ایک ثابت ہو گا۔

سیاحوں کی سرکار کی جانب سے رہنمائی کرنے کا کردار پچ پوچھئے تو مجھے پسند نہ تھا۔ لیکن میں نے راوچ سے اس لئے انکار نہ کیا کیونکہ وہ میری بدنصیبوں کے صحرا میں عموماً نخلستان کی مانند نمودار ہوتی رہتی تھی۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی محسوس کرتی تھی کہ روس کی حالت نہایت وسیع اور اتنی توانا ہے جسے میں ابھی پوری طرح اپنی گرفت میں نہیں لے سکی تھی۔ اگرچہ میں اس فیصلے پر حتمی طور پر پہنچ چکی تھی کہ میں بالشویکوں کے سیاسی حلقہ اثر میں کام نہ کروں گی۔ میرے لئے فی الحال سب سے اہم بات یہ تھی کہ کوئی امریکی اخبار سوویت روس کے خلاف میرا حوالہ نہ دے۔ ایسا اس لئے نہ تھا کہ آخر الذکر ابھی تک مختلف محاذوں پر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔ میں ایسے حالات کے نرغے میں تھی کہ نہیں چاہتی تھی کہ کلیٹن میری مدد سے اطلاعات حاصل کر لے اور نہ ہی میں اس آرزو میں مری جا رہی تھی کہ اس سے عمداً جھوٹ بولوں۔ میں نے یہ دلیل دی کہ مام راوچ کو یہ بات بخوبی معلوم تھی تب ہی کلیٹن کو اس نے فیکٹریوں کے معائنے کی اجازت دی۔ ان کی حالت اتنی خستہ نہ تھی جیسا کہ مجھے بتایا گیا تھا۔ یا ممکن ہے اس نے سوچا ہو کہ میری موجودگی سے چیزیں اتنی ناگوار نظر نہ آئیں گی۔ خوش قسمتی کی بات ہے کہ ساشا بھی ساتھ چل رہا تھا۔ یوں ہم دونوں میں سے ایک کو پیچھے رہ کر موقع مل جائے گا کہ کارکنوں سے بات کر لے جبکہ دوسرا کلیٹن کو مفہوم سمجھائے گا اور حالات کی سرکاری روداد بیان کرے گا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پیوتیلوف ورکس بیکسی کی حالت میں ملا۔ زیادہ تر مشینوں پر کوئی کام کرنے والا نہ تھا اور باقی مرمت طلب تھیں جگہ غلیظ اور لاوارث۔ جب ساشا کلیئن کو سمجھانے میں لگا ہوا تھا جو کارخانے کا سپرنٹنڈنٹ بتا رہا تھا، میں پیچھے رہ گئی۔ میں نے کارکنوں کو بولنے پر آمادہ نہ دیکھ کر بتایا کہ میں امریکہ کی ایک تو ارش ہوں اور بالشویک نہیں ہوں اس سے بہت فرق پڑ گیا۔ انہوں نے سارا کچا چٹھا کھول دیا لیکن انہوں نے یہ بھی کہا کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں، کوئی دن نہیں جاتا جب ہمارا کوئی ساتھی کارکن کام پر نہیں آنے پاتا اور بیمار بتایا جاتا ہے؟ نہیں، لیکن انہوں نے ذرا بلند آواز میں احتجاج کیا تھا۔ میں نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ بات مجھے ارباب اختیار نے بتائی ہے کہ پیوتیلوف کے کارکنان چونکہ ایک اہم صنعتی شعبے میں کام کرتے ہیں اس لئے انہیں دیگر محنت کشوں کی بہ نسبت بہتر راشن ملتا ہے..... روٹی دو پونڈ یومیہ اور دیگر مصنوعات کے خصوصی حصے۔ ان لوگوں نے حیرانی میں مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ تم چاہو تو ہماری روٹی کھا کر دیکھ لو ان میں سے ایک نے سمجھایا اور ایک کالا سا ٹکڑا بڑھا دیا۔ زور سے کاٹو تو، اس نے طنزاً کہا۔ میں نے کوشش کی مگر چونکہ میں دندان ساز کی فیس نہیں ادا کر سکتی تھی اس لئے میں نے وہ چرمی ٹکڑا لوٹا دیا جس سے ان تمام لوگوں کا مجمع جو مجھے گھیرے ہوئے تھا ہنسنے لگا۔ میں نے کہا کہ خراب روٹی اور کیا بی کا الزام کمیونسٹوں پر نہیں رکھا جا سکتا۔ اگر پیوتیلوف کے کارکن اور دیگر صنعتوں میں ان کے بھائی پیداوار میں اضافہ کریں گے تو کسان بھی اپنی فصلوں کی پیداوار میں اضافہ کریں گے۔ ہاں انہوں نے جواب دیا، یہی رام کہانی انہیں روزانہ سنائی جاتی ہے کہ محنت کشوں کو اسی لئے عسکری قوت بنایا جا رہا ہے۔ یہ بہت مشکل ہے کہ آدمی خالی پیٹ کام کرے جبکہ ان کے لئے چلنا پھرنا بھی دشوار ہے۔ اب یہ سرے سے ناممکن ہو چکا ہے۔ نئے فرمان نے تو محض عمومی بدحالی میں تلخی کا اضافہ کیا ہے۔ اس طرح تو مزدوروں کو ان کے دیہات سے بہت دور لے جایا جاتا ہے جہاں انہیں پہلے کچھ نہ کچھ مل جایا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں سرکاری اہلکاروں اور نگہبانی کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور اب انہیں بھی کھلانا پڑتا ہے۔ یہاں کے سات ہزار ملازمین میں سے صرف دو ہزار ہی پیداوار میں حصہ لیتے ہیں۔ قریب کھڑے ہوئے ایک عمر رسیدہ کارکن نے مجھے بتایا۔ اگر میں نے منڈی نہ دیکھی ہوتی۔ ایک اور نے سرگوشی کی، میں نے ان لوگوں کے لئے کسی چیز کی کمی نہ دیکھی جن کے پاس ادا کرنے کو دام ہیں۔ میرے پاس جواب دینے کے لئے وقت نہ تھا۔ ایک ٹرے پر جو کسی نے قریب سے دی تھی وہ لوگ ایک جانب میزوں کی طرف لپکے اور میں اپنے ساتھیوں سے جا ملی۔

ہماری اگلی منزل لگا جیسے فوجی پڑاؤ ہو۔ مسلح سنتری وسیع و عریض مال گودام کے چاروں طرف تعینات تھے اور مل کے اندر بھی۔ ''اتنے بہت سے محافظین کی کیا ضرورت ہے؟'' ساشا نے انچارج کیسار سے پوچھ لیا۔ کچھ دنوں سے مال کے ڈبوں سے اتارا جانے والا آٹا لاپتہ ہو جاتا تھا، جواب یہ ملا۔ اور سپاہی اس برائی سے نمٹنے کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ وہ چوری کو ختم کرنے میں تو کامیاب نہ ہو سکے لیکن چند قانون شکنوں کو ضرور پکڑ لیا گیا۔ وہ کارکنوں کا ایک ایسا گروہ ثابت ہوا جنہیں سٹے بازوں نے گمراہ کر دیا تھا۔ بات کچھ بھی رہی ہو سرکاری وضاحت سخن سازی لگتی تھی۔ میں نے اپنی رفتار اس توقع میں دھیمی کر دی کہ شائد کسی کارکن سے قربت مل جائے۔ مجھے کھل جا سم سم بھی معلوم تھا ''امریکہ سے آئی ہوں عسکری پرولتاریوں نے یکجہتی کا پیغام بھیجا ہے اور سگریٹ کا تحفہ۔'' ایک نوجوان جس کے جبڑے بڑے تھے اور روشن آنکھوں والا تھا اس نے میری توجہ مبذول کرائی جب وہ آٹے کا بورا اپنے کاندھوں پر رکھے میرے قریب سے گزرا۔ جب وہ دوسرا اٹھانے کو پلٹا میں نے اپنی جادو کی کنجی گھمائی، جس نے اثر دکھایا۔ کیا وہ بتا سکتا ہے کہ مسلح سپاہی یہاں کیوں تعینات کئے گئے ہیں؟ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ نئے فرمان کے تحت محنت کشوں کو عسکری قوت میں ڈھالا جائے گا۔ جواب میں اس نے سوال داغ دیا..... کارکنوں نے اس کا برا مانا تھا کہ یہ ان کے انقلابی مردانگی کی توہین ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے سپاہی بھائی، جنہوں نے اکتوبر کے ایام میں ہماری مدد کی تھی انہیں ہم پر محافظ کتوں کی طرح بٹھا دیا گیا ہے۔ میں نے آٹے کی چوری کا معاملہ پوچھا تو کیا محافظین اسے روکنے کے لئے نہیں تعینات کئے گئے۔ اس پر وہ شخص افسردگی سے مسکرایا۔ یہ بات صرف کیسار کو معلوم ہوگی، اس کے بقول کہ آٹا کون چرا رہا ہے کیونکہ پھاٹک

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے اسے نکالنے کے بھی ذمہ دار ہیں۔اور انقلاب کا کیا فائدہ ہے؟ کیا اس نے کارکنوں کو کچھ نہیں دیا۔ میں نے پوچھ لیا۔آہ جی ہاں ''عرصہ ہوا اس پر پابندیاں لگائی جا چکی ہیں۔اب یہ سڑاند والا تالاب ہے۔ یہ پھر سے پھوٹ پڑے گا، اگر چہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔''

شام میں جب میں نے اور ساشا نے اپنی یادداشتوں کا موازنہ کیا تو ہم اس پر متفق ہو گئے کہ ہم نے وہ سب کچھ دیکھ لیا جو ہم سوویت فیکٹریوں کی حالت کے متعلق جاننا چاہتے تھے۔ہم مشکوک اعزاز کو سرکاری گائیڈوں پر چھوڑ سکتے تھے جو سیاہ کو سفید اور خاکستری رنگ کو گلابی بنا دینے میں بڑے ماہر تھے۔ساشا نے پھر سے سیاحوں کا رہنما بننے سے سختی سے انکار کر دیا لیکن میں نے بے مانگے ملنے والے کام کو انجام دیا اور کلیٹن کو اگلی صبح میں لافرم ٹو بیکو ورکس لے گئی۔ہم نے انہیں اچھی حالت میں پایا کیونکہ اس کے سابق مالک اور منیجر کے پاس اب بھی اس کا انتظام تھا۔

جلد ہی کلیٹن رخصت ہو گیا اور یہ کہہ گیا کہ وہ جلد ہی لوٹے گا دیر تک قیام کرے گا اور حالات کا گہرا مطالعہ کرے گا۔اس کی بیوی ایک روسی تھی اس نے بتایا اور وہ اس کی گائیڈ بنے گی جس سے یہ غیر ضروری ہو جائے گا کہ وہ ہمارا وقت صرف کرے اور ہمارا ممنون ہو۔وہ اس میں بھی محتاط رہے گا کہ روس کے بارے میں کوئی گمراہ کن بات نہ کہے اور وہ اس پر قائم بھی رہا۔

گمراہ کن پر میں دل ہی دل میں مسکراتی تھی۔وہ غریب یہ نہ سمجھ پایا کہ روس میں میرا ہر دن کا قیام کتنا گمراہ کن ہے، جس میں میں دوسروں کو گمراہ کرنے کے علاوہ خود کو کتنا گمراہ کرتی ہوں۔کیا کبھی ایسا وقت آئے گا جب میں تن کر کھڑی ہو سکوں گی۔ میں سوچتی رہی۔

مہم کے لیئے کی جانے والی تیاریاں بہ آہستگی جاری تھیں جبکہ میرا اعصابی تناؤ پھٹنے والا تھا۔حال ہی میں میری جو ہمت بندھی تھی اسے تازہ تازہ حاصل ہونے والے ہولناک حالات کے تاثرات نے زائل کر دیا کہ خلقت کن مسائل اور پر مشقت حالات میں زندگی بسر کر رہی ہے۔اینجلیکا بالابانوف کی آمد نے تاہم میرے ذہن پر سے بوجھ کم کر دیا۔

اسے ماسکو سے اس لیئے روانہ کیا گیا تھا تا کہ متوقع برطانوی لیبر مشن کے استقبال کے انتظامات کو مکمل کیا جا سکے۔غریب اینجلیکا اس بے چاری کو بھی بغیر تنزلی کے گائیڈ کے عہدہ جلیل پر فائز کیا جا چکا تھا۔اور مجھے یقین تھا کہ وہ بھی اندر ہی اندر اتنا ہی کھول رہی ہو گی جتنا کہ میں اس چور سپاہی والے کھیل سے بیزار تھی کیونکہ اب وہ اپنے شگفتہ عقیدے کا سایہ لگتی تھی۔

دریائے نے وا کے کنارے نارشکن محل صوبائی دارالحکومت کا حسین ترین محل تھا جو ممتاز برطانوی مہمانوں کے لیئے مخصوص کر دیا گیا۔یہ 'اکتوبر' کے زمانے سے مقفل تھا اور اینجلیکا نے اسے استعمال کے قابل بنانے کے لیئے مجھ سے مدد چاہی میں نے بخوشی حامی بھر لی۔اگر چہ سچی بات یہ ہے کہ اسے کام کی حد تک میری ضرورت نہ تھی۔ملازموں کی ایک قطار کو احکام جاری کیئے جا چکے تھے تا کہ صفائی کریں جسے مختصر مدت میں محض تین افراد انجام دے سکتے تھے۔مجھے لگا جیسے اینجلیکا تنہائی کا شکار ہو اور اس پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالنے سے پتہ چل جاتا تھا کہ اس کی صحت پھر سے خراب ہے۔وہ میری رفاقت میں خوش رہتی اور میں بھی اس کے ساتھ رہنے میں خوش ہوتی اگر چہ میں کبھی اس پر مائل نہ ہوئی کہ اس سے اس موضوع پر بے تکلفی سے بات کروں جس سے ہم دونوں کے دل بوجھل تھے۔یہ تو بالکل ایسا ہی تھا کہ گھاؤ کو کریدا جائے۔اینجلیکا ساشا کو بھی بہت پسند کرتی تھی۔اس نے پہلے ہی اس کی مدد مانگ لی تھی تا کہ خطبہ استقبالیہ کا ترجمہ کرے جو دورہ کرنے والوں کی خدمت میں پیش کیا جانے والا تھا اور مترجم کے فرائض انجام دے۔

بالآخر مشن آ پہنچا۔اس کے زیادہ تر ارکان اینگلو سیکسن گھمنڈ والے لوگ تھے کہ ''ہم تجھ سے بہتر ہیں۔'' وہ مداخلت کے خلاف تھے اور انہوں نے اس پر برملا اظہار فخر بھی کیا کہ انہوں نے سوویت روس پر حملوں سے قطع تعلق ظاہر کیا تھا۔لیکن جہاں تک انقلاب اور کمیونزم کا تعلق تھا ان کا رویہ، نہیں جناب، شکریہ والا تھا۔یعنی یہ ہمارے لیئے نہیں ہے۔اس استقبالیہ کے پس پردہ یہ جذبہ کام کر رہا تھا کہ اس وفد کی معرفت' برطانیہ کے محنت کشوں اور پوری دنیا کے اس طبقے کو مخاطب کیا جائے۔اور اس موقع کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ذریعے نشر و اشاعت کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ ارتسکی محل کے سامنے زبردست فوجی مظاہرہ بہت بڑے پروگرام کے دیگ کا ایک چاول تھا۔ دیگر تقریبات تو کہیں زیادہ ترغیباتی ہوتا تھیں۔ نارشکن محل میں منعقد ہونے والے عشائیوں میں میز پر ایسی انواع واقسام کی اشیاء رکھی جاتی تھیں جنہیں قحط زدہ روس نہ جانے کیسے جمع کرتا تھا۔ میں ذاتی طور پر بتا سکتی ہوں کہ وفد کے ماڈل اسکولوں کے دورے، منتخب فیکٹریوں کا معائنہ، آرام گاہوں، تھیٹروں میں ہونے والے کھیلوں، بیلٹس، کنسرٹ اور اوپیرا میں شرکت کرنے والے مشن کے ارکان نے انہیں زار کی شاہی نشستوں پر بیٹھ کر دیکھا۔ یہ چند ایک تقاریب تھیں جو ان کے لئے منعقد ہوئیں۔ لئے دیئے رہنے والی برطانوی فطرت بھی اس مہمان نوازی کے آگے پگھل گئی۔ وفد کے ارکان کی اکثریت ان تماشوں سے مسحور ہو کر رہ گئی اور قیام کے طول کے ساتھ ریشہ خطمی ہوتی چلی گئی۔

ان میں سے کچھ تو اپنے زور منطق سے مجھے قائل کرنے پر اتر آئے کہ روس جیسے پسماندہ ملک کے لئے آمریت اور چیکا ناگزیر ادارے ہوتے ہیں۔ بالخصوص وہ ملک جس کے باشندے صدیوں سے آمریت کے خوگر ہوں ''ہم اہل برطانیہ تو اسے برداشت نہیں کر سکتے'' ایک مندوب نے بالآعلان کہا۔ ''مگر ان جاہل اور بے خبر روسی عوام کا معاملہ جدا ہے جو تہذیب سے بیگانہ ہیں۔'' اس کی دانست میں سوویت حکومت نے حیران کن دانشمندی اور مہارت سے کام لے کر اس انسانی خام مال کو کار آمد بنایا ہے لیکن اوسط درجے کا برطانوی بھی ان چیزوں سے نباہ نہیں کر سکتا۔ ''اوسط درجے کا انگریز'' میں نے یہ دندان شکن جواب دیا ''ہاں وہ ترجیح دے گا کہ بگھی کے پیچھے پیچھے ایک کلومیٹر بھاگے اور معزز آدمی کی چاپلوسی کرے جس کے عوض اسے گراں بہا دو پنس ادا کئے جائیں۔ اگر تمہیں لندن میں کوئی ایسا منظر دیکھنے کو ملے تو ہو نہ ہو یہ بیرون شہر ہوتا ہے۔'' اس نے جواب دیا۔ ''بالکل درست، میں نے کہا اور یہ انگلینڈ میں بیرون شہر اس تواتر سے ہوتا ہے کہ جو تمہارے ملک میں کسی بھی بنیادی اقتصادی تبدیلی کی راہ میں سنگ گراں ثابت ہوگا۔ لیکن میں اس بات کو فراموش کر بیٹھی کہ تم انگریزوں کے نصیب میں کوئی انقلاب نہیں ہے۔ یہ صرف غیر مہذب اور گنوار روس میں ممکن ہے۔''

میں اٹھ کر شاہی بکس کے عقب میں اس لئے جا بیٹھی تا کہ باقی ماندہ بیلٹ کے درمیان میں برطانوی آسودہ خاطر احساس برتری کا دھیان نہ پھٹکے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک شخص فوجی وردی میں داخل ہوا۔ جب دوبارہ روشنیاں جلادی گئیں تو میں نے اسے پہچان لیا وہ لیون ترانسکی تھا۔ اس کے خدوخال اور رویئے میں ان تین سال میں کتنی تبدیلیاں آچکی تھیں! اب وہ پہلے جیسا زردی مائل، دبلا، سینک سلائی جلاوطن نہیں لگ رہا تھا جس سے میں ۱۹۱۷ء کے موسم بہار میں نیویارک میں ملی تھی۔ بکس میں براجمان شخص لمبائی اور چوڑائی میں پھیلا ہوا لگا۔ اس کے سر اور داڑھی کے بالوں میں کئی سرمئی لٹیں بھی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اقتدار کا مزہ چکھ چکا تھا اور اسے اپنے اختیارات کا بھی گہرا احساس تھا۔ اس کی وضع قطع میں فخر جھلکتا تھا۔ اس کی نگاہوں میں لاپراوہی بلکہ تحقیر جھلکتی تھی جب اس نے برطانوی مہمانوں پر ایک نظر دوڑائی۔ وہ کسی سے مخاطب نہ ہوا اور جلد ہی رخصت ہو گیا۔ اس نے مجھے نہ پہچانا اور نہ ہی میں نے اسے خود کو شناخت کرانے کی کوئی کوشش کی۔ ہم دونوں کے درمیان والی خلیج اب مزید وسیع ہو چکی تھی اور اسے پار کرنا اور بھی دشوار۔

برطانوی وفد میں تاہم چند ایسے ارکان بھی موجود تھے جو اس پر تلے ہوئے تھے کہ ان کے اطراف میں چاہے کتنی ہی طلسماتی چیز ہو مگر اس پر حیران ہونے کے باوجود ان کا منہ کھلا کا کھلا نہ رہنے پائے کیونکہ ان کی فکری آنکھیں بند تھیں۔ ان میں محنت کشوں والے اوصاف سرے سے موجود ہی نہ تھے۔ ان میں سے ایک مسٹر برٹرینڈ رسل تھے۔ نہایت شستہ لیکن حتمی طور پر بالکل ابتدا ہی سے سرکاری اتالیقی نہ قبول کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ وہ اپنی مرضی سے ادھر ادھر چل دیتے۔ انہیں جس اعزاز سے نوازا جا رہا تھا وہ اس پر خورسند نہ ہوئے کہ انہیں ایک قصر میں ٹھہرایا گیا ہے اور انہیں نعمتیں کھلائی جا رہی تھیں۔ شکوک کا حامل شخص ہے، بالشویکوں نے سرگوشیاں کیں۔ لیکن تم پھر ایک بلغ ژواسے کیا توقع رکھتے ہو؟ اینجلیکا کا اس گفتگو سے دل ٹوٹ گیا۔ کہنے لگی کہ یہ حماقت اور مجرمانہ بات ہے کہ آپ لوگوں کو جھانسہ دیں، لوگوں کو اپنی نظروں سے حالات کا جائزہ لینے کا موقع دینا چاہئے جیسی کہ وہ ہیں۔ وہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس پر مصر تھی کہ وہ یہ محسوس کریں کہ روس کو محاصرے میں لئے جانے کی وجہ سے کتنی اندوہناک قلت اور مصائب کا سامنا ہے۔ شائد اس طرح عالمی ضمیر کو ان طاقتوں کے خلاف جگانے میں مدد ملے جن کی وجہ سے ملک فاقہ کشی میں مبتلا ہے۔ لیکن چیکا اس کے برعکس سوچ رہی تھی۔ اگرچہ اس نے مندوبین کی نقل وحرکت میں بظاہر زیادہ مداخلت نہ کی۔

مسٹر رسل ایک دن ہنری۔ جی۔ السبرگ کے ساتھ ہم سے ملنے آئے۔ یہ ایک امریکی نامہ نگار تھا جو وفد کے ہمراہ آیا تھا۔ وہ 'نیویارک نیشن' اور 'لنڈن ڈیلی ہیرالڈ' کی نمائندگی کر رہا تھا۔ جون کلیٹن سے السبرگ استھونیا میں مل چکا تھا اس نے اسے بتا دیا تھا کہ ہم اسٹوریا میں مقیم ہیں اور ان کے ہاتھ چند اشیائے صرف بھی بھیجی تھیں۔ خلاف توقع سیدھا کاٹ جانا جشن کا متقاضی تھا۔ اور ہم نے دونوں ملاقاتیوں کو ظہرانے تک ٹھہرنے کو کہا۔ میں نے سہولتوں سے محروم چھوٹے سے باورچی خانے میں کھانا پکایا۔ اسے کسی طرح بھی مکمل کھانا نہیں کہا جا سکتا تھا۔ لیکن میرے مہمانوں نے مجھے یقین دلایا کہ انہیں محل میں پیش کئے جانے والے انواع واقسام کے کھانوں سے اچھا لگا۔ اور ہم جشن کے لئے مخصوص نارشکن کے دیوان خانے میں حریم واطلس کے پردوں کے پیچھے اور نفیس برتنوں میں کھلائے جانے والے کھانے سے بھی زیادہ یہاں محظوظ ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان میں بیٹھ کر کم از کم انہوں نے روسی زندگی کے ایک حقیقی گوشے کو دیکھا جو خوف اور نوازش سے مبرا تھا۔ یہ ہمارا روس کے باہر کی دنیا سے پہلا رابطہ تھا خصوصاً ایسے لوگوں سے جنہیں ہمارے ملک کی بہبود سے گہری دلچسپی تھی۔ ملاقاتیوں کے ساتھ گزرے ہوئے ایک ایک لمحے سے ہم نے مسرت کشید کی۔ ہنری السبرگ مجھے پسند آیا۔ اس کی ذات میں امریکہ میں جو بھی خوبیاں ہیں ان کی مہک تھی..... اخلاص اور سادہ خوش مزاجی، راست گوئی اور بھائی چارگی۔ مسٹر رسل لئے دیئے رہنے والا شخص تھا لیکن کریمانہ مزاج اور بے تصنع شخصیت۔

اینجلیکا نے وفد کی ماسکو روانگی سے پہلے اس کے اعزاز میں ہونے والی آخری تقریب میں ہمیں بھی مدعو کیا تھا۔ ہم وہاں بطور مترجمین گئے تھے۔ اسی شام وہ مشن کے ساتھ ماسکو کے لئے روانہ ہوگئی۔ اس نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہوتا کہ ساشا اس کا ہم جلیس ہو جاتا۔ اسے میوزیم کی مہم کی دیکھ بھال کرنا تھی کیونکہ ابھی تک اس سفر کے لئے کوئی ڈبہ بھی حاصل نہ کیا جا سکا تھا۔ مگر اینجلیکا کو کون انکار کر سکتا تھا۔

ہماری مہم کے لئے درکار ہر شے تیار ہو چکی تھی سب سے اہم ترین چیز..... ریل کے ڈبوں کے علاوہ۔ انقلاب کے عجائب گھروں کے کمیسار یاتمانوف جو ایک مختار کمیونسٹ تھا اور سیکریٹری کا پلان ہفتوں اس میں لگے رہے کہ ہمارے لئے دستیاب ہو جائے لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن انہیں یقین تھا کہ ساشا زینویف کے ذریعے اس مسئلے کا حل نکال سکتا ہے جس سے لگتا تھا اس کے گہرے روابط ہیں۔ لیکن ساشا ابھی تک ماسکو میں برطانوی وفد کے ساتھ تھا۔ ایسے شخص کے لئے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا اشتعال انگیز تھا بالخصوص ایسے شخص کے لئے جس نے ساری زندگی سرگرم کارروائیوں میں بسر کی ہو۔ تاہم روس میں آنے کے بعد میں نے یہ ضرور سیکھ لیا تھا کہ صبر سے کام لینا چاہئے۔ پرولتاریوں کی آمریت ابد تک کے لئے بن رہی تھی اس میں چند ہفتے، مہینوں یا چند سال کی کیا اہمیت ہے؟

ساشا فوراً لوٹ آیا اور اس کے ساتھ ہی ڈبوں کے حصول کی کوششیں زور پکڑ گئیں۔ وہ دارالحکومت میں خوش نہیں تھا۔ پنچ اور جوڈی شو (کٹھ پتلیوں) جو برطانوی لیبر جشن کے لئے ترتیب دیا گیا تھا وہ اس کے لئے رنج کا باعث بنا۔ اینجلیکا بے چاری کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اسے دودھ میں سے مکھی کی طرح اس وقت نکال کر پھینک دیا گیا جیسے ہی اس نے ماسکو کے اسٹیشن پر مہمانوں کو کارخان اور اس کے متعدد منیجروں کے حوالے کیا۔ وہ برطانویوں کو لے اڑے اور برٹرینڈ رسل کو چھوڑ گئے۔ لگتا تھا کہ وہاں کوئی بھی اس کی مفکرانہ اور سائنس کی دنیا میں اس کے مرتبے سے واقف نہ تھا۔ ساشا نے صورت حال کو بگڑنے سے بچا لینے کے لئے کارخان کو بلا بھیجا جو اپنی پرآسائش کار میں روانہ ہونے جا رہا تھا اور جس میں وہ تنہا تھا۔ کارخان پوچھ بیٹھا کہ یہ کون ہے اور یہ کہا کہ اس نے برٹرینڈ رسل کا ذکر اس سے پہلے نہیں سنا۔ تاہم اس نے مذکورہ شخص کے متعلق ساشا کے چند کلمات

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کوتسلیم کرلیا کہ اس کے لئے زحمت کی جاسکتی ہے جس پر اس نے ساشا اور رسل دونوں کو کار میں سوار ہونے کی دعوت دی۔

ساشا نے برطانوی مشن کے اعزاز میں منعقد کی جانے والی عوامی نمائشوں اور مظاہروں سے خود کو الگ تھلگ رکھا۔ وہ اس قسم کے تماشے پہلے ہی بہت دیکھ چکا تھا۔ نہ اس کو یہ خیال رہا کہ ان عوامی تقریبات میں جب دھواں دھار تقاریر ہوں گی اور ان انجان برطانویوں پر جھوٹ کے پلندے لادے جائیں گے۔ اس نے انجلیکا کے لئے چند قراردادوں کا ترجمہ کیا اور وہ مندوبین کے ہمراہ بازار اور فیکٹریوں کے دوروں پر اور معائنے کے لئے بھی گیا۔ کارل رادیک نے اس سے فرمائش کی وہ لینن کی کسی تحریر کا ترجمہ کردے اور اس نے سرکاری کار بھی بھیجی تاکہ ساشا تیسری انٹرنیشنل کے صدر دفتر چلا آئے۔ وہیں پر رادیک نے اسے لینن کے ہاتھ کا لکھا ہوا مضمون ''بائیں بازو والوں کی بچوں والی بیماریاں'' (Infutidneeses of Leftism) ''میری حیرانی دیکھئے'' (Imagine my surprise) ساشا نے بتایا۔ ''ان صفحات کے ایک سرسری جائزے سے یہ پتہ چلتا تھا کہ یہ بالشویکی تعبیر سے مختلف ہر انقلابی وضع پر تیزابی حملہ تھا۔ میں نے رادیک سے کہہ دیا کہ میں ان کا ترجمہ اس شرط پر کروں گا اگر مجھے ان کتابچوں پر پیش لفظ لکھنے کا حق ہوگا۔'' ''رادیک نے تو اسی وقت تمہیں سڑی سمجھ لیا ہوگا جو بغاوت کا مرتکب ہے۔'' میں نے تبصرہ کیا۔ ہاں، وہ اتنا ہی پاگل تھا کہ مجھے اپنے دیوانے بھائی کے پاس لے گیا۔ رادیک نے اس کے بعد اس معاملے پر مزید کوئی زور نہ ڈالا اور ساشا اپنی ڈگر پر چلتا رہا۔ لیکن ماسکو میں کچھ اور چیزیں تھیں جنہوں نے اس کی ساری توجہ مبذول کرالیں۔ ہمارے بہت سے لوگ پھر سے جیلوں میں بند تھے، جن میں ہمارا کامریڈ ایسے گورڈن بھی تھا جو یونیورسلسٹ کلب کا رکن تھا اور جس نے ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے دوران میں متعدد اہم واقعات میں حصہ لیا تھا۔ انہیں بلا کسی الزام کے قید میں رکھا جا رہا تھا۔ ان کے متواتر مطالبے کہ انہیں گرفتاری کی وجوہ بتائی جائیں، بے نتیجہ رہے تھے۔ اس پر انہوں نے احتجاجاً بھوک ہڑتال شروع کردی۔ ساشا اس بات میں لگ گیا اور ارباب اختیار کو اس پر قائل کرنے لگا کہ یا تو ہمارے کامریڈوں پر فرد جرم عائد کی جائے یا انہیں رہا کردیا جائے۔ بڑی تگ و دو کے بعد وہ اس میں کامیاب ہوا کہ اسے پریوبازنسکی تک بازیابی حاصل ہوگئی، جو کمیونسٹ پارٹی کا سیکریٹری تھا۔ ساشا نے یہ بتانے میں اپنا زور صرف کیا کہ طویل بھوک ہڑتال کی وجہ سے قیدی بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ اس پر پریوبازنسکی نے سردمہری سے کہا ''جتنی جلدی وہ مریں گے، ہمارے لئے اتنا ہی مفید ہوگا''۔ ساشا نے اس پر اسے اطمینان دلایا کہ روسی انارکسٹوں کی یہ نیت نہیں ہے کہ اس کی پارٹی کو ممنون کریں۔ علاوہ ازیں اگر اس کا دور حکومت ہمارے کامریڈوں کو اذیتیں دیتا رہا تو آئندہ جو کچھ ہوگا اسے خود کو اس کا ذمہ دار ٹھہرانا ہوگا۔ ''کیا یہ دھمکی ہے؟'' سیکریٹری نے مطالبہ کیا۔ ''یہ محض ناگزیر حقیقت ہے، جسے تم جیسا جہاں دیدہ انقلابی سمجھ سکتا ہے۔'' ساشا نے جواب دیا۔

ہمارے کامریڈوں کو ماسکو میں ذرا سی آزادی میسر تھی۔ اس نئی پالیسی کے کیا مقاصد تھے یعنی عمداً نیست و نابود کرنا۔ ہم تو تعجب میں پڑ گئے۔ ساشا کا خیال تھا کہ یہ ماسکو میں منعقد ہونے والی انارکسٹ کانفرنس میں اختیار کئے جانے والے موقف کا شاخسانہ تھا اور جسے ہم نے ایک قرارداد کی شکل میں لینن کے حوالے کیا تھا۔ کمیونسٹ پارٹی کی منتظمہ کے جواب کی نقل ہمیں برق رفتار تیزی سے بھیجی گئی تھی۔ جس میں برملا کہا گیا کہ ''مثالیت پسند انارکسٹ سوویت حکومت کے شریک کار ہیں'' اور دیگر جو ہمارے شریک کار نہیں ہیں انہیں انقلاب کا دشمن سمجھا جاتا ہے اور اس لئے وہ اس سے زیادہ توجہ کے مستحق نہ تھے جتنا کہ انقلاب مخالفین، سوشل انقلابی یا مینشویک حقدار ہیں۔ عقل مند کو اشارہ کافی کے مصداق چیکا نے اس پر عمل درآمد کر ڈالا۔

یہ انتہائی اندوہناک صورتحال تھی لیکن ہم بے اختیار تھے۔ ہم اگر کوئی احتجاج کرتے بھی تو روس میں اس کا اثر اس سے زیادہ نہ ہوتا جتنا پیتروکروپوتکن یا ویرا فگنر کا ہوا تھا۔ ہم یہ بھی محسوس کرتے تھے کہ ہم غیر ملکی محنت کشوں سے بھی اپیل نہیں کرسکتے تھے۔

پولینڈ سے جنگ چھڑنے کی پہلی خبر ملنے پر میں نے اپنے تنقیدی شعار کو ایک جانب رکھ دیا اور محاذ پر خدمات انجام دینے کی غرض سے بطور نرس خود کو پیش کردیا۔ مام راوچ اس وقت پیتروگراد میں موجود نہ تھی اور میں اس سلسلے میں زورن سے ملنے گئی۔ جب سے لیزا کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تھی میں اکثر زورن سے ملنے لگی تھی۔ ماں اور نومولود بہت بیمار رہتے اور میں ان کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تیمارداری کرتی جس سے زورن کی ہم سے ناخوشی کم ہوگئی کیونکہ آرام گھروں کے معاملے میں ہم میں نا اتفاقی پیدا ہوگئی تھی۔ میری پیشکش کہ میں روس کی آزمائش کی گھڑی میں مدد کرنا چاہتی ہوں لگا جیسے وہ اس بات سے بہت متاثر ہوا۔ اسے پتہ چل چکا تھا کہ ساشا اور میں بالآخر اس کی پارٹی کے شریک کار بن جائیں گے، اور اس نے کہہ بھی ڈالا۔ اس کی دانست میں ہمیں تو صرف وقت چاہئے تھا ہم سمجھ جائیں گے کہ آمریت اور انقلاب ایک ہی شے ہے اور ایک کے لئے کام کرنے کا مقصد دوسرے کی بھی خدمت ہے۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ ارباب مجاز سے میری پیشکش کے متعلق بات کرے گا اور مجھے نتیجے سے آگاہ کرے گا۔ لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ اس سب کے باوجود یہ میرے وطن عزیز کی خدمت کرنے کے عزم صمیم میں کوئی لرزش نہ لا سکا۔ جس حیثیت میں ممکن ہوگا اس وقت اس کے علاوہ کسی چیز کی کوئی اہمیت نہ تھی۔

اسی اثناء میں ساشا ایک گاڑی کے ڈبے کے حصول میں کامیاب ہوگیا جو میوزیم کی مہم کے لئے درکار تھی۔ یہ ایک خستہ حال پلمین تھی جس میں چھ کمپارٹمنٹ تھے، لیکن جلد ہی اس نے اسے صاف کرالیا، رنگ وروغن ہوگیا اور جراثیم سے پاک کرالیا تا کہ انسان استعمال کرسکیں۔ وہ اس معاملے میں کامیاب ہو چکا تھا جس میں دیگر ناکام رہے تھے۔ میوزیم نے ساشا کو اس لئے مہم کا جنرل مینجر مقرر کر دیا۔ شاکول سیکریٹری نامزد ہوگیا جبکہ مجھے تین کام سونپ دیئے گئے۔ یہ سب کچھ تاریخی مواد جمع کرنے کے علاوہ تھا جس کے ہم تینوں برابر سے شراکت دار تھے۔ میرا انتخاب بطور خزانچی، امور خانہ داری اور باورچی کے ہوا۔ ایک روسی جوڑا جو انقلابی دستاویز کے معاملات کا ماہر سمجھا جاتا تھا وہ بھی ہمارے عملے میں شامل تھا۔ ہمارے جتھے کا چھٹا فرد ایک نوجوان یہودی کمیونسٹ تھا جس کا خاص کام یہ تھا کہ وہ ہر شہر میں پارٹی کے مقامی اداروں کا پھیرا لگائے۔ چونکہ دستے میں وہ اکلوتا کمیونسٹ تھا اس لئے ابتدا میں اس نے خود کو یوسف بے کارواں جانا کیونکہ وہ تین انارکسٹوں اور دو غیر جانبداروں میں آپھنسا تھا۔

ہماری گاڑی کو توشکوں، کمبلوں، رکابیوں اور ایسے ہی برتنوں کی ضرورت تھی جس کے لئے مجھے یا تمانوف سے احکام ملے کہ یہ چیزیں سرمائی محل سے مل سکتی ہیں۔ ان ''احکام'' سے مسلح ہو کر میں محل کے تہہ خانے میں اتر گئی جہاں زار کا گھریلو سامان ڈھیر تھا۔ اقتدار اور مرتبے کی بے ثباتی سے مجھے کبھی اتنا صدمہ نہ پہنچا تھا جتنا کہ اس وقت ہوا جب میری نظر اس دولت پر پڑی جسے ابھی حال ہی میں فرمانروا خاندان اوقات سلطنت میں استعمال کرتا تھا۔ تمام ممالک کی مشقت کا نچوڑ اور فضا یہاں پر یکجا تھی جو انمول چینی کے برتنوں، نایاب چاندی کے کانٹوں، تانبے، شیشے اور مشجّر برتنوں کی صورت میں موجود تھے۔ کمرے کے بعد دوسرے کمرے میں برتن اور رکابیاں چھت سے باتیں کر رہی تھیں اور ان پر مٹی کی موٹی سی تہہ جمی ہوئی تھی جو عظمت رفتہ پر مہر بلب گواہ تھی۔ اور میں ششدر کھڑی ہوئی تھی اور شان وشوکت کے اس انبار میں سے اپنی مہم کے لئے رکابیاں تلاش کر رہی تھی! کیا کوئی داستان اس سے بڑھ کر ہوشربا ہو سکتی ہے، جو انسانی انجام اور چند روزہ فطرت کو اتنا عبرتناک بنا دے؟

اس میں ہمارا پورا دن صرف ہوگیا تب کہیں جا کر ہم اپنے مطلب کے برتن نکال پائے اور اس کے باوجود منتخب شدہ اشیاء کسی عجائب گھر کے لئے زیادہ مناسب لگتی تھیں۔ میں اس حقیقت پر اپنے ہیجان کو کس طرح دبا سکوں گی جب ہم لوگ اپنی ہیرنگ مچھلی اور آلو اور خوش نصیبی سے شوربہ (بورش) دستیاب ہونے پر اسی رکابی میں کھائیں گے جس میں روسی فرمانروا اور ان کے کنبے کے افراد تناول کر چکے ہوں۔ تاہم میں اس بات پر بھی مسرور تھی کہ امریکی اخبارات کو اگر اس واقعے کی بھنک پڑ جائے تو وہ زمین آسمان کے قلابے نہ ملا دیں گے۔ برکمین اور گولڈمان جیسے سکہ بند انارکسٹ رومانوف زار کے کلی پھندنے دار کتان اور سفید چینی کے برتن استعمال کر رہے ہیں! اور آزاد پیدا ہونے والے امریکی جن میں دختران انقلاب بھی شامل ہیں، بادشاہت کو زندہ یا مردہ دیکھنے کی حسرت میں مرے جا رہے ہیں۔ ہاں یہ بھی کہ بطور یادگار کوئی جوتا ہی ہاتھ لگ جائے جس نے کسی پاؤں کو کبھی داب لیا ہو!

آج جون کی ۳۰ ہے اور سال ۱۹۲۰ء اور روس کی سرزمین پر ہمارے قدم رکھنے کے ٹھیک سات مہینے بعد ہمارا ٹھیک ٹھاک کرایا ہوا ڈبہ ایک شبینہ ٹرین سے جوڑ دیا گیا جسے 'میکسم گورکی' کہا جاتا اور ہم ماسکو کی جانب رواں دواں تھے۔ یہ چونکہ ''مرکزی'' مقام تھا اس لئے ہمیں وہاں ٹھہرنا تھا تا کہ مختلف محکموں سے شناخت نامے جاری کرائے جائیں۔ جن میں محکمہ تعلیم، عوامی صحت اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

امور خارجہ سے لیکن چیکا کو فراموش کرنا مشکل تھا۔ آخر الذکر سے ہمیں ایک ایسی سند حاصل کرنا تھی جو ہمیں انقلاب مخالف دستاویزات رکھنے کے باوجود قانون کی گرفت سے محفوظ رکھتی، ایسی دستاویز کو جمع کرنا بھی ہمارے کام کا جزو تھا۔ ہمیں توقع تھی کہ دارالحکومت میں چند دنوں کا قیام تمام انتظامات کی تکمیل کے لئے کافی ہوگا لیکن اس کے بجائے دو ہفتے لگ گئے۔

حالیہ واقعات کے درپیش آنے کی وجہ سے شہر میں ہلچل سی تھی۔ نانبائی ہڑتال پر تھے۔ ان کی تمام مجلس عاملہ تحلیل کی جا چکی تھی اور اس کے ارکان جیل میں تھے۔ طباعت کرنے والوں کی انجمن کا بھی ایسا ہی انجام ہوا تھا۔ ان کا جرم ان سے زیادہ سنگین تھا۔ انہوں نے برطانوی لیبر مشن کو بطور مہمان بلا کر ان کے ساتھ ایک ملاقات طے کر لی تھی۔ اس موقع پر سب سے حیران کن واقعہ یہ پیش آیا کہ نجانے کہاں سے پلیٹ فارم پر چرنوف نمودار ہو گیا۔ جو سوشل انقلابیوں کا رہنما تھا اور سابقہ آئینی اسمبلی کا صدر بھی تھا۔ چیکا عرصہ دراز سے چرنوف کو تلاش کرتی پھر رہی تھی جو روپوش تھا۔ جب وہ نمودار ہوا تو وہ سیاہ رنگ کی لمبی داڑھی بڑھائے ہوئے تھے اور یوں ابتدا میں پہچانا نہ جا سکا۔ بالشویکوں کے خلاف جذباتی تقریر کے خاتمے پر حاضرین نے اسے کھڑے ہو کر سراہا۔ لیکن جس وقت میٹنگ کے کمیونسٹ چیئرمین نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا تو وہ اس ہجوم میں گم ہو گیا جو اسے گھیرے تھا۔

پورے شہر میں اس لئے بھی گہما گہمی تھی کیونکہ دوسری کانگریس میں شرکت کی غرض سے متعدد غیر ملکی وفود آئے ہوئے تھے جنہیں سرخ ٹریڈ یونین انٹرنیشنل میں شرکت کرنا تھی۔ ہمیں اس وقت از حد خوشی ہوئی جب انہی میں ہمیں چند ہسپانوی، فرانسیسی، اطالوی، جرمن اور اسکینڈے نیویا کے انارکو۔ سنڈیکلیسٹ مل گئے۔ ان میں برطانیہ کے کارکن طبقے کے لوگ جو زیادہ جنگجو اور برطانوی مشن کے ہم وطنوں کے برعکس بے چین تھے۔ انہیں جب ماسکو میں ہماری موجودگی کا علم ہوا تو انہوں نے ہمیں ڈھونڈ نکالا اور بہت سی بیٹھکیں ہوئیں۔ ان میں سب سے زیادہ راست الفکر دو انارکسٹ تھے، پسٹانیا ہسپانیہ سے اور آگستن ساوچی جرمنی سے اور یہ اپنے ملک کی انارکو۔ سنڈیکلسٹ انجمنوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ یہ دونوں ہی انقلاب کے حامی تھے اور بالشویکوں کے ہمدرد۔ اس کے باوجود یہ ایسے لوگ نہ تھے جنہیں ورغلا کر آپ سبز باغ دکھا سکیں۔ وہ حالات کو سمجھنے کے لئے کوشاں تھے اور اس کے متمنی تھے کہ تمام حقائق کو پہلے اپنی نظروں سے دیکھیں اور انقلاب کو عمل پیرا ہوتے دیکھیں۔ انہوں نے دیگر چیزوں کے علاوہ یہ بھی پوچھا کہ کمیونسٹ ریاست میں ہمارے کامریڈوں پر کیا بیت رہی ہے۔ ہر قسم کی افواہیں جستہ جستہ یورپ پہنچ رہی ہیں کہ انارکسٹوں اور دیگر انقلابیوں پر ایذا رسانی کی جا رہی ہے۔ دیگر ممالک کے کامریڈوں نے بقول ان کے، ان خبروں پر کان دھرنے سے انکار کر دیا ہے اور کہا کہ وہ ان پر اس وقت تک اعتبار نہ کریں گے جب تک معاملے پر ہمارے منہ سے نہ سن لیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہلایا ہے کہ ہم حقیقی صورتحال سوچی اور پسٹانیا کے ہاتھ روانہ کریں۔ ساشا نے جس پر کہا کہ بدقسمتی سے تمام افواہیں بے بنیاد نہیں ہیں۔ انارکسٹ، بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی، جنگجو کارکنان اور کسان پیشہ سوویت جیلوں اور حراستی کیمپوں میں قید ہیں۔ انہیں راہزن اور انقلاب مخالف کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ وہ ان باتوں میں ملوث نہیں ہیں بلکہ مخلص کامریڈ ہیں جن میں سے اکثر نے اکتوبر کے زمانے میں سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔ ہماری مساعی بس ان میں سے چند ایک کے لئے مفید ہو سکتی تھیں۔ اور انارکو۔ سنڈیکلسٹ مندوبین کی حد تک کیونکہ بڑی بڑی بائیں بازو کی تمام غیر ملکی تنظیمیں سوویت ارباب اختیار سے مل کر زیادہ کامیاب ہو سکتی تھیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ اپنا یہ حق تسلیم کرائیں کہ انہیں جیلوں کا دورہ کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ اسیروں سے بالمشافہ بات کر سکیں۔ ساشا نے یہ تجویز بھی رکھی کہ مندوبین کو یہ مطالبہ بھی کرنا چاہئے کہ وہ ہمارے لوگوں کے مسائل حل کریں۔ لیکن اسے ان لوگوں سے عمومی صورتحال پر گفتگو کرنے میں تامل تھا۔ اس کا ذاتی مشاہدہ بھی ابھی پوری طرح واضح نہ ہو سکا تھا، اس نے کہا، اس لئے وہ کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتا اور اس لئے وہ مندوبین کی رائے کو مذموم نہیں کرنا چاہتا۔ انہیں اپنی سوجھ بوجھ سے کام لینا ہوگا۔

لیکن میرا خیال مختلف تھا۔ ہمارے غیر ملکی کامریڈ محنت کشوں کی جنگجو تنظیموں کے تسلیم شدہ نمائندے تھے۔ ان پر یہ گمان کرنا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کہ میں انہیں جو بتاؤں گی وہ اسے انقلاب کو ضرر پہنچانے میں کہیں نہ لگا دیں جیسا کہ اخباری نمائندے کر سکتے ہیں۔ میری نیت یہ نہیں ہے کہ انہیں بدگمان کردوں لیکن میں یہ بھی نامناسب سمجھتی ہوں کہ ان سے حقائق کو چھپایا جائے۔ میں تو کم از کم یہ چاہتی تھی کہ میرے امریکی اور یورپی کامریڈ اپنی نظروں سے جگمگاتے سوویت تمغے کے دوسری طرف بھی دیکھ لیں۔ ساوچی، پسٹانیا اور برطانوی آئی ڈبلیو ڈبلیو کے لوگ میری روداد کو بڑی توجہ سے سن رہے تھے لیکن میں ان کے چہروں پر پھیلی ہوئی بے یقینی کو پڑھ سکتی تھی جو اتنی ہی تھی جتنی مجھے بریشکو وسکایا، بوبی مایبز اور دیگر دوستوں کی باتوں پر ہوئی تھی جب انہوں نے روس کی حقیقی صورتحال بتائی تھی۔ نہ میں انہیں الزام دیتی ہوں۔ دنیا کے کچلے ہوئے لوگوں کے لئے بالشویکی بجائے خود انقلاب بن چکے تھے۔ روس کے باہر والے انقلابی اس بات کو آسانی سے نہیں سمجھ سکتے کہ یہ بات سچ سے کتنی بعید تھی۔ کوئی بھی دوسروں کے تجربات سے شاذونادر ہی سیکھتا ہے۔ اس کے باوجود مجھے کبھی بھی ان مندوبین سے بے تکلفی سے بات کر لینے پر افسوس نہ ہوا۔ ان کے ذاتی تاثرات جو بھی ہوں، انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں نے انہیں اپنے اعتماد اور اعتبار سے محروم نہیں کیا۔

یوں لگتا تھا جیسے یورپ اور امریکہ مجھ سے بیس یا تیس برس سے جدا ہوں۔ یہ ایک خوشگوار بات تھی کہ میں انہیں غیر ملکی مہمانوں کے ذریعے نزدیک لے آئی اور ان ہی کی معرفت مجھے روس کے باہر انارکسٹ اور انقلابی محنت کشوں کی سرگرمیوں کے متعلق بھی معلوم ہوا۔ مندوبین کے کہنے پر کہ میں دساور کے محنت کشوں کو ایک پیغام بھیجوں، میں نے جواب میں کہا۔ ''وہ چاہیں تو آنے والے انقلاب میں اپنے روسی بھائیوں کی پیروی کریں، لیکن اپنے سیاسی رہنماؤں پر سادہ لوحی سے اعتماد نہ کریں چاہے ان کے اعلانات بلند آہنگ ہوں اور نعرے آتشیں! محض یہی ایک طریقہ ہے جو مستقبل کے انقلابوں کو ریاستی گھوڑے کے جتنے سے، اور یہی اسے نوکرشاہی کی غلامی اور اس کی چابک زنی سے محفوظ رکھے گا۔''

ایک زبردست اور نہایت خوشگوار حیرانی مجھے اس وقت ہوئی جب ماسکو میں مجھے معروف ماریا سپری دونوا اور اس کی دوست کامکوف سے ملنے کا موقع ملا، دونوا بائیں بازو کے انقلابیوں کی رہنما تھی۔ ماریا روپوشی کی زندگی بسر کر رہی تھی اور کسان کے بہروپ میں تھی اور بہت حزم و احتیاط کی ضرورت تھی۔ اس کی سرگرمیوں سے چیکا بے خبر ہے اس لئے اس نے اپنے بااعتماد کامریڈ کو بھیجا کہ مجھے اور ساشا کو اس کی رہائش گاہ پر لے آئے۔

سپری دونوا روس کی سورما عورتوں کی کہکشاں میں ارفع ترین مقام رکھتی ہے۔ اس کا جنرل لوفانوسکی پر قاتلانہ حملہ جب وہ تامبوف صوبے کا گورنر تھا۔ اٹھارہ برس کی لڑکی کے لئے ایک غیر معمولی کارنامہ تھا۔ ماریا ہفتوں اس کی حرکات و سکنات پر گہری نظر رکھے رہی اور انتہائی صبر سے اس موقع کی منتظر رہی جب کسانوں کے اس جلاد پر وار کرے۔ وہ ٹرین جس پر لوفانوسکی سوار تھا جب اسٹیشن میں داخل ہوئی تو ماریا چلتی ٹرین پر کود گئی اور اس سے پہلے کہ اس کے محافظوں کو کچھ اندازہ ہو کہ یہ لڑکی کیا کرنے والی ہے اس نے گورنر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ گرفتاری کے بعد اس پر جو تشدد روا رکھا گیا تھا اس دوران میں اس کا رویہ بھی کچھ کم قابل ذکر نہیں تھا۔ اسے بال پکڑ کر کھینچا جاتا، کپڑے پھاڑ ڈالے جاتے اور اس کے برہنہ جسم کو سلگتے سگریٹ سے جلایا جاتا۔ اس کا چہرہ مارنے سے قیمہ بن جاتا۔ ماریا سپری دونوا اس تمام عرصے چپ رہی اور اذیت رسانوں کو تحقیری نظروں سے دیکھتی رہی۔ جب اس سلوک سے اسے مجبور نہ کیا جا سکا کہ وہ کسی اور کو اپنی کارروائی میں ملوث کرے اور نہ ہی اس کی ہمت شکنی کر سکے تو اس پر بند کمرے میں مقدمہ چلا کر سزائے موت سنا دی گئی۔ اس کی جان یورپ اور امریکہ میں ہونے والے زبردست احتجاج کی وجہ سے بچ سکی اور اس کی سزا کو بدل کر تاحیات سائبیریا بدری کر دی گئی بارہ برس کے بعد کایا پلٹی، زار نکولاس تخت سے محروم ہوتا ہے اور مطلق العنانی کے شکار جن کی تعداد ہزاروں میں تھی کو فاتحانہ انہیں بھونروں میں سے اور جلاوطنی سے واپس لایا جاتا ہے۔ ان ہی میں ماریا سپری دونوا بھی شامل تھی جس کی مصلوبی کے چرچے تمام ریڈیکل حلقوں میں ہوتے تھے۔ اس کی شخصیت کی تابانی نے میری بھی ہمت افزائی کی اور امریکہ میں میرے کام میں اس نے مہمیز کا کام کیا۔ اور روس میں آمد کے بعد وہ ان شخصیات میں سے ایک تھی جس سے میں ملنے کی حسرت رکھتی تھی۔ لیکن لگتا تھا جیسے کوئی بھی اس کے اتے پتے سے واقف نہ ہو۔ کمیونسٹوں سے میں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نے دریافت کیا جن میں جیک ریڈ بھی شامل ہے تو اس نے بتایا کہ اس پر اعصاب کے اختلال کا دورہ پڑا ہے اور اس کا کسی، روسی سینی ٹوریم میں علاج ہو رہا ہے۔ یہ تو اس وقت پتہ چلا جب میں پہلی مرتبہ ماسکو آئی تو مجھے اس کے کامریڈوں سے ماریا سپری دونوونا کی زندگی اور جدوجہد کے متعلق پتہ چلا جو اس نے سائبیریا سے رہائی کے بعد جاری رکھی تھیں۔ اس نے جو تکالیف برداشت کی تھیں اس سے اس کی صحت خستہ ہو رہی تھی اور اسیری کے دوران میں اس پر تپ دق نے غلبہ پالیا تھا۔ اس کے باوجود اس نے خود پر آرام کو حرام کرلیا، روس کو اس کی ضرورت ہے اور کسان پیشہ لوگ جن کے لئے اس نے اپنی زندگی وقف کردی تھی وہ اسے بلا رہے تھے۔ انہیں پہلے سے بھی زیادہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ کیرنسکی اور اس کی پارٹی نے ان سے فریب کیا تھا جو اس کی بھی پارٹی تھی اور اس ہی کے فیصلے پر اس نے لوفانوسکی کو قتل کردیا۔ سوشلسٹ انقلابی صوبائی حکومت لوگوں کو مجبور کر رہی تھی کہ وہ دنیا بھر میں قتل عام جاری رکھیں اور ماریا کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہ تھا۔

پارٹی کے زیادہ ریڈیکل بازو سے مل کر جس میں کامبوف، ڈاکٹر اسٹین برگ، تروتوفسکی، ازمایلووچ، کاخوفکایا اور کئی لوگ تھے ماریا سپری دونوونا نے بائیں بازو کی سوشلسٹ انقلابی پارٹی بنائی۔ لینن کے شانہ بشانہ انہوں نے اکتوبر کے انقلاب کے لئے کام کیا اور نادانستگی میں بالشویکوں کو اقتدار پر قبضہ کرلینے میں مدد کی۔ سپری دونوونا اور اس کے کامریڈوں کی زوردار حمایت چونکہ ذہنوں میں ابھی تازہ تھی اس لئے جب کسانوں کی کانگریس نے ماریا کا نام صدارت کے لئے پیش کیا تو لینن نے اس کی منظوری دے دی اور اسی پارٹی کے تجویز کرنے پر محکمہ انصاف کا کمیسار ڈاکٹر اسٹین برگ کو مقرر کیا گیا اور تروتوفسکی کو زراعت کا کمیسار مقرر کیا گیا۔ لیکن بالشویکوں سے تعلقات میں رخنہ بریست۔ لیتوزک کے معاملے میں پڑا۔ بائیں بازو والے سوشلسٹ انقلابی قیصر کے ساتھ معاہدہ امن کو انقلاب سے فریب دہی سمجھتے تھے۔ ماریا پہلی فرد تھی جس نے بالشویکوں سے مزید تعاون کرنے سے انکار کردیا اور اپنی پرعزم طبیعت کے مطابق اس نے کمیونسٹ حکومت سے اسی طرح منہ موڑ لیا جیسے کرنسکی کے عہد سے قطع تعلق کرلیا تھا۔ اور اس کے کامریڈوں نے اس کی پیروی کی۔ تب سے اس کی شہادت کا سلسلہ پھر سے شروع ہوگیا۔ گرفتاری کے بعد کریملن کے جیل میں اسیری ہوئی، فرار، دوبارہ گرفتاری اور مزید اسیری۔ کسانوں میں اس کا اثر ونفوذ جاری رہا اور اس پر ہونے والی ایذا رسانی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ کمیونسٹوں نے اپنا دیرینہ نسخہ استعمال کیا کہ ماریا کا دماغ خراب ہوگیا ہے اس لئے اسے لگام دینا پڑے گی۔

ماسکو میں کئی منزلہ عمارت کی چھٹی منزل پر واقع چھوٹے سے فلیٹ کے ایک کمرے میں جو مسوری اصلاحی جیل میں واقع میری کوٹھری سے کسی حال میں بڑا نہ تھا، ایک پیاری سی عمر رسیدہ اور نازک عورت مجھ سے بغلگیر ہوگئی مگر منہ سے ایک لفظ نہ نکالا۔ یہ تھی ماریا سپری دونوونا۔ اگرچہ وہ صرف تینتیس برس کی تھی مگر جسم کیا تھا بس چھوئی موئی تھی، اس کا لاغر چہرہ جذبات کی گرمی سے تمتما رہا تھا۔ اس کی آنکھیں باطنی طیش سے دمک رہی تھیں لیکن اس کی روح ملاوٹ سے عاری اور پابندیوں سے بے بہرہ لگتی تھی۔ اس وقت بھی وہ اپنے ناقابل تسخیر عقائد کی چوٹیوں کو سر کر رہی تھی۔ اگر میں اس وقت کچھ منہ سے نکالتی تو وہ پیش پا افتادہ لگتا۔ مجھے تو اپنی گویائی پر شک ہونے لگا۔ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہونا استواری کا اثر رکھتا تھا اور ہمارے درمیان خاموشی تسکین بخش تھی بالکل اس کے لمس کی مانند۔ ماریا بولے جاتی اور میں سن رہی تھی۔ یہ سلسلہ تین دن چلا جس میں میں نے واجبی سی مداخلت کی۔ میرا تو جوڑ جوڑ کھنچا جا رہا تھا۔ اس کا لہجہ ہموار، ذہن واضح اور اظہار بیان دل میں اتر جانے والا۔ اس کے پیش کردہ حقائق ناقابل تردید اور دستاویزات جن میں روس بھر سے آئے ہوئے روسی کسانوں کے خطوط تھے۔ ان میں اس سے گریہ وزاری کے انداز میں درخواست کی گئی تھی کہ وہ انہیں سمجھائے کہ ان کی عزیز دھرتی ماں روس پر اتنا بڑا عذاب کیوں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے تو انقلاب کا استقبال یوں کیا تھا جیسے مسیح کو حیات نو مل گئی ہو۔ وہ نوموعود نعمتوں کے منتظر تھے کہ اراضی آقاؤں کے چنگل سے نکل جائے گی یوں چین اور اخوت کا دور دورہ ہوگا۔ اسے تو یہ اچھی طرح علم ہے کہ ان کی تحریروں کے مطابق انہوں نے کس طرح جان دے کر کام کیا تھا اور کس ولولے سے وہ مقدس انقلاب کی طاقت پر ایمان لائے تھے۔ اب ہر چیز کچل دی گئی ہے اور ان کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

امیدیں خاک میں مل چکی ہیں۔انہوں نے اپنے سابق آقاؤں سے زمین تو لے لی لیکن اس کی فصلیں تو اب نئے مالکان لے جاتے ہیں یہاں تک کہ بیج بھی۔ کچھ نہیں بدلا سوائے ڈاکہ زنی کے طریقوں کے۔ پہلے کزاک (زارشاہی کے مراعات یافتہ فوجی) دستے کے سپاہی اور نگایکا (چابک والے) ہوتے تھے اور اب چیکا کے سپاہی گولی چلاتے ہیں۔ وہی گھر کنا، دھمکانا اور گرفتاری جاری ہیں۔ ویسی ہی بے رحمی اور اذیت زدہ مہمیں چلتی رہتی ہیں۔ سب کچھ ویسا ہی ہے وہ اسے سمجھ نہ سکتے تھے، وہ نافہم بھی تھے لیکن انہیں سمجھانے والا کوئی نہ تھا۔ جس کی زبان پر وہ اعتبار کر لیتے۔ وہ اب بھی ان کے دلوں میں موجود ہے، ان کی فرشتہ سیرت (ماروسیا) مریم۔ اس نے ان سے کبھی فریب نہ کیا تھا اس پر فرض ہے کہ وہ آ کر انہیں بتائے کہ آیا نیا مسیح بھی مصلوب ہو چکا ہے یا وہ ایک مرتبہ پھر نازل ہوگا اور ان کی دھرتی کو عذاب سے نجات دلائے گا۔

ماریا کے پاس ایسی آہ و زاریوں کی لاتعداد پوٹلیاں تھیں جنہیں کھردرے کاغذات کی پرچیوں پر یا پھر غلیظ کپڑوں پر خفیہ ذرائع سے نہ جانے کن دشواریوں سے بھیجا گیا تھا۔

بالشویکوں کا یہ دعویٰ تھا کہ ان پر اناج کی جبری ضبطی اس لِئے نافذ کی گئی تھی کیونکہ کسانوں نے شہروں کی کفالت سے انکار کر دیا تھا۔ میں نے یہ لقمہ دیا۔ اس میں کوئی سچائی نہیں ہے، ماریا نے مجھے اطمینان دلایا۔ کسانوں نے بے شک ''مرکز'' سے کیساروں کی معرفت معاملت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کو اپنی پنچایتیں (سوییتیں) تھیں اور وہ اس پر مصر تھے کہ آخرالذکر کارکنوں کی پنچایتوں سے رابطے میں رہیں۔ انہوں نے پنچایتوں کے لفظی اور ظاہری معنی اور مقاصد سمجھے تھے جیسا کہ عام لوگوں کا معمول ہوتا ہے۔ پنچایتیں ان کے لِئے شہری محنت کشوں سے رابطے کا وسیلہ اور درکار مصنوعات کے مبادلے کا وسیلہ تھیں۔ جب انہیں اس سے محروم کر دیا گیا اور اس کے علاوہ ان کی عمومی پنچایت (سوویت) کو تحلیل کر کے اس کے ارکان کو قید کر لیا گیا تو کسان آمریت سے برگشتہ ہو گئے۔ اس کے علاوہ طاقت کے برتے پر ان سے ان کی مصنوعات کا جمع کِئے جانے اور دہقانوں کے خلاف تعزیراتی مہموں نے ستم رسیدہ دیہی آبادی کو برہم کر دیا۔ ان ہتھکنڈوں سے کسانوں کے دل نہ جیتے جا سکے۔ ان میں یہ کہاوت مقبول تھی کہ اینچ کسانوں کو نیست و نابود کر سکتا ہے لیکن وہ کاشتکار طبقے کو نہیں مٹا سکتا۔ ''وہ اپنی جگہ صحیح ہیں'' ماریا نے تبصرہ کیا کیونکہ روس اسّی فیصدی زراعتی ملک ہے اور یہی ملک کی ریڑھ کی ہڈی بھی ہیں۔ لینن کو یہ سمجھنے میں کچھ وقت لگ سکتا ہے، کسان اسے مجبور کر دیں گے نہ کہ یہ کہ وہ کسانوں کو مجبور کر سکے۔

اپنی تمام روداد میں سپری دونونا نے ایک لفظ بھی اپنے متعلق نہ کہا، ایذائیں جھیلنا، علالت یا ضرورتوں کے متعلق اس کی ذات کا نالا جا کر عظیم انسانی سمندر میں اترنے والا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اس کے اندر سے اٹھنے والا ہلکورا اس کے کشادہ دل میں اتر رہا ہے۔ میں نے اس کے بحرِ بےکراں میں ذاتی دلچسپی کی ہلکی سی موج بھی اٹھتے نہ دیکھی یہاں تک کہ تین دن کے بعد ایک دوسرے کو الوداع کہنے کا وقت آ پہنچا۔

اس صبح دوپہر شام کی ملاقاتوں میں ساشا موجود رہتا تھا اس کے ساتھ بورس کا ملکوف بھی تھا۔ آخرالذکر اپنی دوست ماریا کی طرح گزشتہ تین برس میں آمریت کے ہاتھوں کسانوں پر ٹوٹنے والے آلام کے بیان کے استغاثے کے دوران میں بالکل پرسکون اور خاطر جمع نظر آیا۔ ہماری یکجائی کے دوران ماریا نے ایک مرتبہ بھی اپنی زبان یا نگاہوں سے یہ افشا نہ ہونے دیا کہ وہ شخص اس کے اندر ایسے جذبات کے انگیخت کا موجب بن رہا ہے جن کا تعلق یکجہتی اور مشترکہ نصب العین کے علاوہ ہو۔ یہاں سے کاملکوف اندرون ملک کے سفر پر روانہ ہو رہا تھا اور اس نے زور دے کر کہا کہ اسے اس سفر کے لِئے تھوڑی سی روٹی کے سوا کچھ نہ چاہیئے۔ وہ ماریا کے حصے میں سے کچھ نہ لے گا۔ کوئی اس کے لِئے انڈے اور چیری لایا تھا اور جس وقت کاملکوف ساشا سے مصروف کلام تھا۔ ماریا نے اس کی نظر بچا کر اس کے سامان میں اپنی اشیاءِ خوردنی کھونس دیں جو ایک رومال میں بندھی ہوئی تھیں اور یہ ایک کتابوں کا تھیلا تھا جو اس کا دوست اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔ وہ اس کے پاس کھڑی تھی اور اس کی گراں ڈیل اور بلند و بالا شخصیت کے سامنے بالکل گڑیا لگ رہی تھی۔ وہ بالکل نہ بولی، اس نے صرف نگاہ اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا اور بڑی نرمی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے اپنے سفید اور دبلے پتلے ہاتھ سے اس کی آستین سہلانے لگی، غیر محسوس انداز میں وہ اس پر ٹیک لگائے تھی، وہ ایک خطرناک مہم پر جا رہا تھا اور ماریا محسوس کر رہی تھی کہ شائید وہ نہ لوٹے۔ کسی شاعر نے اس عظیم الفت اور آرزو کو کبھی نظم نہ کیا ہوگا جو اس کے سادہ سے اشارے سے عیاں تھی۔ یہ حسین مگر اظہار بیان سے باہر تھا جس نے اس کی روح کے چشمے کو عریاں کر کے رکھ دیا۔

ہمارا ڈبہ جس پر سرخ رنگ کیا گیا تھا ماسکو اسٹیشن کے قریب پٹریوں پر کھڑا تھا اور بہت سے لوگ اسے دیکھنے آئے جس میں ہنری۔ جی السبر گ اور البرٹ بوتی بھی تھے جو روس آ چکے تھے۔ دونوں ہمارے سفر پر رشک کرتے تھے اور ہمارے ہمراہ چلنا چاہتے تھے۔ دونوں مردوں میں سے السبر گ کو میں اور ساشا زیادہ پسند کرتے تھے۔ ہم نے اس سے کہا کہ ہم اپنی مہم کے ہم سفر ارکان کو آمادہ کریں گے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ چلے۔ بشرطیکہ وہ سوویت صاحبان اختیارات سے ضروری شناختی پروانے حاصل کر لے۔

ہماری روانگی کے دن وہ زینوویف، وزارت خارجہ اور چیکا سے تحریری اجازت نامے لے آیا۔ وزارت خارجہ میں چیکا کے نمائندے نے تاہم زور دے کر کہا کہ السبر گ کو ماسکو کے مقامی دفتر سے ایک اضافی ویزا لینا ہوگا۔ کارا خان سیکریٹری (وزارت خارجہ) جس کے دائرہ اختیار میں وہ آتا تھا، اس نے وضاحت سے اسے یہ اطلاع دی تھی کہ اسے اضافی ویزا نہیں درکار اور وزارت خارجہ نے ''ضمانت'' دی کہ اگر وہ مہم پر روانہ ہوتا ہے تو اسے کہیں بھی ہراساں نہیں کیا جائے گا۔ السبر گ کو تامل تھا مگر ہم نے اسے مجبور کیا کہ اسے ماسکو کے چیکا کا پروانہ لیئے بغیر چلنا چاہئے۔ اس کا امریکی پاسپورٹ اور یہ حقیقت کہ وہ دو سوویت حامی اخبارات کا نمائندہ ہے اسے کسی بڑی دشواری میں نہ پڑنے دیں گے۔ ہمارے سیکریٹری نے صاد کر دیا کہ اسے ہمارے ساتھ چلنا چاہیئے اور ساشا کے کمرے میں ایک فاضل دیوار گیر بستر بھی تھا۔ جس پر اس نے ہماری ٹولی کا ساتواں رکن بننے کا فیصلہ کر لیا۔

ہمارا ماسکو کا قیام حیرانیوں کی حد تک مالا مال کرنے والا تھا۔ آخری واقعہ تو روانگی سے محض گھنٹہ بھر پہلے ہوا۔ ایک شخص سرپٹ بھاگتا ہوا آیا، اس کی سانس نہیں سمارہی تھی وہ ہمیں تلاش کر رہا تھا۔ ''ای۔ جی تم مجھے کیوں نہیں پہچان رہیں؟'' وہ چیخا۔ میں کراسنا چوخوف ہوں جو شکاگو میں ٹوبنسن کہلاتا تھا۔ کیا تم ورکرز انسٹیٹیوٹ کی میٹنگ میں اپنے چیئرمین کو بھول گئی ہو۔ تم اور ساشا ونڈی سٹی میں شریک کار نہ تھے؟'' اس میں آنے والی تبدیلی بہت تھی بالکل تراشکی جتنی۔ وہ طویل تر اور چوڑا چکلا لگ رہا تھا اور ذات میں فخر بھی تھا۔ لیکن فوجیوں والا کھر دراپن اور سرخ فوج کے کمیساروں کی نظروں والی تحقیر موجود نہ تھی۔ وہ بنام ٹوبنسن کراسنا چوخوف، مشرق بعید کی ریپبلک کا صدر تھا اور وہ ماسکو میں ہونے والی ایک اہم کانفرنس میں شرکت کے لِئے آیا تھا جو پارٹی کی مجلس عاملہ سے ہونا تھی۔ وہ شہر میں گزشتہ ایک ہفتے سے موجود تھا اور ہم سے دوبارہ ملنے کو بے چین تھا۔ لیکن آخری لمحے تک اسے ہمارا اتہ پتہ نہ مل سکا۔ اسے ہم سے بہت سی باتیں کرنا تھی اس لِئے ہمیں کئی دن ٹھہرنا ہوگا تا کہ تجدید ملاقات کا جشن منایا جائے۔ وہ مصر تھا۔ وہ اپنے ریل کے ڈبے میں سائبیریا سے سفر کر کے آیا تھا۔ اپنے ساتھ بہت سا خورد و نوش کا سامان لایا تھا اور اپنا باورچی بھی۔ اور وہ سوویت یونین میں ہمیں پہلی شاہانہ ضیافت دینا چاہتا تھا۔ کراسنا چوخوف اب بھی پہلا جیسا خوش و خرم اور فیاض شخص تھا جیسا کہ وہ امریکہ میں ہوا کرتا تھا۔ لیکن ہم اپنا پروگرام اب بدل نہ سکتے تھے اور اس کے ساتھ گزارنے کے لِئے ہمارے پاس صرف چند گھنٹے تھے۔

ساشا ابھی تک شہر میں تھا اور آخری ضرورتوں کے بندوبست میں لگا ہوا تھا لیکن وہ جلد ہی لوٹ آئے گا۔ اس اثناء میں کراسنا چوخوف روس میں آنے کے بعد سر کی جانے والی تمام مہموں کے قصے سنائے جا رہا تھا۔ وہ مشرق بعید کی ریپبلک کا منتظم اعلیٰ بن چکا تھا۔ بل شاتوف بھی وہیں تھا اور امریکہ کے دیگر انارکسٹ بھی، وہ سب اس کے ساتھ مل کر کام کر رہے تھے۔ روس میں اس کے خطے میں اظہار کی آزادی اور آزاد صحافت موجود ہے۔ اس نے مجھے یقین دلایا اور وہاں میرے موضوع کے نشر و اشاعت کی بہت گنجائش ہے۔ ساشا اور مجھے وہاں ضرور آنا چاہیئے، وہ اصرار کیئے جا رہا تھا۔ اسے ہماری ضرورت ہے اور ہم لوگ اس پر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

انحصار کر سکتے ہیں۔شاتوف ریلوے کے کیسار کی حیثیت میں زور شور سے کام کر رہا ہے اور اس نے مجھے دھمکی دی ہے کہ تم لوگوں کے بغیر میں نہ لوٹوں۔"اظہار خیال کی آزادی اور آزاد صحافت......اس معاملے کا ماسکو کیسے روادار ہے؟" میں نے پوچھا۔اس دور دراز کے علاقے میں حالات مختلف ہیں۔کراساچوخوف نے وضاحت کی اور مجھے وہاں کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے۔انارکسٹ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی اور حد یہ ہے کہ مینشویک بھی اس سے تعاون کر رہے ہیں اور وہ ثابت کر سکتا ہے کہ اظہار رائے کی آزادی اور مشترکہ مساعی سے بہترین نتائج حاصل ہو رہے ہیں۔

بلاشبہ یہ ایک چمکتی ہوئی تصویر تھی، میں نے تبصرہ کیا اور میں یقیناً پسند کروں گی کہ اسے اپنی نظروں سے دیکھوں۔جب ہم اپنا موجودہ دورہ مکمل کر لیں گے تو شائید ہم اپنے عجائب گھر کو قائل کر لیں کہ وہ ہماری مہم کو سائبیریا بھی بھیجے۔عین اسی وقت ساشا وارد ہوا اور ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ہائے افسوس جو بہت عارضی تھی۔ہمارا املا قاتی اس پر آمادہ نہ تھا کہ ہم روانہ ہوں اس لئے ہمیں نیک نیتی سے وعدہ کرنا پڑا کہ ہم جیسے ہی مشرق بعید کے جانب روانگی کے لئے تیار ہوں گے اسے مطلع کریں گے۔وہ ہمارے سفر کے لئے ممکنہ سہولتیں مہیا کرے گا اور اس نے ہمیں اس آزادی کی بھی ضمانت دی جو ہمیں درکار ہے اور ڈھیر سا مواد فراہم کرنے کا وعدہ کیا جو عجائب گھر کے لئے درکار تھا۔

ہمارا پہلا اہم مستقر خارکوف تھا۔وہ پیٹروگراد اور ماسکو کے مقابلے میں کہیں خوشحال لگتا تھا۔لوگ، عمدہ جسامت والے، کھاتے پیتے لگتے اور اگرچہ شہر پر متعدد حملے ہوئے تھے، حکومتیں بدلی تھیں اور شہر کو متعدد بار غارت گری کا سامنا ہو چکا تھا پھر بھی لوگ بے فکرے لگتے۔صرف ایک چیز کی بظاہر کمی لگتی وہ ملبوسات کی تھی بالخصوص جوتوں، ہیٹ اور زیر جاموں کی۔مرد، عورتیں اور بچے ننگے پاؤں ہوتے اور کچھ لوگ عجیب وغریب شکل کی لکڑی کی کھڑاویں اور تنکوں سے بنی ہوئی چیزیں پہنے ہوتے۔عورتیں بالخصوص بے میل کپڑوں میں ملبوس ہوتیں جو نفیس کپڑے کا ہوتا۔ہاتھ سے بنے ہوئے کلابتّون اور رنگ برنگے رومال لپیٹے ہوتیں۔جگمگاتے زردوزی کے کام کی مقامی پوشاکیں مقبول تھیں اور ماسکو کی یکسانیت کی ماری سڑکوں کے بعد یہ ایک خوشگوار تبدیلی تھی اور لوگ! میں نے کہیں بھی خوبصورت لوگوں کا ایسا اجتماع کبھی نہ دیکھا تھا۔مردوں کے بال کالے، بار ریش اور رنگ بھرت جیسا، خوابیدہ آنکھیں اور چمکتے دانت اور عورتیں تاجدار بالوں والی، جلد کی رنگت دلفریب اور جھلملاتی سیاہ آنکھیں۔وہ اپنے شمالی بھائیوں سے قطعاً مختلف النسل لگتے تھے۔

بازار عموماً اجتماع کے مقامات تھے اور دلچسپی کے مرکز بھی۔دکانیں نہ تھیں دکانوں کا سلسلہ جڑا ہوتا جن کی چھت تک پھل، سبزیاں، مکھن اور دیگر اشیائے صرف اٹی رہتیں۔کسی کو کیسے یقین آتا کہ روس میں اتنی فراوانی ہے۔کچھ میزوں پر خمیدہ اور رنگدار کھلونے رکھے تھے اور ان کی بناوٹ اور خدوخال کی اقسام لاتعداد تھیں۔میرا دل ماسکو اور پیٹروگراد کے بچوں کے لئے کڑھنے لگا جن کے پاس ٹیڑھی میڑھی شکل وصورت والی گڑیاں اور سالخوردہ لکڑی کی بنی ہوئی عجیب وغریب الخلقت چیزیں ہوتیں جنہیں بڑے چاؤ سے کھلونے کہا جاتا۔کیرنسکی کے کاغذی نوٹ جو میں نے دو ڈالر بھنا کر لئے تھے اس سے میں نے جھوّا بھر کھلونے خرید لئے۔مجھے معلوم تھا کہ ان سے میرے پیٹروگراد کے نونہالوں کو جو خوشی حاصل ہوگی اسے روپے کے ترازو میں نہیں تولا جا سکتا۔

کسی چیز کو کسی دوسرے شہر میں بلا اجازت لانے کو سٹے بازی تصور کیا جاتا تھا اور اسے انقلاب مخالف جرم شمار کیا جاتا تھا۔جس کی پاداش میں "آخری جرمانہ" جسے آپ موت کہہ سکتے ہیں۔ساشا کو اور نہ ہی مجھے اس ممانعت میں کوئی انصاف یا دانش دکھائی دی۔انقلابی ضرورت تو رہی ایک طرف، ہم اس پر ہم خیال تھے کہ غذائی اشیاء کی سٹے بازی بلاشبہ ایک جرم تھا لیکن یہ بھی حماقت تھی کہ ایسے شخص کو جو آدھا بورا آلو یا آدھا سیر سور کا گوشت اپنے کنبے کے استعمال کے لئے لے جانے کی کوشش کرے تو آپ اسے سٹے باز ٹھہرا دیں۔ہماری دلیل تو یہ ہے کہ سزا یابی تو دور کی بات ہے ہمیں تو اس امر پر خوش ہونا چاہئے کہ روسی جینے کا ناقابل تسخیر عزم رکھتے ہیں۔بس اسی میں روس کے پنپنے کی امید پنہاں ہے بجائے اس کے کہ لوگ گم سم اطاعت کا وطیرہ اختیار

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کرلیں اور بھوک سے سسکتے ہوئے مرجائیں۔

اپنی مہم پر روانگی سے بہت پہلے ہی ہم نے طے کرلیا تھا کہ یہ ایک نیک کام ہے کہ ہم مستقبل کے مورخین کے لئے گرد آلود دستاویز کی بازیابی میں مصروف عمل ہیں، لیکن اس میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے کہ اگر ہم آج کی روزمرہ کی اشیائے ضرورت کو بھی اپنے ساتھ لے آئیں۔ جو ہمارے ضرورت منداور بیمار دوستوں کے کام آئے گی۔ خارکوف کی منڈیوں میں اشیاء کی فراوانی نے ہمیں اور پرعزم بنادیا کہ واپسی کے وقت ہم سیدھا جمع کرلیں گے۔ ہمیں تو بس اس کا افسوس تھا کہ ہم اپنے ساتھ اتنا لے جاسکیں گے جس سے ہر مرد وزن اور بچے کا پیٹ پالا جاسکے جو شہروں میں بھوکوں مر رہے ہیں۔

ماسکو میں گرمی تھی مگر خارکوف جھلس رہا تھا اور ریلوے اسٹیشن شہر سے کئی میل کے فاصلے پر تھا۔ جسمانی طور پر یہ دشوار تھا کہ آپ سارا دن مواد جمع کرنے کے لئے مارے مارے پھریں اور پھر کھانے کے لئے ڈبے کی طرف چلے آئیں۔ شہر میں ہمارے کامریڈوں نے اس معاملے میں میری مدد کی اور ہمیں ایک کمرہ مل گیا جہاں پر میں اپنے سیکریٹری، الیکزینڈر شاکول، ہنری السبرگ، ساشا اور اپنے لئے کھانا پکالیتی۔ بطور سوویت دوست امریکی نامہ نگار کے ہنری کو بھی کمرہ حاصل کرنے میں کوئی مشکل درپیش نہ آئی۔ جس میں اس نے ساشا کو بھی ٹھہرنے کے لئے مدعو کرلیا۔ شاکول ڈبے میں سونے کو ترجیح دیتا تھا۔ روسی جوڑے نے کہیں اور بندوبست کرلیا۔ اس کے شہر میں دوست بھی تھے اور ہمارے کمیونسٹ دوست کی پارٹی کے کامریڈ دیکھ بھال کرتے تھے۔ انتظامات کے مکمل ہونے کے بعد ہم اپنی محنت مزدوری کے لئے نکل پڑتے، ہر رکن کو کوئی مخصوص سوویت ادارہ مختص کردیا گیا۔ ساشا کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ محنت، انقلابی اور امداد باہمی کی تنظیموں کا پھیرا لگائے، میرے فرائض میں تعلیمات اور سماجی بہبود کے محکمے تھے۔

ان اداروں میں ہمارے استقبال کو آپ تپاک کے سوا جو چاہیں نام دے سکتے ہیں۔ بات صرف یہ نہ تھی کہ اہلکار صریحاً بدخلق تھے بلکہ کوئی بھی ان کے اطوار میں سرد مہری دیکھ سکتا تھا۔ میں متعجب رہتی اور اس کی وجہ نہ سمجھ میں آتی یہاں تک کہ ساشا نے یاد دلایا کہ اس کا سبب یوکرین کے کمیونسٹوں کی ماسکو سے یہ ناراضی تھی کیونکہ اس نے انہیں مقامی معاملات میں حق خودارادیت سے محروم کردیا تھا۔ وہ ہماری آمد کو اپنے معاملات میں ایک اور مداخلت سمجھتے ہیں۔ وہ ماسکو کے احکام کی سرتابی کرنے کی تو جرأت نہیں کرسکتے لیکن وہ ہمارے کام میں ضرور فضیتا ڈال سکتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی پرانی تعویذ استعمال کرنے کا فیصلہ کیا اور اس امر پر زور دیتے کہ ہم تو امریکہ کے لوگ ہیں اور یوکرین کی انقلابی کامیابیوں کا مطالعہ کرنے آئے ہیں اور اس پر ہمیں لکھنا ہے۔ رویہ فی الفور بدل جاتا، اس سے کوئی فرق نہ پڑتا کہ اہلکار کتنا مصروف ہے وہ اپنا کام روک دیتے، باچھیں کھل جاتیں، پھول جھڑنے لگتے اور ہمیں درکار ہر نوعیت کی اطلاعات مہیا کردیتے اور ہمیں مواد کے گٹھروں سے لاد کر رخصت کرتے۔ اس طریقے سے ہمیں یہ دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملا کہ آمریت کے ہتھکنڈوں اور نتائج کا یوکرین پر کیا اثر پڑا جبکہ یہ سب کچھ کسی اور طریقے سے ممکن نہ ہوتا۔ ہم مہم کے روسی ارکان کی بہ نسبت کہیں زیادہ جمع کرنے کے قابل ہوگئے جن میں ہماری پارٹی کے کمیونسٹ بھی شامل تھے۔

اس بے چارے سے اس کے جنوبی کامریڈوں نے نفرت انگیز طریقے سے سلوک کیا۔ انہوں نے اسے کسی بھی قسم کے کاغذات یا اعداد وشمار دینے سے انکار کردیا۔ ماسکو ان کے اعصاب پر پہلے سے سوار ہے اور بقول کسے انہیں انگلی پکڑ کر چلا رہا ہے۔ اب وہ مرکز کو اپنا تاریخی اثاثہ نہ لوٹنے دیں گے اور انہیں مزید فائدہ اٹھانے نہ دیں گے۔

اس خاندانی چپقلش کا سب سے زیادہ پرلطف پہلو یہ تھا کہ ہم جب کسی بدنظمی کی صورتحال سے دوچار ہوتے تو یوکرینی اس کی توضیح میں ماسکو کی مداخلت کو ٹھہراتے۔ دوسری جانب اگر افسر اعلیٰ مرکز کا کوئی روسی ہوتا تو وہ یہ دلیل دیتا کہ کام میں یوکرینی کھنڈت ڈالتے ہیں کیونکہ یہ سب کے سب سامی النسل مخالف لوگ ہیں اور ان کے ذہنوں پر یہ سوار ہے کہ پوری شمالی کمیونسٹ پارٹی صرف یہودیوں پر مشتمل ہے۔ ہمیں ان دونوں کے درمیان پائی جانے والی کشیدگی کے اصل حقائق سمجھنے میں بہت دشواری ہورہی تھی اور ماسکو کے خلاف پھیلی ہوئی برہمی کا اصل سبب نہیں معلوم ہورہا تھا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ایک روسی انجینئر جو حال ہی میں طاسِ ڈون سے لوٹا تھا اور جس سے ہم خارکوف میں ملے اس نے یوکرین کی صورتحال پر مناسب روشنی ڈالی۔ یہ ایک لغوبات ہے کہ یہاں کی تمام برائیوں کی پوری ذمہ داری ماسکو پر ڈال دی جائے۔ اس نے کہا۔ جہاں تک آمرانہ ہتھکنڈوں کا تعلق ہے جنوب کے کمیونسٹ کسی حال میں شمال میں لینن کے پیروکاروں سے مختلف نہیں ہیں۔ ہاں اگر کوئی فرق ہے بھی تو یہ ہے کہ یوکرین کی مستبدانہ مطلق العنانی روس کے باقی ماندہ خطوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ بے لگام ہے۔ اسے کانوں میں کام کرنے سے جو تجربات حاصل ہوئے انہوں نے اسے قائل کر دیا ہے کہ یہ ایسے دانشوروں پر جو ان سے تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے ان پر یہ ایذا رسانی میں سفاکی کرتے ہیں۔ اگر ان کی نالائقی اور انسان سوزی دیکھنا مقصود ہو تو جیلوں اور مراکز اسیران کا ایک پھیرا آپ کو اتنا قائل کر دے گا جتنا وہ ہو چکا ہے۔ محض وہ ایک معاملے میں اپنے شمالی کامریڈوں سے مختلف ہیں۔ یہ ابھرتے ہوئے عالمی انقلاب کا جائزہ نہیں لیتے اور نہ ہی اس میں انہیں کوئی دلچسپی ہے یا بین الاقوامی پرولتاریت میں۔ انہیں تو محض اس سے غرض ہے کہ ان کی اپنی خودمختار کمیونسٹ ریاست ہو اور روسی زبان کے بجائے یوکرینی پر مہارت حاصل ہو۔ اس کی دانست میں ماسکو سے ان کی ناخوشی کی اصل وجہ یہی ہے۔

میں نے اس سے یوکرین میں سامی مخالفت جذبات کی وجہ پوچھی تو انجینئر نے تسلیم کیا کہ یہ دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ اگرچہ یہ بھی درست نہیں ہے کہ تمام یوکرینی کمیونسٹ یہودیوں کے مخالف ہیں۔ وہ متعدد بالشویکوں کو جانتا ہے جو نسلی تعصّبات سے محفوظ ہیں کیونکہ وہ اچھی طرح سے اس بات سے واقف ہیں کہ یہ احساس یہاں کے لوگوں میں کتنا عام ہے۔ اس کا سرخ فوج میں بھی گہرا اثر و نفوذ ہے۔ ماسکو اس میں لگا ہوا ہے کہ فولادی قوت سے اسے دبا دے، یہ بھی صحیح ہے کہ اسے چھوٹے موٹے یہودی مخالف' پھوٹ پڑنے والے بلوے روکنے میں پوری طرح کامیابی نہیں ہو سکی۔ یوکرین میں آج تک سفید فام ہی ان منظم قتل عام کے ذمہ دار رہے ہیں۔ آیا یوکرینی سرخ افواج اس بدی سے نمٹنے کے لئے آمادہ ہیں اس کے لئے ہمیں انتظار کرنا پڑے گا۔

ہم نے فیصلہ کیا کہ ہمیں مقامی جیل اور حراستی مراکز کا دورہ کرنا چاہئے۔ تاہم سب سے بڑی دشواری جو ہمیں درپیش آئی وہ ایک عورت سپرنٹنڈنٹ کی وجہ سے تھی جو کارکنوں اور کسانوں کے معائنے کے محکمے میں تعینات تھی۔ وہ حال ہی میں دیگر رکھوالوں کے اوپر مطوّوہ متعین کی گئی تھی جن کی ذمہ داری سوویت اداروں میں پائی جانے والی خرابیوں پر نظر رکھنا تھا۔ مراکز اسیراں اور جیل خانہ جات اسی کے تابع تھے۔ ہم نے اپنی اسناد اسے پیش کیں۔ اس کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ خارکوف کے جیلوں کی حالت مقامی ارباب اختیار کی ذمہ داری تھی اور اس میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ بات اس نے بالکل صاف صاف بتا دی۔ مایوس ہو کر ہم نے اس کا دفتر بمشکل چھوڑا ہوگا کہ راستے میں ہماری مڈبھیڑ ایک شخص سے ہوئی جس نے خود کو توارش دای بنکو کے نام سے متعارف کرایا جو الیکزیندرا کولونتے کا شوہر تھا۔ وہ اس سے میرے متعلق سن چکا تھا۔ اس نے وضاحت کی۔ اس لئے اسے اس بات پر خوشی ہوگی اگر وہ میرے کسی کام آسکے۔ اس نے ہم سے ٹھہرنے کو کہا اور اندر جا کر سپرنٹنڈنٹ سے معاملات طے کرنے لگا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس عورت کی نگاہوں میں اس کا احترام ہو۔ کیونکہ فوراً ہی وہ اس کے ہمراہ باہر آ گئی اور انداز بھی مصالحانہ تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ ہم اتنے معروف امریکی توارش ہیں، وہ بولی اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں آپ جیل اور مرکز اسیراں کو دیکھ لیں۔ وہ فی الفور اپنی کار میں ہمیں لے چلے گی۔

دونوں تعزیری اداروں نے ہمارے انجینئر واقف کار کے بیان کی، یوکرینی کمیونسٹیوں کی انتظامیہ اور استبدادی طریقوں کی حد تک تصدیق کر دی۔ مرکز اسیراں کانت سلیچر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ایک پرانی عمارت میں قائم تھا اور اس میں بیت الخلا کی سہولت نہ تھی اور پانچ سو کی گنجائش میں ہزار افراد مقید تھے۔ کمرے ایک سے زیادہ افراد کے زیر استعمال تھے اور گنجائش سے زیادہ لوگوں کی رہائش کی وجہ سے تعفن اٹھتا تھا۔ ان کمروں میں صرف تخت موجود تھے جن پر بیک وقت دو یا دو سے زیادہ افراد سوتے۔ دن کے اوقات میں وہ لوگ فرش پر اکڑوں بیٹھے رہتے اور اسی حالت میں کھانا بھی کھاتے۔ ایک مرتبہ گھنٹہ بھر کے لئے انہیں باہر احاطے میں لے جایا جاتا اور باقی اوقات میں انہیں مقفل رکھا جاتا اور ان کے وقت اور ذہن کو مصروف رکھنے کے لئے کوئی مشغلہ نہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تھا۔ان کے جرائم کی نوعیت تخریب کاری سے لے کر سٹے بازی تک تھی۔اور وہ سب ہی انقلاب مخالف تھے جیسا کہ ہماری سخت گیر راہبر نے ہمیں ذہن نشین کرانے کی کوشش کی۔''کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ اسیروں کو کسی مفید کام میں لگا دیا جائے؟'' میں پوچھ بیٹھی۔''ان انقلاب دشمنوں پر بلغ ژواطرز کے تضیع اوقات کی ہمیں فرصت نہیں ہے۔'' اس نے جواب دیا۔جب محاذوں پر دشمن پسپا ہو جائیں گے تو ہم انہیں ان علاقوں کی جانب روانہ کر دیں گے جہاں یہ فتنہ پروری نہ کر سکیں گے۔

زار کے عہد کے طرز کے سیاسی قید خانوں کی پھر سے گرم بازاری تھی۔جن لوگوں نے حکمرانوں کی حکومت کے متعلق سوال پوچھنے کی جرأت کی، جنہیں کسی غیبی قوت نے مقرر کیا ہو یا بزعم خود مامور ہوں، پہلے کی طرح سب ہی اسیر تھے۔قدیم طرز حکمرانی جاری تھا اور اس زمانے کے زیادہ تر سنتری اب بھی مامور تھے۔اپنے معائنے کے دوران میں ہم دو مقفل دروازوں کے آگے رک گئے۔ چونکہ باقی سب کھلے ہوئے تھے اس لِئے ہم نے اس کی وجہ دریافت کی۔ ہماری ہمرکاب خاتون نے ابتدا میں ٹالنے کی کوشش کی۔ہم نے یہ بھی کہا کہ امریکہ میں جیلوں کے معاملات پر تحقیق کرنے والوں کو عموماً بدیہی چیزیں دکھائی جاتی ہیں اور پھر وہ اپنی فہم و فراست سے محبوسی علوم پر لکھتے ہیں۔لیکن ہم ان ظاہری باتوں پر مطمئین ہونے والے نہیں ہیں۔تب کہیں جا کے سپرنٹنڈنٹ نے ہمارے لِئے مستثنائی صورت پیدا کرنے پر صاد کیا۔اس نے کہا مجھے امید ہے کہ ہم لوگ سمجھ لیں گے کہ سوویت روس میں ہونے والے تمام اقدامات میں جن میں جیل خانہ جات کی انتظامیہ بھی شامل ہے، سب ہی انقلابی ضرورتوں کے تابع ہیں۔مقفل کوٹھریوں میں خطرناک مجرم بند ہیں۔اس نے یہ بھی یقین دلایا کہ ان میں ایک عورت بھی موجود ہے جو انقلاب مخالف رہزنوں کی فوج ماخنو کی رکن ہے۔اور اس سے متصل کوٹھری میں ایسا شخص ہے جو انقلاب مخالف سازش میں گرفتار ہوا ہے۔دونوں ہی بدترین سلوک اور انتہائی سزاؤں کے مستحق ہیں۔اس کے باوجود اس نے احکام جاری کر دیئے ہیں کہ ان کی کوٹھریاں روزانہ چند گھنٹوں کے لِئے کھلی رکھی جائیں اور اس نے دیگر اسیروں کو اس کی اجازت دے دی ہے کہ ایک محافظ کی موجودگی میں وہ ان قیدیوں سے بات کر لیا کریں۔

مخوفکا ایک کسان ضعیفہ اپنی کوٹھری کے اندر ایک کنارے میں پنجوں کے بل ایک سہمے ہوئے خرگوش کی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ احمقانہ انداز میں نگاہیں پٹپٹانے لگی ، جب دروازہ کھلا ۔ اچانک اس نے چیخ ماری اور میرے پیروں سے لپٹ گئی۔ ''بارینیا،(جاگیردار خاتون) بی بی مجھے یہاں سے نکالو، مجھے کچھ نہیں معلوم، مجھ کچھ نہیں پتہ!'' میں نے اسے چپ کرانے کی کوشش کی اور اسے آمادہ کیا کہ وہ مجھے اپنے مقدمے کے متعلق بتائے۔ممکن ہے میں اس کی کوئی مدد کر سکوں۔میں نے زور دے کر کہا۔لیکن وہ خوفزدہ تھی، بلبلا کر روئے جاتی اور یہی کہے جاتی کہ میں ماخنو کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتی۔میں نے راہداری میں اپنی راہبر سے کہا کہ مجھے یہ بات احمقانہ لگتی ہے کہ یہ نیم دیوانی بڑھیا انقلاب کے لِئے کیسے خطرہ بن سکتی ہے۔وہ تو تنہائی اور سزائے موت کے خوف سے حواس باختہ ہو چکی ہے۔اور اگر اسے کچھ دن اور مقید رکھا گیا تو وہ دیوانی ہو جائے گی۔''تم اس معاملے میں قدرے جذباتی ہو رہی ہو'' رہبر نے مجھے تنبیہہ کی۔''ہم ایک انقلابی عہد میں جی رہے ہیں اور ہمیں چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیر رکھا ہے۔''

اگلی کوٹھری میں ایک آدمی تپائی پر بیٹھا ملا اور سر جھکائے ہوئے تھا۔اس نے ایک جھٹکے سے اپنی نظریں دروازے کی جانب اٹھائیں۔اس کی نگاہوں میں دہشت اور کھد یڑنے والی کیفیات جھلکنے لگیں۔نہایت عجلت میں اس نے پورے جسم کو سمیٹ لیا اور بدن سخت کر لیا۔اس کی نگاہیں ہماری رہبر پر گڑ گئیں جن میں حقارت کے سوا کچھ نہ تھا۔دو لفظ سنائی دیئے جنہیں ہم گہری سانس کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتے مگر اثر میں وہ پتھر ادینے والے تھے، مگر سکوت ٹوٹا ''بدذاتو! قاتلو!'' ایک وحشت ناک احساس سے میں مغلوب ہو گئی کہ یہ شخص ہمیں سرکاری اہلکار سمجھتا ہے۔میں نے اس کی جانب ایک قدم بڑھایا تا کہ وضاحت کروں لیکن اس نے ہماری طرف پیٹھ پھیر لی اور اس طرح تن کر کھڑا ہو گیا کہ میرا اس کا آمنا سامنا ہونا ممکن نہ رہا۔میں ملول دل کے ساتھ بڑھ کر ساتھیوں سے مل گئی اور راہداری پار کر گئی۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ساشا بالکل نہ بولا مگر میں محسوس کر رہی تھی کہ وہ مجھ سے کم متاثر نہ ہوا تھا۔ ظاہری لاپرواہی سے وہ خوش خرامی سے راہداری کی دیوار کے ساتھ چلتا رہا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہاں کسی نوجوان اسیر انارکسٹ سے ملاقات ہو جائے جیسا کہ ہمیں خفیہ باوثوق ذریعے نے بتایا تھا۔ مجھے تو سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ پیچھے رہنا پڑا جو میری بغ ژوا ہمدردیوں کے پرزے اڑا رہی تھی۔

میں نے بھی اسے اس لئے بولنے کا موقع دیا تا کہ ساشا کو اس کی جستجو کا خاطر خواہ موقع مل جائے۔ میرے خیالات تو ان دونوں اسیروں میں اٹکے ہوئے تھے جن سے میں تھوڑی دیر پہلے ملی تھی۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ ان کا انجام کیا ہونے والا تھا۔ مرد نے تو خاص طور سے فخر اور استقلال دکھایا تھا۔ میں اس خیال میں غلطاں تھی کہ میرے اوصاف کہاں لاپتہ تھے اور میں کس خول میں چھپی ہوئی تھی جس کے گودے کو دیمک اتنا چاٹ چکی تھی کہ وہ اب کھوکھلا ہو چکا تھا۔

جب ساشا سے تنہائی میں ملاقات ہوئی تو مجھے پتہ چلا کہ ہمارے اسیر کامریڈ نے اسے کون سی اطلاعات بہم پہنچائی تھیں۔ کارکنوں اور کسانوں کے معائنے کے محکمے کی سربراہ چیکا کی ایک سابق رکن تھی اور وہ جیل کو چیکا کے انداز پر چلانے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔ اس نے نہایت سخت پابندیاں عائد کر دیں۔ جس میں سیاسی کارکنوں کو قید تنہائی میں رکھنا بھی شامل تھا۔ وہاں کے مکین کوی ایسی تبدیلی لانا چاہتے تھے جس میں کوئی سنگین اقدام نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب نیم بدحواس کسان عورت اور مرد جسے موت کی سزا ملنے والی تھی کو علیحدہ کر کے قید تنہائی میں مقفل کر دیا گیا تو پورے جیل نے احتجاج کیا اور بھوک ہڑتال شروع ہوگئی۔ اگر چہ اس سے مطلوبہ نتائج تو نہ حاصل ہوئے اس کے باوجود یہ کامیابی ضرور ہوئی کہ ان دونوں کی کوٹھریاں دن میں کچھ دیر کے لئے ضرور کھلنے لگیں۔ مستقبل قریب میں ایک اور ہڑتال کی منصوبہ بندی ہو رہی تھی تا کہ اس استبدادی عہد کو بدلنے پر مجبور کیا جائے۔

اس شخص کے چہرے پر جو دہشت کے تاثرات تھے اور اس کی چیخ میں جو ''بدذاتو! قاتلو!'' کی پکار تھی اس کی وجہ مجھے اب سمجھ میں آئی۔ اسے پھانسی دیئے جانے سے پہلے قید تنہائی میں رکھا گیا تھا اور وہ سارا وقت اس دگدے میں گزر رہا تھا کہ اس کے دھڑکتے دل کو نہ جانے کس لمحے کوئی جان لیوا گولی خاموش کر دے۔ کوئی بھی ''انقلابی ضرورت'' اس شائستہ سنگدلی کی وضاحت کر سکتی ہے؟ یہ صرف اسی وقت ممکن تھا اگر میں اکتوبر کے زمانے میں یہاں آ گئی ہوتی۔ میں سوچتی ہوں تو مجھے میرے سوالات کا معقول جواب مل جاتا یا میرے ماضی کا موزوں اختتام ہو جاتا۔ اب میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ میں ایک ایسی کنڈلی کے چنگل میں آ چکی ہوں جس کے پھندے روز بروز تنگ ہوتے جا رہے ہوں۔

وہ لوگ جو میرے کرب کو سب سے کم سمجھ پا رہے تھے وہ لوگ تھے جو خارکوف میں میرے کامریڈ تھے۔ ان میں سے زیادہ تر امریکہ سے آئے تھے اور وہاں پر میرے کام سے وابستہ رہ چکے تھے۔ ان میں ایک جوزف اور دوسرے لیہ گڈمین، آرن اور فانیا بارن، فلیشن اور دیگر تھے۔ فلیشن مدرارتھ کے دفتر میں ہمارا رفیق کار رہ چکا تھا اور مجھ سے اچھی طرح واقف تھا۔ جبکہ خارکوف کے کامریڈ جن کی سربراہی اولگا تراتوتا کی سورمائی شخصیت کر رہی تھی، سب ہی انقلاب کے لئے خدمات انجام دے چکے تھے۔ اس کے محاذوں پر لڑ چکے تھے۔ 'سفیدوں' کے ہاتھوں سزائیں بھگت چکے تھے اور بالشویکوں کی اذیتیں قید و بند کی سزائیں جھیل چکے تھے۔ لیکن کسی چیز نے ان کے انقلابی جذبے اور انارکزم میں اپنے اعتقاد میں کمی نہ آنے دی۔ ان میں نہ کوئی تذبذب کا درد اٹھا، نہ شک نے کوئی جراحی کی اور نہ ہی ایسے سوالات نے سر اٹھایا جن کے جواب نہ میسر ہوں وہ مجھے دبدھے میں پا کر سناٹے میں آ گئے۔ ان کے بقول مجھے اپنی قوت فیصلہ پر ہمیشہ اعتماد رہا ہے اور ہر مسئلے پر اٹل رہتی ہوئی چلی آئی ہوں۔ اس کے باوجود روس میں آنے کے بعد جہاں میری سخت ضرورت ہے لگتا ہے میری گرفت ڈھیلی پڑ گئی ہے۔ اور ساشا جو ہمیشہ سے واضح اور پرعزم چلا آ رہا ہے..... اسے کم از کم یہ چاہئے تھا کہ وہ ان کے ساتھ شریک ہو جاتا اور منظم کرتا تا کہ پرچار کا کام کیا جائے بجائے اس کے وہ اپنی توانائی سے بے جان دستاویزات کی جھلیاں جمع کرتا پھر رہا ہے۔

روس میں ہماری آمد ان کے لئے ہمت افزائی کا باعث تھی۔ انہوں نے ہمیں بتایا۔ انہیں یقین تھا کہ ہم روس کی سرزمین پر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بھی وہی کام جاری رکھیں گے جسے ہم امریکہ میں نہایت زور وشور سے کرتے تھے۔ بلاشبہ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ بالشویکوں پر اپنے اعتماد سے اس وقت تک دستکش نہ ہوں گے جب تک ہمیں پوری طرح یقین نہ آجائے گا کہ وہ لوگ اپنے انقلابی نعروں سے منحرف ہو چکے ہیں اسی مقصد کے لیئے جوزف اور آرن بارن کو ان کی تنظیم 'نابات' نے انہیں ہماری طرف روانہ کیا تھا۔ جبکہ پیتروگراد میں ہم تک پہنچنے میں ان کی جان بھی جاسکتی تھی۔ کیا بالشویکوں کی روبہ زوال انقلابی کہانی اتنی نیچے نہیں آچکی ہے جو ہمیں قائل کرنے کے لیئے کافی ہو؟ ان کی انارکسٹوں کی ایذا رسانی، ان کا عیستر ماخنو کے معاملے میں دوغلا پن اور فریب کاری؟ کیا ان ثبوتوں نے یہ ظاہر نہیں کر دیا کہ آمریت نے انقلاب کی روح سے دغا کی ہے؟ ہم نے بڑے غور سے سب کچھ دیکھا اور سنا ہے جس سے ہمارے ذہنوں کو یہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہوئی کہ ہم کمیونسٹ سلطنت میں کیا مقام رکھتے ہیں۔

آرن بارن اور جوزف نے ہم سے ملنے کے لیئے بلاشبہ پیتروگراد کا دورہ کیا۔ دو ہفتوں تک مسلسل ہم نے ان کی بات پُر تناؤ دلچسپی سے سنی جس میں انہوں نے نہایت واضح طریقے سے ان حالات کا ذکر کیا جنہوں نے کمیونسٹوں کو انقلاب سے غداری کی راہ پر لگا دیا۔ لیکن وہ لوگ جو ہمیں اچھی طرح جانتے تھے ہم سے اس کی توقع نہ کرنا چاہئے کہ ہم لینن، ترتسکی اور ان کے رفقائے کار کی انقلابی دیانتداری پر سے محض اس لیئے اعتبار ختم کر دیں گے کیونکہ انہوں نے ماخنو کے متعلق غلط پالیسی اختیار کی تھی یا ہمارے اپنے کامریڈوں کے متعلق بھی۔ ہمارے خارکوف کے لوگ اس بات کو تسلیم کرنے کے لیئے آمادہ تھے کہ اپنی توقعات کے معاملے میں ان میں عجلت پسندی آگئی تھی۔ ان کے دلائل کے مطابق جب ہمیں سوویت روس میں آئے ہوئے آٹھ ماہ بیت چکے ہیں اور ہم نے ان تمام مواقع سے فائدہ اٹھایا تا کہ بذات خود تمام حالات کا مطالعہ کریں۔ ہم پھر بھی تذبذب میں مبتلا ہیں؟ ہماری تحریک ہمیں پکار رہی ہے۔ میدان وسیع اور مواقع میں بہت گنجائش بھی ہے۔ ہم یوکرین کے انارکسٹوں کو بہ آسانی ایک منظم وفاق نما قوت میں ڈھال سکتے ہیں جو اپنے پرچار کے ذریعے محنت کشوں اور کسانوں تک رسائی حاصل کر لے گی۔ آخر الذکر میں بالخصوص عیستر ماخنو کی مدد سے۔ وہ کسانوں سے اچھی طرح واقف ہے اور وہ بھی اس پر اعتبار کرتے ہیں۔ اس نے بارہا ملک بھر کے انارکسٹوں سے تاکیداً کہا تھا کہ وہ جنوبی خطے میں دستیاب نشر واشاعت کے مواقع سے فائدہ اٹھائیں۔ وہ ضرورت کی ہر شے کو ہماری تحویل میں دے گا جن میں رقوم، چھاپہ خانہ، کاغذ، ہرکارے۔ ہمارے کامریڈوں نے تاکید کی ہم فوری فیصلے کریں۔

اگر میں اپنے ذہن کو اس پر تیار کر لوں کہ مجھے روس میں کام کرنا ہے تو میں نے انہیں واضح کیا کہ ماخنو کی اعانت مجھے اتنی ہی دلکش لگے گی جتنی کہ لینن کی پیشکش میں ہے جس میں اس نے مجھ سے تیسری انٹرنیشنل کے ذریعے معاونت کرنے کو کہا ہے۔ میں ماخنو کی خدمات کی منکر نہیں ہوں جو اس نے انقلاب میں سفید فوجوں کے خلاف ہونے والی جدوجہد میں انجام دی ہیں۔ اور نہ ہی میں اس حقیقت کو جھٹلا سکتی ہوں کہ اس کی 'پوس تانسی' فوج محنت کشوں کی ایک خود بخود اٹھنے والی عوام الناس کی تحریک ہے۔ تاہم میں یہ بھی نہیں سمجھتی کہ انارکزم کو کسی فوجی کارروائی سے کچھ حاصل ہو سکتا ہے یا پھر ہمارے پروپیگنڈے کا کسی فوجی یا سیاسی مال غنیمت پر دارومدار ہے۔ لیکن یہ سب کچھ جملہ معترضہ تھا، میں اس حالت میں نہیں ہوں کہ ان کے کام میں شریک ہو سکوں، نہ ہی اب اس معاملے کا بالشویکوں سے ہی کوئی تعلق ہے۔ میں اب اس غلطی کو بے تکلفانہ غلطی تسلیم کرنے کو تیار ہوں کہ یہ میری فاش غلطی تھی کہ میں نے لینن اور اس کی پارٹی کو انقلاب کا سچا نقیب سمجھ کر مدافعت کی تھی۔ لیکن میں اس وقت تک ان کی سرگرمی سے مخالفت نہ کروں گی جب تک روس پر بیرونی دشمن حملہ کرتے رہیں گے۔ میں ان کے نقاب سے مزید فریب نہیں کھا سکتی لیکن میرا حقیقی مسئلہ گہری تہہ میں بیٹھا ہے۔ یہ انقلاب بالذات ہے۔ اس کے مظاہر اتنے متناقض ہیں اور ان تصورات کے مقابلے میں جن کی میں مدعی تھی ان میں اتنے نشیب وفراز ہیں کہ میں چکرا گئی ہوں کہ ان میں سے کون سے صحیح ہیں۔ میری قدیم اقدار کا جہاز چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو چکا ہے اور میں ایک تختے پر سوار ہوں اور نہ جانے تیرتی رہوں گی یا ڈوب جاؤں گی۔ میں تو اسی کوشش میں لگی ہوں کہ میری گردن پانی کے اوپر رہے اور اعتماد رکھتی ہوں کہ وقت کا دھارا مجھے محفوظ ساحل پر پہنچا دے۔

فلیشن اور مارک مراچنی جو خارکوف میں ملنے والے کامریڈوں میں سب سے زیادہ زیرک تھے میری دشواریوں کو سمجھ گئے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کہ میں کیوں دوسروں کی رہنمائی نہیں کررہی جبکہ میں خود گم کردہ راہ ہوں۔ نابات گروپ کے باقی لوگ غیر مطمئن اور ناراض تھے۔ ان کے ذہنوں میں ایما گولڈ مان کی جو شبیہ بیٹھی ہوئی تھی اس کی جگہ وہ تازہ مگر زردی مائل تصویر دیکھنے پر آمادہ نہ تھے۔ وہ ساشا کی جانب بڑی توقعات سے مڑے۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ انقلاب میں کبھی شک نہیں کرسکتا چاہے اسے اس کی منہ مانگی قیمت ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ وہ میرے مقابلے میں ابتدا ہی سے عمدہ سازشی رہا ہے اور وہ ماخنو سے مل کر کام کرنے کی قدر ومنزلت کو سمجھ لے گا یا کم از کم اس کے دست تعاون کو تھام لے گا۔ جوزف اور لیہ دونوں ہی بے لوث محبتی لوگ ہیں وہ ساشا کو اپنے منصوبے کا ہم خیال بنانے پر تلے ہوئے تھے۔ اسی وقت فانیا بیرن بھی ان سے آملی جو ابھی ابھی ماخنو کے پڑاؤ سے آرہی تھی اور ہمارے لئے ایک دعوت نامہ لائی تھی۔ کیا ہم لوگ آسکتے ہیں؟ وہ ہمیں بحفاظت اس تک پہنچادے گی۔ ''کیا تم چلوگی؟'' ساشا نے پوچھا۔ اگر وہ چلنے پر مصر ہے تو میں اس کے ساتھ رہوں گی۔ میں نے جواب دیا۔ میں کسی حال میں اسے ایسے خطرے کے منہ میں اکیلے نہ جانے دوں گی۔ لیکن پھر مہم کا کیا ہوگا؟ ہم نے تو اپنی زبان دی ہے کہ اس کی تکمیل تک ساتھ رہیں گے اور اس نے تو اس خطرناک کام کی زیادہ تر ذمہ داریاں سنبھالنے کی حامی بھری ہے۔ کیا ہمیں وعدہ خلافی کرنا چاہئے؟ ماخنو اور اس کی پوس تانسی فوج میں شرکت کے تصور ہی سے وہ سب کچھ فراموش کر بیٹھا اسے نہ تو عجائب گھر کا خیال رہا اور نہ ہی اس مہم کی طرف توجہ دے سکا۔ تاہم ''وعدہ پھر ایک وعدہ ہے'' ہمیں پاسداری کرنا ہوگی، شاید ہمیں پھر کبھی کوئی موقع مل جائے اور ہم اس کسان رہنما سے جا ملیں۔''

خارکوف میں ہمارا قیام ناگاہ ختم ہوگیا۔ ہمارے سیکریٹری کے علم میں یہ بات آئی کہ اس کا اندیشہ ہے کہ پارٹی کی عاملہ ہمارے جمع کئے ہوئے مواد کو ضبط کرسکتی ہے اور کہیں ہمیں یوکرین چھوڑنے کی اجازت نہ دے۔ ہمیں مزید کسی اشارے کی ضرورت نہ تھی۔ اسی شب ہم نے جتن کرکے اپنے ڈبے کو پولتاوا جانے والی ٹرین سے جڑوالیا اور چمپت ہوگئے۔

ہم برق رفتاری کے عادی امریکی اس سست رفتار سفر پر استہزا کرسکتے تھے یا مذاق اڑاسکتے تھے لیکن روس کے ہر ریلوے اسٹیشن پر جمع خلقت کے لئے جو دنوں بلکہ ہفتوں ٹرین پر سوار ہونے کی منتظر رہتی ہے ان کے لئے یہ رینگتی رفتار ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جب ان پر نظر پڑتی تو وہ رونگٹے کھڑے کردینے والا منظر ہوتا...... یہ لٹکتے چیتھڑوں اور گٹھروں سے دبے ہانپتے کانپتے لوگ، چیختے، کوستے، ایک دوسرے پر تلے اوپر گرتے ہوئے لوگ جو سوار ہونے کے جنون میں دھینگا مشتی پر اتر آتے۔ اکثر کسی سپاہی کی بندوق کے کندے سے دھکیل دیئے جاتے، ایک مرتبہ ایسا نہ ہوتا بلکہ بار ہا ہوتا۔ وہ بڑی ثابت قدمی سے بار بار اس وقت تک کوشش جاری رکھتے جب تک وہ کسی ڈبے کا جنگلا نہ پکڑ لیتے یا پھر پائیدان پر نہ کھڑے ہوجاتے۔ یہ ایک ایسا ہاویہ ہوتا جس کے بیان کے لئے کسی روسی دانتے کی چابکدستی درکار تھی۔

پورے ڈبے پر صرف آٹھ افراد قابض تھے جس میں ہمارا قلی بھی شامل تھا جبکہ سینکڑوں لوگ پلیٹ فارم پر، چھتوں پر یہاں تک کہ ڈبے جوڑنے والی جگہ پر بھی' کوئی جگہ ناگوار نہ سمجھی جاتی۔ اس کے باوجود ہم ان کے لئے کچھ نہیں کرسکتے تھے۔ نہ صرف یہ کہ آپ 'ٹائی فس' میں مبتلا ہونے کے خطرے کو کئی گنا بڑھاتے ہیں بلکہ دیگر حشرات کے بھنبھوڑے ہوئے لوگ ہوتے ہیں اور یوں بھی ہم اپنے ڈبے میں اس لئے لوگوں کو نہیں بلاسکتے تھے کیونکہ ہمارے پاس نہایت قیمتی مواد رکھا تھا۔ چوری چکاری کہیں کم کہیں زیادہ، یہ بھی روس میں کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی، برسہا برس کی افراتفری اور قلت اس کے امکانات اور ہنر میں اضافے کا سبب بنی تھی۔ ہمیں اس کی امید نہ تھی کہ ہم اپنی بازیافت یا دیگر اشیاء جو ہمارے ڈبے میں رکھی تھیں اس ہنرمندی سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ہم اس دردناک انبوہ میں سے کسی کو بھی اپنے ڈبے میں نہیں لے سکتے تھے اور یہ بات حتمی تھی۔ تاہم میں نے تجویز پیش کی کہ ہم اپنے لئے مخصوص راہداری میں صرف عورتوں اور بچوں کو ٹھہرنے کی اجازت دے دیں۔ ہماری ٹکڑی کے یہودیوں نے اس منصوبے کی حمایت کردی مگر دیگر عقائد والے مخالف تھے۔ روسی جوڑا تو شروع ہی سے کج خلق تھا۔ لگتا تھا جیسے اس سفر میں ان کا واحد مقصد رخنہ ڈالنا ہو۔ شاکول ایک سلاوک تھی جو انتقامی جذبے سے بھری ہوئی تھی۔ کبھی اپنے مردوں اور ساتھیوں کے لئے اس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں ہمدردی اور رحم وفور کرنے لگتا اور دوسرے ہی لمحے اس کے لہجے میں جاگیردار عورت والی رعونت آجاتی۔ وہ ایسی غلیظ مخلوق کی قربت کو برداشت نہیں کرسکتی۔ اس نے کہا اور وہ اس بات سے موت کی طرح خوفزدہ تھی کہ کہیں ان سے ٹائی فس نہ لگ جائے یا کوئی اور مہلک بیماری' وہ مزید کسی اور بیماری کا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔ بے چاری عورت وہ اس سے پہلے ہی ایسے عوارض سے بال بال بچی تھی اس لئے میں اسے الزام نہیں دے سکتی۔ میں نے حامی بھرلی کہ میں ہر صبح میں پلیٹ فارم کو کھرچ اور دھو کر جراثیم سے پاک کردیا کروں گی۔ لیکن یہ پیشکش بھی انہیں آمادہ نہ کرسکی جیسی ساشا کی شائستگی اثر انداز ہوئی۔ یہ میرے بڈھے یار کا ہنر تھا کہ وہ لوگوں کو نہایت نرمی سے اس مقام تک پہنچا دیتا جہاں اس کا جی چاہتا اور آخر میں وہ یہی سمجھتے تھے کہ یہاں پہنچنا ان کی زندگی کا واحد مقصد تھا۔ اگر شاکول ہماری ہم خیال ہوتی تو ہم سب کو قائل کرلیتے۔

زندگی میں ہر شے اضافی ہوتی ہے اور ضرورت کے مطابق اس کی قدر گھٹتی بڑھتی ہے۔ ہمارے ڈبے کی راہداری اور جگہوں کے مقابلے میں محل لگتی اور زیادہ تر لوگوں کی اس پر رال ٹپکتی تھی۔ وہ چند لوگوں کو رات بھر کا تحفظ دیتی' جھگڑوں اور کالک سے بچاتی اور ڈبے کی چھت سے گرنے سے بچاتی اور یہ ایک ایسی چیز تھی جس کا سفر میں درپیش آنا معمولات میں تھا۔ زندگی ارزاں تھی اور لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اتنے منہمک ہوتے کہ ان چیزوں کی فکر نہ کرتے۔ کسی کو اندازہ نہ ہوتا کہ اس کی باری آنے والی ہے اور انہیں اس کی پرواہ بھی نہ تھی۔ ایک مرتبہ سپاہیوں کے درمیان سے دھکم پیل کے بعد ڈبے پر سوار ہوجانے کے بعد اور ذرا سی جگہ مل جانے پر وہ امروز وفردا کی فکر سے غافل ہوجاتے۔ محض رواں لمحہ ان کا اثاثہ ہوتا اور وہ بڑی لالچ سے اسے اچک لیتے۔ جلد ہی وہ اپنے آنسوؤں کو فراموش کردیتے، اپنی گالم گلوچ اور چیخم دھاڑ کو بھی۔ ان میں جلد ہی بھلمنسات لوٹ آتی ان میں چنچل پن اور دل لگی پیدا ہوجاتی۔ ایک مرتبہ پھر سے وہ اپنے زخار تخیل کو متحرک کرلیتے اور گانے بجانے لگتے۔ کیسے باکمال لوگ ہیں! ان کی روح قزح کی طرح رنگ بدلتی۔

ہمارے پروانوں کو جو مرکز نے جاری کئے تھے انہیں خارکوف کے مقابلے میں پولتاوا میں زیادہ پذیرائی ملی۔ ریوکام کے سیکریٹری (انقلابی کمیٹی جو مقامی حکومت کی جگہ فرائض سنبھالے ہوئے تھی) نے ہمارا پرتپاک استقبال کیا اور ہر سوویت محکمے میں آزادانہ رسائی کا بندوبست کردیا۔ اس مدد کی وجہ سے ہمیں اپنی ضرورت کے مواد کے جمع کرنے میں' ہماری مہم کو کوئی دشواری نہ ہوئی۔ اس میں انقلاب مخالف دستاویزات بھی شامل تھیں جو راہزنوں کے مختلف جتھے اور افواج پالتاوا نو کو تاراج کرنے کے بعد چھوڑ گئی تھی۔ جہاں سے سب سے آخر میں سرخ فوج روانہ ہوئی تھی۔ کاغذات، فرامین، منشورات، عسکری نشانات اور کئی میل کے عجیب وغریب ہتھیاروں کو ہمارے سیکریٹری اور ساشا نے کھود نکالا اور فاتحانہ انداز میں ڈھو کر ڈبے تک لے آئے۔

ہنری السمرگ کی معیت میں، میں نے معائنے کی غرض سے دورہ کیا۔ ہنری سب سے اہم مقامی سوویت اہلکار کا انٹرویو لینا چاہتا تھا اس کے علاوہ ایسے لوگوں سے بھی جو کمیونسٹ پارٹی سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ اس نے مجھے مدعو کیا کہ میں بطور مترجم چلوں جسے میں نے بخوشی قبول کرلیا۔

بات تعجب کی تھی کہ پولتاوا پر حملہ آوروں نے بہت کم طبعی نشانات چھوڑے تھے۔ عمارتوں اور پارکوں کو معمولی سا نقصان پہنچا تھا۔ اس کے پرشکوہ درخت اپنی جگہوں پر موجود تھے اور اپنی عظیم رفعتوں سے ان مسخروں جیسی مخلوق کو نظر حقارت سے دیکھ رہے تھے جو آدمی کہلاتا ہے۔ پھولوں کی بہتات تھی اور ترکاریوں کے باغیچے ملے جن کی حفاظت کے لئے کوئی جنگلا بھی نہ ہوتا جو انہیں اجاڑنے والوں سے بچائے۔ خارکوف کے سفر میں پژمردگی پیدا کرنے والے مناظر کے بعد فطرت کی اس فیاضی کا نظارہ اور سایہ دار راہوں میں چہل قدمی بالکل جنت کی سیر تھی۔

سوویت دور کے ادارے کسی دلچسپی کا سبب نہ تھے۔ وہ مکھی پر مکھی مارنے والے کام میں جتے ہوئے تھے۔ ان کے انتظام کا دارومدار یک رخے اصول پر اور ماسکو کے نسخے کے مطابق تھا۔ سرکاری اہلکاروں سے انٹرویو سے بھی کوئی نئی بات نہیں نکلی۔ یوں ہمیں مہلت مل گئی کہ ہم آبادی کے اس حصے سے مل لیں جن کا نام لینا ممنوع تھا۔ بلا ارادہ اسی طبقے کے دو افراد سے ہماری مڈبھیڑ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہوگئی اوران کے تعاون سے ہماری ایک بڑے دھڑے سے ملاقات ہوگئی جن کا شیرازہ مشترک انجام نے باندھ رکھا تھا۔حالانکہ نظریات کی حد تک وہ مختلف الخیال لوگ تھے۔ ہماری دریافت دوخواتین تھیں۔ان میں سے ایک ولادیمیر کورولینکو کی بیٹی تھی جو روسی مصنفین کی پرانی نسل کی نمائندہ تھی اور دوسری 'بچوں کو بچاؤ' تنظیم کی سربراہ تھی۔ یہ ۱۹۱۴ء میں قائم ہوئی تھی اور پرآشوب برسوں کو جھیل کر سات سال سے چل رہی تھی۔انہوں نے ہمیں اپنے گھر پر مدعو کیا جہاں پر ہم ان کے حلقہ اثر کے دیگر لوگوں سے بھی ملے۔وہ قدیم ریڈیکل دانشوروں کے نمائندے تھے جو ہمیشہ سے روشن خیالی کے علمبردار تھے اور اڑے وقت پر روسی عوام الناس کی مدد کرنے والے تھے۔ وہ ابھی تک روسی آمریت سے ہم آہنگی نہ پیدا کر پائے تھے جس کا انہوں نے بے تکلفی سے اعتراف بھی کرلیا۔اور نہ ہی بالفعل وہ اس کی مخالفت کررہے تھے۔حقیقت تو یہ تھی کہ وہ بالشویکوں کے ساتھ معاشی معاملات میں تعاون کررہے تھے اور سماجی بہبود کے محکمے میں کام کررہے تھے۔اس کے باوجود انہیں سبوتاژ کرنے والے ٹھہرا کر ان کی داروگیر جاری تھی اور ''بچوں کو بچاؤ'' کی انجمن پر مقامی ارباب اختیار نے بارہا چھاپے مارے اور انہیں انقلاب مخالف انجمن ٹھہرایا گیا اور یہ سب کچھ لونا چارسکی کی واضح اجازت کے باوجود ہوا جس میں انہیں کام جاری رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔

ہنری نے اپنے میزبانوں سے کہا کہ بالشویکوں کے خلاف آپ جو چاہیں کہیں لیکن ان پر بچوں کو نظرانداز کرنے کا الزام نہیں دھرا جاسکتا۔ وہ اس معاملے میں کسی بھی ملک کے مقابلے میں کہیں زیادہ کام کررہے ہیں، تو پھر نجی فلاحی اداروں کی کیا ضرورت ہے؟ ہماری میزبان افسردگی سے مسکرائی۔بچوں کے معاملے میں ہماری یہ نیت نہیں ہے کہ ہم بالشویکوں کے اخلاص کی وقعت گھٹائیں انہوں نے اس سلسلے میں بہت کیا ہے اور اس میں بھی شبہ نہیں ہے کہ وہ اور بھی کریں گے۔لیکن ان کا دائرہ اثر صرف مراعات یافتہ بچوں تک پہنچ پایا ہے جبکہ نادار بچوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے اور بتدریج ہزاروں کا اضافہ ہورہا ہے۔جسم فروشی، جنسی امراض اور ہر نوعیت کے جرائم کم عمر بچوں میں کثرت سے موجود ہیں اور آٹھ سے دس برس کی لڑکیوں میں استقرار حمل بھی عام بات ہے۔معاملہ فہم کمیونسٹ بھی اس بات سے آگاہ ہیں کہ اس بلا کا علاج سیاسی فراہین اور چیکا کے بس میں نہیں ہے۔اسے دوسرے زاویوں اور دیگر ذرائع سے نمٹنا پڑے گا۔وہ بھی ''بچوں کو بچاؤ'' انجمن کی مساعی کو تحسینی نظروں سے دیکھتے ہیں۔مثال کے طور پر لونا چارسکی کو لیجئے وہ اس معاملے میں سب سے بڑھ کر فیاض ہے مگر رکاوٹ تو مقامی ارباب اختیار ہیں۔وہ نہ تو لونا چارسکی کو اہمیت دیتے ہیں نہ ہی اس روشن خیال نقطہ نظر کو۔

میں نے ایسے لوگوں میں جن سے نفرت کی جاتی ہے یا ہراساں کیا جاتا ہے ان میں سے اکثر میں' میں نے تابندہ روح دیکھی ہے وہی مجھے مس کورولنکو اور اس کے رفیقوں میں بھی دیکھنے کو ملی۔ وہ اپنے لئے تو کچھ نہیں مانگتے تھے مگر انہوں نے مجھ سے ملتجیانہ کہا کہ میں ان کے کام کے لئے اور بچوں کی خاطر جوان کی تحویل میں ہیں لونا چارسکی سے سفارش کروں۔اس ادارے کے بچوں کی دستکاری کے نمونوں میں ایسے کھلونے شامل تھے جو ردی کاغذ، چیتھڑوں' تنکوں اور یہاں تک کہ استعمال شدہ جوتوں کے بنے تھے۔وہ انوکھی طرز کے جانوروں، گڑیوں اور خیال انگیز اشیاء کی نمائش تھی، جن کے چند نمونے اس عورت نے اصرار کرکے یہ کہتے ہوئے مجھے تھما دیئے کہ ''یہ امریکی بچوں کے لئے ہیں'' جس پر میں نے اپنی میزبان کو یقین دلایا کہ ان کی صحیح تحسین و تعریف تو کھلونوں سے محروم پیتروگراد کے نونہال کریں گے۔

ولادیمیر کورولینکو کسی بڑی بیماری کے بعد صحت یاب ہورہا تھا اس لئے اس تک رسائی ممکن نہ تھی۔تاہم اس کی بیٹی نے وعدہ کیا کہ ہمارے معاملے میں وہ اپنے باپ سے ملے گی اور ہمیں بھی اپنے گھر پر والدین سے ملنے کے لئے اگلے دن بلایا۔

شام کے وقت میں مام ایکس سے ملنے گئی جو سیاسی ریڈ کراس کی چیئرپرسن تھی۔ ماضی میں اس کی تنظیم رومانوف زاروں کے سیاسی ستم زدگان کی مدد کیا کرتی تھی۔ میں یہ جاننا چاہتی تھی کہ کیا نیا دور حکومت اسے کام کرنے دے رہا ہے۔ مام ایکس برف جیسے سفید بالوں، بڑی بڑی نیلی پرشفقت آنکھوں والی حسین عورت تھی۔وہ قدیم روس کی مثالی روایات کی امین شخصیات میں ایک نفیس فرد تھی جن سے آج کل شاذ و نادر واسطہ پڑتا ہے، گرمجوشی، کریمانہ طبیعت اور انتہا درجے کی مہمان نوازی ان کے اوصاف

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہوتے ہیں اور میری میزبان میں ان میں سے کسی بھی چیز کی کمی نہ تھی۔ اگرچہ ۱۹۱۴ء سے آج تک وہ مصائب کے کئی ادوار میں سے گزر چکی تھی۔ یہ گرم شام تھی اس لئے ہم لوگ چھوٹی سی بالکونی میں بیٹھے اور ہمارے درمیان میں سماور بھرا رکھا تھا جو بخارات چھوڑ رہا تھا۔ روشن چاند اور بڑے چائے دان میں نظر آنے والے انگاروں نے منظر کو رومان پرور بنا دیا۔ لیکن ہماری گفتگو کا محور روسی حقائق تھے اور وہ بدنصیب لوگ تھے جنہوں نے زار کے بھونروں کو بھر دیا تھا اور جلاوطنی کے خطوں میں کھیت ہو گئے تھے۔ اس کے حلقے کا دائرہ اثر اب محدود ہو چکا تھا۔ عمر رسیدہ خاتون نے بتایا، وہ ہمہ وقت یہ محسوس کرتی ہے جیسے اس کی کارروائی کو بھینچا جا رہا ہو اور ایسی دشواریوں سے ہراساں کیا جا رہا ہے اور ایسی وجوہ پر جن کا ماضی میں کوئی وجود نہ تھا۔ آمریت نے اور ہر کس و ناکس کی دارو گیر نے جس پر نئے عہد سے اختلاف رائے کا معمولی سا شائبہ ہو، اس امر نے سماجی کارکنوں کو اس پر احترام حیثیت سے محروم کر ڈالا جو انہیں رجعت پسند حلقوں کو چھوڑ کر ہر طرف سے ملتی تھی۔ اب انہیں رہزن، انقلاب مخالف اور عوام دشمن کہہ کر اعلانیہ مذمت کی جاتی ہے۔ مگر خلقت جس کے پاس ان مہیب الزامات کی تصدیق کرنے کے وسائل نہیں ہیں بالشویکوں کی بات مان لینے پر مجبور ہیں۔ نیا عہد تو اس معاملے میں ایک قدم آگے جا چکا ہے کہ اس نے روس کے پھول کو قابیل کے نام سے داغ دیا ہے اور اسے عوامی احترام کی نظروں سے گرا دیا۔ ''میں اسے بالشویکوں کا تاریک ترین جرم گردانتی ہوں اور یہ ان کے اپنے نقطہ نظر اور نام نہاد انقلابی ضرورت کے تحت بھی قابل مذمت ہے۔'' مام ایکس نے تلخی سے کہا۔ ریڈ کراس اب مجبور ہے کہ دو محاذوں پر مصالحانہ روش اختیار کرے۔ وہ کہے جا رہی تھی یعنی سیاسی کارکنوں کی مادی امداد کرے اور انہیں فاقہ کشی کی موت سے بچائے اور ان کے خلاف پھیلائے جانے والے کذب بیانی سے انہیں محفوظ رکھے۔ یہ بہت مشکل کام ہے اور عوامی ذہن تک رسائی قریب قریب ناممکن ہے کیونکہ عوامی ذہنوں کو اس موضوع پر روشن بنانے کی ادنیٰ سی کوشش بھی انقلاب مخالف سمجھی جائے گی اور اس کے نتیجے میں پوری تنظیم کو کچل دیا جائے گا' اس سے منسلک ہر فرد کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ ایک اور رکاوٹ جو درپیش ہے وہ ریلوے نظام میں پائی جانے والی عمومی بدنظمی ہے اور اس کے ساتھ دیگر ذرائع رسل و رسائل کا بھی یہی حال ہے، جس نے مقید سیاسی کارکنوں تک دوروں کو نہایت دشوار بنا دیا ہے اور ان سے رابطہ رکھنا بھی۔ اور سب سے اہم شے جو خوراک سے بھی زیادہ ضروری ہے اور جس سے بالشویک روس کے نظریاتی لوگوں کو محروم رکھا جا رہا ہے..... وہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے لوگوں کے لئے ہمت افزائی اور ولولہ انگیزی سے محرومی ہے اور یہ چیز ان کے لئے ناقابل برداشت ہے، اس طرح میری میزبان نے اپنی بات مکمل کی۔

240/559 میں نے اسے اپنے سخت صدمے سے آگاہ کیا کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ بالشویکی کس طرح یسوعی طریقوں کی پیروی کرتے ہوئے اپنے مخالفین کو ذبح کر رہے ہیں اور میری طویل جدوجہد جو ایسی چیزوں کے خلاف تھی۔ میں نے اسے لینن سے اپنی ملاقات کا احوال بتایا اور اُس کے دعوے کا ذکر کیا کہ جیلوں میں صرف راہزن اور انقلاب مخالف لوگ اسیر ہیں۔ مجھے تو یہ بات ناقابل یقین معلوم ہوئی کہ ایسا شخص جو ایسا توانا ذہن رکھتا ہو اتنا گر جائے اور ایسے ذلت آمیز کذب بیانی پر اتر کر اپنے اقدامات کو جائز قرار دے۔ مام ایکس نے اپنے سر کو انکار میں ہلایا۔ اس نے کہا بات صاف ہے کہ تم لینن کی عادتوں سے ناواقف ہو۔ اپنی ابتدائی تحریروں میں وہ برسوں اس بات کا داعی رہا اور وکالت کرتا رہا کہ اسکے سیاسی مخالفین پر اس نوعیت کے حملے ہونے چاہئیں۔ ایسے ذرائع استعمال کئے جائیں ''ایسا کرو کہ لوگ ان سے کراہت محسوس کریں، نفرت کریں اور مخلوقات میں شرمناک ترین سمجھے جائیں۔'' اس نے یہ چالیں اس وقت بتائی تھیں جب اس کے شکار اپنا دفاع کر سکتے تھے۔ اب وہ زخم پر نمک چھڑکنے کے بعد توہین کیوں نہ کرے جب پورا روس اس کا اکھاڑہ ہے؟ ''ہاں، اور باقی ماندہ ریڈیکل دنیا کو'' میں نے اضافہ کیا ''لینن میں انقلابی مسیحا نظر آتا ہے، میں بھی اسے یہی سمجھی تھی اور یہی میرا کامریڈ الیکزینڈر برکمین بھی سمجھتا تھا۔ ہم امریکہ میں اس کے ابتدائی مجاہدین میں تھے۔ اب بھی ہم اس بات کو سخت گراں پاتے ہیں کہ خود کو بالشویکی سحر سے آزاد کر لیں اور اس کے آدم بو سے بھی۔''

رات ڈھل رہی تھی اور میں اس ضعیفہ سے کورولینکو کے بارے میں سننا چاہتی تھی۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ تالستائی کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

طرح کئی دہائیوں تک روس کے لِئے اخلاقی طاقت بنا رہا۔ میں تو حیران رہتی تھی کہ ۱۹۱۷ء سے وہ کس نوعیت کا اثر ورسوخ ڈال سکا ہوگا۔ میری اطلاع کے مطابق مام ایکس کو جورولینکو کی سالی تھی اور عظیم مصنف سے بہت قربت بھی رکھتی تھی۔ میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ اس کے متعلق بتلائے۔

اس نے کہنا شروع کیا کہ خوش قسمتی سے 'یاسنایاپولیانا' (War and Peace) کا پیغمبر قدیم استبدادی طرزِ حکمرانی کو انقلاب کے جتّے میں پنپتا دیکھنے کی زحمت سے بچ گیا۔ وہ نئے زاروں کو احتجاجی خطوط لکھنے کے عذاب سے بھی بچ گیا۔ اس لِئے نہیں کہ وہ بہنوئی تھا۔ اگرچہ وہ ستر کا ہو رہا تھا اور صحت بھی ٹھیک نہ تھی۔ ولادیمیر کورولینکو کو اپنا زیادہ وقت چیکا سے مغزماری میں صرف کرنا پڑتا کہ کوئی معصوم جان بچ جائے یا پھر لینن، لوناچارسکی اور میکسم گورکی کو خطوط لکھنے میں ضائع کرتا تاکہ اس تھوک کے بھاؤ میں ہونے والی پھانسیوں کو روکا جائے۔ وہ بولے جارہی تھی کہ میکسم گورکی بدترین مایوسی کا سبب بنا۔ ایسا نہیں تھا کہ میکسم کو لینن کی رفاقت میں پناہ گاہ مل گئی تھی اور کریملن ایک خوشتر رہائش گاہ، کسی ویران گاؤں میں جلاوطنی کے بجائے، اس نے اضافہ کیا کہ میکسم گورکی میں جرأت کی بھی اتنی کمی تھی کہ وہ روسی مصنفین کی اعلیٰ روایات کے مطابق اپنے ہی شعبے کے لوگوں کی ہمت افزائی کرے اور وقت آزمائش ان کے شانہ بشانہ کھڑا ہو۔

میکسم گورکی کے متعلق میرا ذاتی تجربہ ذہن میں آ گیا۔ مجھے اس کا بالشویک استبدادی حکومت کے متعلق عذر لنگ یاد آ گیا۔ اس کے باوجود میں درپردہ مقاصد کے لِئے ایسے شخص کو موردالزام نہ ٹھہرانا چاہتی تھی جس کی میں ایک زمانے میں اتنی مداح تھی۔ کچھ بھی ہو گورکی نے کچھ اچھے کام بھی کِئے، میں نے اس کی وکالت کی۔ وہ بوڑھے سائنسدانوں اور ادیبوں کے لِئے دوماچونخ (سائنس گھر) منظّم کرنے میں مددگار بنا۔ اس نے لوگوں کو یرغمال بنائے جانے کے نظام پر صدائے احتجاج بلند کی۔ روس میں طبع ہونے والی ہر تحریر پر حکومتی اجارے کے خلاف آواز اٹھائی۔ مام ایکس نے بلا تاخیر تسلیم کرلیا کہ میکسم کو اچھے کاموں پر داد ملنا چاہئے۔ لیکن اس کی دانست میں گورکی جیسے شخص سے جو انسان دوستی کا بڑا علمبردار رہ چکا ہو یہ سب کچھ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مصداق ہے۔ اس نے تھوڑا بہت جو بھی کیا وہ محض اپنے ضمیر پر پھاہا رکھنے کے لئے کیا اور ان کا محرک احساس عدل اور شائستگی نہ تھا۔ اس کے باوجود میں سمجھتی ہوں کہ یہ ممکن ہے کہ میکسم گورکی لینن کی پالیسیوں کو حق بجانب سمجھتا ہو۔ وہ شاعر تھا نہ کہ کوئی سیاستدان اور غالبًا یہ لینن کی ذات کی جگمگاہٹ تھی جس کی وجہ سے وہ اس کی پرستش پر مجبور ہو گیا۔ میں اس خیال کو ترجیح دیتی ہوں۔ بجائے یہ ماننے کے کہ گورکی اپنے ضمیر کو محض حلوے مانڈے کے لِئے فروخت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

میں نے اس امر پر بھی اپنی حیرانی ظاہر کی کہ کورولینکو ابھی تک کیسے روپوش ہے جبکہ اس نے بارہا بغاوت کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ مام ایکس کو اس میں تعجب کی کوئی بات نہ لگی۔ لینن بہت ہوشیار آدمی ہے، اس نے وضاحت کی۔ وہ اپنے ترپ کے پتوں کو جانتا ہے۔ پیتر کروپوتکن، ویرافگنر، ولادیمیر کورولینکو نامور لوگ ہیں۔ لینن اچھی طرح جانتا ہے کہ انہیں آزاد رکھ کر وہ اس الزام کی بہ آسانی تردید کرسکتا ہے کہ اس کی آمریت میں صرف بندوق اور ڈھاٹے ہی کا دور دورہ نہیں ہے۔ ساری دنیا پر اس کا جادو چل گیا اور جب ریڈیکل نظریات والوں کو مصلوب کیا جارہا تھا تو دنیا خاموش تماشائی بنی رہی۔ زار کے عہد کے قید خانوں سے زردار فصلیں حاصل کی جارہی ہیں اور لوگوں کو گولی مار کر ہلاک کیا جانا روز کا معمول ہے۔ مام ایکس نے اس پر بات ختم کی۔

میرا گلا رندھ گیا اور میرے لِئے تنگ گلیوں میں واقع اپنے کمرے تک واپس آنا دوبھر لگ رہا تھا۔ میں نے اپنے ہمراہ جانے والے دوست کے سامنے تجویز رکھی کہ کیوں نہ ہم لوگ پیدل واپس جائیں۔ باہر فضا مہک رہی تھی مگر گلی کوچے سنسان تھے۔ پولتاوا نیند کی راحت میں مائل سکون تھا۔ ہم چپ چاپ چل رہے تھے، دونوں گزشتہ شام کے خیالات میں گم تھے۔ میری نگاہیں فوری لمحے کے بجائے افق پر لگی ہوئی تھیں اور بلندی پر اس نکتے پر ٹکی ہوئی تھیں جہاں روس کی زندگی میں کسی نشاۃ ثانیہ کی امید کا ستارہ جھلملا رہا تھا۔ ہمارے جانب بڑھتے ہوئے قدموں کی دھمک جو پتھریلے راستے پر جوتوں کے ٹکرانے سے پیدا ہو رہی تھی، نے مجھے چونکا دیا۔ سپاہیوں کی ایک ٹکڑی ہمارے پاس سے گزری، ان کے شانوں پر بندوق لٹک رہی تھی اور ان کے درمیان میں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لوگوں کا ایک بے ترتیب مجمع ''اور لوگوں کو گولی مار کر ہلاک کیا جانا روز کا معمول ہے۔'' میرے ذہن میں کلبلانے لگا۔

صبح کے وقت جب میں شام کی گفتگو کے کرب سے مغلوب تھی۔ میں ہنری السبرگ کے ساتھ کورولینکو کے گھر گئی۔ یہ ایک چھوٹا سا سبز گوہر تھا جو درختوں اور انگور کی بیلوں میں چھپا ہوا تھا.....ایک مسحور کن جگہ جو قدیم فرنیچر سے مزین تھا، تانبے کے نقشین ظروف، پیتل اور یوکرینی کسانوں کی دستکاری کی رنگ برنگی اشیاء سے آراستہ تھا۔

ولادیمیر کورولینکو' سر اور ڈاڑھی کے بال سفید، پٹی دار کسانی چغہ میں ملبوس، لگا جیسے قرب و جوار کی دنیا سے پرے صدیوں کے فاصلے پر کوئی جگہ تھی لیکن جونہی اس نے بولنا شروع کیا وہ طلسم ختم ہو گیا۔ وہ ہمہ تن گوش تھا اور امریکہ کے بارے میں ذرا ذرا سی تفصیلات جاننے میں دلچسپی ظاہر کر رہا تھا اور یوں لگا جیسے یہ اس کا پسندیدہ موضوع تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ وہاں کے بہت سے لوگوں سے واقف ہے۔ انہوں نے ہمیشہ بڑی فیاضی سے ہماری اپیل پر روسی عوام کی دستگیری کی تھی اور اس نے وہاں کی ہمہ جہت جمہوریت کی تعریف بھی کی۔ لیکن ہم نے اسے یقین دلایا کہ اسے وہاں اب یہ باتیں کم ملیں گی۔ سوائے چند حلقوں کو چھوڑ کر جو بودے ہیں اور سیاسی معاملات میں اتنی الجھنوں کا شکار ہیں کہ شاید ہی کوئی اثر ڈال سکیں۔ تاہم ہمیں اس میں دلچسپی تھی کہ کورولینکو روس کے متعلق ہمیں بتائے۔ اس غرض سے ہم نے نہایت نرمی سے اپنی بات کا رخ اس جانب موڑ دیا۔ یوں لگا جیسے اس پرانے مصنف کا یہ کوئی گہرا گھاؤ تھا اور ہمیں جلد ہی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا کہ ہم نے اسے کیوں کریدا۔ اس نے میرے احساس جرم کو جلد ہی بھانپ لیا اور اس کی گرانی سے سبکدوش کرنے کے لئے کہنے لگا کہ میں تمہیں اپنے دو خطوط کی نقول دوں گا جو اس نے لوناچارسکی کو لکھے تھے جن میں اس نے اسی موضوع پر بحث کی تھی جس پر گفتگو کرنے کے لئے میں اس کے پاس آئی تھی۔ وہ ان چھ خطوط کے سلسلے کے پہلے دو خط تھے جو میں نے لوناچارسکی کی فرمائش پر اسے لکھے تھے اور جن میں بڑی بے تعلقی سے میں نے آمریت پر اپنے جذبات ظاہر کئے تھے۔ ''یہ خطوط شاید کبھی سورج کی روشنی نہ دیکھ سکیں۔'' اس نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ ''لیکن تمہارے عجائب گھر میں ان کی تاریخ وار نقول موجود ہونا چاہئیں۔'' السبرگ نے جس پر پوچھا آیا کورلینکو کا امریکہ میں حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ جس پر ہمارے میزبان نے جواب دیا کیوں نہیں، اسے کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ زمانہ ہوئے چپ رہنے کا وقت گزر چکا ہے۔ وہ اس خطرے سے آگاہ ہے جو روس کو درپیش تھا۔ اس نے کہا ''چاہے یہ کتنا بڑا خطرہ ہو، لیکن وہ اتنا مہیب نہیں ہو سکتا جتنا ضرر رساں یہ انقلاب کے لئے داخلی خطرہ ہے۔ بالشویک اس کے مدعی ہیں کہ ہر قسم کی دہشت جس میں تھوک کے بھاؤ گردن زنی، لوگوں کو یرغمال بنانا انقلابی ضرورت کے لئے جائز ہے۔ کورولینکو کے نزدیک یہ انقلاب کے بنیادی تصورات کی بدترین تعبیر ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اخلاقی اقدار کے بھی خلاف ہے۔''

''میں ہمیشہ سے ان اصولوں کا حامی ہوں۔'' اس نے اضافہ کیا۔ ''انقلاب کے معنی انسانیت کا اظہار اور انصاف ہے۔ آمریت نے دونوں معاملے میں اسے برہنہ کر دیا ہے۔ وطن کے اندر کمیونسٹ سلطنت روزانہ انقلاب کو اس کی روح سے محروم کرتی رہتی ہے اور اپنے اعمال سے یہ ثابت کر رہی ہے جو من مانی ہونے کے علاوہ بربریت میں زار کے عہد کو شرماتی ہے۔ مثلاً اس کے مسلح سپاہی اتنے بااختیار ہیں کہ مجھے گرفتار کر سکتے ہیں۔ کمیونسٹ چیکا بھی مجھے گولی مار کے ہلاک کرنیکا اختیار رکھتی ہے۔ بایں ہمہ بالشویکوں کی بے باکی ملاحظہ کیجئے کہ وہ علی الاعلان عالمی انقلاب کا بھی اعلان کرتے ہیں۔ فی الحقیقت ان کے روس پر کئے جانے والے تجربات بیرونی دنیا میں سماجی تبدیلیوں کو ایک طویل عرصے تک مسخ کر کے رکھ دیں گے۔ یورپی بورغژوا اپنے رجعت پسندانہ حربوں کے لئے خونخوار روسی آمریت سے بڑھ کر اور کون سا جواز پیش کریں گے؟''

مادام کورولینکو نے ہمیں بتا دیا تھا کہ اس کا شوہر پوری طرح تندرست نہیں ہوا ہے اور اس پر دباؤ نہ پڑنا چاہئے۔ لیکن ایک مرتبہ بڑے میاں نے روس پر جو گوہر افشانی شروع کی تو اس کے لئے چپ ہونا مشکل ہو گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس میں جان نہ رہی ہو اور ہم میں مزید ٹھہرنے کی ہمت نہ رہی۔ تاہم میں اسے یہ بتائے بغیر رخصت نہیں ہو سکتی تھی کہ اس نے میرے انقلابی جذبے میں نئی توانائی بھر دی تھی۔ اس کے عمدہ نقطہ نظر اور انقلاب کے مقصد نے مجھے طاقتور بنا دیا تھا جسے روس میں میرے آٹھ ماہ کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

قیام نے تقریباً تہس نہس کر دیا تھا۔ میں اس کے لئے اس کی بدرجہا تم ممنون نہ ہوسکوں گی۔

مجھے خوبصورت پولتاوا میں کچھ اور قیام کرنا چاہئے تھا اور ان عمدہ نفوس کے ساتھ کچھ اور وقت بسر کرنا چاہئے تھا جن سے میں یہاں ملی تھی لیکن ہماری مہم نے اپنی جانفشانی مکمل کر لی تھی اس لئے ہمیں روانہ ہونا تھا۔ ہماری اگلی منزل کیف تھی۔ لیکن روسی انجنو ں کی خودسری نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم فاستو قصبے میں ٹھہر جائیں۔

مگر ہمیں اس تاخیر پر کوئی افسوس نہ ہوا۔ ہم نے یہودی دشمن خوفناک منظم قتل عام کے متعلق سن اور پڑھ رکھا تھا لیکن ہمیں کبھی بھی اس بھیانک غارتگری کا آمنا سامنا کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ جب تک ہم لوگ مارکیٹ چوک نہ پہنچے راستے میں کہیں بھی ہمیں نہ تو انسان اور نہ ہی کوئی جانور نظر آیا۔ درجن بھر کھوکھوں میں بند گوبھیوں، آلو، ہیرنگ مچھلی اور مختلف اناجوں کی گٹھیاڈھیریاں سجی ہوئی نظر آئیں۔ ان کی بیچنے والیاں زیادہ تر عورتیں تھیں۔ بہت سے گاہکوں کے اس اچانک ریلے سے ان میں جان پڑ جانے کے بجائے وہ جلدی جلدی اپنے رومال کھینچ کر اپنی پیشانیوں پر لے آئیں اور مارے خوف کے پیچھے سمٹ کر بیٹھ گئیں۔ لیکن ان کی نگاہیں مارے دہشت کے ہمارے ہمراہ آنے والے مردوں پر گڑی رہیں جن میں ساشا، ہنری اور نوجوان رفیق کارکمیونسٹ تھا۔ ہم تو دم بخود رہ گئے۔ میں چونکہ ایدیش زبان میں مہارت رکھتی تھی اس لئے میں قریب ترین ضعیف یہودن سے مخاطب ہوئی۔ میری ساتھی عورتوں کو چھوڑ کر ہم سب یہودیم (Yehudium) کی اولاد ہیں اور امریکہ سے آئے ہیں۔ کیا تم ہمیں بتاؤ گی کہ تمہارا رویہ اتنا عجیب وغریب کیوں تھا؟ اس نے مردوں کی جانب اشارہ کر دیا۔ ''انہیں دور بھیجو'' اس نے التجا کی۔ مرد ہٹ گئے۔ میں اپنی سیکریٹری شیکول کے ساتھ کھڑی رہی، تب عورتیں قریب آنے لگیں۔ جلد ہی پورے گروہ نے آکر ہمیں گھیر لیا۔ ہر ایک دوسروں پر اس بات میں بازی لے جانا چاہتی تھی کہ اپنے مصائب کی کہانی سنا ڈالے۔

امریکیوں کی آمد کی اطلاع آناً فاناً پھیل گئی اور ذرا سی دیر میں پورا گاؤں چل پڑا۔ مرد کنیسا سے بھاگے چلے آرہے تھے بچے اور عورتیں ہماری جانب بڑھے چلے آرہے تھے تاکہ اجنبیوں کو قریب سے دیکھیں۔ تم سب ہمارے ساتھ عبادت گاہ میں چلو۔ ایک شخص نے بلند آواز میں کہا اور فاستو کے لوگوں کی جبری غلامی کی داستان سنو۔ جلوس روانہ ہوا اور راستے میں ہماری ملاقات ربّی سے ہوئی، مناجات لحن میں پڑھنے والا (خلن) اور مبلغ (ماجڈ) اعزازی مہمان بنے۔ ہر ایک خوفزدہ ہونے کے باوجود پُر ہیجان ہو رہا تھا۔ اشارے کئے جاتا اور بولے جاتا۔ زیادہ تر عورتیں روئے جارہی تھیں اور ہنس بھی رہی تھیں جیسے بالآخر مسیحا نمودار ہو گیا ہو۔

ہمارے تینوں مرد ساتھی کنیسا میں آملے۔ پورا مجمع اس کوشش میں تھا کہ اپنے قصبے کی کہانی بتادے مگر سب ہی ایک ساتھ بول رہے تھے۔ ہم نے تجویز رکھی کہ آپ لوگ تین افراد کی ایک کمیٹی منتخب کر لیں اور وہی لوگ یکے بعد دیگرے ہمیں بتائیں کہ ان پر کیا بیتی۔ صرف اسی طرح ہمارے لئے ممکن ہوگا کہ یوکرین میں ہونے والے منظم قتل عام کی کوئی مربوط روداد تیار کر سکیں۔ فاستو بارہا یہودیوں کے قتل عام کا میدان بن چکا ہے اور یہ سب ان سفید جنرلوں کی کارستانی ہے جنہوں نے اس ضلع پر متعدد مرتبہ دھاوا بولا تھا۔ انہوں نے دینکن، پیتیرولا اور دیگر دشمن فوجوں کے ہاتھوں مصائب جھیلے لیکن جو منظم قتل عام ۱۹۱۹ء میں دینکنوں کے ہاتھ ہوا وہ انتہائی شیطانی تھا۔ یہ کوئی ہفتہ بھر چلا جس میں چار ہزار جانیں گئیں اس کے علاوہ کئی ہزار افراد اس وقت مارے گئے جب وہ کیف کی جانب جان بچا کر بھاگ رہے تھے۔ لیکن موت ہی بدترین مصیبت نہ تھی، ربّی نے بھرائی ہوئی آواز میں بتایا۔ اس سے بڑھ کر یہ ہوا کہ عمروں کا لحاظ کئے بغیر عورتوں کی آبروریزی کی گئی۔ ان میں جو جوان تھیں ان کی عصمت دری ان کے مرد اعزا کے سامنے متعدد بار کی گئی جن کے ہاتھ سپاہی کمر پر باندھ کر کھڑا کر دیتے تھے۔ بوڑھے یہودی تو کنیسا میں پھنس کر رہ گئے انہیں اذیتیں دی گئیں اور قتل کر دیا گیا جبکہ ان کے بیٹوں کو ہنکا کر مارکیٹ چوک تک لایا گیا اور ان کا انجام بھی ویسا ہی ہوا۔

بوڑھا ربّی کمزوری کی وجہ سے بولنے سے قاصر تھا اس لئے کمیٹی کے دوسرے رکن نے وہیں سے کہانی بیان کرنا شروع کر دی۔ اس نے کہا فاستو جنوبی خطے کا خوشحال ترین شہر تھا۔ جب دینکن کے غول اپنی خونی رنگ رلیوں سے چھک گئے تو انہوں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نے ہر گھر کو لوٹا، ان اشیاء کو مسمار کر دیا جنہیں وہ اٹھا کر نہ لے جا سکتے اور گھروں کو آگ لگا دی۔ شہر کا بڑا حصہ برباد کر دیا گیا۔ مٹھی بھر نفوس جو بچ رہے جن میں زیادہ تر بوڑھی عورتیں اور چھوٹے بچے تھے ان کا انجام بتدریج خاتمہ تھا اگر کہیں سے فوری امداد نہ پہنچتی۔ خدا نے ان کی دعائیں سن لیں اور ہمیں اس لمحے میں یہاں بھیجا جب وہ یہودی دنیا کی طرف سے قریب قریب مایوس ہو چکے تھے کہ انہیں کبھی اس آفت کے متعلق پتہ چل سکے گا۔ ''بورخ ادونائی'' وہ بڑے خضوع وخشوع میں چلایا ''تیرے نام کی برکتیں نازل ہوں'' اور اس کی پیروی میں سب یہی دعا دہرانے لگے ''بورخ ادونائی''۔

یہ محض مذہبی عقیدت تھی جس نے ان لوگوں کو اس گھناؤنے تجربے سے پنپ جانے کی طاقت دی اور اس حقیقت کے باوجود کہ یہوا کہیں بھی نہیں ہے جو ان کی فریاد سنتا، میں پھر بھی اس المناک منظر کو دیکھ کر از حد متاثر ہوئی کہ فاستو قصبے کے اس غربت کے مارے کنیسا پر ظلم و جبر اور تباہی کی حکمرانی تھی۔ امریکہ کے یہودی عین ممکن تھا کہ ان کی فریادوں پر دستگیری کریں اور ہائے افسوس مجھے اور نہ ہی ساشا کی ان تک رسائی تھی۔ ہم تو صرف یہ کر سکتے تھے کہ اس ہولناک منظم قتل عام کے متعلق لکھ دیں۔ اس توقع میں کہ انارکسٹ اخبارات اسے شائع کر دیں تاہم ہمیں یقین نہ تھا کہ کوئی اخبار ہماری روداد چھاپے گا۔ یہ کتنی شقی القلبی کی بات تھی کہ ہم انہیں بتائیں کہ امریکہ میں ہمیں آس و ہیرس (پناہ گیر) سمجھا جاتا ہے۔ ان کے عظیم المیے کو ہم محض ریڈیکل محنت کش دنیا تک پہنچا سکتے تھے اور اپنے کامریڈوں تک۔ لیکن ہمارے ساتھ ہنری تھا۔ وہ ان بدنصیبوں کے لئے بہت کچھ کر سکتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ وہ کرے گا بھی۔ ہمارا ہمسفر ساتھی ہمارے ساتھ چھ ہفتوں سے تھا اور اس نے بچشم خود چند دلفگار مناظر پہلے بھی دیکھے تھے اس کے باوجود میں نے اسے فاستو میں جتنا دلگیر پایا اتنا اسے کہیں نہ دیکھا تھا۔ یہ بات بھی نہ تھی کہ وہ اس واقعے کو ہمہ گیر نقطہ نظر سے نہیں محسوس کر رہا تھا۔ ہنری تو آہ وزاری کی گٹھری تھا تاہم اس کے مردانہ افتخار نے اسے کٹھور بنا رکھا تھا کہ وہ ایک عورت کی دکھ بھری داستان پر کیسے آبدیدہ ہو جائے۔ اس کے باوجود یہ بھی سچ تھا کہ وہ جب بھی یہودیوں پر اذیت رسانی کے واقعات سنتا تو دل گرفتہ ہو جاتا۔ جو دلکوں کی خوفناک سفاکیوں کی روایت کے مطابق قطعاً تعجب خیز نہ تھیں۔ جو لوگ کنیسا میں جمع تھے وہ بلاشبہ یہ محسوس کر رہے تھے جیسے اسے عالم بالا نے اپنا حقیقی پیغامبر بنا کر بھیجا ہو۔ انہوں نے اسے پُر اشتیاق انداز میں گھیر لیا اور اسے واپس نہ جانے دیتے۔

وہاں کے باسیوں نے ہمیں امریکہ میں اپنے رشتہ داروں کے لئے پیغامات اور خطوط سے لاد دیا۔ سب سے دردناک حالت اس عورت کی تھی جس نے پرزوں پر گھسیٹی ہوئی تحریر دی تھی جسے امریکہ میں ڈاک کے سپرد کیا جانا تھا تاکہ اس کے بیٹے، بیٹی، بھائی یا چچا میں سے کسی ایک کو مل جائے۔ وہ سب نہ جانے کہاں ''امیریکا'' میں رہتے ہیں۔ ہم نے ان کے پتے پوچھے یا کم از کم ان جگہوں کے نام دریافت کئے جہاں ان کے رشتے دار مقیم تھے۔ ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ چند ایک کا خیال تھا کہ محض ان کے چہیتوں کا نام کافی ہوگا۔ انہوں نے یہ سن کر پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کر دیا کہ ''امیریکا'' ان کے فاستو سے کچھ بڑا ہے۔ اس کے باوجود ہمیں چاہئے کہ ہم ان کے خطوط لے جائیں۔ انہوں نے گڑگڑا کر کہا، ہو سکتا ہے وہ ان تک کسی طرح پہنچ جائیں۔ ہم میں انکار کرنے کی جرأت نہ تھی۔ ہم انہیں اپنے احباب کے معرفت انہیں امریکہ میں ایڈریس اخبارات کو بھیج سکتے تھے، ساشا نے سمجھایا۔ ہمیں جن دعاؤں اور منتوں کے سائے میں رخصت کیا گیا ایسا شاید ہی کسی اور کے ساتھ کیا گیا ہو۔

فاستو کے اس ہولناک پس منظر میں دو امید افزا واقعے بھی دیکھنے میں آئے۔ قصبے کے غیر یہودیوں (جینٹایل) نے اس قتل عام میں کوئی حصہ نہ لیا تھا۔ اور بالشویکی افواج کے قصبے میں داخل ہونے کے بعد کوئی منظم قتل عام نہ ہوا تھا۔ ہمارے خبر رسانوں نے تسلیم کیا کہ سرخ فوجی بھی سامیت دشمنی سے محفوظ نہیں ہیں لیکن فاستو پر سوویت اختیار مستحکم ہو جانے سے عمومی قتل عام کا خوف رفع ہو چکا تھا اور تب سے گاؤں والے لینن کے لئے دعا گو تھے۔ ''تم لوگ صرف لینن کے لئے کیوں دعا گو ہو'' ''ترا تسکی اور زینوویف کے لئے کیوں نہیں؟'' ''ٹھیک ہے تم ذرا سا سمجھو ترا تسکی اور زینوویف یہودی ہیں۔'' اور ایک عمر رسیدہ یہودی نے توریت کی ایک آیت کا پڑھ کر حوالہ دیا۔ ''کیا وہ تعریف کے مستحق ہیں جو اپنوں ہی کی مدد کرتے ہیں۔'' لیکن لینن ایک (گوئی) غیر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یہودی جینٹایل ہے۔اب تم سمجھے کہ ہم لینن کے لئے کیوں دعا گو ہیں۔''ہمیں بھی اس بات پر گہرا اطمینان ہوا کہ اس عہد کو سرخرو کرنے کے لئے کم از کم ایک گوئی تو موجود ہے۔

ہمارے سامنے ایک غیر یہودی کا ذکر کیا گیا جو طبیب تھا۔جس نے دینکن کے منظم قتل عام کے دوران میں سور ماؤں کی طرح جان و مال بچانے کا کارنامہ انجام دیا۔اس نے سنگین خطرات میں پڑ کر یہودی زندگیوں کو بچایا۔برادری اس کی پرستش کرتی تھی اور اس کے نیک کاموں اور بے جگری کے متعدد واقعات بھی بیان کئے ۔ہم نے ڈاکٹر کو شام میں اپنے کھانے میں شرکت کے لئے بلایا۔وہ فاستو میں ہونے والے منظم قتل عام کا روزنامچہ لکھتا رہتا تھا۔اور جب وہ پو پھٹے تک اسے پڑھ کر سناتا رہا اور ہم دم بخود توجہ سے سنتے رہے۔

ہمیں خارکوف اور فاستو کے درمیان میں سفر کرنے کا جو تجربہ ہوا وہ کسی ڈراؤنے خواب سے کم نہ تھا اور کیف تک پہنچنے میں جو چھ دن لگے وہ اسی کی تکرار تھی۔اس سے ہم گھائل اور خستہ حال پہنچے جس سے ہمیں ایک مرتبہ پھر یہ احساس ہوا کہ سلاونسل بدترین سختیوں پر حیرت انگیز استقلال سے قابو پالیتی ہے۔

انسانوں کے غول در غول ہر اسٹیشن پر گاڑی میں سوار ہونے کے لئے دھینگا مشتی کرتے اور ان میں غریب دیہاتی اور پھٹے حال بچوں کی شرکت سے تکلیف دہ منظر ابھرتا۔وہ مختلف عمروں کے ہوتے اور غلیظ چیتھڑوں میں ملبوس ہوتے۔وہ ہمیں بھوک سے ستائی ہوئی نظروں سے گھیر لیتے اور روٹی کے ایک ٹکڑے کے لئے ملتجی صدائیں لگاتے۔یہ جنگ ،شورش اور انسان کشی کے ستم رسیدہ لشکر تھے جنہیں اس سفر کے ڈراؤنے سیر بین میں دیکھ کر میرا کلیجہ پھٹنے لگتا۔

اسٹیشنوں پر موجود ہجوم،ساشا اور ہنری کے بقول دیہاتی بازاروں میں جمع ہونے والے دلوں کے مقابلے میں کچھ وقعت نہیں رکھتا تھا۔وہ وہاں پر چیونٹیوں کی طرح توانا ہوتے اور حملہ آور ہونے کے لئے کمر بستہ۔وہ لوگ بے ایمان پھیری لگانے والوں کے لئے ایک عذاب اور ملیشیا والوں کے ہنکائے ہوئے لوگ تھے جنہیں گلی کوچوں سے مار بھگایا جاتا ہے۔بازاروں کو جونہی ان سے خالی کرایا جاتا کہ وہ اسی وقت پھر سے نمودار ہو کر گھیر لیتے اب ان کی تعداد دو چند ہوتی۔''انہیں مار کے بھگا دو......یہ کوئی اس کا حل ہے۔''میں نے ہنری سے کہا۔جب تک بھوکا روس محاصرے میں ہے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔اس نے جواب دیا۔کاش میں اس پر یقین کر سکتی کہ یہ صرف محاصرہ تھا نہ کہ عمومی نا اہلی اور نوکر شاہی کا عفریت ہے جو اس صورتحال کا اصل سبب ہے۔کوئی بھی سرکاری مشینری اس عظیم سماجی مسئلے سے نہیں نمٹ سکتی۔میں نے ہنری کو بتایا۔یہاں تک کہ ریاست ہائے متحدہ کو بھی اپنے بڑے وسائل اور طاقتور تنظیمی صلاحیت کے باوجود زمانہ جنگ میں امداد باہمی کی سماجی قوتوں سے امداد لینا پڑی۔تربیت یافتہ اور لائق عورتوں اور مردوں نے جو حکومت کے دائرہ اختیار سے باہر تھے۔انہوں نے وڈرو ولسن کو عالمگیر جنگ میں فتح یاب کیا نہ کہ اس کے جرنلوں نے۔آمریت کو اس نوعیت کے سماجی عناصر سے کوئی مدد نہیں مل سکتی اور ان کی توانائی اور صلاحیتیں زنگ کھاتی رہیں گی۔عوامی خدمت کے جذبے سے معمور ہزاروں روسی مرد وزن اپنے ملک کی خدمت کرنے کے لئے بے چین ہیں۔لیکن انہیں اس لئے شریک ہونے سے روک دیا گیا ہے۔کیونکہ وہ تیسری انٹرنیشنل کے اکیس نکات حلق سے نہیں اتار سکتے۔تب پھر کیمونسٹ سلطنت کس طرح امید کر سکتی ہے کہ اتنے مشکل سماجی مسئلے کو حل کرے گی؟

ہنری اس پر اڑا ہوا تھا کہ بالشویک سلطنت کے متعلق میری بے صبری کی وجہ میرا یہ عقیدہ تھا کہ اگر باکونن کی تصریحات کے مطابق انقلاب لایا جائے تو وہ کہیں زیادہ تعمیری نتائج دے گا،اگر فوری طور پر انارکزم نہیں آتا تو بھی۔اس کے باوجود فی الواقع روسی انقلاب باکونن کے مطابق ہی تھا۔لیکن اس پر کارل مارکس کا خول چڑھا دیا گیا ہے۔لگتا ہے یہی بس کی گانٹھ ہے۔میں اتنی سادہ لوح نہیں ہوں کہ یہ توقع رکھوں کہ صدیوں کی راکھ میں سے انارکزم کی سبز پری اچانک نمودار ہو جائے گی۔مگر میں اس کی امید ضرور رکھتی ہوں کہ وہی خلقت جس نے انقلاب برپا کیا تھا انہیں موقع ملنا چاہئے کہ وہ اس کا رخ متعین کریں۔ہنری کو اس بات پر اعتبار نہ تھا کہ روسی عوام الناس کوئی تعمیری کام سرانجام دے سکتے ہیں اگر آمریت اقتدار پر پورا اجارہ نہ قائم کرتی۔تاہم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اسے یقین تھا کہ بالشویکی بہتر کام کرنے لگیں گے جوں ہی ان پر سے محاصرہ اٹھالیا جاتا ہے اور فوجی محاذوں پر پسپائی ہو جاتی ہے۔ میں کیسے آرزو کرتی کہ اس کی امیدوں میں شریک ہو جاؤں! لیکن مجھے تو اس کی ہلکی سی علامت بھی نہیں دکھائی دیتی تھی کہ باگیں ڈھیلی کی جارہی ہوں۔ اس کے برعکس بلا کسی خوش فہمی کے ہر چیز اتنی کسی جارہی تھی کہ اصل انقلاب میں سے زندگی کی آخری رمق بھی نکال لی جائے۔

ہماری گفتگو اس نکتے سے آگے کبھی نہ بڑھی۔ اس کے باوجود یہ ایک عیاشی تھی کہ ہنری سے ایسے موضوع پر گفتگو ہو سکتی تھی۔ ہم اپنی پارٹی میں شریک کسی روسی سے اس مسئلے پر کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔ خاص طور سے اپنے سیکریٹری شاکول سے تو بالکل نہیں۔ وہ بھی میری طرح حالات سے بخوبی واقف تھی لیکن وہ روس یا اس کی حکومت کی بابت کوئی نامناسب تبصرہ سننے کی روادار نہ تھی۔ میں اسے پسند کرتی تھی مگر اس کی سلاؤنسل کی دلگیر ہو جانے کا میلان کبھی کبھار آزمائش میں ڈال دیتا۔

کھرچ کر صفائی اور پوری رات کی نیند سر پر سوار تھی۔ لیکن اتنی ہی بے چینی سے ہم اس مالا مال مواد کے لئے توقع کر رہے تھے جو انقلاب مخالف تھا اور جس کی کیف میں ملنے کی امید تھی۔ دریائے دنیپر کے کنارے پر واقع شہر کی لڑائی پر سرخ اور سفید افواج کے درمیان ہونے والی تمام لڑائیوں کا دارومدار تھا۔ ابھی حال ہی میں اہل پولینڈ نے کیف پر دھاوا بولا تھا۔

ابھی ہم پیتروگراد میں تھے جب ساشا اور میں سوویت صحافت کی برہمی کی لپیٹ میں آ گئے جس کا سبب پولینڈ کا قبضہ کرنا اور تہذیب کی غارتگری تھا۔ لونا چارسکی اور چیچرن کے اعلانات کے مطابق انہوں نے شہر میں فنون کے تمام نوادرات کو ملیامیٹ کر دیا۔ قدیم گرجا صوفیہ اور ولادیمیر جو تعمیراتی حسن کے لئے مشہور تھے انہیں ڈھا دیا گیا۔ ہمیں اندیشہ تھا کہ جب ہم وہاں پہنچیں گے تو ہمیں قدیم رس (Russ) دارالخلافہ کھنڈر ملے گا۔ لیکن ہم روسی پروپیگنڈے کے طور طریقوں کی جانب دھیان دینا بھول گئے جو رائی کا پربت بنا سکتے ہیں۔ پولینڈ والے ممکن ہے کیف کو بہت نقصان پہنچانے کی نیت رکھتے ہوں، لیکن بظاہر یہ لگتا تھا کہ انہیں اپنے کام کی تکمیل میں کامیابی نہ ہو سکی۔ کئی چھوٹے پل اور ریل کی پٹری کے کچھ حصے کل المہم اجمعین یہی تھا جسے وہ برباد کر سکے۔ اس کے علاوہ کوئی اور کھنڈر ہمارا منتظر نہ تھا۔ جب کہ دوسری جانب ہمیں یقین دلایا گیا تھا کہ دشمن ہمارے مطلب کے مواد کے ڈھیر چھوڑ کر گیا ہے لیکن اسے قبضے میں لینا نہایت دشوار کام ثابت ہوا۔ مقامی کمیونسٹ ماسکو سے خال خال برہمی ظاہر کرتے اور ہمارے لئے ''مرکز'' کے جاری کردہ پروانوں کو حقارت سے نظر انداز کر دیتے۔ بظاہر یوں لگتا تھا جیسے ان کے دلوں میں اپنے شمالی کامریڈوں کے لئے کوئی محبت نہ تھی لیکن لینن کی ذات مستثنیٰ تھی جو ہر ایک کے لئے مربی صوفی تھا۔ زینوویف کا ذکر آتے ہی وہ بدک سے جاتے اور ایسا لگتا جیسے وہ ہمیں اس کا ذاتی مخبر سمجھتے ہوں جو ان کی جاسوسی کرنے آئے ہیں۔ ''زینوویف کون ہوتا ہے، بتاؤ تو؟'' وہ درشتگی سے کہتے۔ ''وہ ہمیں حکم دینے والا کون ہوتا ہے کہ ہمیں حکم دے کہ ہم اپنا نمول تاریخی ریکارڈ پیش کر دیں؟'' ''خود تو وہ پرتعیش کریملن اور سمولنی میں قلعہ بند ہے، وہ کہتے اس لئے زینوویف کے لئے احکام جاری کرنا آسان ہے۔ لیکن یوکرینی لوگ بالخصوص کیف کے شہری دائمی خطرے میں رہتے ہیں۔ ان کی اسپولکوم (مجلس انتظامیہ) کو اس پر ہر گھنٹے ایک نئے دھاوے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ کیا ان کے پاس زینوویف کے احکام پر توجہ دینے کی فرصت ہے؟ ان کے پاس کہیں زیادہ اہم امور ہیں جن پر توجہ دینا پڑتی ہے۔ شہری زندگی کو منظم کرنا ہوتا ہے ان کے پاس ہماری مہم پر ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔''

ہماری سیکریٹری تواریش (جناب) ویتوشکن سے جب مل کر واپس آئی تو اس کا منہ اترا ہوا تھا جو مالک کل اسپولکوم کا چیئرمین تھا۔ وہ تقریباً آبدیدہ ہونے والی تھی۔ اہلکار بضد تھا اور اس نے ہماری مساعی میں مدد دینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ یہ کہیں بہتر ہے کہ ہم مزید وقت نہ ضائع کریں اور اپنا سفر جاری رکھیں۔ اس کی صریح ممانعت کے باوجود ہم نے اپنی امریکی سم سم آزمانے کی ٹھانی۔ یہ پہلے بھی بدترین حالات میں کام دکھا چکی تھی۔ کیف میں کیوں نہ کرے گی؟ ہمارے ساتھ ایک سچا مچا امریکی دھرتی کا لال بھی تھا اور ایک اخبار کا سچا مچا نمائندہ بھی۔ ارباب اختیار اس کے سامنے پگھل جائیں گے۔ اس کی خوبصورت آنکھوں میں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس وقت شوخی سے چمک آ گئی جب اس نے مجھ سے کہا کہ بطور مترجم میں پہلے ہی بہت سے لوگوں سے اتنا اگلوانے میں کامیاب ہو چکی ہوں جتنا اس کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا۔ اور ان لوگوں کو یہ احساس بھی جاگزیں کر دیا کہ ان کی انقلاب کے عجائب گھر کے لِئے مدد آنے والی نسلوں کی خدمت ہوگی۔ ہماری مسکوٹ نے ہماری ہمت بڑھائی کہ ہم اہل یوکرین کو اپنے مشن سے تعاون کرنے پر آمادہ کر لیں گے۔

ہنری کے صحافی والے کارڈ نے گویا سحر کر دیا۔ نہ صرف یہ کہ ویتوشکن اس کے خیر مقدم کے لِئے بنفس نفیس کمرے سے باہر نکل آیا بلکہ اپنے عشرت کدے میں مدعو کر کے ہمیں پتلورا، دینکن اور دیگر مہم جو لوگوں سے متعلق دلچسپ روداد وں سے ہمارے ذہنوں کی تواضع کی جنہیں سرخ فوجوں نے یوکرین سے مار بھگایا تھا۔ جب ہم ویتوشکن کے دفتر سے نکلے تو ہم ایک حکم نامے سے مسلح تھے جس میں محکمہ خانہ جات کو ہدایت کی گئی تھی کہ ہمیں دو کمرے دیئے جائیں اور سیکریٹری سے کہا گیا تھا کہ وہ ہمیں مقدور بھر سہولتیں فراہم کرے۔ ویتوشکن سے مجھے بھی ایک حکم نامہ ملا جس میں پارٹی کمیسری سے راشن مہیا کرنے کو کہا گیا تھا جو میں نے اپنے ہمسفر روسی ارکان کے لِئے قبول کر لیا لیکن ساشا اور اپنے لِئے قبول کرنے سے معذرت کر لی۔ بازار میں اشیاء کی بہتات تھی اور کاروبار میں کوئی سرکاری مداخلت نہ کی جاتی۔ اس لِئے ہم نے اپنی ضرورتوں کو قیمتاً خریدنے کو ترجیح دی اور چیئرمین کو بھی مطلع کر دیا۔

شہر میں چونکہ بالشویکی حال ہی میں داخل ہوئے تھے اس لِئے ہمیں جلد ہی اندازہ ہو گیا کہ ہمارے مطلب کا مواد یہاں نہ ہونے کے برابر تھا۔ حکومتی حلقوں میں ریکارڈ محفوظ رکھنے کے معاملے میں بہت پریشان خیالی پھیلی ہوئی تھی۔ کسی کو یہ نہ پتہ تھا کہ دوسرا کیا کر رہا ہے۔ احکام جاری ہوتے انہیں بے تکے پن اور بلا کسی جواز کے منسوخ کر دیا جاتا۔

سفید افواج بھی کوئی قابل ذکر مواد چھوڑ کر نہ گئی تھیں۔ کیف کی حکمرانی چودہ ہاتھوں میں سے گزر چکی تھی اور یہ ہمہ اقسام کی حکومتیں صرف ایک نکتے پر ہم خیال تھیں اور تعاون کرتی رہیں وہ تھا یہودیوں کا منظم قتل عام۔

یہودیوں کا اسپتال جو آج کل سوویت کلینک کہلاتا تھا ہم ایک ایسے مجروح سے ملے جو فاستو میں دینکن ظلم و بربریت کا شکار ہوا تھا۔ اس شہر کے آخری منظم قتل عام کو اگرچہ کافی عرصہ گزر چکا تھا اس کے باوجود بہت سی عورتیں اور لڑکیاں اب بھی بیمار تھیں اور ان میں سے کچھ تو زخموں کی وجہ سے زندگی بھر گھسٹنے کے لِئے اپاہج ہو چکی تھیں۔ سب سے خوفناک واقعات ان بچوں کے ساتھ ہوئے تھے جنہیں اس امر پر مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے والدین پر تشدد اور ظلم ہوتے اور مرتے دیکھیں۔ ہمیں اس ادارے کے سرجن ڈاکٹر ماندلشتام نے اس منظم قتل عام کے دوران میں ہونے والے اپنے دہشت ناک تجربات بتائے۔ جس کا میدان جنگ اس کا اسپتال تھا۔ اس نے دینکن کے غیظ و غضب کو تمام حملوں کے مقابلے میں بدترین قرار دیا۔ اس کے بیان کے مطابق نہ تو اس کے اسپتال کا کوئی مریض زندہ بچتا اور نہ کوئی عمارت سلامت رہتی اگر اس کا عملہ بے جگری سے مزاحم نہ ہوتا جن میں سے زیادہ تر غیر یہودی تھے۔ وہ اپنے اپنے مورچوں پر ڈٹے رہے اور انہوں نے بہت سوں کی جان بھی بچائی ''خوش قسمتی سے بالشویک لوٹ آئے اور اپنے ساتھ محافظ دستے لائے جنہوں نے مزید ظلم ہونے سے بچایا۔'' اس نے کہا۔

کیف میں میرے لِئے تعجب خیز دریافت مدرارتھ کے شماروں کا ہاتھ آنا تھا۔ انہیں مجھے ایک ایسے شخص نے دیا جس سے ہم منظم قتل عام سے متعلق اعداد و شمار حاصل کرنے کے لِئے گئے تھے۔ اسے ہماری مہم میں ذرہ برابر دلچسپی نہ تھی۔ لیکن اگلے روز وہ ہمارے ڈبے میں پہنچ گیا اور اس کے پاس میرے رسالوں کا ایک بنڈل تھا جنہیں میں امریکہ میں چھاپا کرتی تھی۔ تم نے مجھے یہ کیوں نہ بتایا کہ تم اور برکمین کون ہو؟ اس نے تقریباً ڈپٹتے ہوئے کہا ورنہ میں تمہارا اس سرد مہری سے استقبال نہ کرتا۔ اسے تو یہ شمارے گزشتہ شام میں ایک دوست نے دیئے تھے۔ جب میں نے اس سے ''کچھ امریکیوں'' کی آمد کا ذکر کیا۔ تب کہیں جا کر وہ سمجھا کہ ہمارے شہر کی یہودی بستی میں کون وارد ہوا ہے۔ مگر یہ رسالے کیف کیسے پہنچے، میں تو حیران ہوں۔ میں تو سمجھتی تھی کہ انہیں کبھی بھی روس نہیں بھیجا گیا۔ ہمارے ملاقاتی نے وضاحت کی کہ میرا دوست زاسلوسکی کو اس کے چند شمارے اس کے بھائی نے امریکہ سے بھیجے تھے۔ ''زاسلوسکی؟'' میں نے پوچھا ''یہ کہیں ہمارا بروکلین والا بڈھا کامریڈ تو نہیں ہے جو نیویارک میں تھا۔''

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''بالکل وہی'' اس آدمی نے جواب دیا۔اب چونکہ اس نے ہمیں اچھی طرح پہچان لیا ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ ہم لوگ اس کے گھر ضرور آئیں اور چائے پئیں اور وہ دیگر مقامی دانشور یہودیوں کو مدعو کرے گا تا کہ وہ ہم سے مل لیں۔ وہ مجھے اس بات پر معاف نہ کریں گے جب انہیں معلوم ہوگا کہ آپ لوگ کیف میں موجود تھے اور انہیں آپ کی موجودگی کے متعلق آگاہ نہ کیا گیا۔رخصت ہونے سے پہلے اس نے ہمیں بتایا کہ وہ لاتسکی رہ چکا ہے اور یوکرین کی سابق قومی اسمبلی (رادا) میں یہودی امور کا وزیر بھی تھا۔

روسی ہنگامے میں میری سابق امریکی زندگی طاق نسیاں کی ایک زرد تصویر ہوتی جارہی تھی اور ایک ایسا خواب جو آتش حیات سے محروم ہو اور میری ذات ایسا سایہ جس کا کوئی لنگر نہ ہو، میری تمام اقدار کافور ہو چکی تھیں۔ یکا یک مدرارتھ کے چند شماروں کے نمودار ہو جانے سے گویا میرے بے مقصد اور بے مصرف وجود میں نئی جان پڑ گئی۔آرزومندی، مریضانہ آرزومندی نے مجھے مغلوب کر لیا اور میرے جگر میں جیسے سرد لہر سی دوڑنے لگی ہو۔سونیا اور تسکایا کی آمد نے مجھے حالت خواب سے کھینچ کر عالم آب وگل میں پہنچا دیا۔ یہ ایک نہایت ہمدرد مقامی کامریڈ تھی۔اس کے ہمراہ ایک اجنبی نوجوان عورت تھی جو دہقانی لباس میں تھی۔ جسے گال لینا کہہ کر متعارف کرایا گیا جو عیستر ماخنو کی زوجہ تھی۔ میں اس خطرے کو سن کر جو سونیا کو اور ہم سب کو درپیش تھا اپنی مصیبت بھول گئی۔ مجھے علم تھا کہ بالشویکوں نے ماخنو کے سر کی قیمت مقرر کر دی ہے چاہے زندہ یا مردہ۔ وہ پہلے ہی اس کے بھائی اور اس کی بیوی کے کنبے کے افراد کو انتقاماً مار چکے تھے کیونکہ انہیں ماخنو کو پکڑنے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا تھا۔کسی پر بھی اگر انہیں شک ہو جاتا کہ اس کا اس سے کوئی تعلق رہا ہے تو اس کی جان کے لالے پڑ جانا یقینی تھا۔ فاش ہو جانے کا مطلب گال لینا کی موت تھی۔اس نے میرے پاس آ کر خود کو جوکھم میں کیوں ڈالا؟ جوار باب اختیار کے علم میں تھا اور یہ امر کسی بھی ملنے والے سے پوشیدہ نہ تھا جن میں بالشویکی بھی شامل تھے؟ یہ اتنی مرتبہ خطرات کا سامنا کر چکی ہے کہ یہ اب انہیں خاطر میں نہیں لاتی۔اس کی آمد کا مقصد اتنا اہم ہے کہ وہ کسی کو سونپا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ ساشا اور میرے لئے عیستر کا پیغام لے کر آئی تھی۔ وہ حکومت کا تختہ الٹنے کا منصوبہ بنا رہا تھا جس کے لئے وہ ہماری رضامندی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ کیف سے کہیں دور نہ تھا اور وہ اپنے فوجی دستوں کے ہمراہ تھا۔اس کا منصوبہ یہ تھا کہ ہماری ٹرین جب جنوب کی جانب عازم سفر ہو تو اسے گھیر لیا جائے' ہم دونوں کو قیدی بنا لیا جائے وغیرہ وغیرہ۔مہم کے باقی ماندہ لوگ اپنا سفر جاری رکھیں۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنی صورتحال اور مقاصد ہمیں سمجھا دے اور پھر ہمیں بحفاظت روسی علاقے میں چھڑوا دے۔اس چال سے ہمیں وہ دیدہ ودانستہ اس سے معاملہ کر لینے کے شک کا سایہ بھی نہ پڑنے دے گا۔وہ اس امر سے آگاہ تھا کہ یہ جان پر کھیلنے والی تجویز ہے مگر دوسری صورت میں بھی تو یہی حالت تھی۔ بالشویکوں کی جھوٹی اور اعلانیہ لعنت ملامت نے اس کی انقلابی دیانتداری کو تاریک کر ڈالا ہے اور اس کی پوز تانستی فوج کی بھی اور بطور انارکسٹ اور عالمگیریت کے داعی کے اس کے مقاصد کو بھی مسخ کر ڈالا ہے۔ ہم لوگ اس کے واحد وسیلہ تھے جو روس کے باہر پرولتاری دنیا کے سامنے اس کے موقف کی وکالت کر سکتے تھے۔ جہاں تک اس وضاحت کا تعلق ہے کہ وہ نہ تو راہ زن ہے اور نہ 'لگر ومشک' جلاد، یہ کہا جا سکتا ہے کہ فی الواقع وہ اپنے ہاتھوں سے ان اکا دکا سپاہیوں کو سزا دے چکا ہے جنہوں نے یہودیوں کے خلاف جرائم کئے تھے۔ وہ اپنی آخری سانس تک انقلاب کا حامی رہے گا۔اس نے امید ظاہر کی اور درخواست کی ہے کہ ہم اس کا اس اہم اور یکجہتی والی خدمت میں ساتھ دیں گے، اسے مل کر گفتگو کرنے کا موقع دیں گے تا کہ وہ اپنے مقاصد پیش کر سکے۔ کیا ہم اس کے منصوبے پر رضامند ہیں؟

یہ ایک نہایت سادہ سی اسکیم تھی۔ آنکھ بند کر کے کام کرنے والی، دلاوری والی، اس کی مہم جویانہ صفت کو ماخنو کے پیغام رساں کی جوانی اور حسن نے چار چاند لگا دیا تھا۔اسی لمحے ساشا اور ہنری آ پہنچے اور ہم سب کو گال لینا کی پرجوش وکالت سے سکتہ سا ہو گیا۔ ساشا کی سازشی رگ پھڑ پھڑائی اور وہ حامی بھرنے جا ہی رہا تھا۔ مجھ پر بھی للچاہٹ کا جذبہ غالب تھا کہ اسے قبول کر لوں لیکن وہاں دوسرے لوگ بھی تھے جنہیں سوچ بچار میں شامل کیا جانا تھا وہ ہماری مہم کے رفیق تھے۔ ہمیں ان کی آنکھوں پر پٹی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

باندھ کر ایسی جگہ نہیں لے جانا چاہئے جو بلاشبہ جان لیوا خطرات سے بھری تھی۔ اس کے علاوہ بھی چند عوامل تھے جو رکاوٹ ڈال رہے تھے۔ میں محسوس کر رہی تھی کہ مجھے اس جرم کا مرتکب نہیں ہونا چاہئے کہ میں ان لوگوں سے عمداً فریب دہی کروں جنہیں میں ابھی تک جذباتی طور سے بری الذمہ قرار دے رہی تھی اگر چہ دانشورانہ سطح پر میں انہیں نہیں قبول کر سکتی۔

پورے شہر میں ماختنو کی بیوی کے چھپنے کے لئے کوئی مناسب جگہ نہ تھی۔ میرے کمرے میں وہ محفوظ نہ تھی۔ لیکن شب بسری کے لئے ایک ہی جائے پناہ تھی۔ گال لینا کی معیت میں جو لمحات گزرے وہ تناؤ اور قلوب کو گرمادینے والے تھے۔ ہم تاریکی میں بیٹھے تھے لیکن اس کے موہنی چہرے پر کبھی کبھار زردی مائل چاندنی پڑ جاتی۔ میرے کمرے میں اس کی موجودگی سے جو خطرہ لاحق تھا لگتا تھا وہ اس سے بالکل غافل تھی۔ اس میں حیات کا جذبہ موجزن تھا اور غیر ممالک میں اپنی بہنوں کی زندگی اور کامیابیوں سے متعلق اطلاعات سننے کے لیے ترستی ہوں بالخصوص امریکہ میں۔ وہاں عورتیں کیا کر رہی ہیں؟ اس نے پوچھا۔ خود مختاری اور تسلیم کئے جانے کے ضمن میں وہ کیا حاصل کر سکی ہیں؟ وہاں دونوں صنفوں کے باہمی رشتوں کی کیا نوعیت ہے۔ بچوں اور ضبط تولید کے معاملات میں عورتوں کے کیا حقوق ہیں۔ ایسی لڑکی میں جو دقیانوسی ماحول میں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی ہو اس میں علم کی ایسی پیاس حیران کن تھی۔ اس کی جذبات سے معمور بیتابی تو مجھے متعدی لگی جس نے میرے آغاز شباب کی یادیں تازہ کر دیں۔ صبح کی سپیدی نے ہمیں جدا ہونے پر مجبور کر دیا۔ گال لینا پو پھٹتے وقت گھر سے نکلی، اس کی چال جرأت اور اعتماد کی مثال تھی۔ میں چق کے پیچھے سے اس کے دھندلاتے خدوخال کو دیکھ رہی تھی۔

گال لینا کے رخصت ہونے کے بعد مجھے سرکاری مہم کے نام پر بھی اپنے لئے حکومت سے مدد لینے میں تکلف تھا۔ اس کا یہ سبب نہ تھا کہ میں نے بالشویکوں سے اعتماد شکنی کا ارتکاب کیا تھا۔ میرے حساب میں ماختنو کی بیوی انقلاب دشمن نہ تھی اور اگر میں اسے ایسا سمجھتی بھی تب بھی میں اسے چیکا کے ہاتھوں یقینی موت کے لئے حوالے نہ کرتی۔ اسی طرح میں نے محسوس کیا کہ میرا ریوکام (Revolution (Commette (انقلابی کمیٹی) سے کیا تعلق ہے اور میں نے فیصلہ کیا کہ میں اب مزید پھیرے نہ لگاؤں گی۔

اینجلیکا کی کیف آمد سے ایک نئی دلچسپی پیدا ہوگئی۔ وہ اطالوی اور فرانسیسی وفود کے ساتھ بطور مترجم آئی تھی۔ جب میں نے اسے ڈھونڈ نکالا تو وہ اس تپاک سے ملی کہ مقامی بالشویکوں کو یہ مغالطہ ہوا جیسے میں بھی ان وفود کا حصہ تھی۔ اس کے علاوہ اینجلیکا پر ایسی وارفتگی چھا گئی کہ اس نے ویتوشکن پر میرے امریکی ماضی کے متعلق راز افشا کر دیا جس پر اس نے میری ملامت کرنا شروع کر دی کہ میں اس سے عجائب گھر کی مہم کے ادنیٰ کارکن کی حیثیت میں ملنے آئی۔ ہمیں اس شہر میں ملتے جلتے ہوئے کوئی دو ہفتے گزر چکے تھے اور ہم نے ایک دوسرے کو اپنی حقیقی شناخت کی جانب اشارہ بھی نہ کیا۔ اس نے شکایتاً کہا۔ اس نے ملتجیانہ کہا کہ ہم اپنی رہائش گاہ خالی کر دیں اور سوویت قیام گھر میں آ کر بطور مہمان ٹھہریں۔

الیکزینڈر راشا کول نے مجھ سے ایک مرتبہ کہا تھا کہ وہ اپنی آدھی زندگی ایک کمیونسٹ کو بیدار کرنے کے لئے وقف کر دے گی اس طرح وہ کھل کر پارٹی کے مطالبوں اور خدمت کے لئے خود کو وقف کر دے گی۔ وہ بات میرے اب سمجھ میں آئی کہ وہ کیا بتانا چاہتی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ مجھے بھی کچھ ایسا ہی کرنا ہوگا جس سے میں ویتوشکن کا ہاتھ تھام کر کہوں "میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مجھے تمہارے نصب العین کا اندازہ تمہاری آنکھوں سے ہوا اور میں بھی اسی اندھے عقیدے کے ساتھ تمہارا ساتھ دوں گی جس طرح تمہارے دیگر مخلص کامریڈ ساتھ دیتے ہیں۔" ہائے افسوس ایسے لوگ جو ہر قسم کے عقائد اور مسالک کے جھنجھٹوں سے وابستہ نہیں ہوتے ان لوگوں کے لئے اس ذہنی خلجان میں سے بچ کر نکلنے کے لئے کوئی مختصر اور آسان راستہ نہیں ہوتا۔

ہم سوویت خانے میں منتقل نہ ہوئے اور ہم نے ویتوشکن کو اطمینان بھی دلا دیا کہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ہم نے اینجلیکا کی دعوت شیراز قبول کر لی جو اطالوی اور فرانسیسی مشن کے اعزاز میں دی جا رہی تھی اور جن کی وہ اتالیقی کر رہی تھی۔ ہم جنوبی خطے میں کوئی دو ماہ سے تھے، مغربی دنیا سے منقطع تھے اور باقی ماندہ روس سے بھی۔ اپنی روانگی کے بعد اینجلیکا پہلی دوست تھی جو شمال سے آئی تھی۔ بدقسمتی سے اس نے جو معلومات بہم پہنچائیں وہ بہت محدود تھیں کیونکہ وہ بھی عرصے سے ٹرین کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سفر پر نکلی ہوئی تھی لیکن اس نے ہمیں البرٹ بونی کی گرفتاری کی پریشان کن خبر سنائی۔ اس پر انقلاب دشمنی کا شبہ تھا، اس نے یہی بتایا۔ ''مہمل بات ہے'' مجھے ہنسی آ گئی۔ البرٹ تو صرف طباعت کا کام کرتا تھا اور وہ کسی ادارے کے خلاف بغاوت کرے گا یہ محال امر تھا چاہے وہ انقلابی ہو یا کوئی اور۔ میں نے جلدی سے ساشا اور ہنری کو آواز دی۔ وہ یہ سن کر بہت محظوظ ہوئے کہ بونی کو سویت حکومت کے لئے خطرہ سمجھ لیا گیا۔ لیکن ہمیں یہ بھی معلوم تھا کہ چیکا کے چنگل میں پڑنا کوئی مذاق نہ تھا اس لئے ہم نے اینجلیکا سے التجا کی کہ وہ لینن کو تار بھیجے جس پر ہم سب دستخط کریں گے جس پر اس نے جلد ہی صاد کر دیا۔

ضیافت میں شرکت کے لئے جاتے ہوئے ساشا چیکا کے گھیرے میں آ گیا جس نے پورے کوچے کو محاصرے میں لے رکھا تھا۔ ہر راہگیر کو روک کر اس کی دستاویز کا معائنہ کیا جاتا۔ اگرچہ ساشا کے کاغذات مکمل تھے لیکن افسر نے اسے محض اپنی عافیت کی خاطر روک لیا اور تمام وضاحتوں کے باوجود چیکا کا اہلکار اسے جانے کی اجازت دینے پر آمادہ نہ تھا۔ خوش نصیبی کی بات تھی کہ قریب ہی ایک اور گروہ ان ہی حالات کا شکار ہو کر گرما گرم بحث میں الجھنے لگا۔ کوئی بھی روسی ایسی ضیافت طبع کے موقع کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتا چیکا والا لمحے بھر کے لئے اپنے شکار کو فراموش کر بیٹھا، یوں بغیر کسی تقریب کے ساشا سٹک لیا۔

سابقہ تجارتی کلب اور اس کے وسیع کمرے اور باغیچے اس تقریب کی وجہ سے بقعہ نور بنے ہوئے تھے اور تازہ کٹے ہوئے پھولوں سے سجے ہوئے تھے۔ میزوں پر شراب اور پھل اس کثرت سے تھے جس سے یہ اندازہ نہ ہوتا تھا کہ اس شہر پر سے کئی طوفان گزر چکے ہیں۔ شاید وہ سنہرے دن ابھی ناپید نہ ہوئے تھے جب لحیم شحیم بیگمات جھالردار پوشاک زیب تن کئے، بازو اور گردنیں زیورات میں لدی پھندی ادھر ادھر تھرکتی پھرتیں اور ان ہی جیسے بھاری بھرکم حضرات لمبے کوٹوں میں ملبوس ان ہالوں میں انواع واقسام کی نعمتیں نوش جان کرتے تھے۔ کلب کی طلائی اور نقرئی فضا میں زرد رو پرولتاری جو بدوضع لباس میں آئے تھے مخمل میں ٹاٹ کا پیوند لگ رہے تھے۔ ڈیڑھ سو یا اس سے کچھ اوپر لوگ جو اس جشن میں شریک تھے ان میں غالباً اینجلیکا واحد کمیونسٹ ایسی تھی جو داد و دہش کے اس عامیانہ مظاہرے پر کڑھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ اس کے عزیز اطالوی کامریڈوں کی قربت میں بھی وہ بے کلی محسوس کر رہی تھی۔ سیرا آتی اس کے داہنے پہلو میں اور فرانسیسی کمیونسٹ ساڈول بائیں جانب' دونوں اسے باتوں میں لگائے ہوئے تھے لیکن اس کی دردمندی سے لبریز مگر خالی خالی نظریں اس بات کو لفظوں سے زیادہ بلاغت سے بتا رہی تھیں کہ وہ یہاں پر خود کو کس قدر بے محل محسوس کر رہی تھی اور اس سارے ڈھونگ سے خود کو کس قدر غیر متعلق جان رہی تھی جو لینن، ترا تسکی، زینوویف، سرخ فوج، تیسری انٹرنیشنل اور عالمی انقلاب کے نام پر ہو رہا تھا۔ ایسا مدہوش کر دینے والا کلام انہیں سنایا جا رہا تھا جن کے لئے تال و سر کوئی اہمیت نہ رکھتے تھے۔ ان سے اسے بھی جھرجھری آ جاتی اور مجھے بھی۔ اگرچہ ہمارے مقاصد کے غنائیے متضاد دھنوں میں بج رہے تھے۔

دوانارکو۔ سنڈیکلسٹ جنہیں ہم نے فرانسیسی وفد میں تلاش کر لیا تھا انہوں نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم تقریب کے اختتام تک ٹھہریں۔ وہ اپنے وفد کے ساتھ اسی شب روانہ ہونے والے تھے اس لئے انہوں نے ہمیں مدعو کیا کہ ہم ان کے ساتھ اسٹیشن تک چلیں تاکہ بات چیت ہو سکے۔ وہ ان سب چیزوں سے متاثر تھے جو انہیں دکھائی گئی تھیں۔ انہوں نے بتایا۔ لیکن انہوں نے متوحش کرنے والے مشاہدے بھی کئے تھے۔ انہوں نے ایسی اطلاعات جمع کی ہیں اور اپنے اعداد و شمار اکٹھا کئے ہیں جن سے یہ تصدیق ہوتی ہے کہ اصل آمریت میں پرولتاریوں کا بہت معمولی حصہ ہے۔ انہوں نے ہماری جانب نہایت حیرانی سے دیکھا جب ہم نے انہیں متنبہ کیا کہ وہ اطلاعات کو لے جاتے وقت احتیاط سے کام لیں۔ انہیں شاید ایسا کرنے کی اجازت نہ ملے، ہم نے انہیں چوکس کر دیا۔ ''کیا الٹی گنگا بہنے لگی ہے'' ہم کوئی روسی ہیں۔ ہم کمیونسٹ پارٹی کے ضوابط کے پابند نہیں ہیں۔ انہوں نے تعجب سے کہا۔ وہ فرانسیسی ہیں اور ایک بڑی سنڈیکلسٹ تنظیم کے نمائندے ہیں انہیں کون چھو سکتا ہے؟ چیکا، جناب بلاشبہ۔ ان کی دانست میں ہم بلاوجہ فکرمند تھے۔

ہمارے لئے لاتسکی پر جو شام ترتیب دی گئی تھی وہ جشن والی ضیافت کے مقابلے میں تمول اور امارت میں بہت کم تھی حالانکہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہمارے میزبانوں نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ یہاں ہماری دلچسپی کھانے تک محدود نہ تھی بلکہ وہ بے کراں خیر اندیشی اور خیر سگالی بھی تھی جس کی یہاں فراوانی تھی۔ ہر کس و ناکس آزادانہ اظہار خیال کر رہا تھا مگر جذبات اور خیالات میں تنوع کی کمی نہ تھی۔ ایڈیش دانشوروں کے ہر شعبے کی نمائندگی جھلک رہی تھی۔ سب ہی امریکی مہمانوں سے ملنے آئے تھے تاکہ ان سے خیالات، امیدوں اور اندیشوں کا تبادلہ کریں۔ ان میں کوئی بھی کمیونسٹ نہ تھا اس کے باوجود تقریباً سب ہی حکومت وقت کے پرجوش حامی و ناصر تھے۔ مگر نسلی وجوہ پر۔ ڈاکٹر ماندلستام کے مانند جو وہاں موجود تھا انہوں نے تسلیم کیا کہ ان کی واحد تشویش یہودیوں کی حفاظت تھی۔ ان کا استدلال یہ تھا کہ چونکہ بالشویک یہودیوں کا منظم قتل عام روکے ہوئے ہیں اس لئے یہودیوں کو سویت حکومت کی حمایت کرنا چاہئے۔ میں نے استفسار کیا کہ آیا وہ حالات سے مطمئن ہیں یا وہ ان مستقل حفاظتی انتظامات پر بھروسہ کر سکتے ہیں جو عمومی دہشت اور عدم تحفظ کے ماحول میں ان کے لوگوں کو درپیش ہوں گے۔ انہوں نے اتفاق کیا کہ آمریت انفرادی پہل کاری اور سعی کے لئے مہلک ہوتی ہے۔ چونکہ کوئی اور راہ نہیں ہے اس لئے یہی غنیمت ہے کہ یہودی بطور نسل کم از کم امتیازی سلوک سے آزاد ہو چکے ہیں جس کے وہ صدیوں شکار رہے ہیں۔ ان کے احساسات خوف کی پیداوار تھے جو سامیت مخالف مسموم فضا میں قابل فہم بات تھی جیسی کہ یوکرین کی صورتحال تھی۔ لیکن جہاں تک سماجی توانائیوں کی نکاسی کے اصولوں کا تعلق ہے یہ فرسودہ ہونے سے بھی بدتر ہے۔ میری نظر میں اہم ترین یہی بات تھی۔ میں اکتوبر کی شورش کو یہودی اور غیر یہودی کی اصطلاحات کے پس منظر میں نہیں دیکھتی تھی بلکہ ان اقدار کے پیمانے پر جانچتی تھی جن کا تعلق پوری انسانیت سے تھا یا کم از کم روسی عوام سے۔

اس محفل میں موجود نوجوان عنصر کا نقطہ نظر دوسرا تھا۔ وہ بالشویکوں کو منظم قتل عام روکنے پر ملنے والی داد و ستائش کے خلاف نہ تھے لیکن وہ یہ سمجھتے تھے کہ خود سویت عہد یہودی دشمن زہریلی نرائی کے لئے زرخیز اراضی ہے۔ زاروں کی مطلق العنانی کے دور میں اس کی سونڈی صرف رجعت پسند عنصر تک محدود تھی۔ آج ملک بھر میں چپہ چپہ اس سے متاثر ہے۔ کسان، محنت کش اور دانشور سب ہی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب یہودی ہیں جو کمیونسٹوں اور کیساروں کے لبادے میں جلادی مہموں، خوراک کی جبری وصولی، جبری فوجی بھرتی اور خوفزدہ کرنے میں آگے آگے ہیں۔ بالشویزم حفاظتی ڈھال کے بجائے یہودیوں کے پھانسنے کا ایک پھندہ تھا اور وہ اس پر مصر تھے۔

ساشا کا کہنا تھا کہ دونوں فریق یہ غلطی کر رہے تھے کہ وہ اختیارات کے غلط استعمال کی مذمت کر رہے تھے جبکہ خرابی تو اس شے کے اندر تھی۔ یہ کمیونسٹ سلطنت اور آمریت تھی جس نے انقلاب کے مقاصد کو حکمراں پارٹی کے تابع کر دیا تھا۔ اکتوبر کا یہ مقصد تھا کہ روس کی تخلیقی توانائیوں کو تمام جکڑنوں سے رہائی دلائی جائے یوں نئی زندگی کی آزادانہ تعمیر ممکن ہوگی۔ جبکہ آمریت کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی ناقابل تسخیر کل منظم کی جائے جو مالک کُل ہو اور ملک بھر میں شیرازہ بکھیرنے والی قوتیں یہیں سے تخریبی طاقت حاصل کر رہی ہیں۔ بڑھتی ہوئی سامیت دشمنی، گرجاؤں کی جانب لوگوں کی جوق در جوق واپسی، کسانوں اور کارکنوں میں روز افزوں انقلاب مخالف احساسات، نئی نسل میں مریضانہ شک کا سر اٹھانا اور اسی نوعیت کے دیگر مظاہر بالشویکوں کی ناکامی کے براہ راست نتائج ہیں جن کے انہوں نے اکتوبر کے دنوں میں باضابطہ وعدے کئے تھے۔

حاضرین میں سے چند ایک نے ہمارے نقطہ نظر کی حمایت کی کچھ ہم سے بھڑ گئے لیکن اس میں کینہ اور بدنیتی کا دخل نہ تھا اور اسی میں لاتسکی کے گھر پر ہونے والے اجتماع کا حسن تھا۔

ساشا جن منشویک سے ملا ان سے اسے بہت سا مواد ملا۔ وہ لوگ تعلیمی اور سماجی شعبوں میں جنوبی خطے کے لئے انقلاب کے ابتدائی دو برسوں میں ایک اثاثہ ثابت ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ انہیں بالشویکوں نے بعد میں بے مصرف قرار دیا اس لئے سوشل جمہوریت کی انجمنیں کمیونسٹوں کے چھکڑوں میں دوڑ کر چڑھ گئیں۔ منشویک نہایت قیمتی دستاویزات کھوج لگا کر نکالنے میں کامیاب ہو گئے جو یوکرینی محنت کشوں کی تاریخ اور ان کی پارٹی کے متعلق تھا جسے انہوں نے بعد میں ساشا کے حوالے کر دیا جس کے ساتھ ساتھ بہت سی ذاتی نوعیت کی تحریریں اور روزنامچے بھی تھے۔ اس نے نہ جانے کیسے ایک انقلاب مخالف دستاویز کا دفتر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

خانہ کھود نکالا جو لیبر سویت کے صدر دفتر کی میز کی دراز میں دفن تھا۔ یہ کاغذات کا عجیب و غریب ملغوبہ تھا جو پولس کے کاغذات، رادا (مقامی پارلیمنٹ) اجلاس کی یادداشتوں، کاروباری اعداد و شمار اور اسی نوعیت کے کاغذات پر مشتمل تھا۔ اسی کھلبلی میں ساشا کو اتفاقاً پہلا یونیورسل ہتھے چڑھ گیا جو پتلورا نے بطور یوکرین کے آمر کے جاری کیا تھا۔ جس میں ان سرکاری اصولوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن کے تحت جنوبی قومی جمہوریت کو چلنا تھا۔ ایک انتہائی اہم دریافت ہماری سیکریٹری کے ہاتھوں ہوئی جو ڈینکن کا مواد تھا اور کئی رِموں پر مشتمل تھا۔ جو شہر کے کتب خانے میں پڑا ہوا تھا اور لگتا تھا کہ فراموش کیا جا چکا تھا۔ لائبریرین ایک جنونی قسم کا قوم پرست تھا۔ وہ شیکول کی درخواستوں کو سنی ان سنی کر دیتا۔ لیکن وہ فوراً ہمہ تن گوش ہو گیا جب اس کے سامنے یہ دلائل پیش کِئے گئے کہ کیا وہ خود کو وجہ تمسخر اور باعث رسوائی بنانا پسند کرے گا جب امریکہ میں یہ مسئلہ طشت از بام کیا جائے گا کہ اس نے اس بات کو ترجیح دی کہ قیمتی دستاویزات جو اس کی کوٹھری میں پڑی ہیں اور انہیں چوہے کتر ڈالیں بجائے اس بات کے کہ انہیں انقلاب کا عجائب گھر آنے والی نسلوں کے لِئے محفوظ کرے۔

کیف میں ہمارے قیام کا آخری دن اتوار تھا اس لِئے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے خوبصورت دریائے نیپر کے کناروں کی سیر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سیر کرانے والی کشتی نے مناظر میں جان ڈال دی۔ فاصلے پر کیتھڈرل اور گرجاؤں کی شاندار قطاریں نظر آتی تھیں۔ جب ہم سیر کرتے ہوئے دور نکل آئے تو ایک منزل پر ہمیں ایک پرانا گاؤں نظر آیا جس میں ایک قدیم خانقاہ تھی۔ مہمان نواز راہباؤں نے اپنے چھتّوں کی شہد اور روٹی سے ہماری خاطر مدارت کی۔ وہ اپنی عبادات اور زہد میں اتنی منہمک رہیں کہ اپنے ملک میں ہونے والی تبدیلیوں سے متاثر نہ ہوئی تھیں اور ان تمام واقعات سے بالکل بے خبر تھیں۔ صدیوں کی توہمات میں اتنی غرق تھیں کہ انہیں اس حیات نو کا کوئی احساس نہ تھا اور نہ ہی اس کا ادراک تھا جو جنم لینے کے لِئے ان کے چاروں طرف کسمسا رہی ہے۔ جس کام میں وہ مگن تھیں بس اسی میں ان کی شان تھی مثلاً ترکاریاں اگانا، شہد کی مکھیوں کی پرورش، گاؤں کے بچوں کو سینا پرونا سکھانا اور اجنبیوں پر ہمدردی کی ارزانی۔ جب کہ یہ بات ان کے صوفیا اور ولادیر کے کیتھڈرلوں کے بھائیوں میں نہ تھی۔ ان کی آن بان ان کے ضعیف الاعتقاد فریب خوردگان کی مرہون منت تھی جو تعداد میں اب بھی بہت تھے۔ انہوں نے ہمیں یقین دلایا۔ اس خشوع و خضوع والی ریاکاری سے لوگوں کو غاروں کی زیارت کرائی جاتی اور ان کرامات کی حمد و ثنا کی جاتی جو ماضی میں صوفیوں نے انجام دی تھیں اور جن کی ہڈیاں خشک ہونے کے بعد اب ان کا ظہور ہوا تھا۔ یہ ایک عجیب و غریب منظر تھا، بلاشبہ وہ بھی انقلابی روس میں۔

جب ہم ادیسا کی جانب جا رہے تھے تو ہمارا دوست ہنرؔی السبرگ کہیں گم ہو گیا۔ وہ بے خیالی میں اپنی ہی گرفتاری کا سبب بن گیا۔ ہنرؔی ہماری مہم میں ماسکو کی چیکا سے اجازت لِئے بغیر شامل ہو گیا تھا اور وہ سفر کے اختتام تک اسی طرح چلتا رہتا اور اس کا اتہ پتہ سوویت عقابی نظروں کو نہ چلتا۔ لیکن اس نے اس تار میں اپنی دستخط کا اضافہ کر دیا جو ہم نے البرٹؔ بونی کی گرفتاری کے بابت لینؔن کو ارسال کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں روس کی مالک کل چیکا نے دار الخلافے سے یہ فوری احکام جاری کر دیئے کہ مجرم کو گرفتار کر لیا جائے جو بلا اجازت وہاں سے لاپتہ ہو گیا تھا۔ روس میں چیزیں چیونٹی کی رفتار سے چلتی ہیں یوں کیف کے اہلکار ہم تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لِئے ہماری منزل کے درمیان میں پڑنے والے ہر مرکز کو بذریعہ تار خبر دی گئی اور ہمیں ژمیرنسکا میں گھیر لیا گیا۔

ہمارے تمام احتجاج ہنرؔی کو چھڑوانے میں کامیاب نہ ہوئے۔ چیکا کے انچارج نے تسلیم کیا کہ السبرگؔ کے تمام کاغذات بالکل درست ہیں اور چیچیرؔن اور زینوویفؔ کی جاری کردہ اسناد بھی کارآمد تھیں لیکن اس کے پاس ماسکو کی چیکا کا اجازت نامہ نہیں ہے اور انہیں سخت احکام ملے ہیں کہ اسے گرفتار کر لیا جائے۔ ہم ہنرؔی کو تنہا کیسے جانے دیتے اور اس لِئے یہ تجویز پیش کی گئی کہ ساؔشا یا مجھ میں سے ایک کو اس کے ہمراہ ماسکو جانا چاہیئے۔ لیکن ہنرؔی ایک لفظ سننے کو روادار نہ تھا۔ اسے کافی روسی آتی ہے، وہ مذاق پر اتر آیا اور کہنے لگا کہ میں اپنے محافظوں کو محظوظ کرتا رہوں گا۔ کیوں کیا وہ پوژالویستا (مہربانی سے) نی چی وو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(کوئی چیز نہیں) پاسیبا (شکریہ) نہیں بول لیتا۔ اور کیا یہ سب کچھ عملی مقاصد کے لِئے ناکافی ہے؟ اگر ضرورت ہی پڑ گئی تو وہ چند ایک ناشائستہ الفاظ اور سیکھ لے گا۔ مزید براں اس کے پاس ایک ایسی چیز بھی ہے جسے پوری دنیا کے پولیس والے بہت پسند کرتے ہیں...... 'میز وما' پیسہ' اسے کوئی خطرہ نہیں ہے اور ہم لوگ اس کے لِئے فکر مند نہ ہوں اس نے ہمیں اطمینان دلایا۔ بہادر بڑھا ہنری! تاہم ایک بات میں نے ضرور سمجھائی کہ وہ اپنی یادداشتوں کے نوٹ اپنے ہمراہ نہ لے جائے۔ ان کی وجہ سے وہ ہر حال میں کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس جائے گا اور وہ ہمارے پاس محفوظ رہیں گے اور وہ ان کے بغیر۔ ہم نے گھبرا کر لینن، لونا چارسکی اور زینوویف کو آلسبرگ کے بابت تار ارسال کر دیئے۔ لیکن اسے امید نہ تھی کہ یہ تار مرسل الیہم تک پہنچیں گے۔

ہنری اپنی نفیس طبیعت، خوش مزاجی اور حاضر جوابی کی وجہ سے ہمیں عزیز ہو گیا تھا۔ ہم نے گرفتہ دل سے اسے رخصت کیا اور اسے چیکا والے لے گئے۔ حال ہی میں اس غریب پر ایک افتاد پڑ چکی تھی جب اس کا بٹوہ کسی نے چھین لیا۔ کسی کی آخری چھدام سے محرومی کوئی بڑی بات نہ تھی مگر روس میں تو یہ آفت سے کم نہ تھا۔ مجھے تو اس کی بھی فرصت نہ ملی کہ میں اپنے دوست کو تسلی ہی دے دیتی، کیونکہ لڑکوں کی ٹرین چھوٹ گئی اور ہم تک پہنچنے میں انہیں کئی گھنٹے لگ گئے۔ وہ تو اپنے معرکے پر پھولے نہ سما رہے تھے۔ ''لیکن اچکا کہاں ہے'' میں نے حیران ہو کر پوچھا ''کیا تمہاری رقم مل گئی؟'' ''چالیس چوروں میں علی بابا کو پکڑنا کوئی آسان کام ہے۔'' ہنری ہنسنے لگا۔

السبرگ کی گرفتاری باقی سفر میں بہت سے انہونے واقعات کے سلسلے کی پہلی کڑی ثابت ہوئی۔ ہم بمشکل ژمیرنسکا سے روانہ ہوئے ہوں گے کہ ہمیں بارہویں فوج کی شکست کی خبر ملی اور پولینڈ کی فوج کی کیف کی جانب پیش قدمی کی۔ فوجوں کی پسپائی کی وجہ سے ریلوے لائینیں خالی نہ تھیں اور اسٹیشنوں پر بہت افراتفری ہوتی۔ ہمارا ڈبہ متعدد بار اس ٹرین سے جوڑ دیا جاتا جو عازم جنوب ہوتی اور اتنی ہی مرتبہ اسے علیحدہ کر کے مخالف سمت میں روانہ کر دیا گیا۔ بالآخر ہمارے نصیبوں نے یاوری کی اور ہمیں ایسے دستے کے ساتھ نتھی کر دیا گیا جو ہماری اگلی منزل کی طرف جا رہا تھا جو بحر اسود کا عظیم شہر تھا۔ وہاں سے ہمارا کوہ قاف جانے کا منصوبہ تھا۔ مگر جنرل رینگل کی چالیں کچھ اور چاہتی تھیں۔ اس کی افواج حال ہی میں الیکزاندروسک میں داخل ہوئی تھیں جو روستووف کے مضافات میں تھا۔ اس طرح جس راستے سے ہمیں کریمیا جانا تھا وہ بند کر دیا گیا۔ ہمارے راہداری کے پروانے اکتوبر کے آخر میں ختم ہونے والے تھے اور ہمیں یہ بھی معلوم تھا کہ ان کی بذریعہ ڈاک تجدید میں کئی ماہ لگ جائیں گے۔ جنوب میں پروانوں میں معین وقت سے زیادہ ٹھہرنا خطرات کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ لیکن ایک مرتبہ اودیسا میں ہوتے ہوئے ہم نے اس دشواری کا ایک راستہ نکال لیا۔

بالآخر ہم بحر اسود پر واقع عظیم شہر میں وارد ہو گئے جہاں محض یہ پایا گیا کہ گزشتہ دن ایک تباہ کن آگ تار گھر اور بجلی گھر کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر چکی ہے اور سارا شہر گہری تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے۔ آگ سے پھیلنے والی اس تباہی کو سفید (افواج) کی کارستانی بیان کی گئی اور شہر کو قانون عسکر میں دے دیا گیا۔ اس بیان سے عمومی گھبراہٹ میں اضافہ ہو گیا کہ سفیدوں نے کیف پر قبضہ کر لیا ہے اور رینگل شمال کی جانب پیشقدمی کر رہا ہے۔ عوام کے پاس اصل صورتحال جاننے کے لِئے کوئی ذریعہ نہ تھا جس سے ان کی بدحواسی میں اضافہ ہو گیا۔

سوویت اداروں پر شک اور خوف کی فضا طاری تھی۔ سب آنکھیں اس وقت ہماری طرف اٹھیں جب شاکول، ساشا اور میں اسپولکوم میں داخل ہوئے۔ ہماری اسناد کی بڑی احتیاط سے جانچ پڑتال کی گئی اور ہم سے ہماری شناخت اور مقصد کے مناسبت سے سوال و جواب کے بعد' تب کہیں جا کر ہمیں پریسی داتیل (کمیٹی کا صدر) کے مقدس اجتماع میں باریابی کی اجازت ملی۔ وہ خلاف توقع ایک نوعمر نوجوان نکلا، ظاہر ہے اسے اپنے عہدے کا احساس کچھ زیادہ ہی تھا۔ نہ تو اس نے ہمارے خیر مقدمی جملوں کا جواب دیا اور نہ ہی ہم سے بیٹھنے کو کہا۔ وہ میز پر دھرے کاغذوں کے ڈھیر میں ڈوبا رہا۔ اس کے بعد اس نے ہمارے کاغذات کا معائنہ کیا، انہیں تفصیل سے اور احتیاط سے پڑھتا رہا یہاں تک کہ جیسے وہ ان سے مطمئن ہو۔ آخر میں اس نے یہ کہا کہ وہ صرف یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کرسکتا ہے کہ ہمیں ایک اجازت نامہ دے جو دیگر سویت محکموں کے لئے ہو اور تحریری اجازت دے کہ ہم گلی کوچوں میں گھوم پھر سکیں ''وہ بھی مقررہ اوقات کے بعد''۔ وہ اس سے زیادہ مدد نہیں کرسکتا اور کسی بھی حالت میں اسے عجائب گھر کے معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ دانشوروں کے چونچلے ہیں اور محنت کشوں کو کہیں زیادہ اہم کام انجام دینا ہیں جس سے انقلاب کا دفاع ممکن ہے۔ اس کے علاوہ سب کچھ وقت کا زیاں ہے، اس نے اعلان کر دیا۔ اس شخص کا رویہ اور روکھے طور طریقے ہماری مساعی کے لئے کوئی نیک شگون نہ تھے۔ نہ تو اس کے انداز کلام سے اعتماد جھلکتا تھا اور نہ ہی اس کی ذاتی دیانتداری پر اعتبار پیدا ہوتا تھا۔ ساشا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی تبصرہ کیا کہ ہم اس کے انقلابی جذبے کے مداح ہیں اور یہ بھی کہ ہم اس پر مزید بوجھ نہ بنیں گے۔ تاہم اس کا طنز میز پر بیٹھے ہوئے بت نما شخص کے اوپر سے گزر گیا۔

میرے رفقاء کار اس معاملے میں میرے ہم خیال تھے کہ یہ محض دانشوروں سے نفرت کا جذبہ تھا جو اسپولکلوم کے چیئرمین کے رویے کا محرک تھا۔ میں لاتعداد پرولتاری کمیونسٹوں سے مل چکی ہوں جو دانشوروں سے گہری کدورت رکھتے لیکن کوئی بھی اس وحشیانہ بے تکلفی سے نہ پیش آیا تھا جس طرح اودیسا کا پریسی داتیل۔ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ ایسے جوشیلے لوگ انقلاب کے بہترین مفادات کے لئے مسلح دشمنوں سے بڑھ کر ضرر رساں ہوتے ہیں۔ ہم نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہماری مہم کا کوئی فرد آئندہ اسپولکوم سے نہ ملے گا اور یہ بھی کہ شہر میں مقدور بھر کوشش کرے گا کہ جو بھی ممکن ہو کرے۔

جب ہم سیڑھیاں اتر رہے تھے تو ہم سے متعدد نوجوانوں نے رابطہ پیدا کیا۔ انہوں نے نظر بھر کے ہمیں دیکھا اور پھر چلائے ''ہیلو، ساشا! ایما تم یہاں ہو؟'' اپنے امریکی کامریڈوں سے خلاف توقع مڈھ بھیڑ اصول وضوابط کے فیل پا میں مبتلا بالشویک سے ملاقات کے بعد ایک خوشگوار حیرانی ثابت ہوئی۔ جب انہیں ہمارے مشن کے متعلق علم ہوا تو انہوں نے ہمیں اطمینان دلایا کہ ہم اگلی ٹرین سے شہر کے باہر جاسکتے ہیں اور ہمیں سرکاری اہلکاروں سے کسی بھی نوعیت کی مدد کی توقع نہ کرنا چاہئے۔ انہیں اس بات کا اطمینان تھا۔ اس معاملے میں اسپولکوم کا چیئرمین پیش پیش تھا وہاں زیادہ تر لوگ مرکز مخالف اور ہر اس چیز کے مخالف تھے جس کا تعلق کمیونزم کے مقامی رنگ سے نہ ہو۔ ان کی شہرت بدترین دہشتگردوں والی تھی۔ چیئرمین جو ایک نظریاتی جوشیلا تھا ہر کس وناکس سے نفرت کرتا تھا جس کی تعلیم ا۔ب۔پ سے زیادہ ہوتی۔ اگر اس کا بس چلے تو وہ تمام دانشوروں کو گولی مار دے۔ ان میں سے ایک لڑکے نے اعلان کر دیا۔ ہمارے کامریڈوں نے مشورہ دیا کہ ممکن ہے میوزیم کے معاملے میں ہماری مدد امریکی کامریڈ اور ودوسکی کرے جو شہری انتظامیہ میں ایک ذمہ دار عہدے پر فائز ہے۔ اس کے علاوہ کئی اور بھی ہیں وہ بھی شاید مدد کر دیں۔ ممکن ہے مینشویک بھی ہماری مدد اطلاعات یا موادد ے کر کر دیں۔ انہیں حال ہی میں انجمن سے سبکدوش کیا گیا ہے پھر بھی ان میں سے چند ایک اعلیٰ اور ادنیٰ عہدیداروں میں اتنے بااثر ہیں کہ بالشویک انہیں گرفتار کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

ودوسکی اول درجے کا پینٹر اور عملیت پسند ذہن کا مالک تھا۔ اس نے جتن کر کے سرکاری طباعت گھر میں اسامی پالی اور کچھ ایسے داؤ پیچ سے کام نکالا کہ ارباب اختیار منہ دیکھتے رہ گئے۔ ضبط شدہ اور بے مصرف ساز وسامان سے اس نے ایک بہترین طباعت خانہ شہر میں قائم کیا اور بڑے فخر سے اس نے ہمیں ہر کونے کھدرے کا معائنہ کرایا۔ یہ صفائی ستھرائی، نظم وضبط اور باکفایت پیداوار کا مرکز تھا۔ قدم قدم پر اس کے کام میں روڑے اٹکائے گئے۔ اسے ''اپنوں'' میں سے ایک نہ سمجھا جاتا اور اس لئے وہ مشکوک بنا رہا۔ وہ کام کا رسیا تھا اور یہ سمجھتا تھا جیسے وہ انقلاب کے لئے کچھ کر رہا ہے۔ مگر وہ آنے والے وقت کے متعلق سوچ کر افسردہ ہو جاتا کہ ناگزیر انجام سایہ فگن تھا۔ ''ہائے انقلاب!'' اس نے ٹھنڈی سانس لی ''اس کی کیا درگت بنی ہے۔''

اور ودوسکی کے معرفت ہم دیگر انارکسٹوں سے بھی مل سکے جو معاشی شعبوں میں سرگرم عمل تھے اور ودوسکی کی طرح وہ سب ہی محسوس کرتے تھے کہ انہیں فی الحال برداشت کیا جا رہا ہے اور ان پر ہر وقت خطرے کی تلوار لٹکتی رہتی ہے کیونکہ یہ افراد وہ تھے جو ''پوری طرح'' مقررہ سانچوں کے خیالات کے حامل نہ تھے۔ ان میں سب سے زیادہ دلچسپ شخصیت شاخ وار وستوف کی تھی جو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پرولتاری پس منظر رکھتا تھا۔ جس کی پوری زندگی محنت کشوں میں بسر ہوئی تھی۔ وہ ان کے لئے مطلق العنانی کے زمانے میں لڑائیاں لڑتا رہا اور یہاں تک کہ بالشویکوں کے زمانے میں بھی۔ وہ سب سے زیادہ جنگجو انارکسٹ تھا اور خون پسینہ ایک کرنے والوں میں بہت مقبول تھا۔

معمولی سی شناسائی نے وہ سب کچھ ثابت کر دیا جو ہم شاخ وارووستوف کے متعلق سنتے آ رہے تھے۔ وہ انسان دوست ہونے کے علاوہ بے مثل تھا۔ اس میں اسپالکوم کے چیئرمین کی نہ سختی تھی اور نہ ہی قانون قواعد کا اسیر۔ اس میں لطف اور مہربانی کوٹ کوٹ کر بھری تھی اور اطوار نہایت سادہ۔

اس نے کہا یہ ''محض خوش نصیبی'' تھی جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ کیونکر آزاد رہا۔ ''اور محنت کشوں کی حمایت سے۔'' اس نے اضافہ کیا۔ انہیں معلوم تھا کہ میرا واحد مقصد یہ تھا کہ میں ان کی کمیونسٹ سلطنت کی روز افزوں بے جا مداخلت کے خلاف جدوجہد میں مدد کروں۔ اس نے محسوس کیا جیسے یہ ہاری ہوئی جنگ ہو، لیکن اس کے باوجود یہ میرا فرض تھا کہ میں جب تک آزاد ہوں نگاہ بلند رکھوں۔

شاخ وارووستوف نے ان الزامات کی تصدیق کر دی جو ہمارے نوجوان کامریڈوں کے متعلق مشہور تھا کہ انہوں نے دہشت گردی سے ادھم مچا رکھا تھا۔ اس نے کہا کہ اگر زیادہ تر سویت اہلکار محض نااہل تھے تو دیگر پرلے درجے کے دہشت گرد اور دیدہ و دانستہ عوامی مفاد میں کی جانے والی تمام کوششوں میں روڑے اٹکاتے۔ اس نے بالخصوص اس صریح واقعے کا ذکر کیا جب حال میں بوغ ژواز کے خلاف لینن کے اس نعرے پر عملدرآمد ہوا کہ ''ڈاکوؤں سے چھین لو۔'' ہر مکان، دکان اور جگی پر دھاوا بولا گیا اور چیکا کے کیسا روں نے وہاں رکھی ہر چیز لوٹ لی یا ضبط کر لی۔ یہ ایسی لوٹ کھسوٹ تھی کہ جس میں مالکان پر بے خبری میں چھاپہ پڑا۔ کارکنوں کو کپڑا اور جوتے مہیا کرنے کی ضمانت دی گئی تھی۔ جن کی انہیں ضرورت بھی بہت تھی۔ جب انہیں اس ہیرا پھیری کا علم ہوا تو انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان سے جو وعدے کئے گئے تھے انہیں ایفا کیا جائے۔ ''اور ہوا کیا'' شاخ وارووستوف نے منہ بناتے ہوئے یہ تبصرہ کیا ''ہمیں عوامی اقتصادیات کے محکمے میں مختلف اشیاء کے درجن بھر ڈبے موصول ہوئے لیکن جب ہم نے انہیں کھولا تو ان میں ہمیں چیتھڑے اور ٹوٹی پھوٹی چیزیں ملیں جنہیں کوئی فقیر کو بھی نہیں دیتا۔ دھاوا بولنے والے جن من پسند اشیاء کو لے اڑے تھے بعد میں بازار انہیں سے اٹ گئے اور بوغ ژواز نے بہ عجلت اپنی گنوائی ہوئی اشیاء پھر سے خرید لیں۔ اس رسوائی سے وہ ہاہا کار مچی کہ معاملے کو رفع دفع کرنا آسان نہ تھا۔ پارٹی کے ہوشمند لوگوں نے چھان بین کرنے کا مطالبہ کر دیا جس کے نتیجے میں چند ماتحتوں کو بطور سزا گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ مگر بدعنوانیوں کا دور دورہ ہے اور جس کا گولی باری سے تدارک نہیں کیا جا سکتا۔

شاخ وارووستوف اور دھاتوں کے محنت کشوں کی انجمن کے ایک کامریڈ نے وعدہ کیا کہ وہ متعدد محنت کشوں کے اداروں کے چیئرمینوں کا ایک اجلاس بلائیں گے اور انہیں انقلاب کے عجائب گھر کے منصوبے سے آگاہ کریں گے اور انہیں ہماری مساعی میں دلچسپی لینے پر آمادہ کریں گے۔ ان مندوبین کے سامنے ہمارے مشن کے مقاصد بیان کرنے کے لئے ساشا کو خطاب کرنا تھا۔

سویت اداروں میں لوگوں سے ہفتہ بھر کی گفت وشنید کے بعد ہم اس بات کے قائل ہو گئے اور جس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ ہمارے کامریڈوں نے اودیسا کی تاراجی کی نامکمل تصویر کشی کی تھی۔ ہم پورے روس میں جن مقامی سرکاری اہلکاروں سے مل چکے تھے ان میں سب سے زیادہ کام چور یہیں ملے تھے۔ اعلیٰ ترین عہدے پر فائز کیسار سے لے کر (بارشنیا) نچلی ماتحت ٹائپسٹ عورت تک سب ہی نے یہ عادت ڈال لی تھی کہ وہ کام پر دو گھنٹے تاخیر سے آتے اور مقررہ اوقات کے ختم ہونے سے گھنٹہ بھر پہلے رفو چکر ہو جاتے۔ اکثر یہ ہوتا کہ کسی سائل کے منہ پر ٹھیک اس وقت کھڑکی کا پٹ آ لگتا جب وہ گھنٹوں کے انتظار کے بعد اپنی باری کا منتظر ہوتا۔ اس سے صرف یہ کہا جاتا ''بہت دیر ہو چکی ہے'' اور کل آنا۔ ہمیں سویت ارباب اختیار سے نہ ہونے کے برابر کوئی مدد ملی۔ ''بہت مصروف ہیں اور ہم ایک منٹ بھی نہیں نکال سکتے۔ وہ ہمیں سمجھا دیتے۔ اس کے باوجود وہ کھڑے سگریٹ پھونکا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کرتے اور گھنٹوں باتیں کرتے رہتے۔ دریں اثنا ''نوجوان خواتین'' اپنے ناخنوں کو چمکاتیں یا ہونٹوں پر روغن لگاتی رہتیں۔ یہ سرکاری طفیلی پن کی کھلم کھلا اور شرمناک صورتحال تھی۔

کارکنوں/ کسانوں کی معائنہ ٹیم جو اس قسم کی تاراجی سے نمٹنے کے لیئے قائم کی گئی تھی لگتا تھا انہیں اپنے وجود کے مقاصد سے شاید کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ان میں اکثریت سٹہ بازوں کی تھی اور اگر کسی کو زار یا کیرنسکی عہد کی رقوم بدلوانا ہوتی، اگرچہ اس کی سخت ممانعت تھی تو اسے مشورہ دیا جاتا کہ وہ کسی معروف اہلکار کے پاس چلا جائے اور رقوم کا تبادلہ کرلے۔ ''عام شہریوں کو اس نوعیت کے سٹے بازی پر گولی سے اڑا دیا جاتا۔'' ایک مشہور بندست (رہزن) نے ہمیں بتایا ''لیکن ان سرکاری عمال کو کوئی ہاتھ لگا سکتا ہے؟'' ''وہ پس پردہ رہ کر کام کرتے ہیں۔'' سویت بالائی طبقے کی بدعنوانیاں اور مطلق العنانی شہر کا ایک کھلا راز ہے۔ کسی نے ہمیں بتایا چیکا خاص طور سے ٹھگوں کے ایک ٹولے سے کم نہیں ہے۔ لوٹ مار، رشوت ستانی اور ان ستم رسیدہ لوگوں پر اندھا دھند گولی باری ہوتی جو رقم نہ دے سکتے یہ اس کے معمولات تھے۔ یہ واقعات تواتر سے ہوتے جب بڑے سٹے بازوں کو موت کی سزا سنائی جاتی، لیکن ان سے خطیر رقم وصول کر کے چیکا انہیں رہا کر دیتی۔ ایک اور طریقہ واردات یہ تھا کہ کسی ممتاز قیدی کے رشتہ داروں کو اطلاع کرا دی جاتی کہ اسے پھانسی دے دی گئی ہے۔ جب کنبے والے غم واندوہ میں پڑ جاتے تو چیکا کا ایک ہرکارہ نمودار ہوتا اور کہتا کہ ایک غلطی ہوگئی ہے۔ سزایافتہ شخص زندہ ہے لیکن ایک مخصوص رقم جو لازماً بہت بڑی ہوتی اس کی جان بچا سکتی ہے۔ اہل خاندان اور دوست احباب پوری پونجی نکال کر مطلوبہ رقم اکٹھی کر لیتے جو ہمیشہ قبول کر لی جاتی۔ اس کے بعد کوئی نمائندہ اس کی وضاحت کرنے نہ آتا کہ مبینہ غلطی سرے سے کوئی غلطی ہی نہ تھی۔ اگر کوئی شخص کنایتہً بھی احتجاج کرتا تو اسے گرفتار کر لیا جاتا اور چیکا کو ''بدعنوان کرنے کی کوشش'' کی پاداش میں گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتا۔ تقریباً ہر صبح میں ان لوگوں سے بھرا ہوا ٹرک جنہیں مارا جانا ہوتا کھڑکھڑ کرتا ہوا قربان گاہ پر نمودار ہوتا جو شہر کی حدود میں واقع تھی۔ انجام کو پہنچنے والے ٹرک میں پٹ لیٹے ہوتے مگر ہاتھ پیر بندھے ہوتے اور مسلح محافظین ان پر کھڑے ہوتے۔ چیکا والے گھڑسوار ٹرک کے ساتھ ساتھ آتے اور ہر کس وناکس پر گولی چلا دیتے اگر راستے میں کہیں بھی کوئی کھڑکی کھول کر جھانکنے کی کوشش کرتا۔ واپسی کے سفر میں ایک پتلی سی سرخ لکیر کا نشان بچ جاتا جو ان لوگوں کے آخری سفر کا گواہ ہوتا جنہیں (رازمنیات) تلف کیا جا چکا تھا۔

بندست (بند، یہودی سوشل جمہوری تنظیم کارکن) چند روز کے بعد اپنے ایک دوست کے ہمراہ ہم سے ملنے آیا جسے اس نے ڈاکٹر لینڈزمین کے نام سے متعارف کرایا جو ایک صیہونی تھا اور ایسے حلقے کا رکن تھا جس میں مشہور یہودی شاعر بیالک اور دیگر عوامی امور میں دلچسپی رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ اس میں کوئی شک نہیں اور ہمیں علم ہوگا کہ روش ہاشونا یہیں موجود ہے اور اسے خوشی ہوگی اگر ہم اس کے اہل خانہ کے ساتھ بڑا دن منائیں۔ ہم نے اعتراف کیا کہ ہم اس امر سے بے خبر تھے کہ یہودیوں کا نیا سال قریب ہے۔ مگر ہم اتنے یہودی تو ضرور ہیں کہ اس تعطیل کو اس کے ہمراہ منائیں۔

لینڈزمین کا موروثی گھر جو اس کے نجی کلینک سے متصل تھا اب سویت سینی ٹوریم بن چکا تھا۔ یہ بہت خوبصورت جگہ پر واقع تھا۔ یہ سطح مرتفع پر واقع تھا۔ اس کے ایک جانب پیڑ اور جڑی بوٹیاں لہلہا رہی تھیں جبکہ دوسری طرف بحر اسود تھا۔ جس کا پانی پہاڑی کے دامن سے ٹکراتا رہتا۔ ہم ہدایت کے مطابق تقریباً چائے کے وقت وہاں پہنچے۔ کیونکہ چند مہمانوں کو غروب آفتاب کے بعد گھر سے باہر رہنے کی اجازت نہ تھی۔ اودیسا پر مارشل لاء نافذ تھا۔

ڈاکٹر لینڈزمین کا کلینک اودیسا بھر میں سب سے اچھی شہرت رکھتا تھا۔ بالشویکوں نے کارکنوں کی آرام گاہ بنانے کے لیئے اسے ضبط کر لیا تھا لیکن ابھی تک ایک پرولتاری بھی اس میں قیام کے لیئے نہیں بھیجا گیا تھا اور نہ ہی کوئی عام رکن۔ صرف اعلیٰ ترین اہلکار اپنے اہل خانہ کے ہمراہ قیام کر چکے تھے۔ فی الحال چیکا کا افسر اعلیٰ درجہ ''اعصابی خلل'' کا علاج کرا رہا تھا۔

''تم ایسے شخص کا کیسے علاج کرتے ہو؟'' میں نے ڈاکٹر سے پوچھا ''تم یہ بات بھول رہی ہو کہ میں اس پر مجبور ہوں۔'' اس نے جواب دیا ''اس کے علاوہ میں ایک طبیب ہوں اور اپنے پیشے کے اخلاقی اصولوں کے تحت پابند ہوں اور کسی کو طبی امداد

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دینے سے انکار نہیں کرسکتا۔'' ''یہ تو بوغ ژوا جذبات ہیں؟'' میں ہنسنے لگی۔''جس سے چیکا کا سربراہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔'' اس نے ویسی ہی حاضر جوابی سے کام لیا۔

ہم ماہتابی پر بیٹھے تھے، سماور سامنے دھرا تھا، آسمان نیلے اور نیلگوں دھاریوں سے سجا ہوا تھا، سورج آگ کے گولے کی مانند بحرِ اسود میں غرق ہو رہا تھا۔ شہر تمام دہشت اور مصائب کے ساتھ بہت دور لگ رہا تھا اور ہمارا سبز کنج نہایت دلکش لگ رہا تھا۔ کیا یہ لمحات طول پکڑ سکتے ہیں، میری طبیعت مچل گئی.....لیکن یہ تو محض ایک دقیقہ ثابت ہوئے۔

اور مہمان آ گئے ان میں بیا لک بھی تھا۔ چوڑا چکلا اور کشادہ شانوں والا، وہ شاعر کے بجائے خوشحال تاجر لگتا تھا۔ ایک چھریرے بدن، حساس خدوخال والے شخص کا ہم سے یہ کہہ کے تعارف کرایا گیا کہ موصوف یہودیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور منظم قتلِ عام کے امور پر سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ ساشا نے فوراً اسی موضوع پر اسے گفتگو میں منہمک کرلیا۔ لیکن اس وقت جب کھانا کھایا جا رہا تھا کہ یکا یک ساشا پر مردوں والی زردی چھا گئی اور اس نے التجا کی کہ اسے اٹھ جانے کی اجازت دی جائے۔ ڈاکٹر لینڈزمین کے ساتھ میں ساشا کے پاس بروقت پہنچ گئی کہ کہیں وہ غش کھا کر نہ گر پڑے۔ وہ درد سے بل کھا رہا تھا اور سانس لینے کے لیے ہچکیاں لے رہا تھا۔ اس کے بعد وہ غافل ہو گیا۔ کوئی آدھے گھنٹے کے بعد جو مجھے ابد لگا ماہر ڈاکٹر کسی طرح اس کی طبیعت بحال کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسے گرم پانی والی بوتلوں میں لپیٹ دیا گیا تو وہ قدرے بحال ہو گیا مگر بہت نحیف ہو گیا تھا۔ میں نے لینڈزمین کو بتایا کہ میرا دوست اس وقت بہت بیمار تھا جب ہم امریکہ سے روانہ ہوئے تھے۔ اور تب سے کبھی بھی وہ بالکل صحت مند نہیں رہا۔ لگتا ہے جیسے کالی روٹی نے بطور خاص اسے بہت متاثر کیا ہے۔ اور اس میں ان دنوں سے کافی بہتری دکھائی دینے لگی تھی جب سے جنوبی علاقے میں سفید روٹی ملنے لگی تھی۔ ہمارے میزبان اس پر مصر تھے کہ ہم وہیں شب بسری کریں تاکہ کہیں رات میں اس پر دوسرا حملہ نہ ہو جائے۔ ''اس سے کیا فرق پڑے گا؟'' مریض کفن پھاڑ کر بولنے لگا۔ ''مہم کو ماسکو جانا ہوگا۔'' ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ مہم روانہ ہو سکتی ہے لیکن ساشا اور اس کی نرس اودیسا میں اس وقت تک رہیں جب تک عارضے کی تشخیص نہ ہو جائے۔ فوراً ہی ساشا گہری نیند سو گیا اور میں بیٹھ کر اس کے دبلے اور زرد چہرے کو بغور دیکھنے لگی۔ میرے لیے اس کی چاہت میں اس وقت سے ذرا سی بھی کمی نہ آئی تھی جب سے ہم برسہا برس پہلے ملے تھے۔ اگر اس نے آنکھیں موند لیں تو مجھ پر کیا گزرے گی اور وہ بھی روس میں؟ اس خیال سے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اور میرا ذہن اس سنگین خیال کے آگے سوچنے سے مفلوج ہو گیا۔ میرا محبوب تو چین سے سو رہا تھا' میں کمرہ طعام کی طرف لوٹ کر گئی مگر میرے خیالات گزری ہوئی زندگی اور جدوجہد کے گرد گھومنے لگے جو میرے یار اور کامریڈ کے ساتھ بسر ہوئے تھے۔

رکابیاں بس اٹھائی جانے والی تھیں کہ اچانک ساشا داخل ہوا جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ کیا آپ لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میرے حصے کا بھی کھانا ہڑپ کر جائیں گے، اس کی باچھیں کھلی جا رہی تھی۔ اسے بہت زور سے بھوک لگ رہی تھی، اس نے اعلان کر دیا اور اس کا قطعاً یہ ارادہ نہیں ہے کہ وہ اپنی طبیعت کی معمولی سی ناسازی اپنے اور مام لینڈزمین کے پکوان کے فن میں حائل ہونے دے۔ حاضرین نے فلک شگاف قہقہہ لگایا۔ تاہم ڈاکٹر نے بھاری بھرکم کھانے مسترد کر دیئے۔ لیکن ساشا نے اس قدیم قانون کو بآواز بلند پڑھنا شروع کر دیا (رایوٹ ایکٹ) جو فسادیوں کو متنبہ کرنے کے لیے پڑھا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک انارکسٹ کو اس کی پسند کا کھانا روکنے کے مترادف ہے۔ میں نے حیران ہو کر اسے گھورنا شروع کر دیا۔ آیا یہ وہی نوجوان ہے جس نے بڑے پارچے اور کافی کا نیویارک کے ساشز ریسٹورنٹ میں اکتیس سال پہلے آرڈر دیا تھا۔ گھنٹہ بھر پہلے کے مریض نے نہ صرف دل کھول کر کھایا بلکہ محفل کی جان بھی بن گیا۔ اسے وہی شخص مل چکا ہے جسے وہ ایک عرصے سے تلاش کر رہا تھا۔ اس نے اعلان کر دیا اور وہ منظم قتلِ عام کے محقق کے سامنے ہمہ تن گوش ہو گیا۔

مذکورہ شخص تو اپنے موضوع کا چلتا پھرتا انسائیکلوپیڈیا نکلا۔ وہ ایسے بہتر مقامات کا معائنہ کر چکا تھا جہاں منظم قتلِ عام کیے گئے تھے اور اس کے پاس معلومات کا خزانہ تھا۔ یوکرین میں مختلف عہد حکومتوں میں یہودی دشمنی نہایت شیطانی انداز میں ہوا کرتی تھی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اورزار کے علاقوں میں ہونے والے بدترین قتل عام کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے۔اس نے تسلیم کیا کہ جب سے بالشویک اقتدار میں آئے ہیں کوئی منظم قتل عام نہیں ہوا۔لیکن وہ کیف کے نوجوان مصنفین کی اس بات سے متفق ہے کہ بالشویزم نے عوام الناس میں سامیت دشمنی میں بہت اضافہ کردیا ہے۔اسے یقین تھا کہ ایک دن یہ پھوٹ پڑے گی اور نتیجے میں تھوک سے انتقامی قتل وغارت گری ہوگی۔

ساشاؔ اس سے گرما گرم بحث پر اتر آیا۔مستقبل کے امکانات کے متعلق قیاس آرائی رہی ایک طرف،اس نے زور دے کر کہا کہ یہ عموماً تسلیم کیا جاتا ہے کہ بالشویکوں نے منظم قتل عام کے تنور پر ڈھکنا رکھ دیا ہے۔کیا یہ اس مخلصانہ اور عزم صمیم والے مقصد کی جانب اشارہ نہیں ہے کہ خونریزی کے اس قدیم عارضے کی نمودار ہونے والی ہر علامت کو تہس نہس کردیا جائے۔اگر عارضے کا خاتمہ آسان نہ ہو؟اس خیال کا مخالف اڑ گیا اور زور دے کر کہنے لگا کہ بالشویکوں نے یہودیوں کو ذاتی دفاع کے حق سے محروم کردیا ہے۔انہیں اس مقصد کے لئے جمع ہونے کی ممانعت کردی ہے۔ان پر تو یہ شک ہے کہ وہ سویت حکومت کے خلاف سازش کررہے ہیں کیونکہ انہوں نے اس کی اجازت مانگی ہے تاکہ مستقبل میں ممکنہ حملوں سے بچنے کے لئے خود کو مسلح کرسکیں۔ڈاکٹر لینڈزمینؔ نے یہ اضافہ کیا کہ مقامی ارباب اختیار نے اسے ایدیش لڑکوں کا اسکاؤٹ دستہ بنانے کی اجازت دینے سے انکار کردیا۔اسے ایسا گروہ بنانے کا اس لئے خیال آیا کہ اس سے نہ صرف یہودیوں کا دفاع ممکن ہوسکے گا بلکہ دیگر شہریوں کو بھی رسوائے زمانہ غنڈوں سے بچایا جاسکے گا جن سے اودیسا میں کوئی محفوظ نہیں ہے۔

ڈاکٹر نے ساشاؔ کا تفصیلی معائنہ کرنے کے بعد بتایا کہ اسے ورم معدہ کی شکایت ہے اور یہ پیشکش کی کہ وہ اس کے سینی ٹوریم میں علاج کے لئے ٹھہر جائے۔''طبیب کو بھی ایک موقع دو تاکہ وہ تمہارے اندر داخل ہوکر یہ اطمینان کرلے کہ وہاں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے۔'' ساشاؔ نے مذاق کرنا شروع کردیا اور ڈاکٹر کی پیشکش کو نظر انداز کردیا۔مہم کو چلتے رہنا چاہئے اور اس کے ساتھ مجھے بھی اس کا اصرار تھا۔

ہم نے لینڈزمینؔ کی فیاضانہ مہمان نوازی کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کیا۔سماجی نظریات میں ہم ایک دوسرے سے بعد المشرقین رکھتے تھے۔لیکن وہ لوگ ان انسانیت پرور اور دوست نواز لوگوں میں سے تھے جن سے روس میں ملنا خوش نصیبی تھی۔ ہمارے نزدیک اودیسا میں تاریخی مواد ملنے کے امکانات ختم ہوچکے تھے اس لئے ہمیں روانہ ہوجانا چاہئے تھا۔کریمیا کا رخ کرنا اب ممکن نہ تھا۔پورا راستہ رائینگل کی پیش قدمی کی وجہ سے بند پڑا تھا۔ہم سے وعدہ کیا گیا کہ ہمیں ایسی ٹرین سے جوڑ دیا جائے گا جو اڑتالیس گھنٹے کے اندر کیف کے لئے روانہ ہونے والی تھی۔ایسی خوش قسمتی کا تو ہم خواب بھی نہیں دیکھ سکتے تھے لیکن ۔ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ، میں کیا مضائقہ ہے۔دریں اثناء ہمارے سیکریٹری اور ساشاؔ نے یہ فیصلہ کرڈالا کہ کیوں نہ نکولایوکس شہر کو کھنگال ڈالا جائے جہاں کے متعلق سمجھا جاتا تھا کہ وہاں قدیم دستاویزات بازیافت کی منتظر ہیں۔شاکولؔ کو کسی نے اعتماد میں لے کر بتایا تھا کہ ایک فوجی ٹرک اس شہر کی طرف روانہ ہونے والا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ سپاہیوں کو اس پر آمادہ کرلیا جائے کہ وہ اسے اور ساشاؔ کو ساتھ لے چلیں۔اس کی امید کم تھی مگر ان دونوں کی الجھی طبیعت کو کوئی چیز نہ روک سکتی تھی۔

میں مہم کے دیگر ارکان کے ساتھ اودیسا میں رک گئی اور کیف کے سفر کی تیاری کے لئے ڈبے کو ٹھیک کرنے لگی۔جب میں ڈبے کو کھرچ کر دھو رہی تھی تو ایک نوجوان عورت داخل ہوئی۔وہ مجھ سے انگریزی میں مخاطب ہوئی اور بغیر کسی تعارف کے مجھے بتانے لگی کہ وہ مجھ سے امریکہ سے واقف ہے۔اپنے شوہر کے ہمراہ وہ ڈیٹرایٹ میں میرے لکچر سننے آئی تھی۔اسے میری شہر میں موجودگی کی اطلاع ملی اس لئے وہ مجھے اور کامریڈ برکمینؔ کو اپنے گھر پر چائے کی پیالی پینے کی دعوت دینے کو آئی ہے۔اس نے اس پر بھی اظہار تاسف کیا کہ اس کا شوہر گھر پر موجود نہ ہوگا۔وہ بیمار تھا اور اسپتال میں داخل ہے اور ہم سے ملنے کے لئے بے چین ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ اس ہی نے اسے بھیجا تھا کہ مجھ سے درخواست کرے کہ میں اس سے مل لوں کیونکہ وہ اپنے پرانے کامریڈوں سے ملنے کے لئے آنے سے قاصر ہے۔برکمینؔ تو یہاں نہیں ہے،میں نے وضاحت کی اور مجھے بہت سا کام انجام دینا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہے میں پھر بھی اس کی دعوت کی ممنون ہوں۔لیکن میں مریض سے ملنے ضرور آؤں گی۔''روس میں لوگ پھولوں کو فراموش کر دیتے ہیں''میں نے کہا''اس کے باوجود میں اس کے شوہر کے لِئے لے کر آؤں گی۔''پھر میں نے ملاقاتی سے اس کا نام اور اسپتال کا پتہ پوچھا۔''میرا شوہر تو سابق لینڈز مین سینی ٹوریم میں صاحب فراش ہے۔''اس نے جواب دیا''اس کا نام دیچ ہے۔'' میں کرسی سے یوں اچھلی جیسے بچھو نے ڈنک مارا ہو۔وہ عورت بھی اسی طرح اچھل کر کھڑی ہوگئی۔چند لمحوں کے لِئے ہم کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو گھورتے رہے۔آخر کار میں کچھ بولنے کے قابل ہوسکی۔میں نے نکلنے کے راستے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حکم دیا''جاؤ،فوراً باہر نکلو!''ہم نہ تم سے ملنا چاہتے ہیں اور نہ تمہارے خاوند سے۔''''تم کس طرح مجھ سے بات کر رہی ہو؟''وہ بھی قہر آلود انداز میں چلائی۔''تمہیں شاید نہیں معلوم کہ میرا شوہر چیکا کا چیئر مین ہے!''''میں جانتی ہوں،اور اتنا جانتی ہوں کہ میں ایک ہی فضا میں اس کے ساتھ سانس نہیں لینا چاہتی۔دفع ہو!''

جانے کے بجائے وہ ڈھیٹ بن کر وہیں بیٹھ گئی اور مجھے اس بات پر جھاڑ چھاڑ کرنے لگی کہ میں صیہونیوں اور بوغ ژوا سے پینگیں بڑھا رہی ہوں۔کیا میں بھی انقلاب دشمن بن چکی ہوں۔اس نے پوچھا کہ ایسے رہزنوں کو اس کے شوہر پر ترجیح دیتی ہوں، ایسا کامریڈ جو روسی انقلاب کی خدمت کرتے کرتے بیمار پڑ چکا ہے۔دیچ مجھے گھر آنے پر مجبور کر سکتا ہے،اس نے کہا اور غالباً وہ یہی کرے گا جب میں اسے بتاؤں گی کہ تمہاری استادای۔جی کیا ہوگئی ہے۔میں نے اسے بولنے دیا۔میری سماجی حیثیت کی عمارت اینٹ بن بن کر گرنے لگی۔اگر اس کا ایک اور حصہ بے رحمی سے کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔نہ تو مجھ میں اتنی توانائی تھی کہ میں اسے قائل کرتی اور نہ ہی اتنی ہمت کہ میں اس عورت کو سمجھا سکتی کہ وہ کیسی عفریتی شے ہے جسے انقلاب کہہ کے پیش کیا جا رہا تھا اور وہ کیسے ننگ انسانیت لوگ تھے جو اس کے پیروکار تھے۔

ساشا ہماری سیکریٹری کے ہمراہ متوقع وقت سے چوبیس گھنٹے کے بعد واپس آیا۔جب ٹرین اودیسا کی حدود سے نکل گئی تب میں نے اسے مالک کل چیکا کی بیوی سے اپنے مڈبھیڑ کا قصہ سنایا۔

میرے ساتھیوں نے اپنے نکولایوکس شہر کے سنسنی خیز سفر کی روداد ہمیں سنائی۔وہ نہایت دشواریوں سے دوچار ہوئے اور ایسے دیہات سے گزرے جہاں کی فصلوں کو جبراً(رازی واستکا)لے کر بالشویک تعزیری مہموں کے بعد تہس نہس کیا جا چکا تھا۔ چیکا والے جو فوجی رسد کے اس ٹرک کے ہمراہ تھے جس پر میرے دوست سوار تھے انہیں کے ہمراہ اس طرح سفر کرتے رہے جیسے مفتوحہ ملک میں غیر ذمہ دار مطلق العنان کرتے ہیں۔فوجی ضرورتوں کی آڑ میں وہ ہر چیز اچک لیتے جسے وہ اٹھا کر چل سکتے یہاں تک کہ غریب ترین مرغی خانے کا آخری چوزہ تک۔بقول ساشا نکولایوکس کے راستے بھر انہیں کسانوں کی طویل قطاریں چیکا کے دستوں کے نرغے میں ملیں جو اپنا ضبط شدہ اناج چھکڑوں پر لادے اودیسا کی جانب لشتم پشتم چلے آرہے تھے۔

جب ہم کیف واپس آرہے تھے تو بقول کسے وہی کیا کہ جیسا دیس ویسا بھیس۔بازاروں میں اشیائے خورد ونوش کی فراوانی تھی لیکن ہمارے سابق سفر کے مقابلے میں قیمتیں بہت بڑھ چکی تھیں۔مگر ہمیں یقین تھا کہ پیتروگراد میں تو قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہوں گی اگر کوئی چیز مل بھی جاتی۔ہم نے اس لئے محسوس کیا کہ یہ ہم پر لازم ہے کہ دوستوں کے لِئے یہاں سے خالی ہاتھ نہ جائیں۔بے شک،یہ خطرہ موجود تھا کہ ہمیں سٹہ باز کہہ کر گرفتار کر لیا جائے۔اس کے علاوہ اور کون سے اسباب ہو سکتے ہیں جو آدمی کو اکسا کر ان خطرات اور رسوائی کا شکار بنوا سکتے تھے؟ ہمدردی،دوسروں کو شریک کرنا،مصائب اور تکالیف رفع کرنا؟ ان لفظوں اور اصطلاحات کی آمریت کی لغت میں گنجائش نہ تھی۔ہمیں یہ اچھی طرح علم تھا کہ ہمیں نہ صرف روس کے اندر تعزیری شکنجے میں کسا جائے گا بلکہ ملک کے باہر بھی۔ہمارے پاس کوئی وسیلہ نہ تھا کہ ہماری کہیں شنوائی ہوتی نہ تو کوئی سٹے بازی کے الزام میں ہماری وکالت کرتا اور نہ ہی بالشویک عقائید کے متعلق ہمارے موجودہ رویے کی۔اس سب کے باوجود یہ ہمارے لِئے ممکن نہ تھا کہ ہم غذائی اشیاء حاصل کرنے کا موقع گنوا دیں اور اپنے شمال کے دوستوں کو بھوکا مرنے دیں۔تاہم اس سلسلے میں میرے لِئے سب سے زیادہ فیصلہ کن نکتہ ساشا اور اس کی صحت کی فکر تھی۔ہم ابھی اودیسا سے بہت دور نہ نکلے تھے کہ ساشا پھر سے بے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہوش ہوگیا۔اس مرتبہ حملہ دیر تک کا تھااور زیادہ سنجیدہ تھا۔کالی روٹی اور کیڑے دار اناج اس کی حالت میں اس کے لِئے زہرِ ہلاہل سے کم نہ تھے۔ میں کمیونسٹ سلطنت کے کسی قانون سے واقف نہ تھی جس پر میں اس کی زندگی قربان کر دیتی۔ جس میں سب سے احمقانہ یہ فرمان تھا جس کے تحت بھوکے باشندوں کے لِئے غذائی اشیاء لانا انقلاب دشمنی کے مترادف تھا۔اس لِئے میں نے اشیائے خورد ونوش لدوالیں اور نتائج بھگتنے کے لِئے تیار ہوگئی۔ یہ میں نے ٹھان لیا۔بطور قیمت کوئی بھی روسی روبل نہ قبول کرتا۔''ہم ان کاغذ کے پرزوں کا کیا کریں گے؟'' کسان اور دکاندار یہی پوچھتے۔''یہ تو سودا سلف لپیٹنے کے کام کے بھی نہیں، سگریٹ بنانے کے لِئے ہمارے پاس پہلے ہی بوری بھر رکھے ہیں۔زار کے زمانے کے نوٹ یہاں تک کہ کیرنسکی والے بھی وہ قبول کر لیتے ،مگر اونی پارچہ جات، جوتے یا دیگر ملبوسات کو وہ ترجیح دیتے۔

زنامنکاواپس آنے پر ہمارے ذہنوں پر ہنرؔی کی یاد چھاگئی جس میں گہری افسردگی شامل تھی۔ایسا نہ تھا کہ ہم اسے فراموش کر چکے تھے یا ہم اس کے انجام سے لاتعلق ہوچکے تھے۔جب سے وہ ہم سے چھین کر علیحدہ کیا گیا تھا ہم پر جو بیتی تھی اس نے ہماری طاقت نچوڑ لی تھی اور ان ہی واقعات کے گرد ہماری توانائیاں صرف ہورہی تھیں۔میں اس کی خلاف مرضی روانگی پر سب سے زیادہ متاثر ہوئی تھی کیونکہ وہ ایک نہایت عمدہ رفیق ہونے کے علاوہ کھانا پکاتے وقت قابل اعتماد مددگار بھی ہوتا تھا۔ہمارے حلقے میں مجھے چھوڑ کر کسی کو کھانا پکانا نہ آتا۔وہ جئی کے آٹے اور شیرے کا کیک بنانے میں ماہر تھا۔ اوراس پر وہ بہت فخر کرتا۔اور وہ ہمیشہ اس پر تیار رہتا کہ مجھے دن میں دو مرتبہ سات افراد کے لِئے کھانا پکانے سے چھٹی مل جائے۔ایک چلتی ہوئی ٹرین کے چھوٹے سے ڈبے میں پہلی یا دوسری مرتبہ کھانا پکانا وہ بھی یوکرین کے جولائی اور اگست کے مہینوں میں ایک پرَاذیت کام ہوتا اگر مجھے کار پر آمادہ مددگار نہ حاصل ہوتا۔زنامنکا نے تمام یادیں پھر سے تازہ کردیں اور مجھے اپنے اچھے سے ہنرؔی کی کمی دوگنا ستانے لگی۔

کیف پر پولینڈ والے قبضہ نہ کر پائے تھے،اگر چہ اطلاعات یہی دی گئی تھیں۔لیکن دشمن قریب قریب اس کی دہلیز پر پہنچ چکا تھا۔ ہمارے پہنچنے پر ہمیں یہی اطلاع دی گئی۔ باشندے پہلے سے بھی زیادہ مشتعل تھے کیونکہ وہ عرصہ دراز سے خطرات اور مصائب کا سامنا کرتے چلے آرہے تھے۔شہر پر قبضہ کرنے والا کوئی بھی ہو۔انہوں نے سویت عہد حکومت سے مصالحت کر لی تھی۔لیکن آخر الذکر اب خالی کرنے والے تھے۔ریوکوم (مرکزی دفتر) میں کوئی بھی صورتحال سے اتنی اچھی طرح باخبر نہ تھا جتنا کہ سڑکوں پر چلنے پھرنے والے راہگیر تھے۔وتوشکنؔ دفتر میں نہ تھا اور اس کی سیکریٹری اودیسا کے متعلق پوچھتا رہا۔اس نے بتایا کہ ''توارش راکونکی'' حال ہی میں لوٹا ہے اور اس نے دمکتی ہوئی روداد سنائی تھی کہ وہاں کے حالات کتنے اچھے چل رہے تھے۔ہم نے اسے یقین دلایا کہ محض ایک ہنر میں اودیسا نے کمال حاصل کرلیا ہے اور وہ ہے تخریب کاری۔''تمہاری واقعی یہی مراد ہے؟'' وہ مارے خوشی کے سرخ ہوگیا۔راکوسکی نے ہم سے یہ خباثت کی کہ ہم ابھی تک اودیسا کے ہم پلہ نہیں ہوسکے ہیں۔

تمام خطرات کے باوجود سوویت والے اپنے مورچوں پر ڈٹے رہیں گے۔اہلکاروں نے یہ نوید سنائی لیکن انہوں نے زور دے کر کہا کہ اس سے پہلے کہ راستے بند ہوجائیں ہمیں ماسکو روانہ ہوجانا چاہئے۔ساشا یہ اچھی خبر لایا کہ کل ایک ٹرین شمال کے جانب روانہ ہورہی ہے اور اس نے ہمارا ڈبہ نتھی کرانے کا انتظام کرلیا ہے۔ہم اس بات پر مضمحل ہوگئے کہ ہم اپنا سفر جاری رکھتے ہوئے کریمیا نہیں جاسکتے۔لیکن ان حالات میں ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔لیکن ساشاؔ نے ہمیں دیر تک شکستہ دل نہ رہنے دیا۔وہ اس شام میں نہ جانے کیوں بہت مسرور تھا۔لطیفے سناتا اور مذاق کِئے جاتا اور ہمارے اضمحلال کے باوجود ہمیں ہنسنے پر مجبور کر رہا تھا۔

علی الصبح مجھے اور شاکولؔ کو کسی نے دروازہ پیٹ کر کچی نیند میں سے جگادیا۔ابھی ہم نندا سے تھے کہ ہمیں ساشا کی آواز سنائی دی جس میں وہ معلوم کرنے کے لِئے تقاضہ کر رہا تھا کہ ہم نے اسے الو کیوں بنایا۔جب ہمارے ڈبے کا دروازہ کھلا تو میں نے کیا دیکھا کہ وہ ایک کمبل میں لپٹا کھڑا ہے''میرے کپڑے کہاں ہیں'' اس نے پوچھا''تمہاری لڑکیوں نے انہیں چھپایا ہے!'' سکریٹری نے اس منظر پر زوردار قہقہہ لگایا اور اسے یقین دلایا کہ ہمارا اس واردات میں ہاتھ نہیں ہے۔جس پر وہ ڈبے کے اپنے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

حصے میں لوٹ گیا۔ اس کے بعد اس کی آواز آئی کہ اس کے دستاویز کے جھولے اور معمولی سی سویت رقم کے علاوہ سب کچھ غائب ہے۔ چوروں نے لمبا ہاتھ مارا تھا یہاں تک کہ اس کے پہننے کے لئے بھی کوئی چیز نہ چھوڑی۔ یہاں تک کہ ایک قیمتی براونِنگ (Browning) مام ریودچ کی سیکریٹری نے اس کے سفر کے لئے عاریتاً دی تھی' چھوٹی سی طلائی گھڑی جو فنڑی کا تحفہ تھا وہ بھی غائب تھی۔ یہ تمام اشیاء ساشا کے سرہانے ٹنگی ہوئی تھیں اور چور اتنے ہوشیار تھے کہ انہوں نے ڈبے میں کھٹکا تک نہ ہونے دیا جس سے اس کی یا کسی اور کی آنکھ کھل جاتی۔ اس نے انتہائی ضروری اشیاء دوسرے مردوں سے عاریتاً مانگ لیں۔ آدمیت کے جامے میں آ کر یہ تیاری کرنے لگا کہ اپنے نقصان کی اطلاع دے۔ اسی درمیان میں وہ آپ ہی آپ کھی کھی کرنے لگا۔ ''جس شخص نے میری پتلون چرائی ہے وہ خود کو کتنا احمق سمجھے گا۔ وہ ہنسنے لگا کیونکہ میری رقم تو ایک چور جیب میں رکھی ہوئی ہے جو اس کو دکھائی نہ دے گی۔'' ایک لمحے کو یہ بات میرے سمجھ میں نہ آئی۔ تب مجھے ایک جھٹکا سا لگا کہ ساشا ہماری پوری پونجی سے محروم ہو چکا ہے جو سولہ سو ڈالر تھی۔ جس میں چھ سو ڈالر کی وہ رقم تھی جو میں نے اسے گزشتہ شام میں اس وقت حوالے کی تھی جب میں اپنا لہنگا جس میں اپنی رقم رکھا کرتی تھی خشک ہونے کے لئے ڈالنے لگی۔ ''ہماری خود مختاری!'' میں چلائی ''گئی!''

روس میں ہمیں جن تلخ مایوسیوں سے واسطہ پڑا اور ہمیں قدم جمانے اور کام حاصل کرنے میں جن کشاکش سے گزرنا پڑا انہیں میں اس لئے جھیل گئی...... کیونکہ مادی طور پر ہم خود مختار تھے۔ نہ تو ہمیں کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑا اور نہ ہی بہت سے بھوک کے مارے لوگوں کی طرح مسکین بننا پڑا۔ ہم اس قابل تھے کہ اپنی عزت نفس کو قائم رکھ سکتے اور ہم نے آمریت کی گاڑی کا دم چھلہ بننے سے اس لئے انکار کر دیا کیونکہ ہماری بود و باش کو ہمارے امریکی احباب نے محفوظ بنا دیا تھا۔ اب تو سب کچھ جا چکا ہے! ''ساشا' اب کیا ہوگا؟'' میں بلبلانے لگی ''ہماری کیا درگت بنے گی؟'' اس نے بھی بڑی بے صبری سے جواب دیا۔ تمہیں ہماری زندگیوں کے بجائے اپنی رقم کی پڑی ہے' کیا تمہیں اندازہ ہے کہ اگر میں ذرا سا بھی کسمسا تا یا ڈبے میں کسی اور کی آنکھ کھل جاتی تو نقب زن ہمیں گولی مار کر ہلاک کر دیتے؟'' اسے اچھی طرح سے معلوم تھا کہ میں نے مادی اشیاء پر کبھی جان نہیں دی۔ اس نے مزید کہا۔ ''یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ میرا خیال سب سے پہلے رقم کی طرف گیا۔'' ''نہیں یہ اتنی مضحکہ خیز بات نہیں ہے جب کسی کو اپنی جان بچانے کے لئے حلفاً دروغ گوئی کرنا پڑے۔'' میں نے جواب دیا۔ بات سیدھی سی ہے کہ میں بالشویک سلطنت کے ٹکڑوں پر پلنا نہیں چاہتی ہوں۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں اس کو ترجیح دیتی کہ بن بلائے مہمانوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جاتی۔

میں پوری رات نہ سو سکی کیونکہ ڈبے میں گلا گھونٹنے والی گرمی ہو رہی تھی اور میں کئی مرتبہ راہداری میں تازہ ہوا کے لئے ٹہلنے گئی۔ ساشا نے اپنے کمرے کا دروازہ نیم وا چھوڑ دیا تھا تا کہ راہداری میں واقع سامنے والی کھڑکی سے شاید ہوا آتی رہے۔ میری چھٹی حس کہتی تھی کہ یہ کھڑکی بند رہنا چاہئے۔ اس لئے نہیں کہ ڈاکہ پڑنے کا اندیشہ تھا۔ ہمارا ڈبہ اسٹیشن کے بالکل سامنے تھا جہاں سویت سپاہی گشت کرتے تھے۔ نگاہوں میں آئے بغیر اس میں نہ کوئی داخل ہو سکتا تھا اور نہ ہی سوار۔ لیکن اگر کوئی چاہتا تو با آسانی سور کے گوشت کے اس بوٹے پر ضرور ہاتھ صاف کر سکتا تھا جو ایک تھیلے میں کھڑکی کے ساتھ ہی ٹنگا تھا۔ ساشا کے لئے یہ بہت گرمی تھی۔ میں سوچ رہی تھی۔ لیکن وہی چیز چوری ہو سکتی تھی اپنی جگہ درست تھی۔ پیٹرو گراد میں کوئی چور اسے ضرور چرالے جاتا۔ لیکن کیف میں اس سے بڑھ کر اور کسی چیز کی قدر نہ تھی۔ بہرصورت لگتا تھا جیسے ڈاکو کوئی ریلوے ملازم تھا کیونکہ وہی ہمارے ڈبے میں داخل ہونے کی جرأت کر سکتا تھا اور یہ بھی شک وشبہ سے بالاتر تھا کہ اسے پہرے دار سپاہیوں کا تعاون نہ حاصل ہو۔ ہمارا قلی جس کی حرکات وسکنات چند دنوں سے پراسراری تھیں وہ بھی شبہ سے بالاتر نہ تھا۔ ساشا بضد تھا کہ ہمیں اپنی اشیاء بازیاب کرانا چاہئیں اور کچھ نہیں تو اپنی رقم۔ جب وہ کہیں گیا ہوا تھا ہمارا ڈبہ اس جگہ سے ہٹا کر دور کھڑا کر دیا گیا جس مقام پر وہ رات میں کھڑا تھا۔ اس نوعیت کی کارروائی کوئی خلاف معمول بات نہ تھی اور ہم نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ تاہم ہم نے اس بات کی اہمیت کو اس وقت محسوس کیا جب ساشا دوملیشا کے جوانوں اور سراغ رساں کتوں کے ہمراہ لوٹا۔ کتوں نے سونگھنا شروع کیا مگر انجن کی بھاپ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کی وجہ سے سراغ مٹ چکے تھے۔ ساشا ان باتوں سے کہاں ہمت ہارنے والا تھا اس نے کئی کامریڈوں کو ساتھ لیا اور مارکیٹوں میں اس امید میں تلاش کرنا شروع کر دیا کہ ممکن ہے اس کے کپڑے بکنے کے لئے پیش کئے جائیں۔ بظاہر چور بہت محتاط تھے۔ ساشا نے کئی کامریڈوں کے ہمراہ مارکٹوں کا کوئی مہینہ بھر پھیرا لگایا تا کہ اپنے پتلون منہ مانگے داموں پر خرید لے۔ ''فکر مت کرو'' وہ مجھے تسلیاں دیتا رہا۔ ''انہیں میری چور جیب کبھی نہ ملے گی۔ جہاں رقم چھپی ہوئی ہے۔'' کاش میں اپنے غیر ذمہ دار یار کی رجائیت میں حصہ دار بن سکتی۔

بریانسک میں ہمارا استقبال اس پر مسرت خبر سے کیا گیا کہ رائنگل کی فوج کو فاش شکست ہو چکی ہے۔ تعجب کی بات تو یہ تھی کہ عیستر ماخنو کو ایسا سور مابنا کر پیش کیا جا رہا تھا جس نے ساز و سامان سے اس عظیم فتح کو ممکن بنایا ہو۔ لیکن وہی شخص جو کل انقلاب دشمن، راہزن اور رائنگل کا دست راست تھا اور جس کے سر کی بہت بڑی قیمت مقرر تھی..... بالشویکوں میں وہ کون سی بات ہوئی جس سے ان میں یہ اچانک تبدیلی آ گئی، ہم تو حیران رہ گئے۔ اور کب تک یہ جشن الفت چلے گا؟ کیونکہ ترا تسکی اس سے پہلے باغی کسانوں کی فوج کے رہنما کی مذمت کر کے سزائے موت سنا چکا تھا۔

اداس کرنے والی خبر نے ہماری خوشی کو ختم کر دیا۔ ایک سویت اخبار میں ہم نے جان ریڈ کی موت کی خبر پڑھی۔ میں اور ساشا ہم دونوں ہی جیک پر فریفتہ تھے اور ہمیں اس کی موت میں ذاتی نقصان ہوا تھا۔ گزشتہ سال ہم اس سے آخری مرتبہ اس وقت ملے تھے جب وہ فن لینڈ سے لوٹا تھا اور بہت بیمار تھا۔ ہمیں معلوم ہوا کہ پیتروگراد کے ہوٹل انٹرنیشنل میں اسے ٹھہرایا گیا تھا۔ وہ وہاں تنہا مقیم تھا اور اس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا۔ میں نے اسے نہایت خستہ حالت میں پایا تھا۔ اس کے بازو اور ٹانگیں سوجی ہوئی تھیں اور جسم پر پھوڑے تھے۔ اس کے مسوڑھے جیل میں پیدا ہونے والے فساد خون کی وجہ سے بری طرح متاثر تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ غریب فکری لحاظ سے زیادہ مصائب جھیل رہا تھا۔ کیونکہ اسے ایک روسی کمیونسٹ نے فریب دہی کے ذریعے فن لینڈ کے ارباب اختیار کے حوالے کر دیا تھا۔ جو ایک ملاح تھا اور جسے زینوویف نے بطور رفیق سفر اس کے ہمراہ کر دیا تھا۔ قیمتی دستاویزات اور خطیر رقم جو جیک اپنے کامریڈوں کے لئے امریکہ لے جا رہا تھا وہ سب اس کے صیادوں کے ہتھے چڑھ گئی۔ یہ اس نوعیت کی جیک کے لئے دوسری ناکامی تھی جسے اس نے دل پر لے لیا۔ دو ہفتوں کو علاج معالجے سے وہ چلنے پھرنے کے ضرور قابل ہو گیا لیکن وہ خوفزدگی کی حد تک زینوویف اور دیگر افراد کے انداز کار سے اتنا دلبرداشتہ ہو چکا تھا جنہوں نے اپنے متعدد کامریڈوں کی زندگیوں کو خطرات میں ڈال دیا تھا۔ ''بلا ضرورت اور اندھا دھند'' وہ کہے جاتا۔ اسے خود دو مرتبہ ناممکن عمل مہموں پر روانہ کر دیا گیا اور یہ زحمت نہ اٹھائی گئی کہ اطمینان کر لیا جاتا کہ ان مہموں کی کامیابی کا کوئی امکان بھی ہے۔ کم از کم وہ اپنی حفاظت کا تو خیال رکھتا اور دیکھ بھال کے اور پھونک پھونک کر قدم رکھتا۔ اس کے علاوہ امریکی شہری ہونے کی وجہ سے اسے اتنے سنگین خطرات نہ لاحق ہوتے جتنے روسی کامریڈوں کو ہوتے ہیں۔ محض تیسری انٹرنیشنل کو پرشکوہ بنانے کے لئے کمیونسٹوں اور لاتعداد نوعمروں کو اس کی بھینٹ چڑھایا جا رہا تھا۔ اسے اس کا شکوہ تھا۔ ''غالباً انقلابی ضرورت'' میں نے لقمہ دیا۔ ''تمہارے کامریڈ اور کیا کہہ سکتے ہیں۔'' وہ بھی یہی سمجھا کرتا تھا' اس نے اعتراف کیا۔ لیکن اس کے اور دیگر لوگوں کے تجربات نے اسے شک کرنے پر مجبور کر دیا۔ آمریت کے لئے اس کے دل میں اب بھی گہری عقیدت موجود تھی لیکن وہ اب اس کے چند طریقہ ہائے کار پر شک کرنے لگا تھا خصوصاً ان لوگوں کی طرف سے جو خود ہمیشہ محفوظ قلعوں میں رہتے ہیں۔

ہمیں ماسکو میں پہنچ کر اسی شہر میں ریڈ کی بیوی لوئز برہانٹ کی موجودگی کا علم ہوا۔ عام حالات میں تو میں شاید اس سے ملنے نہ جاتی۔ میں کئی سال سے اسے جانتی تھی..... اس زمانے سے جب اس کا جیک سے کوئی تعلق نہ تھا..... ایک دلربا عمدہ شخصیت جسے آپ پسند کرنے پر مجبور ہو جاتے اس سے پہلے کہ آپ کو اس کے سماجی نظریات کی گہرائی کا اندازہ ہوتا۔ دو مواقع پر مجھے اس کے افکار کے اتھلے پن کا اندازہ ہوا۔ نیویارک میں اپنے مقدمے کی کارروائی کے دوران' جب جیک جرأت سے کام لے کر ہماری مدد کو آیا تھا۔ لوئز نے نہایت احتیاط سے لاتعلقی رکھی تھی۔ دونوں روس جانے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے اور اسے اپنا نام ہم سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ختم ہو جانے کا اندیشہ تھا کیونکہ وہ زمانے جنگ کے پر خطر دن تھے۔ اگرچہ زمانہ امن میں وہ ہم سے گہری دوستی کا دم بھرا کرتی تھی۔ تاہم میری نظر میں ان باتوں کی کوئی اہمیت نہ تھی۔

لیکن اس سے بھی بڑا جرم اور جس پر مجھے غصہ تھا وہ اس کی کتاب میں انارکزم کی غلط تفسیر تھی جو اس نے روس پر لکھی تھی۔ میری بھانجی اسٹیلا نے میری مسوری جیل کی اسیری کے دنوں میں اس کا ایک نسخہ مجھے بھیجا تھا جس میں یہ بیہودہ کہانی دہرائی گئی تھی کہ روس میں عورتوں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا ہے اور یہ واقعہ امریکہ کی صحافت میں گردش کرتا رہا۔ لوییز نے انارکسٹوں پر یہ فرد جرم عائد کر دی کہ اس کا پہلا فرمان انہوں نے جاری کیا تھا۔ اس نے اس کی بھی زحمت نہ کی کہ کہیں سے شواہد حاصل کر لیتی اور نہ ہی اس نے میرے خط کے جواب میں کوئی ثبوت پیش کیا جس کا میں نے اس سے مطالبہ کیا تھا۔ میں نے اسے گھٹیا صحافتی الزام تراشیوں پر محمول کر لیا جو بالشویکوں کے خلاف ہو رہی تھی اور یہ بھی فیصلہ کر لیا کہ آئندہ میں لوییز سے کوئی ربط ضبط نہ رکھوں گی۔

اس بات کو زمانہ گزر چکا تھا۔ لوییز کو جیک کا صدمہ سہنا پڑا اور اس وجہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ یہ بات مجھے مشترک دوستوں نے بتائی تھی۔ میں اس سے ملنے چلی گئی اور میرے دل میں کوئی میل نہ تھا۔ اس پر المیے نے اتنا گہرا اثر چھوڑا تھا کہ ماضی کا ذکر نامناسب تھا۔ میں نے اسے خستہ حال اور پوری طرح برباد پایا۔ وہ اس طرح سے بلک بلک کر رو رہی تھی کہ میرے الفاظ اس کی تسلی کے لئے ناکافی تھے۔ میں نے اسے بھینچ لیا اور اس کے کپکپاتے جسم کو بے آواز آغوش میں کس لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ خاموش ہو گئی اور مجھے جیک کی موت کی افسوسناک کہانی سنانے لگی۔ اس نے روس کا سفر ایک ملاح کے بھیس میں کیا تھا اور بہت تکالیف برداشت کی تھیں۔ اور پیٹروگراد پہنچتے ہی جیک کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ باکو جا کر مشرقی نسلوں کی کانگریس میں شرکت کرے۔ اس نے زینوویف سے التجا کی کہ وہ اسے جانے پر مجبور نہ کرے کیونکہ وہ فن لینڈ کے مصائب سے ابھی پوری طرح بحال نہیں ہوا ہے۔ لیکن تیسری انٹرنیشنل کا چیف مصر رہا۔ ریڈ کو امریکی کمیونسٹ پارٹی کی کانگریس میں نمائندگی کرنا ہے۔ اس نے فیصلہ سنا دیا۔ باکو میں جیک پر ٹائی فس کا حملہ ہو گیا اور اسے اس وقت ماسکو لایا گیا جن دنوں لوییز وہاں پہنچی تھی۔

میں نے اسے تسلی دینے کی خاطر پوچھا کہ اس کی ماسکو آمد کے بعد تو اس کی اچھی طرح خبر گیری کی گئی ہو گی۔ لیکن اس نے احتجاجی لہجے میں بتایا کہ اس کے مرد کے لئے کچھ نہ کیا گیا۔ طبیبوں نے اس کے عارضے کی تشخیص میں ایک ہفتہ ضائع کر دیا۔ اور اس کے بعد جیک کو ایک نالائق ڈاکٹر کو سونپ دیا گیا۔

اسپتال میں نرسنگ کی الف/ب سے بھی کوئی واقف نہ تھا۔ اور یہ سب کچھ طویل بحث مباحثے کے بعد ممکن ہوا کہ اسے جیک کی دیکھ بھال کی اجازت ملی۔ لیکن آخری دنوں میں اسے ہذیان ہو گیا تھا اور غالباً ان دنوں اس بات کا بھی احساس نہیں رہا تھا کہ اس کی محبوب اس کے قریب تھی۔ ''کیا اس کی قوت گویائی ختم ہو گئی تھی؟'' میں نے پوچھا ''میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔'' ''لیکن رات دن یہی تکرار کئے جاتا'' دام میں پھنس گیا ہوں' جال میں پھنس چکا ہوں۔ صرف یہی'' ''کیا جیک یہی لفظ دہراتا تھا؟'' میں حیرانی سے پوچھنے لگی۔ ''تم کیوں پوچھ رہی ہو؟'' لوییز نے زور دے کر پوچھا '' کیونکہ میں بھی اس وقت سے یہی محسوس کر رہی ہوں۔ دام میں پھنس چکی ہوں۔ بالکل یہی۔''

کاش جیک یہ بھی سمجھ لیتا کہ اس کا صنم کجی سے خالی نہیں ہے۔ میں حیران ہوئی جا رہی تھی یا یہ موت کی آہٹ تھی جس نے اس کے ذہن کو منور کر دیا؟ موت تمام جوابوں کو اتار کر برہنہ صداقت دکھا دیتی ہے...... اس میں فریب کی گنجائش نہیں رہتی۔

ہمیں پیٹروگراد کے لئے روانہ ہونا تھا تاکہ آئندہ روز انقلاب کے عجائب گھر پہنچ جائیں۔ لیکن لوییز ملتمس ہوئی کہ ہم جنازے میں شریک ہوں۔ وہ تنہا اور بے یار و مددگار محسوس کر رہی تھی۔ اور اس کے دوستوں میں ہم ہی لوگ وہاں تھے۔ اس لئے وہ منت سماجت کر رہی تھی۔ اب چونکہ جیک رخصت ہو چکا تھا' اسے اب بالشویزم میں کوئی دلچسپی نہ رہی تھی۔ اسے اس کا پہلے ہی احساس ہو چکا تھا' اس نے بتایا۔ عوامی جنازوں سے مجھے بہت کراہت ہوتی ہے۔ اس کے باوجود میں نے وعدہ کر لیا کہ میں اس کے پہلو میں رہوں گی تاکہ اسے اس دردناک آزمائش سے گزرنے میں مدد ملے۔ میں نے لوییز سے یہ بھی کہا کہ ممکن ہے ساشا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بھی شریک ہو جائے اگر وہ مہم کے دوسرے ارکان کو کسی اور دن کے لیے روانگی ملتوی کرنے پر رضامند کر سکا۔

لویز نے مجھے ایک پیغام دیا جو ہمارا دوست ہنری آلسمرگ ہمارے لئے چھوڑ گیا تھا۔ وہ اس بابت تھا کہ ایک محافظ کی دوست نوازی کے سبب جو اسے ماسکو پہنچانے آیا تھا وہ چیکا کی جیل میں جانے سے بچ گیا تھا۔ اس (توارش) نے اس کی اجازت دے دی کہ اسے چیکا کو حوالے کرنے سے پہلے وہ وزارت خارجہ میں اپنے دوستوں سے مل لے۔ نورتیسوا جس سے وہ خاص طور پر ملنا چاہتا تھا۔ اس نے اسے وہیں روک لیا اور چیکا کے اہلکاروں سے بات کر کے اسے رہا کرالیا۔ اگر وہ چیکا کی عمارت میں داخل ہو جاتا تو ہنری کے سندیسے کے مطابق اس کے دوستوں کو اسے تلاش کرنے میں مہینوں لگ جاتے تب کہیں جا کر وہ ان کی مہمان نوازی سے گلوخلاصی حاصل کر پاتا۔ ہنری چونکہ اب ریگا کے لئے رخصت ہو چکا تھا اور اب اس کا موسم بہار میں واپسی کا ارادہ تھا اس لے اس نے وہ رقم لویز کے حوالے کر دی تھی جو ہم نے اسے بوقت گرفتاری دی تھی؛ جو مبلغ دو سو ڈالر تھی۔ جو ہمارے لئے اب قارون کا خزانہ تھی۔ کم از کم چند ماہ کے لئے ہم مادی لحاظ سے خود مختار تھے۔ جیسا کہ ساشا کے لٹنے سے پہلے ہم لوگ تھے۔

اپنے پورے سفر میں ہمیں ہماری کوئی ڈاک نہیں ملی تھی۔ لیکن وزارت خارجہ میں ہمارے پرانے دوست ایتھل برنسٹین نے ناگاہ امریکہ سے آئے ہوئے خطوط کا ایک پلندہ ہمارے حوالے کر دیا۔ اس کے علاوہ اس نے شکاگو ٹریبون کا ایک تراشہ بھی دیا۔ یہ جان کلیٹن کا مضمون تھا جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ ''ای۔ جی دیوار گیر امریکی پرچم کے سامنے کس طرح گڑگڑا رہی تھی کہ وہ امریکہ واپس پہنچ جائے۔ میں نے نہایت تلخی میں اس سے شکایت کی تھی' اس میں بالشویکوں اور اس سے روا رکھے جانے والے سلوک کے متعلق بتایا گیا تھا۔ ''اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس سڑی کہانی پر یہاں کوئی اعتبار نہ کرے گا'' ایتھل نے تبصرہ کیا ''اس کے باوجود تم اس سلسلے میں نورتیوا سے مل لو۔ جس شخص کا اس نے نام لیا تھا وہ وزارت خارجہ کے محکمہ نشر و اشاعت کا حاکم تھا۔ مجھے تو اس میں کوئی وجہ نظر نہ آئی کہ میں معذرت پیش کرتی۔ لیکن مجھے اس بات پر سخت طیش آیا کہ کلیٹن دیگر امریکی نامہ نگاروں کے مقابلے میں زیادہ مہذب اور دیانت دار ثابت ہوگا۔ جنہوں نے روس میں میرا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اس کے باوجود کلیٹن مجھے قابل اعتبار لگا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دفتر میں بیٹھنے والے مدیر نے اس میں کتر بیونت کی ہو؟ اس نے جس پرچم کا حوالہ دیا تھا وہ ایک ننھا سا جھنڈا تھا جسے جیک ریڈ نے ایک مرتبہ مذاقاً فنزی کی دیوار گیر تصویر پر چسپاں کر دیا تھا اور جسے میں ہٹانا بھول گئی تھی۔ ایک دوست کی معصوم سی شوخی کو ایک ہوشربا جھوٹ میں ڈھال دیا گیا! اور میرا عہد حکومت کے بارے میں شکایت کرنا خاص طور پر اس وقت جب کہ میں نے کلیٹن سے ایسے موضوعات پر خاموشی اختیار کئے رکھی۔ بہت خوب سویت لوگ جو چاہیں اس پر اعتبار کر لیں' میرا یہ فیصلہ تھا لیکن مجھ سے کسی قسم کی وضاحت نہ چاہیں۔

نورتیوا نے میرا پرتپاک استقبال کیا اور مجھے خطوط کا ایک بڑا سا بنڈل بھی دیا۔ نہ اس نے کلیٹن کی کہانی کا ذکر نکالا اور نہ ہی میں نے۔ اس نے قدرے افتخار سے بتایا کہ وہ واشنگٹن میں پہلا شخص تھا جس نے امریکہ سے رخصت ہونے کے لئے اپنا پاسپورٹ جمع کرایا تھا۔ میں ان دنوں وزارت خارجہ میں اینگلو۔ رشین شعبے کا سربراہ ہوں اور اسے خوشی ہوگی اگر وہ ڈاک کے امور میں میری مدد کر سکے۔ میں اس کی سوجھ بوجھ کے لئے ممنون تھی کہ اس نے کلیٹن کی تحریر کے بیہودہ مسئلے کا تذکرہ نہ کیا۔

میں اپنے اڈے کی طرف بھاگی تا کہ ڈاک کو پڑھوں۔ اسٹیلا' فنزی اور دیگر احباب نے اس بات پر گہرے اطمینان کا اظہار کیا تھا کہ بالآخر ہمیں کام کرنے کے لئے دائرہ کار مل چکا تھا۔ انہوں نے لکھا کہ انہیں اس بات پر کوئی شک نہیں ہے کہ اب ہمیں اپنی توانائی اور نظریات کے لئے اظہار کا عظیم ذریعہ میسر ہوگا۔ بعد کی تاریخوں کے خطوط میں کلیٹن کی تحریر کے تراشے موجود تھے۔ اس میں وہ بھی شامل تھا جسے میں نے بڑی بدحواسی میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ پڑھا۔ میرا خط جو اسٹیلا کے نام تھا اور جسے میں نے جیک ریڈ کو ڈاک کو سپرد کرنے کے لئے دیا تھا اور فن لینڈ میں اس کی گرفتاری پر اس سے لے لیا گیا تھا۔ متعدد مرتبہ پڑھنے کے بعد مجھ پر یہ کھلا کہ اخبار کے مدیر نے میرے مناجاتی خط کو جان ریڈ کے لئے محبت نامے جیسی سرکاری چٹھی بنا لیا! غریب

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لوییز وہ جیک سے میرے مبینہ عشق کے متعلق کتنی کم بے خبر ہے! میں ساشا کو بتا کر ہنسنے لگی۔

ہمیں اپنے ماسکو کے کامریڈوں سے معلوم ہوا کہ ماہ اکتوبر کے اوائل میں پورے شہر میں کتنے چھاپے پڑے۔ بہت سے ستم رسیدگان میں ماریا سپری دونونا بھی شامل تھی۔ وہ ان دنوں ٹائیفائڈ میں مبتلا تھی۔ مگر چیکا نے اسے گرفتار کرلیا اور جیل کے اسپتال میں اسے داخل کر دیا۔ ''کتنے عظیم نظریاتی جذبے تھے! عزیز جان ماریوسا کی شہادت کے سلسلہ کا خاتمہ نظر نہ آتا تھا۔''

فانیا اور آرن بارن جو ماسکو میں تھے انہوں نے عیستر ماخنو کے سلسلے میں ہونے والی پیش رفت کے متعلق ہمیں بتایا۔ سرخ افواج رانگل کی سپاہ کے سامنے ٹھہرنے کی اہلیت نہ ثابت کرسکیں یوں بالشویکوں کو مدد کے لئے (پوژتانستی) کسان فوج کے رہنما کی جانب رخ کرنا پڑا۔ اس نے اور اس کی فوج نے ایک شرط پر حمایت کا وعدہ کیا کہ تمام انارکسٹ اور ماخنو کے حامیوں کو جیل سے رہا کیا جائے اور یہ بھی کہ سویت حکومت ان سب کو ایک عمومی کانفرنس منعقد کرنے دے۔ ماخنو نے ساشا اور مجھے نمائندہ مقرر کیا تاکہ وہ سمجھوتہ تیار کریں جس سے ہمیں کبھی مطلع نہ کیا گیا' لیکن بالشویکوں نے ماخنو کے تمام مطالبات تسلیم کرلئے اور بہت سے کسان سپاہی اور ہمارے چند کامریڈوں کو رہا کر دیا۔ انہوں نے اجتماع کی بھی اجازت دے دی اور جن پر ہمارے روس بھر کے کامریڈوں نے اتفاق کرلیا کہ یہ خارکوف کے مقام پر منعقد کی جائے گی۔ وولن اور دیگر اس شہر کی طرف روانہ ہوچکے تھے اور اس کی توقع تھی کہ ملک بھر سے کامریڈ جمع ہوں گے۔

ماسکو پر آسمان دھندلا تھا۔ بارش دھیمی پھوار اور اس کی افسردہ سی ترنم اور مصنوعی پھولوں کے مکٹ جو اس سے پہلے بھی جنازوں میں استعمال ہوچکے تھے وہی آج بھی ریڈ اسکوئر پر جیک ریڈ کو الوداع کہنے کے لئے لائے گئے تھے۔ اس شخص کے لئے وہاں کوئی خوبصورتی نہیں تھی جو اس پر جان دیتا تھا اور اس کی فنکار روح کے لئے وہاں کوئی رنگ نہ تھا۔ اس جنگجو کے لئے سفیدی مائل سرخ شعلے میں کوئی تابانی نہ تھی جو ان لوگوں کے لئے ولولہ خیز ہوتی جو نری لفاظی میں اپنے عزیز کامریڈ کے متعلق کہہ رہے تھے۔ الیکز ینڈر کلنتائے واحد شخص تھا جو جون ریڈ کے جذبے کے قریب پہنچ گیا اور ایسے الفاظ میں خطاب کیا جس سے اسے بہت خوشی ہوی ہوگی۔ جیک کو سادہ اور خوبصورت خراج تحسین کے دوران میں لوییز لڑکھڑا کر فرش پر آرہی اور اسے اس وقت سکتہ ہوگیا جب میت کو قبر میں اتارا جا رہا تھا۔ ساشا کو قریب قریب اسے اٹھا کر موٹر تک لانا پڑا جسے نوریتوا نے ہمارے استعمال کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ ہمارا قدیم امریکی دوست ڈاکٹر ڈبلیو۔ وو عشن جو حال میں یہاں پہنچا تھا ہمارے ساتھ چلا آیا تاکہ حرماں نصیب لوییز کی مدد کرسکے۔

پیتروگراد پہنچنے پر انقلاب کے عجائب گھر میں ہمارا یوں استقبال ہوا جیسے محاذ پر سے لوٹنے والے سورماؤں کا کیا جاتا ہے۔ یہ ایک قابل ذکر کامیابی تھی کہ ہم چار ماہ کے طویل سفر سے زندہ بچ کر آگئے تھے جو اتنا پر خطر تھا۔ انہوں نے بتایا۔ اس کے علاوہ ڈبہ بھر کے دستاویزات اور مواد بازیاب کرالیا جو تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ مستقبل آپ کو اس کا انعام دے گا جس کے آپ مستحق ہیں۔ ہاں میوزیم یہ کرسکتا ہے کہ ہمیں مہینہ بھر ستانے کی چھٹی دے سکتا ہے۔ اس دن سے ہم لوگ میوزیم کے مستقل عملے میں شمار ہونے لگے' یاتمانوف اور کاپلان نے ہمیں مطلع کیا' اس لئے ہمیں دیگر سرگرمیوں کے لئے ہاتھ پاؤں نہ مارنے چاہیں۔ ایک ماہ بعد ہماری نئے سفر پر روانگی ہوگی۔ ہماری مہم کو یہ سہولت عطا کی جائے گی کہ وہ اپنا راستہ اور منزل خود منتخب کرے۔ یا تو کریمیا جہاں سے رانگل کی فوجوں کا پوری طرح صفایا کیا جاچکا ہے یا پھر سائبیریا جہاں سے سمینوف اور کولچاک کا بالآخر صفایا کر دیا گیا ہے' یہ دونوں ہماری معروضی منزلیں ہوسکتی ہیں۔ دونوں میں سے کسی بھی مقام پر بہت سا مواد ہمارا منتظر ہوگا۔ اور ہم سے توقع کی جاتی ہے کہ ہم اس سے عجائب گھر کو مالا مال کر دیں گے۔

سردی میں سائبیریا تو نہیں جاسکتے' ہمارے روسی ارکان لرزنے لگے۔ ہم نے بھی اس خیال کا خیر مقدم نہ کیا حالانکہ ہمیں کراسنا چوخوف کی دعوت یاد تھی کہ ہمیں مشرق بعید کی ریپبلک کا پھیرا لگانا چاہئے۔ لیکن فوری طور پر فیصلہ کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی' میوزیم کے چیف نے اعلان کر دیا۔ الیکزینڈر روسی یووچ اور ایما ابراموونا (یعنی ساشا اور میں) اس کی دانست میں یوں لگ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رہے تھے جیسے ہمیں تعطیلات درکار ہوں۔

ساشا اور میں نے حتمی طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم محکمہ خانہ جات سے درخواست کریں گے کہ ہمیں رہائش کے لئے ایسے کمرے دیئے جائیں جو غیر کمیونسٹ آبادی کو ملتے ہیں۔ مہینہ بھر میں ایک اور دورے کے امکانات نے ہمیں اپنا منصوبہ کچھ اور دنوں کے لئے موخر کرنے پر مجبور کر دیا۔ کیونکہ ایک رہائش گاہ کا انتظام ہونے میں مہینہ بھر سے اوپر لگ سکتا تھا۔ ہم بہ امر مجبوری ڈبے ہی میں رہ سکتے تھے لیکن دو مسئلے درپیش تھے کہ اسے گرم کیسے رکھا جائے اور شہر تک کیسے پہنچا جائے۔ مام راوچ نے تجویز دی کہ ہمیں ہوٹل انٹرنیشنل میں قیام کرنا چاہئے۔ یہ غیر ملکی مہمانوں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ مہمان اپنے قیام وطعام کے اخراجات خود برداشت کرتے تھے۔ اور دام بھی نہایت معقول تھے۔ ایک کمرے اور دو وقت کے کھانے کے پندرہ ڈالر ماہانہ وصول کئے جاتے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ بہت صاف رہتا اور غسل کرنے کی سہولت بھی موجود تھی۔ روس میں غیر کمیونسٹ فانی افراد کے لئے ان سہولتوں کا حامل واحد مقام تھا۔ ہم نے وہاں پہنچ کر سکھ کا سانس لیا۔

عجائب گھر کا سامان جسے ممنوعہ اشیاء نہیں سمجھا گیا ڈبے سے ہمارے کمروں میں بہ آسانی منتقل کر دیا گیا۔ یہ ریلوے کے پھاٹکوں میں سے بہ آسانی گزر گیا۔ اور کسی شبہ نے جنم نہ لیا۔ اگرچہ اسے منتقل کرنے میں چار آدمی اور ایک ہفتہ لگ گیا۔ ایک دوست کے اپارٹمنٹ میں ہر چیز کے حصے بخرے کئے گئے پارسل تیار ہوئے اور انہیں بیار دوستوں اور ان لوگوں کو بھیج دیا گیا جو بال بچے دار تھے اور انہیں گھی اور مٹھائیوں کی ضرورت تھی۔ میں نے خود غرضی سے کام لے کر سفید آٹا سینت لیا جو سردی میں کام آئے گا تا کہ ساشا کو کالی روٹی سے محفوظ رکھا جا سکے۔ اب ہمیں ایک اور سفر پر روانہ ہونا تھا' یہ ناخوشگوار کام ضروری بن چکا تھا۔ طمانیت کی یہ کوئی معمولی بات نہ تھی کہ ہم نے کئی لوگوں کو ان کی ضرورتوں سے سبکدوش کر دیا تھا' اگرچہ تھوڑے عرصے کے لئے۔

تمام منصوبہ بندی کے باوجود نہ ہم کریمیا گئے اور نہ ہی مشرق بعید کی ریپبلک۔ اس کے بجائے ہم آرک اینگل کیلئے عازم سفر ہو گئے ''تا کہ سال گھوم جائے'' یہ یاتمانوف کا تبصرہ تھا۔ وہ ضلع گھس بیٹھیوں کا بڑا مرکز تھا جس میں میرے سابق وطن کا گھناؤنا کردار تھا۔ میں خوش تھی کہ مجھے ایسا موقع ملا ہے جس سے چھان بین کرنا ممکن ہوگا۔

اس دورے میں ہم لوگ صرف تین تھے۔ روسی جوڑے نے پیتروگراد میں اپنے چولھے چکی سے جڑے رہنے کو ترجیح دی۔ جبکہ ہمارے کمیونسٹ ہمکاروں نے کالج میں اپنی تعلیم سے دوبارہ وابستہ ہونا پسند کیا۔

آرک اینگل جاتے ہوئے ہم دو مقامات پر ٹھہرے جو یارسلاول اور وولوگدا تھے دونوں شہروں نے انقلاب کے خلاف ہونے والی سازشوں کے مرکز بننے کی خدمات انجام دی تھیں۔ اول الذکر ایک زمانے میں نامور انقلابی ساوِنکوف کی شورش کا گڑھ رہا تھا اور ہزاروں کا خون یہیں جذب ہوا تھا۔ وولوگدا امریکی سفیر فرانسس اور پردے کے پیچھے سے مداخلت کاروں کی ڈور کھینچنے والوں کا صدر دفتر رہ چکا تھا۔

یاروسلاول میں برادارانہ/خواہرانہ قتل وغارتگری کے شواہد نمایاں تھے۔ اس کے قید خانے ابھی تک ساوِنکوف کی سپاہ سے بھرے ہوئے تھے جو موت کے چنگل سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ دونوں ہی شہروں میں ہمیں عجائب گھر کی دلچسپی کی کوئی چیز نہ ملی۔

آرک اینگل جو شمالی دریائے 'دونا' کے دہانے پر واقع ہے اس کے اور ریلوے اسٹیشن کے درمیان میں منجمد دریا پڑتا ہے۔ وہاں پہنچنے پر ہمیں معلوم ہوا کہ درجہ حرارت منفی پچاس درجہ ہے۔ لیکن چمکدار دھوپ اور خشک کراری ہوا نے پیتروگراد کے مقابلے میں اس کی نشتر لگانے والی صلاحیت کند کر دی تھی۔ میرا خیال رکھنے والی بھانجی اسٹیلا ایلس جزیرے میں اپنے آخری پھیرے میں اپنا پوستین والا کوٹ میرے سر منڈھ گئی تھی۔ لیکن میں نے اسے کبھی بھی اس لئے نہ پہنا کیونکہ میں خود کو خبطی سمجھنے لگتی اور یہ محسوس کرتی جیسے جانور ابھی زندہ ہے اور میری گردن پر رینگ رہا ہو اور ہر مرتبہ یہی ہوتا جب بھی میں اسے پہنتی۔ میں اس وقت بڑے سکھ کا سانس لیتی جب یہ محسوس کرتی کہ میں اپنے پرانے مخملی کوٹ اور سوئیٹر پہنے مٹر گشتی کر رہی ہوں اور دھوپ میں پھر بھی گرمی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لگتی۔ یہ بہت فرخت بخش ہوتا جب میں منجمد دریا کی فراخ سطح پر پا پیادہ آتی جاتی اور آرک اینگل کی صاف ستھری گلیوں اور کوچوں میں گھومتی رہتی۔ کسی روسی شہر میں یہ ایک نرالی چیز تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ شہر کئی حیرانیوں کا حامل تھا۔ ہمارے وہ پروانے جن کی جنوب میں تحقیر کی جاتی تھی' یہاں پر جگمگاتا ہوا جادو کا ڈنڈا ثابت ہوتے' ہر سویت ادارے کے دروازے پاٹوں پاٹ کھل جاتے۔ اسپولکوم کا چیئر مین ہو یا کوئی اور اہلکار سب ہی اپنی بساط سے بڑھ کر ہمارے مشن کی مدد کرتے۔ وہ جانفشانی سے ہمارے قیام کو یادگار بنانے میں لگ جاتے' جو بعد میں ایسا ثابت بھی ہوا۔ ان کے باشندوں کے برادرانہ انداز' ان کی خوراک اور پوشاک فراہم کرنے میں مقدور بھر منصفانہ مساعی نے ہم میں یہ احساس جاگزیں کر دیا کہ یہاں جن اصولوں پر عمل درآمد ہو رہا ہے وہ ''مرکز'' سے جدا ہیں۔ جن مرد و زن کے ہاتھ میں آرک اینگل کے معاملات کی باگ ڈور تھی وہ اس حقیقت کو پا چکے تھے کہ امتیازی سلوک' سفاکی اور لوگوں کو کھدیڑنا ایسے حربے نہیں ہیں جن سے لوگ کمیونزم کے حسن اور قبولیت پر حامل ہو جائیں یا انہیں سویت عہد سے محبت کرنے پر آمادہ کر لیا جائے گا۔ اس کے لئے کہیں زیادہ موثر طریقے اپنانا ہوں گے۔ انہوں نے اشیائے خوردنی اور راشن کی منصفانہ تقسیم کا ایک نظام وضع کر لیا تھا۔ انہوں نے امداد باہمی کے گوداموں کا ایک ایسا نظام اختیار کیا تھا جہاں پر باشندوں کو حقیقی توجہ ملتی اور بااخلاق سلوک کیا جاتا اس طرح انہوں نے شر مسار کرنے اور ہلکان کر دینے والا طویل قطاروں کا طریقہ کار ختم کر دیا تھا۔ انہوں نے سویت اداروں میں دوستانہ ماحول اور لب ولہجہ متعارف کر دیا۔ جبکہ اس طریقے سے پوری آبادی لینن اور مارکسی نظریات کی حلقہ بگوش نہیں بن گئی۔ تاہم اس سے عدم اطمینان اور ملک کے دیگر خطوں کی طرح پھیلی ہوئی برہمی کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ لوگ بتاتے تھے کہ کمیونسٹوں نے تنظیم' کارگزاری اور نظم وضبط ان امریکیوں سے سیکھا ہے جو اس شہر میں مقیم ہیں۔ اگر ایسا تھا تو وہ لائق شاگرد ثابت ہوئے تھے۔ کیونکہ سویت زندگی کی عمومی صفات جن میں دہشت گردی' زیاں اور افراتفری شامل ہیں قریب قریب آرک اینگل میں ناپید تھیں۔

شمال کے تندومند جوانوں میں لگتا تھا کوئی ایسی خلاف سوویت بات تھی.....انسانی زندگی کا احترام اور اس کے تقدس کی قدر افزائی۔ عہد ماضی کی راہبات' راہب' سفید فوج کے افسران اور بلغ ژواز طبقے کے ارکان کو دیوار سے لگا کر ہلاک کر دینے کے بجائے' مفید کاموں میں لگے ہوئے تھے' یہ ایک غیر معمولی انکشاف تھا۔ ایسی چیزوں کا محض ذکر بھی روس میں ہمیں انقلاب دشمن نہ سہی نہایت مشکوک کردار والا ضرور بنا دیتا۔ یہاں پر نئے طریقوں نے سیکڑوں جانوں کو بچا لیا اور حکومت کے لئے مزید کارکنوں کا اضافہ کر لیا۔ ایسا نہ تھا کہ چیکا غائب تھی یا پھانسی کی سزا منسوخ کی جا چکی تھی۔ ان کے بغیر کوئی آمریت بمشکل قائم رہ سکتی ہے۔ مگر آرک اینگل میں چیکا کو وہ غیر محدود طاقت نہیں حاصل تھی جتنی دیگر علاقوں میں رکھتی تھی۔ یہ ریاست کے اندر ایک اور ریاست کے درجے پر فائز نہ ہو سکی تھی جس کا واحد فریضہ دہشت گردی اور انتقام ہو۔ اگر ان ہتھکنڈوں کی حقیقی محرک انقلابی ضرورتیں تھیں تو شمالی روس میں سفید افواج کی بربریت بھی اپنی جگہ جائز ٹھہرائی جا سکتی ہے۔ نہ صرف کمیونسٹ بلکہ وہ لوگ بھی جو ان سے دور سے ہمدردی رکھتے تھے انہیں تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ سفید افواج نے پورے پورے خاندانوں کو بے دردی سے تہہ تیغ کر دیا۔ مثلاً کلکاف جو اسپولکوم کا چیئر مین تھا اس کے کنبے کے تمام افراد کو ختم کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کی چھوٹی بہن جو صرف بارہ سال کی تھی وہ بھی دشمن کی شیطنیت سے نہ بچ سکی اور بہ مشکل کوئی ریڈیکل یا لبرل گھرانہ ایسا ہو جس نے اس بے رحم ہاتھ کو محسوس نہ کیا ہو جو انقلاب کو کچلنے آیا تھا۔

''فطرتاً ہم سازشی طریقوں سے اس طیش کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے'' تعلیمی محکمے کے چیئر مین نے ہمیں بتایا۔ ''ہم دیوانہ وار لڑے اور جب دشمن نے راہ فرار اختیار کر لی تو ہم نے اینٹ کا جواب پتھر سے اور دہشت پھیلانے کی ضرورت مناسب نہ سمجھی۔ ہم نے محسوس کیا کہ انتقامی کاروائی سے کوئی مقصد نہ حاصل ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ باشندے ہمارے دشمن بن جائیں۔ ہم اس افراتفری کو سدھارنے کے کام میں جٹ گئے جو سفید اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے اور ہم نے قیدیوں میں سے اتنے لوگوں کی جانیں بچا لیں جتنی ممکن تھیں۔''

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''کیا آپ کے سب ہی کامریڈ ایسے ''جذباتی'' طریقوں پر متفق ہو گئے تھے؟'' میں نے بڑے تعجب سے پوچھا ''بلاشبہ نہیں'' اس نے جواب دیا ''ان میں بہت سے ایسے تھے جنہوں نے سخت اقدام پر اصرار کیا اور اب بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جن کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں اپنے اصلاحی رویے کی انہیں مہنگی قیمت ادا کرنا پڑے گی جو انقلاب کے خلاف سازش کر چکے ہیں۔ چیئرمین نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا تاہم ہوشمند کامریڈوں کے آگے ان کی دال نہیں گلتی اور تجربات نے ثابت کر دیا کہ سفید افسران بھی زندگی کے مختلف شعبوں میں استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ان میں سے متعدد کو بطور استاد بھرتی کر لیا گیا اور وہ لوگ بڑے خلوص سے مفید کام کر رہے ہیں۔اسی طرح دوسرے لوگ مختلف محکموں میں کارآمد ثابت ہوئے۔اس کے علاوہ راہبات اور گوشہ نشین متعصب اور پراسرار عناصر مثلاً راہبوں نے بھی انسانی سلوک پر مناسب جواب دیا۔یہ نری جذباتیت نہ تھی بلکہ ایک اچھی معاملہ فہمی تھی جس نے یہ سبق دیا' اس نے اضافہ کیا یعنی جینے کی آرزو کے محرک مسالک نہیں ہوتے۔راہب اور راہبات بھی اس قانون کے اتنے ہی تابع ہوتے ہیں جتنا کہ کوئی اوسط درجے کا آدمی جب انہیں تکیوں' خانقاہوں کی رہائش سے محروم کر دیا گیا اور سازش کرنے کی صورت میں موت سے دوچار ہونے کا خطرہ نظر آیا یا پھر کام نہ کرنے پر بھوکوں مرجانے کا تو انہوں نے بڑھ چڑھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی وہ بھی کسی نہ کسی طرح کارآمد ہیں۔اس سے ہمیں بھی قائل ہونے میں مدد ملی۔بقول اس کے جب ہم نے اسکولوں' نرسریوں' فنون اور دستکاریوں کے مراکز کا دورہ کیا۔

ہم نے کیا کیا ہم وہاں بغیر کسی اطلاع اور توقع کے پہنچ جاتے اور ہمیں وہاں کے حالات مثالی ملتے' میں نے وہاں ملازم چند راہبات سے بات چیت کی جن میں متعدد ایسی تھیں جو کوئی چوتھائی صدی سے دنیا سے کٹ کر زندگی بسر کر چکی تھیں۔ذہنی طور پر وہ اب بھی خانقاہوں ہی میں تھیں۔وہ اپنے اطراف میں نئی اور بدلتی ہوئی قوتوں کا ادراک نہ کر سکتیں لیکن وہ خوبصورت کام انجام دے رہی تھیں' جس میں ظروف سازی' کھیتی کسانی' بچوں کی کہانیوں کو باتصویر بنانا' تھیٹروں کے پردوں پر مناظر کشی اور ایسے دیگر کام۔میں نے چند ہنرمندوں سے بھی گفتگو کی جو لکڑی میں کندہ کاری کے بے بدل ماہر تھے۔ان میں سے کئی تو انقلاب مخالف سازشوں میں رنگے ہاتھوں پکڑے گئے تھے۔ان میں سے ایک نے تو یہ شکایت بھی کی کہ اس کے کام کا اسے اتنا معاوضہ نہیں مل رہا تھا جتنا کہ ماضی میں ملتا تھا۔مگر اس کی زندگی بخش دی گئی اور اسے وہی کام کرنے کی اجازت دے دی گئی جو اسے مرغوب تھا۔اسے اس سے زیادہ کچھ نہ چاہیے اس نے کہا۔

چند دنوں کے بعد مجھے ایک 'سفید' افسر سے ملنے کا موقع ملا جو بہترین اساتذہ میں شمار کیا جاتا تھا۔اس نے بے تکلفی سے تسلیم کیا کہ وہ آمریت کی حمایت نہیں کر سکتا لیکن اسے اس کا بھی احساس ہو چکا ہے اور وہ غیر ملکی مداخلت کو بھی ایک حماقت سمجھتا ہے۔اتحادیوں نے اس کے ملک سے بہت سے وعدے کیے تھے لیکن انہوں نے محض یہ کیا کہ روسیوں کو ان کے گھر ہی میں تقسیم کر ڈالا۔اس کے نزدیک امریکی معقول لوگ تھے۔وہ خود کو لیے دیے رہے' تاریکی چھانے کے بعد ان کے سپاہی گلی کوچوں میں سے ہٹا لیے جاتے اور جہاں تک کپڑوں اور خوراک کا تعلق تھا وہ فیاض تھے۔روانگی کے وقت انہوں نے اپنی فالتو اشیا فراخی سے لٹا دیں۔برطانوی مختلف نکلے۔ان کے سپاہی مقامی عورتوں کی آبروریزی کرتے' ان کے افسران مغرور تھے اور من مانی کرتے اور جنرل رولنز نے برطانوی جہازوں کی روانگی سے پہلے احکام جاری کیے کہ بھاری بھرکم اشیاء خوردنی اور رسد کو گہرے سمندر میں دریا برد کر دیا جائے۔اسے مداخلت کرنے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔اسے تعلیم و تعلم کا بہت شوق تھا اور بچے بہت مرغوب تھے اور اسے یہاں اپنی زندگی کے ارمان نکالنے کا موقع ملا تھا۔

اسی نوعیت کے جذبات ہم نے مختلف سیاسی گروہوں کے لوگوں میں پائے۔قریب قریب سب ہی کو اس پر متفق پایا کہ سویت حکومت بہت مخلص تھی اور نہایت کامیابی سے اصلاح احوال کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔اور یہ بھی کہ ان لوگوں کے لیے بھی سماجی امکانات میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا جو کمیونسٹ نقطہ نظر سے ہم آہنگ نہ تھے۔دوسرے لفظوں میں کسی پر اس کے ماضی کی بنا پر امتیازی سلوک نہیں ہو رہا تھا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہم نے شمال میں مواد کا جو انبار اکٹھا کیا تھا اس میں متعدد انقلابی اور انارکسٹ مطبوعات شامل تھیں جنہیں زار کے عہد میں خفیہ طریقوں سے شائع کیا جاتا تھا اور جن کی اشاعت پورے مقبوضہ عہد میں بھی جاری رہی۔ ان میں سب سے زیادہ اثر انگیز ایک ملاح کا آخری پیغام تھا جسے حملہ آوروں نے موت کی سزا سنادی تھی۔ اس میں اس پر برطانوی افسروں کی طرف سے کی جانے والی اذیت رسانی کی جزیات اور ٹھیک ٹھیک اطلاعات درج تھیں۔ اس ڈھیر میں ان عورتوں اور مردوں کی تصاویر بھی تھیں جنہیں انقلاب دشمنوں نے مسخ کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ ساشا نے بچن سے نہایت دلچسپ مواد حاصل کر لیا تھا۔ یہ سوویت محنت کشوں کا چیئر مین تھا۔ جس کی مدد سے عبوری حکومت نے یہ کوشش کی تھی کہ شمال کے انقلابی محنت کشوں کی تحریک کو کچل دے۔ اسے دیگر لوگوں کی مدد حاصل تھی لیکن ذمے دار عنصر سمجھ کر بچن پر غداری کا مقدمہ چلایا گیا اور اسے بحر منجمد شمالی خطے کے خوفناک یوکانان جیل میں تدریجی موت مرنے کے لئے ڈال دیا گیا۔ وہ اپنی گرفتاری‘ مقدمے اور اسیری کا روزنامچہ مرتب کرتا رہا۔ اور ساشا کے بہت مجبور کرنے پر وہ اسے عجائب گھر کو دینے پر رضا مند ہوا۔

آرک اینگل اتنا پرکشش ثابت ہوا کہ ہم نے اپنا قیام دو ہفتے بڑھالیا۔ ہمارا مرمانسک جانا پھر بھی رہ گیا۔ کیونکہ ہمارے رہداری کے پروانے سال کے اختتام تک کار آمد تھے۔ افسردہ دل سے ہم ان لوگوں سے رخصت ہوئے جنہیں ہم نے وہاں دوست بنایا تھا۔ اس شہر میں ہم کتنے عمدہ لوگوں سے ملے تھے۔

ہم اپنی منزل مراد سے ابھی تین دن کے فاصلے پر تھے کہ ہمیں لوٹنا پڑا ابرف کے زوردار طوفان نے ہماری راہ مسدود کر دی تھی۔ اور ہم چیونٹی کی رفتار سے پیش قدمی کر رہے تھے۔ حتمی منزل تک پہنچنے میں ہمیں کئی ہفتے لگ جاتے‘ سڑکوں پر سے پہلے ٹیلوں کی طرح جمی ہوئی برف ہٹائی جاتی پیٹروگراد ابھی پچاس میل دور تھا کہ ہمیں رکنا پڑا‘ اس مرتبہ اندھا بنا دینے والی برفباری کا طوفان آ گیا۔ خوش قسمتی سے ہمارے پاس کئی دن کی ضرورتیں پورا کرنے کیلئے سامان اور ایندھن موجود تھا۔ ہم صبر وشکر کر کے انتظار کرنے لگے۔ کیونکہ ان حالات میں ہم اس کے علاوہ کچھ اور نہیں کر سکتے تھے۔

کرسمس کی شام میں ہم راستے میں پھنسے ہوئے تھے۔ شاکول اور ساشا نے میری حیرانی کا سامان کیا۔ موقع کی مناسبت سے انہوں نے ایک ننھے سے صنوبر کے درخت کو رنگ برنگی موم بتیوں سے آراستہ کر کے مجھے دیا جس سے ہمارا ڈبہ دیوالی کی طرح جگمگانے لگا۔ امریکہ نے ہمارے لئے تحائف کا انتظام کیا بلکہ میری خواتین دوستوں نے ہمارے سمندری سفر شروع ہونے سے پہلے تحائف بھیجنے شروع کر دیئے تھے۔ کافی مقدار میں بوزہ‘ جو گنے کی شراب سے بنائی گئی تھی جو ہمیں آرک اینگل میں دی گئی تھی۔ جس سے تقریب کو مکمل کرنے میں مدد ملی۔

مجھے سال بھر پہلے کا کرسمس یاد آ گیا...... ۱۹۱۹ء کا۔ ساشا اور میں اور کئی ناپسندیدہ باغی جو بوفورڈ پر سوار تھے۔ جنہیں کام سے نوچ کر علیحدہ کر دیا گیا تھا‘ ہمارے کامریڈ اور ہمارے چہیتے ایک نامعلوم منزل کی جانب بہے چلے جا رہے تھے۔ ہم دشمن کے چنگل میں تھے‘ ہم پر سخت فوجی قواعد نافذ تھے۔ ہمارے مرد ساتھیوں کو عرشے کے نیچے والے حصے میں مویشیوں کی طرح ہانکا جا رہا تھا اور نہایت ناقص خوراک دی جاری تھی۔ ہم سب پر جنگی آبی سرنگوں کا خطرہ ہر لمحے منڈلا رہا تھا۔ اس کے باوجود ہم فکر مند نہ تھے۔ سوویت روس ہمیں بلا رہا تھا جو آزاد ہو چکا تھا اور نیا نیا جنم لے چکا تھا یہ سو برس کی سورمائی جدوجہد کا ثمر تھا۔ ہماری امیدیں ارفع تھیں‘ ہمارا اعتماد سفیدی مائل سرخ تھا۔ ہمارے تمام خیالات متوشکا روسیا (مادر روس) پر جمے ہوئے تھے۔

آج یہ ۱۹۲۰ء کا کرسمس تھا۔ ہم روس میں تھے اس کی سرزمین بر ہم طوفان کے بعد پرسکون تھی۔ اس کے سفید اور سبز پوشاک پر نیلم جیسا آسمان تنا ہوا تھا۔ پہیوں پر رواں دواں ہمارا گھر گرم اور خوشگوار تھا۔ میرا قدیم یار میرے پہلو میں اور نئے دوست ہمارے رفیق تھے۔ ان پر تعطیل والا موڈ طاری تھا اور میں ان کی خوشیوں میں شریک ہونے کے لئے بے تاب تھی۔ لیکن صد افسوس میرے خیالات تو ۱۹۱۹ء میں الجھے ہوئے تھے۔ ابھی تو ایک سال گزرا ہے اور میرے پاس شعلہ بار خوابوں کی راکھ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ میرے سلگتے عقائد میری مسرور نغمہ سرائی۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہم جب پیترو گراد میں داخل ہوئے اس وقت محنت کشوں کی انجمنوں کی کامیابی پر پیدا ہونے والی سنسنی اپنے عروج پر تھی۔ گزشتہ اکتوبر میں پارٹی کے اجلاس میں اس مسئلے پر بحث وتمحیص ہو چکی تھی اور اسی دن سے روس بھر کی آٹھویں سویت کانگریس کے انتظامات جاری تھے۔ محنت کشوں کی انجمنوں کو کمیونزم کے لِئے بطور اسکول کام کرنا چاہیئے۔ لینن اعلان کر چکا تھا' اس کے برعکس تروتسکی کے نظریات اور قدامت پسند مارکسی دانش ور ریاضانوف اور کولونتے جو محنت کش حلقے کی رہنمائی کر رہے تھے ان سب ہی کو ایلیچ کے قول کے سامنے مشروط اطاعت کرنا پڑی۔ تراتسکی اس پر مصر تھا کہ واحد شئے جو انقلاب کو بچا سکتی تھی وہ محنت کشوں کو عسکری قوت بنانے میں ہے اور انجمنوں کو سلطنت کی ضرورت کے سامنے پوری طرح سپر انداز ہونا ضروری ہے۔ لینن اپنے تمام مخالفین کو یکساں حقارت سے دیکھتا تھا۔ لینن نے بالا علان کہا کہ تراتسکی اپنے مارکس کو نہیں جانتا جبکہ کولونتے کے خیالات نیم پختہ تھے۔ جہاں تک ریاضانوف کا تعلق تھا اس پر چھ ماہ کے لِئے عوامی اجتماعات میں اظہار خیال کی ممانعت کر دی گئی تھی کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

عظیم دھما کہ بالآخر انجام بد کو اس وقت پہنچا جب کولونتے اور پرانے کمیونسٹ شلیپنی کوف جو دونوں محنت کشوں کی حزب اختلاف کی نمائندگی کرتے تھے۔ انقلاب کے لِئے تو محنت کش لڑے تھے ان کا کہنا تھا اور دنیا بھر کو یہ یقین دلایا جا چکا تھا کہ روس میں حقیقی آمریت پرولتاریوں کی تھی۔ جبکہ خلقت کو ان کے جملہ حقوق سے محروم کیا جا چکا تھا اور ملکی معاشی معاملات میں انہیں بولنے نہ دیا جاتا۔ یہ دونوں جرأت مند محنت کش رہنما بلاشبہ بڑی صاف گوئی سے جفاکش عوام کے خیالات احساسات بیان کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ کمیونسٹوں کے نچلے درجے کے لوگوں کی ترجمانی بھی ہوتی جن کی بات کی کہیں شنوائی نہ ہوتی۔

اٹھنے والے طوفان نے پارٹی کے اندر دراڑیں پڑنے کا خطرہ پیدا کر دیا۔ کوئی اقدام ہونا ضروری تھا جس کے لِئے لینن سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا تھا۔ اس نے ان بدعتیوں پر تمسخر کا ملبہ الٹ دیا جو ''چھوٹے بغ ژوا کے نظریات'' کے حق میں جذباتی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ جلد ہی مخالفت کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ کولونتے کا اشتہاری پرچہ جس میں محنت کشوں کے مطالبات درج تھے ضبط کر لیا گیا اور اس کے مصنف کو نظم وضبط کی تعلیم دی جانے لگی۔ جبکہ عمر رسیدہ شلیپنی کوف جو کمزور دل تھا کو پارٹی کی مجلس عاملہ کی رکنیت دے کر خاموش کر دیا گیا اور اسے ہدایت دی گئی کہ اسے عرصہ دراز سے آرام کرنے کی ضرورت تھی۔ ہماری مہم کی اہمیت تسلیم کی جانے لگی اور تیسرے دورے کے انتظامات کِئے جانے لگے۔ جو بہر حال کریمیا کے جانب سفر کے لِئے تھا۔ لیکن عین وقت پر اسپارت کے حکم پر اس میں رکاوٹ کھڑی ہو گئی یہ ایک نو ساختہ کمیونسٹ ادارہ تھا جسے کمیونسٹ پارٹی سے متعلق اعداد وشمار اور دستاویز جمع کرنے کا کام سونپا گیا تھا۔ انقلاب کے عجائب خانے کو رکھائی سے اطلاع دی گئی کہ آج سے ایسی مہموں کی باگ ڈور نئی تنظیم کے پاس ہو گی۔ اسپارت کو اس لِئے تمام امور میں بالادستی حاصل ہو گی کیونکہ وہ کمیونسٹ خصائل رکھتی ہے۔ وہ ہمارے ڈبے کو بھی اپنے تصرف میں رکھے گی تاہم انقلاب کے عجائب خانے کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ اسپارت کے کسی منصوبے کیلئِے اپنے کسی رکن کو نامزد کر سکتی ہے۔

نئے ادارے کا من مانا فیصلہ عجائب خانے کے ہر رکن کو ناگوار گزرا کہ یہ ایسا حربہ تھا جس سے اس کی خود مختاری کم کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی اور اس کے دائرہ عمل کو محدود کرنا مقصود تھا۔ یہاں تک کہ کمیسار یاتمانو جو کمیونزم پر فدا تھا نرم الفاظ میں پارٹی کے جوشیلے ارکان کے متعلق یہ کہے بغیر نہ رہ سکا جو اس پر مصر تھے کہ ہر چیز ان کے چنگل میں رہنا چاہیئے۔ یہ بات نا قابل فہم تھی کہ ان ہتھکنڈوں کے خلاف بغیر لڑے کوئی جھک جائے' اس نے برملا کہا۔ وہ پیترو گراد کی حدود میں معاملات سے نمٹے گا اور ہم لوگوں کو ماسکو جانا ہو گا۔ اس سلسلے میں ساشا کی نیت زینوویف سے ملنے کی تھی اور مجھے لونا چارسکی سے ملنا چاہیئے' یہی دونوں پیترو گراد عجائب خانے کے مشترک چیئرمین تھے۔ اسپارت کا فیصلہ پیترو گراد کی حدود میں زینوویف کے دائرہ اختیار میں مداخلت کے مترادف تھا۔ وہ اس کے خلاف ضرور احتجاج کرے گا۔ جبکہ لونا چارسکی جو روس میں جملہ تمدنی سرگرمیوں کا سربراہ تھا اپنے علاقے میں اس نوعیت کے دھاوے کو برداشت نہ کرے گا' یاتمانو کو یقین تھا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہمیں کامیابی کی تھوڑی سی امید تھی پھر بھی ہم نے ماسکو جانے کی حامی بھر لی۔ تاہم ہم نے واضح کر دیا کہ اگر اس معاملے میں اسپارٹ فتح مند ہوتی ہے تو ہم عجائب گھر سے اپنا تعلق ختم کر لیں گے اگر چہ ایسا کرنا ہمارے لئے بھی باعث تکلیف ہوگا۔ ہم اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اگر کوئی سیاسی کیسار ہمارے کام یا تحریک کے اختیارات سنبھال لے گا تو کیا نتیجہ نکلے گا۔ اس کے معنی آمریت' جاسوسی' ٹولے کے مفادات' جھگڑے اور رخنہ اندازی ہوگا۔ ہم اس سے پہلے ایسے کئی عہدوں کی پیشکشوں کو صرف اس لئے رد کر چکے تھے کیونکہ ہمیں ایسی اتالیقی کی اطاعت منظور نہ تھی۔

بلاشبہ زینوویف پیتروگراد کے عجائب گھر کے کام کاج پر اسپارٹ کی اجارہ داری کی حرکت پر بھڑک گیا اور اپنے پروگرام میں اسے مداخلت سمجھا۔ اس نے نئے ادارے کے کامریڈوں کو ایک احتجاجی مراسلہ لکھا اور اس نے ساشا سے کہا کہ وہ اس کی طرف سے پیش ہو اور استدلال کرے۔ انقلاب کا عجائب گھر کسی طرح بھی اسپارٹ کے دائرہ عمل میں مداخلت نہیں کر رہا تھا۔ اس نے اپنے منصوبے کے خدوخال خود ہی وضع کئے تھے۔ اور کسی رنگ میں وہ ماسکو کے ادارے سے متصادم نہ تھا۔ اور وہ جو پیتروگراد کے عجائب گھر کی مجلس عاملہ کا سربراہ تھا کسی حال میں اس قسم کی من مانی مداخلت کو برداشت نہ کرے گا۔ زینوویف نے لکھا۔ اس نے ساشا کو مزید اطمینان دلایا کہ وہ معاملے کو بذات خود لینن کے سامنے لے جائے گا اگر اسپارٹ نے ہٹ دھرمی نہ ترک کی۔

لوناچارسکی بھی ''ان احمقوں سے ناراض تھا جو تمام تہذیبی مساعی کو اپنے انگوٹھے کے تابع رکھنا چاہتے ہیں'' اس نے وعدہ کیا کہ وہ ان ہتھکنڈوں کے خلاف احتجاج کرے گا۔ لیکن مجھے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ حقیقت یہ تھی کہ اس کے پاس کوئی اختیار ہی نہ تھا۔ پورے روس کی نظامت تعلیم کے جملہ اختیارات پکروفسکی کے ہاتھ میں تھے جو قدامت پرست کمیونسٹ تھا اور یہی وہ صاحب تھے جو اسپارٹ کے خالق تھے۔ لوناچارسکی تو محض برائے نام سربراہ تھا۔ اور پارٹی اس کا یہ سمجھ کر استحصال کر رہی تھی کیونکہ اس کا یورپ میں اثر و نفوذ تھا اور وہ کئی سال تک باہر رہا تھا اور وہاں کے تہذیبی حلقوں میں خوب پہچانا جاتا تھا۔

ماسکو میں رہائش کا حصول ایک کٹھن مسئلہ تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے ہم اس ناخوشگوار کام سے بچ گئے اور ایک چھت کے لئے ہمیں کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑا۔ ہماری اچھی سی دوست اینجلیکا بالابانوف ایک روسی۔ اطالوی دفتر کی مہتمم تھی یہ ایک گھر میں قائم تھا جو ایک زمانے میں غیر ملکی تنظیم کے تصرف میں تھا۔ وہ اور اس کا عملہ آج کل اسی میں رہتا تھا اور اس میں دو کمرے خالی پڑے تھے، اینجلیکا نے ہمیں ٹھہرنے کی دعوت دے دی۔

پیتروگراد عجائب خانے کی طرف سے ہم نے جو بھی مساعی کیں ان پر قدم قدم پر کمیونسٹ کل کے ارتکازی ادارے نے رکاوٹ کھڑی کر دی اور ہر کوشش بے سود ثابت ہوئی۔ پیتروگراد نے تقاضہ کیا کہ ہم ذاتی طور پر پیش ہو کر ماجرا بیان کریں جس پر ہم نے واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ ہم واپسی کا ٹکٹ خرید چکے تھے کہ ہمیں دیمتروف سے اطلاع آئی کہ ہمارے پرانے کامریڈ پیتر کرو پوتکن پر نمونیہ کا حملہ ہوا ہے۔ صدمہ بہت زیادہ یوں ہوا کہ ہم جولائی میں کرو پوتکن سے مل کر آئے تھے اور ہمیں وہ صحت مند اور چونچال ملا تھا۔ وہ ان دنوں سابقہ مارچ کے مقابلے میں اپنی عمر سے کم اور بہتر لگتا تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک اور اس کی زندہ دلی سے ہم بہت متاثر ہوئے تھے اور اس کی حالت نہایت عمدہ تھی۔ کرو پوتکن کا گھر موسم گرما کی دھوپ میں بہت خوشگوار لگ رہا تھا۔ اس کے باغیچے میں پھول کھلے ہوئے تھے اور صوفیہ کاترکاریوں کا باڑہ اپنے جوبن پر تھا۔ پیتر بڑے افتخار سے اپنے مکینوں کے متعلق بتا رہا تھا اور بطور مالی اس کی مہارت کا ذکر کر رہا تھا۔ ساشا اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر وہ لڑکوں جیسے جوش و خروش کے ساتھ ہمیں باغ کے ایسے کنارے کی جانب لے گیا جہاں صوفیہ نے ایک خاص قسم کا سلاد اگایا تھا۔ اس کی کامیابی یہ تھی کہ ان کے پھول اتنے بڑے بڑے تھے جیسے کرم کلا ہوں۔ ان کے پتے کرارے اور شیریں تھے۔ وہ خود بھی کیاریاں تیار کرتا رہتا تھا مگر سارا ہنر صوفیہ کا تھا، وہ یہی کہے جاتا جو واقعی ماہر تھی۔ اس کی گزشتہ موسم سرما میں آلو کی فصل اتنی زیادہ ہوئی تھی کہ بعد میں بچ گئی جسے انہوں نے اپنی گائے کے لئے بھوسہ حاصل کرنے کے لئے مبادلہ کر لیا اور دیمتروت کے پڑوسیوں میں بھی تقسیم کر دیا جن کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یہاں کم تر کاری ہوئی تھی۔ ہمارا عزیز پیتر اپنے باغ میں اس طرح کلکلا رہا تھا اور ان امور کے متعلق بتا رہا تھا جیسے وہ عالمی دلچسپی کے واقعات ہوں۔ ہمارے کامریڈ کی نوجوانوں جیسی خوش مزاجی جیسے متعدی ہو جو اپنی تازگی اور دلکشی میں ہمیں بھی بہائے لئے جا رہی تھی۔

سہ پہر میں جب ہم لوگ اس کے مطالعے کے کمرے میں جمع ہوئے تو وہ پھر سے سائنس داں اور مفکر بن گیا۔ واضح اور اپنے قوت فیصلہ کے لحاظ سے افراد اور واقعات کے دل میں اتر جانے والا۔ ہم نے آمریت کے متعلق گفتگو کی وہ حربے جو انقلاب پر ضرورتاً آزمائے گئے اور وہ بھی جو پارٹی کی سرشت میں پائے جاتے تھے۔ میں پیتر سے حالات کی بہتر تفہیم چاہتی تھی جو انقلاب اور عوام الناس کے بارے میں میرے اعتماد کو خطرے میں ڈال رہا تھا اور کسی بھی وقت مجھے دیوالیہ بنا سکتا ہے۔ نہایت صبر اور انتہائی نرم طریقے سے جیسے کسی علیل بچے کی دیکھ بھال کرتے ہوئے اختیار کیا جاتا ہے اس نے مجھے تسلی دینا شروع کر دیا۔ مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے اس نے تاکید کی۔ وہ میری داخلی آویزش کو سمجھتا تھا اور اس کے متعلق مجھے یقین دلایا لیکن اسے یقین تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ مجھے انقلاب اور عہد حکومت کے درمیان امتیازات سمجھ میں آ جائیں گے۔ دونوں کی الگ دنیائیں ہیں۔ دونوں کے درمیان پایا جانے والا بحر ظلمات وقت کے ساتھ وسیع ہوتا جائے گا۔ روسی انقلاب فرانسیسی انقلاب سے کہیں زیادہ عظیم ہے اور اثر پذیری میں عالمگیر اہمیت رکھتا ہے۔ اس نے عوام الناس کی زندگی میں دنیا بھر میں بہت گہرا اثر ڈالا ہے اور ہم میں سے کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتا کہ اس سے حاصل ہونے والی فصل کتنی مالا مال کرنے والی ہوگی۔ کمیونسٹ جو مرکزی ریاست کے نظریے سے اٹل وابستگی رکھتے ہیں انقلاب کو غلط راہ پر ڈال کر رہیں گے۔ ان کا مقصد سیاسی بالادستی حاصل کرنا ہے۔ یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ وہ سوشلزم کے یسوعی فرقہ بن چکے ہیں اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے تمام ہتھکنڈوں کو جائز سمجھتے ہیں۔ تاہم ان کے حربوں نے عوام الناس کی توانائیوں کو شل کر دیا ہے اور لوگوں کو دہشت زدہ کر دیا ہے۔ اس کے باوجود عوام کی تعبیر اور خون پسینہ ایک کر دینے والوں کی ملکی تعمیر نو میں شرکت کے بغیر کوئی تخلیقی اور اہم کامیابی حاصل نہ ہو سکے گی۔

کروپوتکن کہے جا رہا تھا کہ ہمارے اپنے کامریڈوں نے سماجی انقلاب کے اساسی عناصر کو کافی اہمیت نہ دی۔ ایسی ہلچل میں بنیادی عامل ملک کی اقتصادی زندگی کی تنظیم میں ہوتی ہے۔ روسی انقلاب نے ثابت کر دیا کہ ہمیں اس کے لئے تیاریاں کرنی چاہئیں۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ ممکن ہے سنڈیکلزم (فرانس کی تجارتی انجمنیں جو اقتصادی/سیاسی طاقت کو محنت کشوں کو منتقل کرنے کی حامی تھیں) روس کو وہ سب کچھ مہیا کر دے جس کی اس میں شدید کمی ہے۔ یہی وہ سرنگ ہے جس میں سے ملکی صنعتی اور معاشی بڑھوتی کا دریا روانی حاصل کر سکتا ہے۔ وہ دراصل انارکو۔ سینڈیکلزم کی جانب اشارہ کر رہا تھا یعنی ایسا نظام جس میں امداد باہمی کی مدد سے مستقبل میں برپا ہونے والے انقلابوں میں ہم مہلک غلطیوں سے محفوظ رہ سکیں گے اور ان خوفناک مصائب سے بچ سکیں گے جن سے آج کل روس گزر رہا ہے۔

یہ سب کچھ میری نظروں کے آگے بالکل صاف صاف پھرنے لگا۔ جب مجھے کروپوتکن کی اعصابی خلل کی اطلاع ملی۔ اب میرے لئے پیتر سے ملے بغیر پیترو گراد کے لئے روانگی ممکن نہ تھی۔ تربیت یافتہ نرسوں کی روس میں قلت تھی اور میں اپنے دوست اور استاد کے لئے کم از کم یہ تو کر سکتی تھی کہ اس کی تیمارداری کروں۔

مجھے پتہ چلا کہ پیتر کی بیٹی الیگزینڈرا ماسکو میں مقیم تھی اور دیمتروف روانہ ہونے والی تھی۔ اس نے مجھے اطلاع دی کہ ایک نہایت لائق نرس جو روسی عورت تھی مگر برطانیہ کی تربیت یافتہ تھی ہمارے مریض کی نگہداشت کی ذمہ دار تھی۔ اس کا چھوٹا سا گھر پہلے ہی بہت پر ہجوم تھا، بیٹی نے کہا اس لئے یہ بات نامناسب ہے کہ ان دنوں پیتر کے آرام میں مخل ہوا جائے۔ وہ دیمتروف جا رہی تھی اور وہ مجھے فون کر کے بتائے گی کہ اس کے باپ کی کیا حالت تھی اور کیا یہ مناسب ہوگا کہ میں اس سے ملنے آؤں۔

پیترو گراد کا میوزیم ساشا کی رپورٹ کا منتظر تھا جو نتائج اس نے اسپارت سے ملاقاتوں میں اخذ کئے تھے اور اگر ضرورت پڑی تو وہ فوراً شمال کی جانب روانہ ہو سکتا تھا جبکہ میں ماسکو میں اس لئے رہ گئی تاکہ دیمتروف سے آنے والے فون کو سنوں۔ کئی دن

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

گزر گئے مگر الیکزینڈرا کی طرف سے کوئی سن گن نہ ملی۔ جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ پیتر روبصحت ہے اور میری خدمات کی ضرورت نہیں تھی جس پر میں پیتروگراد کے لئے روانہ ہوگئی۔

مجھے شہر میں پہنچے بمشکل ایک گھنٹہ ہوا تھا کہ مام راوچ نے مجھے فون پر بتایا کہ دیمتروف میں میری موجودگی فوری طور پر درکار ہے۔ اسے طویل فاصلے والی ٹیلیفون کال پر کہا گیا تھا کہ مجھے باتاکید فوراً پہنچنے کو کہا جائے۔ پیتر کی حالت بگڑ چکی تھی اور اس کے اہل خانہ نے التجا کی تھی کہ مجھے فوراً اس کی اطلاع دی جائے۔

میری گاڑی طوفانی ژالہ باری میں چل رہی تھی اور میں دس گھنٹے کی تاخیر سے ماسکو پہنچی۔ اگلے دن شام تک دیمتروف کے لئے کوئی ٹرین نہ تھی اور سڑکیں برفانی ڈھیروں کی وجہ سے بند پڑی تھیں اور کار کا چلنا ممکن نہ تھا۔ ٹیلیفون کی لائنیں منجمد ہو چکی تھیں اور دیمتروف سے رابطہ کا کوئی وسیلہ نہ تھا۔

شام کی ٹرین کی سست رفتاری پر میں کھول رہی تھی۔ تیل بھروانے کے لئے جگہ جگہ ٹھہر جاتی۔ اس وقت صبح کے چار بجے تھے جب ہم وہاں پہنچے۔ الیکزینڈر شاپیرو کے ہمراہ جو کروپوتکن گھرانے کا دوست تھا اور پاولوف جو نابنائیوں کی انجمن کا ایک کامریڈ تھا۔ میں دوڑتی ہوئی کروپوتکن کی کٹیا کی طرف گئی لیکن ہائے افسوس بہت دیر ہو چکی تھی! گھنٹہ بھر پہلے پیتر سانس لینا چھوڑ چکا تھا۔ اس کا انتقال ۸ فروری ۱۹۲۱ء کو صبح میں چار بجے ہوا۔

حواس باختہ بیوہ نے مجھے بتایا کہ پیتر نے بارہا پوچھا کہ آیا میں روانہ ہو چکی ہوں اور میں کب تک پہنچوں گی۔ صوفیہ پر نیم غشی طاری تھی اور میں اس کی تیمارداری میں لگ کر حالات کی بے رحم یکجائی کو فراموش کر بیٹھی جنہوں نے مجھے اس شخص کی کوئی خدمت کرنے سے محروم کر دیا جو میری زندگی اور کاموں کے لئے ولولوں کا مینار تھا۔

ہمیں صوفیہ سے پتہ چلا کہ جب لینن کو پیتر کی علالت کی اطلاع ملی تو اس نے ماسکو کے بہترین طبیبوں کو دیمتروف روانہ کر دیا اور مریض کے لئے ان کے ہمراہ اشیائے ضرورت اور خوش ذائقہ چیزیں بھی۔ اس نے احکام جاری کر دیئے کہ پیتر کی صحت کے متعلق خبریں اسے بھیجی جائیں اور اخبارات میں شائع کی جائیں۔ یہ ایک افسوسناک کہانی ہے کہ بستر مرگ پر پڑے ہوئے شخص پر توجہ کی یہ ارزانی ہو جس کے گھر پر دو مرتبہ چیکا نے چھاپہ مارا اور یوں اسے مجبور ہو کر تمام سرگرمیوں سے دستکش ہونا پڑا۔ پیتر کروپوتکن نے انقلاب کے لئے راہ ہموار کرنے میں مدد کی تھی لیکن اسے اس کی زندگی اور ترقی میں حصہ لینے سے محروم کر دیا گیا۔ اس کی آواز زار کی ایذا رسانیوں کے باوجود روس کے طول و عرض میں لوگوں کو برماتی رہی۔ مگر کمیونسٹ آمریت نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔

پیتر نے کبھی بھی نہ تو کوئی آرزو کی اور نہ ہی کسی حکومت کی نوازش قبول کی۔ اور نہ ہی اس نے شان و شوکت اور نمود و نمائش کو کبھی برداشت کیا۔ ہم بھی اس لئے اڑ گئے کہ اس کے جنازے میں ریاستی مداخلت کو در آنے نہ دیں گے اور اس میں سرکار کی شرکت سے بازاری پن نہ آنے دیں گے۔ روئے زمین پر پیتر کے آخری ایام صرف اس کے کامریڈوں کے ہاتھ میں رہنا چاہئیں۔

شاپیرو اور پاولوف ماسکو کے لئے رخصت ہو گئے تاکہ ساشا اور پیتروگراد کے کامریڈوں کو بلا لائیں۔ ماسکو کے جتھے کے ساتھ مل کر تجہیز و تکفین کے انتظامات شروع کئے جائیں۔ میں صوفیہ کے پاس ٹھہر گئی تاکہ اس کی انمول میت کو تیار کر کے دارالحکومت میں تدفین کے لئے روانہ کیا جا سکے۔

اپنے کامریڈ کی پرسکوت رفاقت میں میرے ہاتھ ایک خزانہ آ گیا جس کا اس کی انانیت سے عاری زندگی میں دریافت کرنا ممکن نہ ہوتا۔ میں پیتر کو کوئی پاؤ صدی سے اوپر عرصے سے جانتی تھی اور اس کی زندگی کے معمولات سے مانوس تھی، اس کے مشاغل اور رنگارنگ زندگی سے بھی واقفیت رکھتی تھی مگر صرف موت اس کے محبوب راز کو فاش کر سکی کہ وہ ایک غیر معمولی صلاحیتوں کا مصور بھی تھا۔ میں نے ایک صندوق میں پیتر کے بنائے ہوئے کئی خاکے دیکھے جو اس نے اپنے فارغ لمحات میں بنائے ہوں گے۔ ان کے نازک خطوط اور وضع سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ وہ موقلم سے بھی اتنا ہی حاصل کر سکتا تھا جتنا اس نے نوک قلم سے کیا اگر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وہ اس جانب ذرا سی اور توجہ دیتا۔ موسیقی میں بھی وہ ویسی ہی مہارت رکھتا تھا۔ وہ پیانو کا بھی شوقین تھا وہ دھنیں بھی بنا سکتا تھا اور ماہرین فن کی طرح انہیں بجا بھی سکتا تھا۔ دیمتروف کے بے کیف شب و روز میں اس کے لئے واحد مشغلہ خاندان کی دو جوان خواتین کی سنگت میں گا بجا کر جی بہلانے کا رہ گیا تھا۔ اس کے ساتھ وہ موسیقی سے اپنے چاؤ کی محفل بلاناغہ ہر ہفتے کی شام کو منایا کرتا۔

تخلیقی صلاحیتوں کی فراوانی کی وجہ سے پیتر ان پابندیوں کے باوجود اپنے زور تخیل اور انسانیت کے لئے ارفع سماجی نظریات سے جو نوع انسان پر محیط تھے وہ ان سے مالا مال تھا۔ اور جن کے لئے اس نے تمام چیزوں کو پس پشت ڈال کر اپنی اسّی (۸۰) برس سے اوپر کی زندگی کے تقریباً پورے شعوری عرصے میں محنت کی تھی۔ فی الواقع جس دن تک وہ بستر سے نہ لگ گیا تمام رنج و تکالیف کے باوجود وہ اپنی تصنیف اخلاقیات (Ethics) پر کام کرتا رہا جس کے متعلق اسے توقع تھی کہ وہ اس کی زندگی کا فائق ترین کام ہوگا۔ آخری لمحات میں اس بات کا اسے بہت قلق تھا کہ اسے اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ اس کام کو مکمل کر لیتا جسے اس نے برسوں پہلے شروع کیا تھا۔

زندگی کے آخری تین برسوں میں پیتر کو عوام الناس سے قریبی رابطہ رکھنے سے روک دیا گیا تھا۔ موت نے وہ روابط بحال کر دیئے۔ کسان، محنت کش سپاہی، دانشور، مرد اور عورتیں جو کئی میل کے قطر میں پھیلے ہوئے تھے، اس کے علاوہ دیمتروف کی پوری برادری کروپوتکن کی کٹیا کے سامنے صف بستہ ہو کر اس شخص کو آخری مرتبہ خراج عقیدت پیش کرنے لگی جو ان کے دلوں میں بستا تھا اور ان کی جدوجہد اور دکھ و تکلیف میں شریک رہ چکا تھا۔

ساشا ماسکو کے متعدد کامریڈوں کے ہمراہ دیمتروف پہنچا تا کہ پیتر کے جسد خاکی کو ماسکو پہنچایا جائے۔ اس چھوٹے سے قصبے نے کبھی اتنا زبردست خراج عقیدت کسی کو پیش نہیں کیا تھا جتنا پیتر کروپوتکن کو پیش کیا جا رہا تھا۔ بچے اسے جانتے تھے اور اسے بہت چاہتے تھے کیونکہ اس میں بچوں جیسا کھلنڈرا پن تھا۔ تمام اسکولوں میں چھٹی کر دی گئی تا کہ بچے اپنے رخصت ہونے والے دوست کا سوگ منا لیں۔ وہ بہت بڑی تعداد میں قطار بنا کر اسٹیشن تک آئے اور ہاتھ ہلا کر پیتر کو اس وقت تک الوداع کہتے رہے جب تک ٹرین بھاپ چھوڑتی ہوئی آہستہ آہستہ نہ رخصت ہو گئی۔

ماسکو کے سفر کے دوران میں مجھے ساشا سے معلوم ہوا کہ پیتر کروپوتکن کے جنازے کے انتظامات کرنے والا کمیشن، جسے اس نے منظم کیا تھا اور وہ اس کا چیئرمین بھی تھا اس کے کام میں سوویت ارباب اختیار نے مختلف حیلے بہانوں سے رکاوٹیں کھڑی کی تھیں۔ اس تنظیم کو یہ اجازت دی گئی کہ پیتر کی تحریروں کے دو پمفلٹ شائع کئے جا سکتے ہیں اور پیتر کروپوتکن کا یادگاری خصوصی خبرنامہ۔ بعد میں ماسکو سوویت نے جس کی صدارت کامینیف کے پاس تھی۔ یہ تقاضہ کیا کہ مذکورہ خبرنامے کا مسودہ سرکاری منظوری کے لئے پیش کیا جائے۔ ساشا شاپیرو اور دیگر کامریڈوں نے احتجاج کیا کہ اس کارروائی سے طباعت میں تاخیر ہوگی۔ وقت بچانے کی خاطر انہوں نے وعدہ کر لیا کہ کروپوتکن کی زندگی کی تعریف اور اس کے کارناموں کے سوا اس یادگاری پرچے میں کچھ بھی شامل نہ کیا جائے گا۔ تب سنسر کو یکا یک یاد آ گیا کہ ان کے پاس بہت سا کام جمع تھا اور اس پرچے پر باری آنے پر غور کیا جائے گا۔ اس کے تو گویا یہ معنی ہوئے کہ خبرنامہ جنازے کے وقت تقسیم نہ ہو سکے گا۔ اور بات صاف تھی کہ بالشویکی اپنے روایتی حربے استعمال کر رہے تھے کہ کام کرنے میں اتنی تاخیر کر دو کہ اس کی تاثیر زائل ہو جائے۔ ہمارے کامریڈوں نے بلا واسطہ کارروائی کرنے کی ٹھان لی۔ لینن نے انارکسٹ طریقہ کار کو بارہا استعمال کیا تھا اور آج انارکسٹ خود ہی کیوں نہ اس حربے کو استعمال کریں؟ وقت مختصر تھا اور مقصد اتنا اہم کہ گرفتاری کا خطرہ مول لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہ تھا۔ انہوں نے اپنے قدیم کامریڈ اتابیکیان کے چھاپے خانے پر چیکا کی لگائی ہوئی مہر کو توڑ ڈالا اور ہمارے کامریڈوں نے شہد کی مکھیوں کی طرح کام کر کے جنازہ اٹھنے سے پہلے ہی خبرنامہ چھاپ کر تیار کر ڈالا۔

پیتر کروپوتکن کے لئے ماسکو میں جس پیمانے پر احترام اور محبت کا اظہار کیا گیا وہ ایک عظیم الشان مظاہرے کی شکل اختیار کر گیا۔ جس لمحے سے دارالحکومت میں میت آئی اور ٹریڈ یونین ہاؤس میں رکھی گئی اور دو مزید دن جب نعش آخری دیدار کے لئے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مرمریں ہال میں رکھی گئی تو لوگ اس طرح جوق در جوق آنے لگے جیسا زمانہ ''اکتوبر'' کے بعد کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔

جنازے کے کمیشن نے لینن کو ایک تار ارسال کیا تھا کہ وہ مقید انارکسٹوں کو اپنے عزیز استاد اور دوست کو آخری مرتبہ خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے عارضی طور پر رہا کر دے۔ لینن نے وعدہ بھی کر لیا اور کمیونسٹ پارٹی کی مجلس عاملہ نے ویہہ چیکا (کل روس چیکا) کو ہدایت بھی دے دی تھی کہ ''اپنی صوابدید پر'' مقید انارکسٹوں کو رہا کر دے تا کہ وہ جنازے میں شرکت کر لیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے ویہہ چیکا پر لینن کے احکامات اور اپنی ہی پارٹی کی اعلیٰ کمان کے احکام کی اطاعت ناگوار گزری۔ جنازے کے کمیشن نے بھی ٹھان رکھا تھا جس پر ویہہ چیکا نے یہ اعلان کر دیا کہ ''ماسکو کی جیل میں کوئی انارکسٹ قیدی نہیں ہے۔'' تاہم سچ یہ تھا کہ 'بوتر کی' اور چیکا کی خفیہ جیل ہمارے ان کامریڈوں سے اٹی ہوئی تھیں جنہیں خارکوف کانفرنس پر چھاپہ مار کر گرفتار کیا گیا تھا۔ حالانکہ آخر الذکر معاملہ کی سرکاری طور پر اجازت دی گئی تھی اور یہ عیستر ماخنو سے طے پانے والے سمجھوتے کا حصہ تھا۔ علاوہ ازیں ساشا نے جوڑ توڑ کر کے بوتر کی جیل میں رسائی حاصل کر لی اور وہاں ہمارے متعدد قیدی کامریڈوں سے بات چیت کی۔ اس کے ہمراہ روسی انارکسٹ یار چک تھا۔ وہ بھی ماسکو کی چیکا کی خفیہ جیل کا پھیرا لگا چکا تھا جہاں اس نے آرن بارن سے گفتگو بھی کی تھی جس نے وہاں پر اسیر کئی انارکسٹوں کی ترجمانی کی تھی۔ اس کے باوجود چیکا کا اصرار تھا کہ ''ماسکو میں کوئی انارکسٹ مقید نہیں ہے۔''

ایک مرتبہ پھر جنازے کے کمیشن کو راست اقدام کرنا پڑا۔ تدفین والے روز صبح میں اس نے الیکزیندرا کرو پوتکن سے کہا کہ وہ ماسکو سویت سے کہہ دے کہ باہمی اعتماد کی اس طرح سرعام خلاف ورزی کی جائے گی کہ دونوں مکت جو سویت اور کمیونسٹ تنظیموں کی جانب سے کرو پوتکن کے تابوت پر رکھی جائیں گی انہیں اسی وقت وہاں سے ہٹا دیا جائے گا اگر لینن کے احکام پر عمل درآمد نہ ہوا۔

ستونوں والا بڑا سا ہال دروازے تک بھرا ہوا تھا حاضرین میں یورپی اور امریکی صحافت کے نمائندے بھی تھے۔ ہمارا پرانا دوست ہنری السبرگ بھی وہیں تھا جو حال ہی میں روس لوٹا تھا۔ ایک اور اخباری نمائندہ آرتھر ریتسم تھا جو مانچسٹر گارجین کی نمائندگی کر رہا تھا۔ وہ سویت کی وعدہ خلافی کو طول و عرض میں طشت از بام کر سکتے تھے کیونکہ دنیا کو ہفتوں سے اس کی تیمارداری اور توجہ کی جانب آگاہ رکھا جا رہا تھا جس سے سویت حکومت پیتر کرو پوتکن کی آخری علالت کے دوران سرفراز کر رہی تھی۔ اس نوعیت کی رسوائی کی تشہیر سے بچنے کے لئے ہر قیمت کم تھی۔ کامینیف نے اس لئے التجا کی اور صمیم قلب سے وعدہ کیا کہ وہ تمام انارکسٹ اسیروں کو بیس منٹ میں رہا کر دے گا۔

جنازے کی روانگی ایک گھنٹے کے لئے موخر کر دی گئی۔ غم گساروں کی عظیم خلقت آسمان تلے ماسکو کی برفباری میں ٹھٹھر رہی تھی۔ سب ہی عظیم آنجہانی استاد کے مقید شاگردوں کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ آخر میں وہ آئے جن کی تعداد صرف سات تھی اور وہ بھی چیکا کی جیل سے۔ ان میں بوتر کی والا کوئی کامریڈ نہ تھا۔ لیکن آخری لمحات میں چیکا نے کمیشن کو یقین دلایا کہ انہیں بھی رہا کر دیا گیا ہے اور وہ ہال کی جانب روانہ ہو چکے ہیں۔

جن اسیروں کو عارضی طور پر رہا کیا گیا تھا انہیں اعزازی تابوت بردار بنا دیا گیا۔ بڑے افتخار اور بوجھل دل سے وہ اپنے محبوب استاد اور کامریڈ کی مٹی اٹھائے وہ ہال سے برآمد ہوئے اور سڑک پر ان کا ایسی خلقت نے استقبال کیا جو باوقار سکوت کی حامل تھی۔ نہتے سپاہی، ملاح، طلباء اور بچے، ہر پیشے کی محنت کشوں کی انجمنیں، کسان اور لاتعداد انارکسٹ ادارے، سب ہی اپنے سرخ و سیاہ پرچم اٹھائے تھے۔ یہ ایک ایسا جم غفیر تھا جو مارے باندھے نہیں آیا تھا اس کی قوت اس کی تنظیم میں تھی جو دو گھنٹے کے طویل راستے میں پھیلا ہوا تھا جو دیوچی قبرستان کو جاتا ہے جو شہر کے مضافات میں واقع ہے۔

تالستائی عجائب گھر پر چوپن بینڈ کے ماتمی جلوس کی دھنوں سے جنازے کا استقبال کیا گیا اور 'پاسنائے پالیانا' کے روشن ضمیروں نے گیت گائے۔ اس کے جواب میں ہمارے کامریڈوں نے اپنے پرچموں کو نگوں کر لیا۔ جوروس کے ایک مرد جلیل کے لئے دوسرے کا خراج تحسین تھا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بوتر کی جیل کے سامنے سے گزرتے ہوئے جلوس دوسری مرتبہ تھما اور ہمارے پرچم بطور علامت ایک مرتبہ پھر سے نگوں ہو کر پیتر پروپوتکن کی طرف سے اپنے باہمت کامریڈوں کو آخری سلام دینے لگے جو سلاخ دار کھڑکیوں کے پیچھے سے ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کہہ رہے تھے۔

وہاں پر کی جانے والی فی البدیہہ تقاریر گہرے دکھ سے لبریز تھیں جو مختلف سیاسی میلانات رکھنے والوں کے نمائندوں نے ہمارے عظیم کامریڈ کی قبر پر کیں۔ جن میں نمایاں خیال یہ تھا کہ پیتر کروپوتکن کی موت سے ہم ایک عظیم اخلاقی قوت سے محروم ہو گئے۔ جس کی ہم پلہ ذات اس سرزمین پر تقریباً عنقا ہے۔

جب سے میں پیتروگراد پہنچی تھی کسی عوامی جگہ پر میری آواز پہلی مرتبہ گونجی۔ میرے لئے یہ بات تعجب خیز حد تک گراں اور کھوکھلی لگی کہ میں کیونکر بتاؤں کہ پیتر میرے لئے کیا تھا۔ اس کی رحلت سے پہنچنے والا غم انقلاب کی ناکامی کے دکھ سے مل کر دوچند ہو چکا تھا جس سے ہم دونوں ہی احتراز نہ کر سکے۔

سورج بتدریج افق میں چھپ رہا تھا اور خون آشام آسمان نے اس تازہ مٹی پر ایک سائبان تان دیا تھا۔ جس جگہ پر اب پیتر کروپوتکن کی آخری آرام گاہ تھی۔

ساتوں لڑکے جنہیں عارضی طور پر رہا کیا گیا تھا انہوں نے ہمارے ساتھ شام گزاری اور رات میں دیر گئے وہ قید خانے واپس چلے گئے۔ ان کی واپسی سے مایوس ہونے کے بعد محافظین نے پھاٹکوں پر قفل چڑھا دیئے تھے اور آرام کرنے جا چکے تھے۔ سچ پوچھئے تو وہ لوگ تمام حفاظتی انتظامات کو روندتے ہوئے وہاں پہنچے تھے اور محافظین یہ دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے کہ انارکسٹ اتنے احمق ہیں کہ محض اپنے کامریڈوں کے عہد کی پاسداری کی خاطر لوٹ آئے۔

بوتر کی جیل کے انارکسٹ قیدی جنازے میں یکسر نہ شریک ہو سکے۔ ویہہ چیکا نے کمیشن کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر انہیں پیشکش کی گئی۔ ہمیں معلوم تھا کہ یہ جھوٹ تھا۔ میں نے پھر بھی فیصلہ کیا کہ مجھے ذاتی طور پر جیل کا پھیرا لگانا چاہئے اور ان کی روداد بھی سننا چاہئے۔ بدقسمتی سے اس میں ایک ناقابل نفرت مرحلہ پڑتا ہے جب آپ کو چیکا سے داخل ہونے کا پروانہ حاصل کرنے کے لئے درخواست دینا ہوتی ہے۔ مجھے چیکا کے افسر اعلیٰ کے نجی دفتر میں لے جایا گیا جو ایک نوجوان نکلا جس کی کمر سے ایک پستول لٹک رہا تھا اور ایک میز پر دھرا تھا۔ وہ مجھ سے کشادہ بانہوں سے ملا اور بڑے جوش میں مجھے ''عزیز کامریڈ'' کہہ کر مخاطب کر رہا تھا۔ اس کا نام بریزؔ تھا۔ جیسا کہ اس نے خود ہی بتایا اور وہ ایک زمانے میں امریکہ میں رہا کرتا تھا۔ وہ ایک انارکسٹ رہ چکا تھا اور اس لئے وہ ''ساشاؔ'' اور مجھے دونوں ہی کو اچھی طرح جانتا تھا اور امریکہ میں ہماری سرگرمیوں سے بھی واقف تھا۔ اسے ہمیں اپنا کامریڈ کہنے میں بڑا فخر تھا۔ بات صاف ہے کہ ان دنوں وہ کمیونسٹوں کے ساتھ تھا، اس نے وضاحت کی کیونکہ اس کی دانست میں موجودہ نظام کی اگلی منزل انارکزم ہوگی۔ اہم چیز تو انقلاب ہوتا ہے اور چونکہ بالشویک اسی کے لئے کام کر رہے ہیں وہ ان سے تعاون کر رہا تھا۔ لیکن کیا میں اب انقلابی نہیں رہی ہوں جو میں نے دست اعانت کی پیشکش کو تھامنے سے انکار کر دیا اور وہ بھی اس کے حامی کا؟

میں نے پوری زندگی میں کبھی بھی کسی جاسوس سے مصافحہ نہیں کیا، میں نے جواب میں کہا اور اس سے تو اور پرہیز کروں گی جو ایک زمانے میں انارکسٹ رہ چکا ہے۔ میں تو جیل میں جانے کے لئے پاس لینے کے لئے آئی ہوں اور میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کیا یہ مل سکے گا۔

چیکا والے کا رنگ سفید پڑ گیا لیکن اس نے اپنے سکون کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ''پاس کی بات تو رہی ایک طرف'' اس نے کہا ''لیکن یہاں ایک چھوٹا سا معاملہ اور ہے جو وضاحت طلب ہے'' اس نے اپنے میز کی دراز میں سے ایک اخباری تراشہ نکالا اور میرے حوالے کر دیا۔ یہ وہی کلیشؔ کا احمقانہ مضمون تھا جسے میں مہینوں پہلے دیکھ چکی تھی۔ یہ مجھ پر لازم تھا کہ میں سویت اخبارات میں اس بیان کی تردید کرتی، بریزؔ نے کہا۔ میں نے جواب دیا، عرصہ ہوا میں اپنے امریکی دوستوں کو اپنے موقف سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آگاہ کر چکی ہوں اور اس بابت میں اب مزید کچھ اور نہیں کرنا چاہتی۔ میرا انکار اپنے ہی خلاف چلا جائے گا۔ چیکا والے نے تبصرہ کیا۔ بطور سرکاری اہلکار وہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ میں چوکس کر دوں۔ ''کیا یہ دھمکی ہے؟'' ''ابھی تک نہیں۔'' وہ بڑبڑایا۔

وہ کھڑا ہوا اور کمرے سے نکل گیا۔ میں اس کا آدھ گھنٹے تک انتظار کرتی رہی اور حیران ہوتی رہی کہ میں قیدی بن چکی ہوں۔ روس میں سب ہی کی باری آتی ہے، میری باری بھی آنا چاہئے۔ میں دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی اسی وقت بڑھتے قدموں کی چاپ سنائی دی اور دروازہ جھٹکے سے کھلا۔ ایک عمر رسیدہ شخص جو چیکا کا کارکن لگتا تھا اس نے مجھے کاغذ کا ایک پرزہ تھما دیا جس میں میرے لئے بوتر کی جیل میں داخلے کی اجازت تھی۔

بہت سے مقید کامریڈوں میں سے کئی ایسے تھے جن سے میں امریکہ سے واقف تھی۔ فانیا اور آرن بارن، وولن اور دیگر کئی جو امریکہ میں سرگرم رہ چکے تھے، روسی بھی تھے جو ناہات تنظیم کے رکن تھے جن سے میں خاکوف میں مل چکی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ویہہ چیکا کا نمائندہ ان سے ملنے آیا تھا جس نے یہ پیشکش کی تھی کہ ان میں سے کئی کو فرداً فرداً رہا کیا جا سکتا ہے لیکن بطور گروہ نہیں جیسا کہ جنازے کے کمیشن سے طے پایا تھا۔ ہمارے کامریڈوں نے سمجھوتے کی خلاف ورزی کے خیال کو مسترد کر دیا اور اس پر اڑے رہے کہ یا تو وہ ایک تنظیم کی صورت میں جنازے میں شریک ہوں گے یا نہ ہوں گے۔ مذکورہ شخص نے ان سے کہا کہ وہ ان کے مطالبے کو اپنے افسر بالا سے بیان کر دے گا اور پھر جلد ہی وہ حتمی فیصلے کے ساتھ واپس آتا ہے۔ لیکن وہ نہ لوٹا۔ کامریڈوں نے بتایا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ انہوں نے جیل کے اپنے حصے کی راہداری میں کروپوتکن کے لئے یادگاری جلسہ منعقد کیا تھا۔ اور موقع کے شایان شان مناسب تقاریر ہوئیں اور انقلابی نغمے گائے گئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انہوں نے دیگر سیاسی کارکنوں سے مل کر جیل کو ایک مقبول یونیورسٹی میں بدل ڈالا۔ وولن کا یہ کہنا تھا۔ ہم لوگ سماجی علوم، سیاسی معاشیات، سماجیات اور ادب کی کلاسیں چلا رہے تھے اور وہ لوگ عام قیدیوں کو لکھنا پڑھنا بھی سکھا رہے تھے۔ وہ لوگ جتنی زیادہ آزادی سے لطف اندوز ہو رہے تھے ہم باہر والے اس پر رشک کر سکتے تھے۔ انہوں نے مذاقاً کہا۔ لیکن انہیں اندیشہ تھا کہ ان کی ارضی جنت زیادہ دن نہ چلے گی۔

صوفیہ کروپوتکن جس کی زندگی پیتر اور اس کے کام کے گرد گھومتی تھی، یوں اس کی موت نے اسے پارہ پارہ کر دیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میرے لئے اس کے بغیر جینا ممکن نہیں ہے اگر میں اپنی باقی ماندہ زندگی اس کی یادوں کو دوام بخشنے میں نہیں صرف کرتی۔ اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ پیتر کروپوتکن کے نام سے ایک عجائب گھر کیوں نہ قائم کیا جائے جو ایک شایان شان یادگار ہوگی اور اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس وقت تک ماسکو میں قیام کروں جب تک منصوبہ عملی جامہ نہیں پہن لیتا۔ میں نے بھی اس سے اتفاق کیا کہ اس کا منصوبہ پیتر کے لئے ایک مناسب یادگار ہوگا اگرچہ میرے نزدیک اس کے لئے روس ان دنوں مناسب مقام نہ تھا۔ اس کام کی تکمیل میں حکومت سے مستقل بھیک مانگنا پڑے گی اور یہ شعار کسی صورت میں بھی پیتر کے نظریات اور خواہشات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ لیکن صوفیہ کے خیال میں تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے عجائب خانے کے لئے روس ہی منطقی خطہ ہے۔ پیتر اپنی جائے پیدائش سے محبت کرتا تھا اور بالشویک آمریت کے باوجود اسے اپنے لوگوں پر گہرا اعتماد تھا۔ اس نے بارہا اسے بتایا تھا کہ اگرچہ حالات دلفگار ہیں اس کے باوجود وہ اپنی باقی زندگی یہیں بسر کرے گا۔ وہ خود بھی روس پر فدا تھی اور چونکہ اب پیتر اس دھرتی پر محو آرام ہے اس لئے یہ سرزمیں اس کے لئے دگنی مقدس ہو چکی ہے۔

اس کا خیال تھا کہ عجائب گھر بنوانے کی کمیٹی میں چونکہ ساشا اور میں بھی شامل ہوں اس لئے ہمیں امریکہ سے خاطر خواہ حمایت ملے گی اور یوں ہمیں سویت سے بہت معمولی سی امداد مانگنا پڑے گی۔ کروپوتکن کے جنازے کے کمیشن کے ارکان نے صوفیہ کے منصوبے کی حمایت کر دی۔ انہوں نے کہا کہ آمریت کی نوعیت چاہے جیسی ہو یہ حقیقت اٹل ہے کہ انقلاب روس میں آیا ہے اور یہی ملک وہ مقام ہے جہاں کروپوتکن کا عجائب گھر قائم ہونا چاہئے۔

پیتر کروپوتکن کے جنازے کے کمیشن کو تنظیم نو کے ذریعے یادگاری کمیٹی بنا دیا گیا جس کی چیئر پرسن صوفیہ بن گئی، ساشا جنرل سیکریٹری اور مجھے مینجر مقرر کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ جب صوفیہ دیمتروف چلی جایا کرے گی تو میں اس کی نیابت بھی کروں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

گی۔اس تنظیم نے جو کئی انارکسٹ گروہوں کے نمائندوں پر مشتمل تھی' نے فیصلہ کیا کہ ماسکو سویت سے درخواست کی جائے کہ کرو پوتکن خاندان کے قدیم آبائی گھر کو عجائب خانہ بنانے کی اجازت دی جائے اور اس کی فرمائش کی جائے کہ دیمتروف کی کٹیا کو بھی پیتر کی بیوہ کی رہائش کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

میں ساشا کے ساتھ پیتروگراد چلی گئی تا کہ انقلاب کے عجائب گھر سے سبکدوشی حاصل کر لوں۔ہم دونوں کو اس بات کا گہرا افسوس تھا کہ اس کے عملے کے ارکان سے سرگرم رفاقت ختم کر رہے تھے جن کے ہم سے اچھے تعلقات تھے اور ان کا رویہ بہت عمدہ رہا لیکن اسپارٹ کا فیصلہ ناقابل تنسیخ تھا اور وہ میوزیم کی مہموں پر ایک سیاسی کیسار سوار کرنا چاہتے تھے۔نہ ساشا اور نہ ہی میں ان حالات کے تابع رہ کر کام کرنا چاہتے تھے۔علاوہ ازیں ہماری دانست میں پیتر کرو پوتکن کا عجائب گھر پیتر گراد کے عجائب خانے سے کہیں زیادہ اہمیت کا حامل تھا اور اس کام میں ہم پہلے ہی لگ چکے تھے اور ابتدائی کام کا آغاز کر چکے تھے۔ماسکو میں ہماری فوری موجودگی درکار تھی اور ہمیں وہیں قیام بھی کرنا تھا۔الیکز اندرا کرو پوتکن یورپ روانہ ہو رہی تھی اور صوفیہ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ 'لے اونسکی پیرے اولوک' علاقے میں واقع ایک اپارٹمنٹ میں جو ان کے زیر استعمال تھا اس کے دونوں کمرے ہم استعمال کر سکتے ہیں۔ہم کم از کم دیگر غیر سرکاری آبادی کی طرح قیام کر سکیں گے۔

عمر کے ابتدائی برسوں میں ہڑتالوں کا خیال میرے لئے بہت پریشانیوں کا باعث ہوتا تھا۔لوگ مجھے بتا چکے تھے کہ اس نوعیت کی کسی معمولی سی بھی کوشش کو کچل ڈالا جاتا تھا اور شرکاء کو جیل میں ڈال دیا جاتا۔مجھے اس پر اعتبار ہی نہ آتا اور ایسے ہی دوسرے قضیوں کی طرح معلومات حاصل کرنے کے لئے میں زورن سے رابطہ کرتی ''پرولتاریوں کی آمریت تلے ہڑتالیں!'' چہ خوب ''یہاں ایسی کوئی چیز نہیں ہوتی۔'' اس نے مجھے لتاڑ دیا کہ میرے ذہن میں ایسے افسانے کیوں کلبلانے لگتے ہیں۔کس کے خلاف' سوچو کارکن کیا سویت روس کے خلاف ہڑتال کریں،اس کا استدلال یہ تھا۔یعنی اپنے ہی خلاف؟ وہ تو اپنے ملک کے مالک ہیں،سیاسی اور صنعتی دونوں معاملات میں۔یہ بھی صحیح ہے کہ محنت کشوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو طبقاتی اونچ نیچ کا ابھی تک شعور نہیں رکھتے اور اپنے مفادات سے آگاہ نہیں ہیں۔ان میں کچھ غیر مطمئن لوگ بھی تھے لیکن یہ ایسے عناصر تھے جنہیں شکورنکی (چماروں) نے ورغلا دیا تھا اور چند مفاد پرست اور انقلاب کے دشمن بھی تھے۔ان میں اگھوری اور طفیلی کیڑوں والی صفات کے لوگ بھی تھے جو ناسمجھ لوگوں کو بالارادہ گمراہ کر رہے تھے۔یہ سب کے سب بدترین قسم کے دہشت گرد تھے اور کسی حال میں انقلاب دشمنوں سے کم نہ تھے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ سویت ارباب اختیار کو اس قماش کے لوگوں سے ملک کو بچانا پڑا۔جن میں سے اکثریت اب جیل میں ہے۔

اپنے مشاہدے اور تجربے سے تب جا کر مجھے پتہ چلا کہ سویت تعزیرات کے تحت،دہشت گرد،انقلاب دشمن اور راہزن تخریب کار شمار ہوتے ہیں جو ایک حقیر اقلیت ہیں۔اسیر آبادی کی اکثریت سماجی بدعتیوں پر مشتمل ہے جو کمیونسٹ کلیسا کے خلاف گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے تھے۔کیونکہ کوئی بھی جرم اس سے بڑھ کر سنگین نہ ہو سکتا تھا کہ کوئی پارٹی کے سیاسی نظریات سے اختلافی خیالات رکھے اور بالشویزم کی خرابیوں اور جرائم کے خلاف احتجاجی صدا بلند کرے۔میں نے یہ بھی تحقیق کر لیا کہ قیدیوں میں زیادہ تعداد سیاسی اسیروں کی تھی اور ایسے کسانوں اور کارکنوں پر مشتمل تھی جو اچھے سلوک اور حالات کار کا مطالبہ کرتے تھے۔یہ حقائق اگرچہ بڑی سختی سے عوام سے اوجھل رکھے جاتے اس کے باوجود اس سے سب ہی باخبر تھے جیسی کہ بہت سی چیزیں سویت کے پردے میں خفیہ طریقوں سے جاری تھیں۔ممنوع اطلاعات کس طرح فاش ہو جاتیں یہ ایک سربستہ راز تھا۔لیکن یہ فاش ہو کر رہتیں اور یہ جنگل کی آگ کی طرح پھیل جاتیں۔

پیتروگراد واپسی کے چوبیس گھنٹوں کے اندر ہی اندر ہمیں معلوم ہوا کہ شہر عدم اطمینان اور ہڑتال کی چہ میگوئیوں میں ابل رہا ہے۔اس کا سبب شدید سردی کی وجہ سے مصائب میں اضافہ اور جزوی طور پر سویت والوں کی فوری فائدوں پر نظر رکھنے والی علت تھی۔بھاری برفیلے طوفان نے شہر میں موجود غذائی اور ایندھن کی گھٹتی رسد میں مزید تاخیر کر دی۔اس کے علاوہ پیتروگراد سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ایک اور حماقت یہ سرزد ہوئی کہ انہوں نے کئی فیکٹریوں کو بند کر دیا اور اس کے ملازمین کو ملنے والے راشن میں تخفیف کر کے آدھا کر دیا۔ اسی زمانے میں یہ خبر سب کو مل گئی کہ پارٹی کے ارکان کے لئے دکانوں پر کپڑوں جوتوں کی تازہ رسد پہنچی ہے جبکہ باقی ماندہ حرماں نصیب پھٹیچر حال اور ننگے پاؤں ہیں۔ ستم بالائے ستم ارباب اختیار نے کارکنوں کے جلسے پر پابندی عائد کر دی جو اصلاح احوال اور مشاورت کے لئے طلب کیا گیا تھا۔

پیتروگراد کے غیر کمیونسٹ عناصر میں یہ مشترک احساس موجود تھا کہ صورتحال بہت سنگین ہے۔ فضا نہایت کشیدہ تھی اور دھماکہ خیز نقطے پر پہنچ چکی تھی۔ قدرتی بات تھی کہ ہم نے شہر میں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا۔ ایسا نہ تھا کہ ہم منڈلاتے ہوئے خطرے کو ٹال سکتے تھے اس کی ہمیں توقع نہ تھی بلکہ ہم چاہتے تھے کہ بہ آسانی دستیاب ہوں تا کہ اڑے وقت لوگوں کی مدد کر سکیں۔

کسی کی توقع سے پہلے ہی طوفان پھٹ پڑا۔ اس کا آغاز تروبتسکوے کے کارخانے کے کاریگروں کی ہڑتال سے ہوا۔ ان کے مطالبات ادنیٰ سے تھے کہ ان کے غذائی راشن میں اضافہ کیا جائے جس کا ان سے بہت دن پہلے وعدہ کیا گیا تھا اور جوتے بھی فی الفور مہیا کئے جائیں۔ پیتروسویت نے ان سے اس وقت تک مذاکرات کرنے سے انکار کر دیا جب تک وہ کام پر نہیں لوٹ آتے۔ مسلح کروسانتے (رنگروٹ) کے دستے جن میں زیر تربیت نوجوان کمیونسٹ تھے انہیں بھیجا گیا تا کہ مل کے چاروں طرف جمع ہونے والے کارکنوں کو منتشر کر دیں۔ رنگروٹوں نے ہجوم کو ڈرانے کی غرض سے ہوا میں فائر کر دیئے مگر خوش قسمتی سے محنت کش نہتے آئے تھے اس لئے کوئی خون خرابہ نہ ہوا۔ ہڑتالیوں نے کہیں زیادہ طاقتور حربہ اختیار کر لیا یعنی خون پسینہ ایک کرنے والوں کی یکجہتی اور نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ پانچ اور فیکٹریوں کے ملازمین نے اپنے اوزار رکھ دیئے اور ہڑتالی تحریک میں شامل ہو گئے۔ وہ گلیر نایا گودیوں، بحریہ کی نظارت کی دکانوں سے، پاترونی ملز اور بالتسکی اور لافرم فیکٹریوں سے آدمی جھاڑ کر آ گئے۔ سڑک پر ہونے والے ان کے مظاہرے کو سپاہیوں نے آناً فاناً منتشر کر دیا۔ مجھے یوں لگا جیسے ہڑتالیوں سے کامریڈ سمجھ کر نہیں نمٹا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ کٹر کمیونسٹ لیزا زورن نے بھی ان حربوں پر ناخوش ہو کر احتجاج کر دیا۔ لیزا اور مجھ میں ایک عرصے سے اختلاف کی خلیج پیدا ہو چکی تھی اس لئے مجھے بہت حیرانی ہوئی کہ اس نے ضمیر کی بے چینی سے مغلوب ہو کر مجھ سے دل ہلکا کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ وہ اس پر کبھی یقین نہ کرتی کہ سرخ فوج کارکنوں پر ٹوٹ پڑے گی، جس پر اس نے احتجاج کیا۔ چند عورتیں تو یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو گئیں اور دیگر چیخنے چلانے لگیں۔ ایک عورت جو اس کے پہلو میں کھڑی تھی اس نے غالباً اسے پہچان لیا کہ یہ پارٹی کی سرگرم رکن ہے جس پر اس نے اسے ظلم و بربریت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ وہ لیزا کی طرف کالکا کی طرح بڑھی اور اس کے منہ پر نہ جانے کیا مار دیا جس سے وہ لہولہان ہو گئی۔ اگرچہ اس ضرب سے وہ ہل سی گئی' پیاری بوڑھی لیزا جو مجھے ہمیشہ میری جذباتیت پر ستایا کرتی تھی اس نے حملہ آور سے کہا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بدحواس حملہ آور عورت کی خاطر جمع کے لئے میں نے اس سے التجا کی کہ میں اسے گھر پہنچا آؤں۔ لیزا نے بیان کیا۔ ''اس کا گھر.....ایک خوفناک غار تھا جس کے متعلق میں سمجھتی تھی کہ ہمارے ملک میں اب ایسی جگہ نہیں ہوتیں۔ ایک تاریک کمرہ، سرد اور اجڑا جس میں عورت اس کا شوہر اور اس کے چھ بچے رہتے تھے۔ اسے سوچ کر میں محسوس کرتی ہوں جیسے میں آسٹوریا میں مقیم ہوں!'' وہ روہانسی ہو گئی۔ اسے اندازہ تھا کہ یہ اس کی پارٹی کی غلطی نہ تھی کہ سویت روس میں ایسے بھیانک حالات موجود ہیں۔ وہ کہے جا رہی تھی اور نہ ہی یہ سب کچھ کمیونسٹوں کی ضد تھی جو اس ہڑتال کا سبب تھی۔ حالت محاصرہ اور محنت کشوں کی ریپبلک کے خلاف سامراجی دنیا کی سازشیں اس غربت اور مصائب کی ذمہ دار ہیں۔ اس کے باوجود وہ اپنے آرام دہ گھر میں پھر بھی بے چین ہی رہے گی اس مصیبت کی ماری عورت کا کمرہ اور برف سے گلے بچے اس کی آنکھوں کے آگے گھومتے رہتے، بے چاری لیزا! وہ وفادار اور مخلص تھی اور کھرے کردار کی شخصیت تھی۔ لیکن سیاسی فہم و فراست میں نابینا!

تھوڑی سی روٹی اور ایندھن کا مطالبہ بھڑک کر سیاسی مطالبات میں ڈھل گیا اور یہ سب اختیارات کے بے جا استعمال اور سنگدلی کا شاخسانہ تھا۔ ایک دیوار پر ایک منشور چسپاں پایا گیا نہ جانے اسے کون لگا گیا تھا جو مطالبہ کر رہا تھا کہ ''حکومت کی تمام

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پالیسیوں میں تبدیلیاں لائی جائیں۔'' اس میں یہ اعلان بھی درج تھا ''سب سے پہلے کارکنوں اور کسانوں کو آزاد کرنے کی ضرورت ہے۔'' ہر روز صورتحال مزید کشیدہ ہونے لگی اور عمارتوں کے در و دیوار پر پائی جانے والی تحریروں کے ذریعے نئے نئے مطالبات ہونے لگے۔ آخر میں 'اچرید لکا' (اساسی) کی دہائی دی جانے لگی جو آئین ساز اسمبلی رہ چکی تھی اور حکومتی پارٹی جس کی سخت مذمت کرتی تھی۔

مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور کارکنوں کو کام پر واپس آنے کا حکم دیا گیا ورنہ انہیں راشن سے محروم ہونا پڑے گا۔ اس دھمکی کا کوئی اثر نہ ہوا جس پر متعدد انجمنوں کو تحلیل کر دیا گیا۔ ان کے عہدیداروں اور زیادہ سرکش ہڑتالیوں کو جیل میں ڈال دیا گیا۔

ہم بڑی بے بسی سے لوگوں کے غول کو چیکا اور فوجی سپاہیوں کے نرغے میں اپنی کھڑکیوں میں سے گزرتے ہوئے دیکھے رہتے۔ اس امید میں کہ کسی طرح سویت رہنماؤں کو ان کی غلطی اور غلط تدبیری کا احساس دلایا جائے۔ ساشا نے زینوویف سے ملنے کے لئے تلاش کرنا شروع کر دیا۔ جبکہ میں مام راوچ، زورن اور زپیروچ کی تلاش میں نکل پڑی جو پیتروگراد کی تجارتی انجمنوں کی سویت کا سربراہ تھا۔ لیکن ان سب نے ہم سے اس بہانے ملنے سے انکار کر دیا کہ وہ اپنے شہر کو انقلاب دشمنوں کی سازشوں سے بچانے میں مصروف ہیں جو منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے تیار کی تھی۔ یہ نسخہ تین سال کے کثرت استعمال سے کھوکھلا ہو چکا تھا لیکن اس سے اب بھی کمیونسٹوں کے اعلیٰ اور ادنیٰ عہدیداروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا کام لیا جا رہا تھا۔

تمام کڑے انتظامات کے باوجود ہڑتال پھیلتی جا رہی تھی۔ گرفتاری پر گرفتاریاں ہو رہی تھیں، لیکن جس احمقانہ انداز میں ارباب اختیار حالات سے نمٹ رہے تھے اس سے ناپسندیدہ عناصر کو شہ مل رہی تھی۔ انقلاب مخالف اور یہودی کش اعلانات نمودار ہونے لگے۔ ہڑتالیوں کو فوج کے ذریعے کچلنے اور چیکا کی سفاکی کی بدترین افواہیں شہر بھر میں بچے بچے کی زبان پر تھیں۔

کارکن اڑے ہوئے تھے مگر یہ بات صاف لگ رہی تھی کہ انہیں فاقہ کشی جلد ہی اطاعت پر مجبور کر دے گی۔ وہاں کوئی وسیلہ نہ تھا جس سے عوام ہڑتالیوں کی مدد کرتے اگر وہ انہیں کچھ دینا بھی چاہتے۔ صنعتی علاقے کی جانب جانے والے تمام راستے فوجوں کی کثیر تعداد میں تعیناتی سے مسدود ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ شہری آبادی بھی خوفناک قلت کا شکار ہو چکی تھی۔ ہم جو تھوڑی سی اشیائے خوردنی اور کپڑے جمع کر سکے وہ صحرا میں پانی کے قطرے کے برابر تھی۔ ہمیں اندازہ ہو چکا تھا کہ کارکنوں کے مقابلے میں آمریت کا پلہ اتنا بھاری تھا جس سے ہڑتالیوں کا دیر تک ثابت قدم رہنا دشوار تھا۔

اس کشیدہ اور مایوس کن صورتحال میں ناگاہ ایک ایسا عنصر داخل ہو گیا جس سے سمجھوتے کی امید بندھ گئی۔ یہ کرونشتاد کے ملاح تھے۔ انہوں نے انقلابی روایات اور محنت کشوں سے یکجہتی کے معاملے میں اسی وفاداری کا مظاہرہ کیا جو وہ ۱۹۰۶ء کے انقلاب میں دکھا چکے تھے اور بعد میں مارچ اور اکتوبر ۱۹۱۷ء کے تلاطم میں۔ اس مرتبہ وہ پھر مقابلے کے لئے نکل آئے اور پیتروگراد کے محصور اور ہراساں پرولتاریوں کی مدد کو آ گئے۔ وہ یہ سب کچھ بے سوچے سمجھے نہیں کر رہے تھے۔ خاموشی سے اور بیرونی عناصر کو کانوں کان خبر ہوئے بغیر انہوں نے ایک کمیٹی روانہ کی تاکہ ہڑتالیوں کے مطالبوں کی تحقیقات کریں۔ ان کی دی ہوئی رپورٹ نے جنگی جہازوں پیتروپالوسک اور سیواستوپل کے ملاحوں کو اکسایا اور انہوں نے اپنے ہڑتالی کارکن برادران کے مطالبات کے حق میں ایک قرارداد منظور کی۔ انہوں نے انقلاب اور سوویتوں سے اپنی وابستگی کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ وہ کمیونسٹ پارٹی کے وفادار ہیں۔ تاہم انہوں نے کئی کمیساروں کی من مانی روش پر احتجاج کیا اور اس پر زور دیا کہ کارکنوں کے منظم اداروں کو مزید حق خودارادیت کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید مطالبہ کیا کہ مزدور تنظیموں اور کسان تنظیموں کو جلسہ کرنے کی آزادی ہونی چاہئے اور تمام محنت کشوں اور سیاسی قیدیوں کو سویت بندی خانوں اور مراکز اسیران سے رہا کیا جائے۔

ان دستوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بالٹک بیڑے کا پہلا اور دوسرا اسکواڈرن جو کرونشتاد میں لنگر انداز تھا اس نے یکم مارچ کو ایک میدان میں جلسہ عام کیا جس میں سولہ ہزار ملاح اور سرخ فوج کی سپاہ اور کرونشتاد کے محنت کش جمع ہوئے اور تین ووٹوں کے استثنیٰ سے اس سے ملتی جلتی قراردادیں منظور کیں۔ اختلاف کرنے والوں میں وسیلیف جو کرونشتاد سویت کا صدر تھا جو اس عظیم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جلسے کا صدر بھی تھا، کزمین جو بالٹک بیڑے کا کمیسار تھا اور کلی نن جو وفاقی سوشلسٹ سویت ریپبلک کا صدر تھا۔

دو انارکسٹ جنہوں نے اس جلسے میں شرکت کی تھی لوٹے اور ہمیں اس جلسے میں پائے جانے والے نظم وضبط، جوش وخروش اور روح پرور ماحول کے متعلق بتایا۔ اکتوبر کے ابتدائی دنوں کے بعد انہوں نے یکجہتی اور ولولہ خیز ہم آہنگی کا ایسا بے ساختہ مظاہرہ نہ دیکھا تھا۔ کاش آپ لوگ بھی وہاں ہوتے، اس کا انہیں افسوس تھا۔ ساشا کی موجودگی جس کے لئے انہوں نے کیسا جرأت آمیز موقف اختیار کیا تھا جب ۱۹۱۷ء میں اسے کیلیفورنیا میں موت کی سزا کا سامنا تھا اور میرے لئے جس سے وہ میری شہرت کی بنا پر واقف تھے، ان کے بقول اس طرح قرارداد کی وقعت میں اضافہ ہو جاتا۔ ہمارا بھی یہی خیال تھا کہ اس میں شرکت ہمارے لئے بھی ایک شاندار تجربہ ہوتا جب ہم سویت سرزمین پر ایک ایسے عظیم جلسے میں شریک ہوتے جسے مشینوں کی حکومت نے نہیں طلب کیا تھا۔ گورکی نے عرصہ ہوا یہ بات مجھے سمجھائی تھی کہ بالٹک بیڑے کے لوگ پیدائشی انارکسٹ ہیں اور میرا صحیح مقام وہیں ہے۔ میری بھی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ کرونشاد جا کر ملاحوں سے ملوں اور باتیں کروں لیکن میں یہ محسوس کرتی تھی کہ چونکہ میری ذہنی حالت بے چین اور ابتری کا شکار ہے اس لئے میں انہیں کوئی تعمیری شے نہ دے سکوں گی۔ لیکن اب میں ضرور جاؤں گی اور ان میں اپنا سنگھاسن سنبھالوں گی۔ اگرچہ مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ اس پر بالشویک بہت ہاؤ ہو کریں گے کہ میں ملاحوں کو حکومت وقت کے خلاف بھڑکا رہی ہوں۔ ساشا کا کہنا تھا کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ کمیونسٹ کیا کہتے ہیں۔ وہ ملاحوں میں شامل ہو کر پیتروگراد کے ہڑتالی کارکنوں کی طرف سے احتجاج کرے گا۔

ہمارے کامریڈوں کو یقین تھا کہ کرونشاد کے لوگوں کا ہڑتالیوں سے اظہار ہمدردی کسی صورت میں سویت دشمنی نہیں سمجھا جاسکتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ملاحوں کی نیت اور ان کے جلسہ عام میں منظور ہونے والی قرارداد حرف بہ حرف سویت مفاد میں تھیں۔ وہ فاقہ کش ہڑتالیوں کے خلاف پیتروگراد کے ارباب اختیار کے آمرانہ رویوں کے سخت مخالف ہیں اور کسی بھی مرحلے پر وہاں کے اجتماعات نے کمیونسٹوں کے خلاف کسی بھی قسم کی مخالفت نہیں ظاہر کی۔ امر واقع یہ ہے کہ یہ عظیم الشان جلسہ کرونشاد سویت کے بینر تلے منعقد ہوا تھا۔ ملاحوں نے اپنی وفاداری ظاہر کرنے کے لئے شہر میں کلی نن کی آمد پر اس کا استقبال ڈھول تاشوں اور گا بجا کر کیا تھا اور اس کی گفتگو احترام اور توجہ سے سنی گئی۔ یہاں تک کہ جب کلی نن نے ملاحوں کو لتاڑا اور ان کی قرارداد کی مذمت کی تب بھی کلی نن کو لوگ اسٹیشن تک چھوڑنے گئے اور نہایت دوستانہ انداز میں رخصت کیا، یہ ہمارے راویوں کا بیان تھا۔

ہم تک یہ افواہ پہنچی کہ بیڑے کے عملے کے تین سو افراد جو بطور مندوب کہیں جمع تھے اور ان کے ساتھ قلعے کی فوج بھی تھی وہیں پر سویت تجارتی یونین کزمین اور واسیلیف کو ملاحوں نے گرفتار کر لیا۔ ہم نے اپنے کامریڈوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ دو افراد کو حراست میں لے لیا گیا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ کارروائی کے دوران میں کزمین نے ملاحوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ وہ غدار ہیں اور پیتروگراد کی ہڑتال (شکونکی) چماروں کی ہے۔ اور یہ بھی اعلان کیا کہ کمیونسٹ پارٹی ''ان سے اس وقت تک جنگ کرے گی جب تک انقلاب مخالف ختم نہیں ہو جاتے۔'' مندوبین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ کزمین نے احکام جاری کر دیئے تھے کہ کرونشاد سے خوراک اور گولہ بارود کے ذخائر ہٹا دیئے جائیں جس سے شہر فاقوں مر جاتا۔ اس لئے ملاحوں اور کرونشاد قلعے کی فوج کو بطور حفظ ماتقدم یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ کزمین اور واسیلیف کو حراست میں لے لیا جائے تا کہ ذخیرہ شہر سے نہ ہٹایا جائے۔ لیکن اس سے یہ کہاں اشارہ ملتا ہے کہ لوگ کسی بغاوت پر آمادہ ہیں یا پھر لوگوں کا کمیونسٹوں کی انقلابی دیانتداری پر سے اعتماد اٹھ چکا تھا۔ اس کے برعکس کمیونسٹ مندوبوں کو جلسے میں باقی ماندہ لوگوں کے مساوی بولنے کا موقع دیا گیا۔ ان کا حکومت پر اعتماد کا مزید ثبوت یوں ملتا ہے کہ انہوں نے تیس افراد پر مشتمل ایک وفد بھیجا تا کہ وہ پیتروسویت سے ملے تا کہ ہڑتال کا کوئی دوستانہ حل نکل آئے۔

ہم کرونشاد کے ملاحوں اور سپاہیوں کے اس شاندار اظہار یکجہتی پر فرحاں و نازاں تھے جو انہوں نے اپنے پیتروگراد کے بھائیوں کے لئے کیا تھا اور ہمیں امید تھی کہ اس تکلیف دہ صورتحال کا ملاحوں کی توجہ کے طفیل بسرعت خاتمہ ہو جائے گا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

صد افسوس، ہمیں کرونشتاد میں ہونے والی کارروائی کی روداد ملنے کے ایک گھنٹے کے اندر ہی ہماری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ایک فرمان جس پر لینن اور ترا تسکی کے دستخط ثبت تھے پیتروگراد میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ کرونشتاد کے اڈے نے سویت حکومت کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور ملاحوں کی یہ کہہ کر مذمت کی گئی ''یہ سابق زاروں کے جنرلوں کے آلہ کار ہیں جو سوشلسٹ، انقلابی باغیوں سے مل کر پرولتاری ریپبلک کے خلاف جوابی انقلاب برپا کرنے کی سازش کر چکے ہیں۔''

''یہ تو گاڑی کے پیچھے گھوڑا جوتنے کے مترادف ہے! یہ تو محض دیوانہ پن ہے!'' ساشا نے فرمان کی نقل پڑھتے ہی چیخ ماری۔ ''لگتا ہے لینن اور ترا تسکی کو کسی نے لازماً گمراہ کیا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ملاحوں کو جوابی انقلاب کا مرتکب سمجھ لیں۔ جنگی جہازوں پیتروپاولوسک اور سیواستوپل کا عملہ بالخصوص بالشویکوں کا اکتوبر اور اس کے بعد سے مخلص حامی چلا آ رہا ہے۔'' اور کیا ترا تسکی کو اپنا ہی قول یاد نہ رہا کہ ''وہ انقلاب کے لئے پھول اور افتخار سے کم نہیں۔''

ہمیں فوراً ماسکو روانہ ہو جانا چاہئے۔ ساشا نے کہا۔ یہ لازم ہے کہ ہم لینن اور ترا تسکی سے ملیں اور انہیں سمجھائیں کہ یہ ایک بھیانک غلط فہمی ہے ایک ایسی فاش غلطی ہے جو انقلاب کے لئے بھی مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ ساشا کے لئے نہایت دشوار تھا کہ وہ ان لوگوں کی انقلابی دیانتداری پر سے اپنا اعتقاد ختم کر دے جو دنیا بھر کے پرولتاریوں کی نظر میں دیوتا سے کم نہ تھے۔ میں اس سے متفق تھی کہ لینن اور ترا تسکی کو زینوویف نے گمراہ کر دیا ہو جو راتوں کو کریملن فون کرتا رہتا تھا اور کرونشتاد کے متعلق تفصیلات دیا کرتا تھا۔ زینوویف کی جرأت بیان کی دوستوں کے حلقے میں بھی کوئی اچھی شہرت نہ تھی۔ وہ پیتروگراد کے محنت کشوں میں نمودار ہونے والی ہلکی سی بے چینی سے ہی بدحواس ہو گیا تھا۔ جب اسے پتہ چلا کہ مقامی چھاؤنی کے دستوں نے ہڑتالیوں سے ہمدردی کا اظہار کر دیا ہے تو اس کے اوسان خطا ہو گئے اور اس نے احکام جاری کر دیئے کہ آسٹوریا پر اس کی حفاظت کے لئے مشین گن نصب کر دی جائے۔ کرونشتاد کے موقف نے اس کے دل میں دہشت بٹھا دی اور بدحواسی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے ماسکو کو تابڑ توڑ اناپ شناپ خبروں سے ہلا ڈالا۔ مجھے یہ سب کچھ معلوم تھا اور ساشا بھی سمجھتا تھا لیکن مجھے یہ ماننے میں تکلف تھا کہ لینن اور ترا تسکی کرونشتاد کے لوگوں کو انقلاب مخالف سمجھیں گے جو سفید جنرلوں سے تعاون کر سکتے ہیں جیسا کہ لینن کے فرمان میں الزام دیا گیا تھا۔

پیتروگراد صوبے پر غیر معمولی مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور محض خصوصی طور پر اجازت یافتہ اہلکار شہر چھوڑ سکتے تھے۔ بالشویک اخبارات نے کرونشتاد کے خلاف بہتان طرازی اور سب و شتم کا محاذ کھول دیا اور گلا پھاڑ پھاڑ کر چلانے لگے کہ ملاحوں، سپاہیوں اور ''زار کے جنرل کوزلوسکی'' کا ایک ہی مقصد ہے اور یہ بھی اعلان کر دیا گیا کہ کرونشتاد کے لوگ قانون دشمن ہیں۔ ساشا کو یہ احساس ستانے لگا کہ حالات اس بات سے زیادہ سنگین ہیں کہ لینن اور ترا تسکی کو بہکایا گیا تھا۔ آخر الذکر پیترو۔ سویت کے خصوصی اجلاس میں شرکت کرنے والا تھا جہاں پر کرونشتاد کے انجام کا فیصلہ ہونا تھا۔ ہم نے وہاں موجود رہنے کا فیصلہ کر لیا۔

یہ میرے لئے پہلا موقع تھا کہ میں ترا تسکی کو روس میں سن رہی تھی۔ یہ ہمارے لئے ممکن تھا کہ ہم اسے نیویارک سے رخصت ہوتے وقت ادا کئے جانے والے کلمات یاد کرا دیں۔ مجھے خیال آیا۔ اس نے جو توقع ظاہر کی تھی کہ ہم جلد ہی روس پہنچ کر اس عظیم کام کی تکمیل میں ہاتھ بٹائیں گے جو زارازم کے خاتمے سے ممکن ہوا ہے۔ ہم اسے قائل کریں گے کہ ہمیں رفیقانہ جذبے کے تحت مل جل کر کرونشتاد کی گتھی کو سلجھانا ہو گا۔ ہمیں اپنا وقت اور توانائی بلکہ اپنی زندگیاں بھی کمیونسٹ پارٹی کو درپیش انقلاب کی سنگین تر آزمائش کی گھڑی میں تج کر دینا چاہئیں۔

بدقسمتی سے ترا تسکی کی ٹرین تاخیر سے پہنچی اس لئے وہ اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔ جن لوگوں نے خطاب کیا ان میں کوئی کشش اور نہ ہی استدلال ان کے لفظوں سے کڑپن جھلک رہا تھا اور دلوں میں انجانا خوف۔

پلیٹ فارم پر کروسانتے کا بھاری پہرہ لگا ہوا تھا اور چیکا کے سنگینوں سے لیس برقنداز سپاہی سامعین کے درمیان حائل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تھے۔زینوویف جو صدارت کر رہا تھا لگا جیسے بیہوش ہونے والا ہے۔کئی مرتبہ وہ تقریر کرنے کھڑا ہوا اور پھر بیٹھ گیا۔بالآخر جب اس نے بولنا شروع کیا تو وہ اپنے سر کو اس طرح دائیں بائیں جھٹکتا رہا جیسے اسے کسی ناگہانی حملے کا خطرہ لاحق ہو اور اس کی آواز جو ہمیشہ سے نابالغوں جیسی تھی لگتا بلند ہو کر سیٹی جیسی چیخ و پکار میں ڈھل گئی ہو۔انتہائی کرخت اور ہر صورت معقولیت سے عاری۔

اس نے ''جنرل کوزلوسکی'' کی مذمت کی اور کرونشتاد کے لوگوں کو شیطان صفت ٹھہرا دیا۔جبکہ زیادہ تر سامعین کے علم میں یہ بات تھی کہ اس فوجی افسر کو کرونشتاد میں تعینات کرنے والا خود ترتسکی تھا جو توپخانے کا اعلیٰ درجے کا افسر تھا۔کوزلوسکی یک عمر رسیدہ اور خستہ تن افسر تھا جسے ملاحوں اور قلعے کی فوج میں کوئی اثر و رسوخ حاصل نہ تھا۔اس کے باوجود زینوویف جو خاص طور پر قائم کی جانے والی دفاع کی کمیٹی کا چیئرمین تھا، یہ کہنے سے باز نہ رہ سکا کہ کرونشتاد نے انقلاب کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دیا ہے اور وہ کوزلوسکی اور زارنواز مشیروں کے عزائم کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں۔کلی نن نے اپنا دادی اماں والا چولا اتار ڈالا اور ملاحوں پر بدکلامی کر کے حملہ کیا' وہ اس اعزاز کو فراموش کر بیٹھا جس سے اسے چند دن پہلے کرونشتاد میں نوازا گیا تھا۔جن انقلاب مخالفوں نے ہمارے تابناک انقلاب کے خلاف سرکشی کی ہے ان کے خلاف سخت ترین اقدام بھی معمولی حیثیت رکھتا ہے۔اس نے اعلان کر دیا۔وہ مقررین جن کا تعلق صف اول سے نہ تھا وہ بھی اس کی ہمنوائی میں لگے رہے جس میں وہی کمیونسٹوں والی نعرے بازی تھی اور حقائق سے بے خبری اور ان لوگوں کے خلاف انتقامی جنون جو کل مانے ہوئے سورما اور بھائی تھے۔

شور و غوغا ہاؤ ہو اور ایڑیاں بجنے کی آوازوں میں ایک سیٹی سی آواز گونجی.....تناؤ اور کوشاں صفت صدا میں ایک شخص بول رہا تھا جو پہلی صف میں بیٹھا ہوا تھا جو اسلحہ خانے کے ہڑتالی ملازمین کا مندوب تھا۔اس کے بقول وہ احتجاج کرنے پر مجبور ہوا ہے کیونکہ اسٹیج پر بولنے والوں نے کرونشتاد کے شجاع اور وفادار لوگوں کی غلط نیابت کی ہے۔وہ زینوویف کے سامنے کھڑا تھا اور اس کی جانب شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے وہ گرجا ''کہ تمہاری اور تمہاری پارٹی کی سفاک بے حسی نے ہمیں ہڑتال کرنے مجبور کر دیا جس پر ہمارے ملاح بھائی ہماری ہمدردی پر مجبور ہوئے جو ہمارے شانہ بشانہ ہمارے ساتھ انقلاب کے لئے لڑے تھے۔ان کا اس کے علاوہ کوئی جرم نہیں ہے اور یہ تم بھی جانتے ہو۔تم دیدہ و دانستہ انہیں ملوث کر رہے ہو اور ان کی بربادی کے خواستگار ہو۔''جس پر انقلاب دشمن ہے چمار! غدار! چمار! اور مینشویک کی چیخ و پکار شروع ہو گئی اور جلسہ ہنگامے کی نذر ہونے لگا۔

عمر رسیدہ کارکن کھڑا رہا اور اس کی آواز شور و غل پر بھاری پڑنے لگی۔''مشکل سے ابھی تین برس گزرے ہیں کہ لینن، ترتسکی، زینوویف اور تم سب'' وہ چیخا ''تمہیں غدار اور جرمن جاسوس کہا جاتا تھا اور ہم محنت کش اور ملاح تمہیں بچانے کو آئے تھے اور تمہیں کیرنسکی حکومت سے نجات دلانے والے تھے۔یہ ہم تھے جنہوں نے تمہیں حکومت دلائی تھی۔کیا تم بھول چکے ہو؟ اب تم ہمیں تلوار سے دھمکاتے ہو؟ یاد رکھو تم آگ سے کھیل رہے ہو۔تم کیرنسکی حکومت کی غلطیوں اور جرائم کو دہرا رہے ہو۔ خبردار، ویسا ہی انجام کہیں تمہارا منتظر نہ ہو!''

اس للکار سے زینوویف کو جھرجھری آ گئی۔اسٹیج کے دیگر افراد اپنی کرسیوں پر پہلو بدلنے لگے۔کمیونسٹ سامعین اس بدشگونی والی تنبیہ پر لمحے بھر کے لئے سہم سے گئے۔اور اسی نازک گھڑی میں ایک اور صدا بلند ہوئی۔عقبی نشستوں میں ایک طویل قامت شخص ملاحوں کی وردی میں کھڑا ہو گیا۔اس نے بہ آواز دہل کہا۔ہمارے برادران بحر کے انقلابی جذبے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔اپنے آخری فرد تک وہ انقلاب کے دفاع کے لئے کمربستہ ہیں اور اس کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے۔اس کے بعد اس نے کرونشتاد میں یکم مارچ کو منظور ہونے والی قرارداد کو پڑھنا شروع کر دیا۔اس کی جرأت پر جو چیخ و پکار برپا ہوئی اس میں اس کی بات صرف وہی لوگ سن پائے جو اس کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔لیکن وہ اپنی جگہ ڈٹا رہا اور اس نے آخری لفظ تک پڑھ کر دم لیا۔

انقلاب کے ان دو مردان حریت کے جواب میں زینوویف نے قرارداد پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ کرونشتاد والے فوری طور پر ہتھیار ڈال دیں یا نیست و نابود ہونے کو تیار ہو جائیں۔اور جلسے میں جاری غل غپاڑے اور افراتفری کے دوران میں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اسے منظوری کے لئے کہا گیا اور ہر اختلافی آواز کا گلا گھونٹ دیا گیا۔

وہاں کی فضا جو نفرت اور جنونی جذبات سے بار دار تھی مجھ میں برقی رو کی طرح دوڑنے لگی اور جیسے کوئی میرا حلق پکڑ رہا ہو۔ اور رات گئے تک میں لوگوں کی ریاکاری پر رونے کی کوشش کرتی رہی کہ سیاسی داؤ پیچ میں وہ کس گھٹیا پن پر اتر آئے ہیں اور وہ بھی ایک عظیم آدرش کے نام پر۔ ایسا لگا جیسے میری آواز میرا ساتھ چھوڑ چکی ہو، میرے منہ سے آواز ہی نہ نکلتی ہو۔ میرے خیالات کسی اور موقع کی جانب مبذول ہو گئے جہاں انتقام اور نفرت کھل کھیلے..... جب ۴ جون ۱۹۱۷ء میں ہنٹس پوائنٹ پیلس، نیویارک میں رجسٹریشن کا آغاز ہو رہا تھا۔ وہاں میں اس قابل تھی کہ بول لوں جبکہ جنگ کے نشے میں ڈوبے ہوئے حب الوطنوں سے درپیش خطرات سے بالکل غافل تھی۔ یہی میں اب کیوں نہیں کر سکتی؟ بالشویکوں کے ہاتھوں اپنے ہی بھائی بندوں کے ممکنہ قتل عام کا میں ڈھنڈورا نہیں پیٹ سکتی جیسا کہ میں نے وڈرو ولسن کے جرائم پر کیا تھا جس نے تمام امریکی نوجوانوں کو جنگ کی دیوی پر بھینٹ چڑھا دیا تھا؟ کیا مجھ میں وہ ہمت نہیں رہی جس کے برتے پر میں برسہا برس سے ہر ناانصافی اور ہر بے ضابطگی کو للکار دیا کرتی تھی؟ یا یہ میری بے بسی ہے جس نے میرے عزم کو مفلوج کر ڈالا ہے یا کوئی افسردگی ہے جو میرے دل پر اس وجہ سے مسلط ہو چکی ہے اور پچھتاوا بڑھ رہا ہے کہ میں ایک برخود غلط واہمے کو حیات بخش قوت کیوں سمجھ بیٹھی؟ کوئی شے اس شکست خوردہ ضمیر کو نہیں بدل سکتی نہ ہی کوئی احتجاج اس کی تلافی کر سکتا ہے۔

اس کے باوجود قتل و غارت گری کے اٹھتے ہوئے طوفان کے سامنے خاموشی بھی ناقابل برداشت تھی۔ مجھے اپنی بات کہہ دینا چاہئے۔ لیکن ان سے نہیں جن پر جنون سوار تھا، وہ میری آواز بھی اسی طرح بند کر دیں گے جس طرح وہ دوسروں کی کر چکے تھے۔ میں اپنا موقف ایک بیان کی شکل میں سویت دفاع کی اعلیٰ ترین مقتدرہ کے علم میں لاؤں گی۔

ہمیں جب تخلیہ ملا تو میں نے اس معاملے پر ساشا سے بات چیت کی۔ مجھے اس وقت بہت خوشی ہوئی جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے یار کے دل میں بھی یہی منصوبہ پرورش پا رہا تھا۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ ہمارا خط ایک مشترک احتجاج کی صورت میں ہونا چاہئے جس میں پیتروسویت کی خونی قرارداد کے بخیے ادھیڑ دینے چاہئیں۔ دو اور کامریڈ جو ہمارے ساتھ اس جلسے میں موجود تھے انہوں نے بھی اس خیال سے اتفاق کیا اور ارباب اختیار کو پیش کی جانے والی ہماری مشترکہ اپیل پر دستخط کرنے کی پیشکش کی۔

ہمیں اس کی ذرا سی بھی امید نہیں تھی کہ ہمارا پیغام ان واقعات پر جو ملاحوں کے خلاف جاری ہونے والے فرمان سے پیدا ہوئے ہیں ان پر کوئی متین یا توقف ڈالنے والا اثر ڈالے گا۔ لیکن میں ٹھان چکی تھی کہ میں اپنا موقف اس طور سے درج کراؤں گی جو مستقبل میں شہادت بنے کہ کمیونسٹ پارٹی کے ہاتھوں انقلاب سے کی جانے والی تاریک ترین دغابازی میں میں خاموش تماشائی نہیں بنی رہی تھی۔

دو بجے علی الصبح ساشا نے بذریعہ فون زینوویف کو یہ مطلع کرنے کے لئے رابطہ کیا کہ وہ اسے کرونشتاد کے معاملے میں کوئی اہم بات بتانا چاہتا ہے۔ زینوویف یہ سمجھ بیٹھا کہ شاید کوئی ایسی چیز ہاتھ آنے والی ہے جس سے کرونشتاد کی سازش کو تقویت ملے گی۔ ورنہ وہ شاید ہی اس کی زحمت اٹھاتا اور مام راوچ کو ساشا سے بات کرنے کے دس ہی منٹ کے اندر دوڑاتا۔ اس پر پوری طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ زینوویف کے شذرے میں یہ درج تھا اور مذکورہ پیغام اس کے حوالے کر دیا جائے۔ ہم نے اپنا اعلامیہ اس کے حوالے کر دیا۔ جس کا متن یہ تھا۔

محنت اور دفاع کی بابت پیتروگراد۔ سویت کے لئے

بہ نظر چیئرمین زینوویف

خاموشی اب ممکن نہیں رہی بلکہ مجرمانہ ہو چکی ہے۔ حالیہ واقعات ہم انارکسٹوں کو مجبور کر رہے ہیں کہ بہ آواز بلند بات کی جائے اور موجودہ صورتحال سے متعلق اپنے موقف کا برملا اظہار کر دیا جائے۔

ہیجان اور عدم اطمینان کے جذبات محنت کشوں اور ملاحوں میں نمایاں ہیں اور ان اسباب کی وجہ سے ہیں جو ہماری سنجیدہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

توجہ کا تقاضہ کر رہے ہیں۔ سردی اور بھوک نے اس عدم اطمینان کو جنم دیا ہے اور ان امور پر گفتگو اور تنقید کرنے کے لئے کسی سہولت کی عدم موجودگی میں محنت کشوں اور ملاحوں کو اس پر مجبور کر رہی ہے کہ وہ اپنے مسائل کو طشت از بام کر دیں۔

سفید افواج کی باقیات کے جتھے بھی یہی چاہتے ہیں اور ممکن ہے کہ اس عدم اطمینان سے اپنے طبقے کے مفادات کے لئے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ محنت کشوں اور ملاحوں کی صفوں کے پردے میں وہ آئین ساز اسمبلی، آزادانہ تجارت اور اس سے ملتے جلتے مطالبات کے نعرے بلند کرنا شروع کر سکتے ہیں۔

ہم انارکسٹ ایک عرصے سے ان افسانوں اور نعروں کی حقیقت کا پردہ چاک کرتے آ رہے ہیں اور ہم پوری دنیا کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم ان انقلاب مخالف کوششوں کے خلاف ہتھیار اٹھالیں گے اور ہم سوشلسٹ انقلاب سے تعاون کریں گے اور بالشویکوں کے دوش بدوش رہیں گے۔

جہاں تک کارکنوں / ملاحوں اور سویت حکومت کے مابین تنازع کا تعلق ہے ہمارا خیال ہے کہ یہ طے ہونا چاہئے، ہتھیاروں کی طاقت کے بجائے رفیقانہ طریقوں سے اور انقلابی اخوت کے تحت سمجھوتے کے ذریعے۔ سویت حکومت اگر خونریزی کا طریقہ اختیار کرے گی تو وہ کسی صورت میں.....ان حالات میں.....کارکنوں کو نہ ہراساں کر سکے گی اور نہ ہی چپ کرا سکے گی۔ اس کے برعکس یہ معاملات کو بگاڑنے کے مترادف ہے جس سے ملک کے اندر انقلاب مخالف قوتوں کی باہمی مفاہمت کو فروغ حاصل ہوگا۔

اس سے بھی زیادہ اہم یہ ہے کہ کارکنوں اور کسانوں کی حکومت کا محنت کشوں اور ملاحوں کے خلاف قوت کے استعمال سے بین الاقوامی انقلابی تحریک پر رجعت پسندانہ اثر پڑے گا اور دنیا بھر میں سماجی انقلاب کو بے حد و حساب نقصان پہنچ سکتا ہے۔

بالشویک کامریڈو، اس پر اچھی طرح غور کر لو اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔ آگ سے مت کھیلو، تم ایک نہایت سنجیدہ اور فیصلہ کن اقدام کرنے جا رہے ہو۔

ہم تمہارے سامنے مندرجہ ذیل تجاویز رکھ رہے ہیں۔ ایک کمیشن کا کیوں نہ انتخاب کر لیا جائے جو پانچ افراد پر مشتمل ہو، جس میں دو انارکسٹ بھی ہوں۔ کمیشن کو کرونشتاد جانا ہوگا تا کہ تنازع کا پرامن ذرائع سے تصفیہ ہو سکے۔ دستیاب حالات میں یہ انتہائی ریڈیکل طریقہ ہے جو بین الاقوامی اہمیت کا حامل ہوگا۔

پیتروگراد۔ مارچ ۵۔۱۹۲۱ء
الیگزینڈر برکمین۔ ایما گولڈمان
پرکس۔ پیتروفسکی

ہماری اپیل سماعت سے محروم کانوں سے ٹکرائی ہے اس کا ثبوت ہمیں اسی شام میں تراتسکی کی آمد کے ساتھ ہی مل گیا جو اس کے کرونشتاد کو دیئے جانے والے الٹی میٹم سے ظاہر ہو رہا تھا۔ کارکنوں اور کسانوں کی حکومت کے حکم پر اس نے کرونشتاد کے ملاحوں اور سپاہ سے بالاعلان کہا کہ وہ ان کا 'چکوروں' کی طرح شکار کر لے گا اگر انہوں نے ''سوشلسٹ مملکت کے خلاف سر اٹھانے کی جرأت کی۔ بغاوت پر کمربستہ جہازوں اور عملے کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ سویت حکومت کے احکام کی فوری اطاعت کریں ورنہ انہیں بزور شمشیر مطیع بنایا جائے گا۔ جو لوگ غیر مشروط طریقے سے ہتھیار ڈالیں گے صرف وہی سویت حکومت سے کسی رحم کی توقع رکھیں۔''

حتمی تنبیہ پر تراتسکی نے انقلابی فوجی سویت کے بطور چیئرمین اور سرخ فوج کے سپہ سالار کامینوف نے دستخط کئے تھے۔ حکمرانوں کے الوہی حق پر سوالات اٹھانے کی جرأت کرنے والوں کو موت کی سزا دی جائے گی۔

تراتسکی بات کا دھنی نکلا اہل کرونشتاد کی مدد سے مسند اقتدار تک پہنچنے کے بعد وہ اب اس مقام پر تھا کہ پورا قرض معہ سود کے انہیں بے باق کر دے جو کل تک ''روسی انقلاب کے لئے افتخار اور روشن مینار ہیں۔'' رومانوف عہد کے فوجی / تزویراتی ماہرین

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کی خدمات اسے حاصل تھیں جس میں بدنام زمانہ تو خاچیوسکی شامل تھا جسے تروتسکی نے کرونشتاد محاذ کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ان کے علاوہ چیکا کے غور درغول موجود تھے جنہیں قتل کرنے کے فن کی تین سالہ تربیت دی گئی تھی۔کروسانتے اور کمیونسٹوں کو بطور خاص اس لِئے منتخب کیا گیا تھا کیونکہ وہ آنکھ بند کر کے اطاعت کرتے اور حکم کے بندے تھے اور دیگر محاذوں سے آزمودہ ترین دستوں کو طلب کیا گیا تھا۔اتنی بڑی طاقت کو اس بدنصیب شہر کے خلاف جمع کر دیا گیا تھا تا کہ 'بغاوت' کو با آسانی فرو کیا جا سکے۔خاص طور سے پیتروگراد چھاؤنی کی سپاہ اور ملاحوں کو نہتا کرنے کے بعد اور ان کو جو اپنے محصور کامریڈوں سے یکجہتی ظاہر کرتے تھے انہیں خطرناک علاقے سے ہٹایا جا چکا تھا۔

میں نے اپنے ہوٹل انٹرنیشنل کے کمرے کی کھڑکی سے یہ دیکھا کہ انہیں چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں لے جایا جا رہا تھا اور وہ چیکا کے مسلح دستوں کے نرغے میں ہوتے۔ان کے قدم ڈھیلے ہوتے، بازو لٹکے ہوئے اور سر غم واندوہ سے جھکے ہوتے۔

پیتروگراد کے ہڑتالی ارباب اختیار سے خوفزدہ نہ تھے۔وہ فاقوں سے بتدریج کمزور ہوتے جا رہے تھے اور ان کی توانائی زوال پذیر تھی۔ان کی ہمت ان کے کرونشتاد کے بھائیوں کے متعلق پھیلائے جانے والے جھوٹ سے پست ہوتی جا رہی تھی اور بالشویک پروپیگنڈے کے پھیلائے ہوئے زہریلے شک سے ان کا ولولہ ختم ہو چلا تھا۔اب نہ ان میں لڑنے کی ہمت تھی اور نہ ہی یہ اعتماد رہا تھا کہ وہ اپنے کرونشتاد کے کامریڈوں کی مدد کر سکیں جنہوں نے کس ایثار سے کام لے کر ان کی حمایت کی تھی اور جو کچھ ہی دنوں میں ان کے لِئے اپنی جانیں دینے والے تھے۔

پیتروگراد نے کرونشتاد سے منہ موڑ لیا تھا اور یہ پورے روس سے کٹ چکا تھا۔یہ تن وتنہا تھا۔اس سے کسی مزاحمت کی توقع نہ تھی۔''یہ پہلی گولی چلتے ہی ختم ہو جائے گا'' سویت اخبارات نے فیصلہ سنا دیا۔وہ غلطی پر تھے۔اہل کرونشتاد کے دل میں سویت حکومت کے خلاف کسی بغاوت یا مزاحمت کا خیال تک نہ تھا۔اور آخری لمحے تک ان کا پختہ ارادہ یہ تھا کہ خون کا قطرہ نہ گرے۔انہوں نے بار بار یہ اپیل کی کہ معاملہ فہمی سے کام لیا جائے اور دوستانہ انداز میں طے کر لیا جائے۔لیکن انہیں اس پر مجبور کیا گیا کہ اگرچہ انہوں نے کوئی اشتعال انگیزی نہ کی تھی مگر اپنا دفاع کریں۔وہ شیروں کی طرح لڑے۔آئندہ دس تباہ کن شب وروز تک اس محصور شہر کے ملاح، محنت کش اور باسی تین جانب سے ہونے والی توپخانے کی گولہ باری اور ہوائی جہازوں سے گرائے جانے والے بموں کے باوجود ثابت قدم رہے۔اولوالعزم طریقے سے انہوں نے بالشویکوں کے تواتر سے کِئے جانے والے حملوں کو پسپا کر دیا اور قلعہ پر قبضہ کرنے کے لِئے انہوں نے ماسکو سے آنے والے مخصوص دستوں کی مدد سے طوفانی حملے کِئے۔تراتسکی اور تو خاچیوسکی کو اہل کرونشتاد پر ہر معاملے میں برتری حاصل تھی۔کمیونسٹ مملکت کا ہر کل پرزہ ان کی پشت پناہی کر رہا تھا اور مرکزیت زدہ صحافت ان مبینہ ''باغیوں اور انقلاب دشمنوں'' کے خلاف زہر افشانی کر رہا تھا۔انہیں افراد اور اشیائے ضرورت کی لامحدود کمک مل رہی تھی جو سفید پوشاکوں میں ملبوس ہونے کی وجہ سے فن لینڈ کی خلیج پر ہونے والی برفباری کے ہم رنگ ہو چکے تھے۔یوں جب انہوں نے اہل کرونشتاد پر شب خون مارا تو وہ پہچانے نہ جا سکے۔آخر الذکر کے پاس غیر متزلزل جرأت، اپنے نصب العین کی حقانیت اور خود مختار سویت کے علاوہ جس کے وہ علمبردار تھے جس میں ان کے لِئے روسی آمریت سے نجات پنہاں تھی۔ان کے پاس تو کمیونسٹ دشمن کی یلغار سے بچنے کے لِئے برف کاٹنے والا کلہاڑا بھی نہ تھا۔وہ بھوک سردی اور راتوں میں پہرہ دینے کی وجہ سے نڈھال ہو چکے تھے۔اس کے باوجود وہ ڈٹے رہے اگرچہ وہ تباہ کن حالات میں گھرے ہوئے تھے مگر جان پر کھیل کر لڑ رہے تھے۔

اس ڈراؤنے بیم ورجا کے دوران میں رات دن توپخانے کی گھن گرج جاری رہی اور توپوں کی گھڑگھڑاہٹ میں کہیں سے ایک آواز بھی نہ بلند ہوئی کہ اس خون کی ہولی کو روکا جائے۔گورکی، میکسم گورکی، وہ کہاں چھپا ہوا تھا؟ اس کی آواز تو سنی جانا چاہئے۔''ہمیں اس سے ملنا ہوگا'' میں نے چند دانشوروں سے التجائیں کیں۔اس نے اکا دکا واقعات میں کبھی احتجاج نہ کیا اور نہ ہی اپنے پیشے کے لوگوں کے متعلق معاملات میں اور نہ اس وقت جب اسے معلوم تھا کہ معصوم لوگ بربادی سے دوچار ہونے والے ہیں۔وہ اب بھی احتجاج نہ کرے گا۔یہ ناامیدی کی انتہا تھی۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اہل دانش، ایسے مرد وزن جو ایک زمانے میں انقلاب کے مشعل بردار تھے، صاحبانِ فکر ونظر تھے، شاعر ادیب وہ اتنے ہی بے بس تھے جتنے کہ ہم اور انفرادی مساعی کی ناقدری سے اپاہج بن چکے تھے۔ ان کے کامریڈوں اور دوستوں میں سے اکثر یا تو جیل میں تھے یا ملک بدر ہو چکے تھے اور چند ایک تو موت کے گھاٹ اتارے جا چکے تھے۔ وہ سب انسانی اقدار کی پامالی سے نڈھال اور خستہ حال ہو چکے تھے۔

میں اپنے کمیونسٹ واقف کاروں سے ملی اور گڑگڑائی کہ کچھ کریں۔ ان میں سے چند ایک نے تو اہل کروشنا د کے خلاف اپنی پارٹی کے عفریتی جرائم کو محسوس بھی کر لیا۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ انقلاب مخالفت کے الزامات قطعاً خود ساختہ ہیں۔ کوزلووسکی جو برائے نام راہنما ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں اور وہ اپنے انجام سے اتنا خوفزدہ ہے کہ وہ ملاحوں کی جانب سے کیے جانے والے کسی احتجاج کا کیسے سامنا کر سکتا ہے۔ آخر الذکر کھری صلاحیتوں والے لوگ ہیں جن کا واحد نصب العین روس کا مفاد ہے۔ وہ زار کے عہد کے جنرل یا کسی جنرل سے کیونکر ہم آہنگ ہو سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے چرنوف کی مدد کی پیشکش بھی مسترد کر دی جو سوشلسٹ انقلابیوں کا رہنما تھا۔ انہوں نے کروشنا د سویت کے آئندہ ہونے والے انتخابات میں اپنے ڈپٹی منتخب کرنے کے حق کا مطالبہ کیا تھا اور پیتروگراد کے ہڑتالیوں کے لیے انصاف مانگا تھا۔

کمیونسٹ دوستوں نے ہمارے ساتھ کئی راتیں بسر کیں..... باتیں کرتے رہے، بولتے رہے..... لیکن ان میں سے کسی نے احتجاجاً اپنی آواز نہ بلند کی۔ ان کے بقول ہم اس مسئلے کے نتائج سے آگاہ نہیں ہیں۔ انہیں پارٹی سے خارج کر دیا جائے گا۔ انہیں اور ان کے کنبوں کو ملازمت سے فارغ کر دیا جائے گا۔ راشن بند کر دیا جائے گا اور ہمیں فاقہ کشی کے ذریعے مرنے کو چھوڑ دیا جائے گا۔ یا پھر وہ یکا یک لاپتہ ہو جائیں گے اور کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہو گا کہ ہمارا کیا انجام ہوا۔ اس کے باوجود یہ خوف کا عنصر نہ تھا جس نے انہیں شل کر دیا ہے، انہوں نے ہمیں تسلی دی بلکہ ہمیں احتجاج اور کسی اپیل کی بے مقصدیت ستاتی ہے۔ کوئی چیز، کوئی شے کمیونسٹ مملکت کی رتھ کے پہیے کو روک نہیں سکتی۔ اس نے انہیں کچل کر فرش کر دیا ہے اور یہاں تک کہ ان میں اس کے خلاف کراہنے کی بھی سکت نہیں ہے۔

میں بھی اسی خوفناک اندیشے سے دوچار تھی کہ ہم بھی..... ساشا اور میں..... کہیں اسی حالت کو نہ پہنچ جائیں اور دوسرے لوگوں کی طرح موم کی گڑیا نہ بن جائیں جو جا بے جا ہاں میں ہاں ملانے لگتے ہیں۔ ہر دوسری صورت اس پر قابل ترجیح تھی۔ جیل، ملک بدری یہاں تک کہ موت یا پھر فرار! ہولناک انقلابی ڈھکوسلے کے وجود سے فرار۔

اس سے پہلے میرے ذہن میں یہ خیال کبھی نہیں آیا تھا کہ مجھے روس چھوڑ دینا چاہئے۔ محض اس کے تصور سے مجھے تعجب ہوا اور جھٹکا سا لگا۔ میں اور روس کو چھوڑ دوں گویا صلیب گاہ سے کنارہ کشی کر لوں۔ اس کے باوجود میں نے سوچا کہ کسی کل کا پرزہ بننے کے بجائے میں یہ اقدام بھی کر سکتی ہوں اور ایسی بے حس شے کے بجائے جسے لوگ اپنی انگلیوں پر نچائیں۔

کروشنا د کی گولہ باری بغیر کسی وقفے کے دس دن اور رات چلتی رہی اور پھر ۱۷ مارچ کی صبح میں یکا یک تھم گئی۔ پیتروگراد پر طاری ہونے والا سکوت گزشتہ رات کو مسلسل بمباری سے کہیں زیادہ ڈراؤنا تھا۔ اس سے ہر ایک پُر اذیت امید وبیم میں مبتلا ہو گیا اور یہ پتہ چلانا ممکن نہ تھا کہ اس کا کیا سبب تھا اور بمباری کیوں رک گئی ہے۔ سہ پہر میں تناؤ پر آسیب سناٹے میں بدل چکا تھا۔ کروشنا د کو مطیع کر لیا گیا تھا..... ہزاروں کو قتل کر دیا گیا..... شہر میں خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ دریائے نیوا ان گنت لوگوں کی قبر بن گیا۔ کروسانتے اور نوجوان کمیونسٹ جن کے بھاری توپخانے نے برف کی دیواروں کو چیر کر رکھ دیا۔ سور ماملاح اور سپاہی اپنے مورچوں پر آخری سانس تک ڈٹے رہے۔ ان میں سے جو خوش نصیب نہ تھے اور نہ مرے وہ دشمن کے ہتھے چڑھ گئے جنہیں موت کی سزا ملی یا دائمی اذیت کے لیے روس کے انتہائی شمالی منجمد خطے کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

ہم تو سناٹے میں آ چکے تھے۔ ساشا کا بالشویکوں پر سے اعتقاد کا آخری تاگا بھی ٹوٹ گیا اور وہ سڑکوں پر مارا مارا پھرنے لگا۔ میری رگوں میں زہر پھیل چکا تھا اور اعصاب ناقابل بیان حد تک شل ہو چکے تھے۔ میں لڑکھڑا کر اور رات بھر اندھیرے میں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

گھورتی رہی۔ پیتروگراد پر تاریک چادر پڑی ہوئی تھی اور عفونت زدہ لاش تھا۔ سڑکوں پر جلنے والی روشنیاں ٹمٹما کر زرد ہو چکی تھیں جیسے موم بتیاں ابتدا اور آخر میں جلتی ہیں۔

اگلی صبح جو مارچ کی ۱۸ تھی اگرچہ گزشتہ پر تشویش سترہ دنوں کے بعد اب بھی نیند کے خمار سے آلود تھی مگر میں جوتوں کی چاپ سے چونک کر اٹھ بیٹھی، کمیونسٹ پریڈ کرتے ہوئے گزر رہے تھے ان کے بینڈ فوجی دھنوں میں انٹرنیشنل گاتے چلے جا رہے تھے۔ اس کے سُر جو ایک زمانے میں مجھے شاداں و فرحاں کرتے اب یوں لگ رہا تھا جیسے انسانی امید کے شعلے کے جنازے پر نوحہ کناں ہوں۔

مارچ کی ۱۸..... جو پیرس کمیون ۱۸۷۱ء کا سالگرہ کا دن تھا اور جسے دو ماہ بعد تیغ اور غافی اے نے کچل دیا۔ یہ تیس ہزار کامریڈوں کے ٹکا بوٹی کرنے والے تھے اور جن کی پیروی میں ۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء کا قتل عام ہوا۔

اس خوفناک واقعے کے تین دن کے بعد کرونشتاد کو ''نیست و نابود'' کرنے کی پوری اہمیت کو خود لینن نے افشاء کیا۔ یہ کمیونسٹ پارٹی کی دسویں کانگریس کے انعقاد پر ہوا۔ جو ماسکو میں اس وقت جاری تھی جب کرونشتاد محصور تھا۔ لینن نے معمول سے ہٹ کر اپنا اشتراکی روح پرور نغمہ ترک کر کے نئی اقتصادی پالیسی (NEP) کا اتنا ہی ولولہ خیز حمد یہ گیت الاپنا شروع کر دیا۔ آزادانہ تجارت، سرمایہ داروں کے لئے مراعات، مزارع گھر اور فیکٹری کے مزدوروں کے لئے نجی ملازمتیں۔ وہ تمام چیزیں جنہیں گزشتہ تین سال سے انقلاب دشمنی کے مترادف کہا جاتا اور جس کی سزا قید و بند اور سزائے موت بھی تھی۔ انہیں نکات کو اب لینن کی آمریت کے جگمگاتے پرچم پر درج کیا جا چکا تھا۔ اپنی روایتی ڈھٹائی سے کام لے کر اس نے تسلیم کیا کہ پارٹی اور پارٹی کے باہر مخلص اور فکرمند افراد گزشتہ سترہ دن کے حالات کے متعلق کیا سوچتے ہیں کہ ''اہل کرونشتاد فی الحقیقت انقلاب دشمنوں کے طرفدار نہ تھے اور نہ ہی وہ ہمارے خواستگار تھے۔'' سادہ لوح ملاحوں نے انقلاب کے نعرے کو سنجیدگی سے دل پر لے لیا۔ ''کل اقتدار تو سویت کا ہے'' جس پر لینن اور اس کی پارٹی نے صمیم قلب سے کاربند رہنے کا عہد کیا تھا۔ یہی ان کا ناقابل معافی جرم تھا۔ جس کے لئے انہیں مرنا بھی پڑا۔ انہیں لینن کی نئی فصل کے نعروں کی زمین کو سینچنے کے لئے شہید کیا جانا لازم تھا۔ جس سے ماضی پوری طرح لوٹ آیا۔ ان کا..... نئی اقتصادی پالیسی۔

لینن کے کرونشتاد کے معاملات پر برسرعام اعتراف کر لینے سے ملاحوں، سپاہیوں اور شکست خوردہ شہر کے محنت کشوں کو کھدیڑنے اور دار و گیر کا سلسلہ نہ تھما۔ وہ سینکڑوں کی تعداد میں گرفتار کئے گئے اور چیکا پھر سے ''چاند ماری'' میں لگ گئی۔

حیرانی کی بات یہ تھی کہ 'بغاوت' کے سلسلے میں انارکسٹوں کا تذکرہ نہ ہوا۔ لیکن دسویں کانگریس میں لینن کو اعلان کرنا پڑا کہ ''طفیلی بغ ژواز'' کے خلاف ہمیں پوری سفاکی سے جنگ جاری رکھنا ہوگی جس میں انارکسٹ عناصر بھی شامل ہیں۔ محنت کشوں میں مخالف عناصر میں انارکو۔ سنڈیکلسٹ میلانات رکھنے والوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ایسے رجحانات خود کمیونسٹ پارٹی میں پروان چڑھ رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ لینن کے منہ سے انارکسٹوں کے خلاف ہتھیار اٹھا لینے کا اشارہ ملتے ہی فوری جواب ملا۔ پیتروگراد کے گروہوں پر چھاپے مارے جانے لگے اور متعدد ارکان کو گرفتار کر لیا گیا۔ مزید براں چیکا نے گولس ترودا کے چھاپہ خانے اور اشاعت گھر کو بند کر دیا جو ہماری انارکو۔ سنڈیکلسٹ شاخ سے متعلق تھی۔ ہم اس واقعے کے درپیش آنے سے پہلے ہی ماسکو کی روانگی کا ٹکٹ خرید چکے تھے۔ جب ہمیں تھوک کے بھاؤ گرفتاریوں کا علم ہوا تو ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں اپنے قیام کو طول دینا چاہئے ممکن ہے ہم بھی انہیں درکار ہوں۔ تاہم ہم سے چھیڑ چھاڑ نہ کی گئی۔ شاید اس کا یہ سبب ہو کہ چند معروف انارکسٹ اس لئے چھٹے رہیں تا کہ یہ ظاہر کیا جائے کہ صرف ''رہزنوں'' کو سویت جیلوں میں رکھا جاتا ہے۔

ماسکو میں ہم نے یہ پایا کہ آدھا درجن انارکسٹوں کو چھوڑ کر تمام انارکسٹ گرفتار کئے جا چکے تھے اور گولوس ترودا کتب خانے کو بند کیا جا چکا تھا۔ دونوں ہی شہروں میں ہمارے کامریڈوں کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی کی گئی تھی نہ قانونی کارروائی ہوئی اور نہ ہی کوئی مقدمہ قائم ہوا۔ اس کے باوجود ان میں سے متعدد افراد کو پہلے ہی سارا کی اصلاحی جیل کی جانب روانہ کیا جا چکا تھا۔ جو اب بھی بوتر کی اور تاگانکا جیلوں میں اسیر تھے انہیں شدید اذیتیں دی جا رہی تھیں اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ یوں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہمارے لڑکوں میں سے ایک نوجوان کاشرن کو جیل کے وارڈن کی موجودگی میں چیکا کے اہلکار نے مارا پیٹا۔ میکسیموف اور دیگر انارکسٹوں کو جو انقلابی محاذوں پر لڑ چکے تھے اور جنہیں کئی کمیونسٹ جانتے تھے اور ان کا احترام کرتے تھے۔ انہیں اتنا ستایا گیا کہ انہیں برے ماحول کے خلاف بھوک ہڑتال شروع کرنے کا اعلان کرنا پڑا۔

ہم سے ماسکو پہنچتے ہی یہ کہا گیا کہ ہم ایک محضر پر دستخط کر دیں جو سویت ارباب اختیار کو پیش کی جانی تھی جس میں ان ہتھکنڈوں کی مذمت کی گئی تھی جو ہمارے لوگوں کو ختم کرنے کے لئے کئے جا رہے تھے۔

ہم نے بے شک ایسا ہی کیا۔ ساشا اب میرا پوری طرح ہم خیال ہو چکا تھا کہ روس کے اندر مٹھی بھر لوگوں کا احتجاج جو ابھی جیل کے باہر ہیں بالکل بے مقصد ہے جبکہ دوسری طرف روسی عوام الناس سے کسی موثر اقدام کی توقع نہیں کی جا سکتی اگر ہم ان سے رابطہ کر بھی لیں۔ برسوں کی جنگ، بدامنی اور مصائب نے ان کی توانائی کو چوس لیا ہے اور دہشت نے انہیں اطاعت پر مجبور کر دیا تھا۔ ساشا کے بقول اب ہمارے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ ہم یورپ اور امریکہ سے رجوع کریں۔ وقت آ چکا ہے کہ ہم اپنے غیر ممالک کے کارکنوں کو آگاہ کریں کہ کس شرمناک طریقے سے ''اکتوبر'' سے دغا بازی کی جا رہی ہے۔ بیدار ضمیر پرولتاریوں، لبرل اور تمام ممالک کے ریڈیکل عناصر پر عیاں کر دیا جائے تا کہ وہ یہاں پر انسانی نظریات پر روا رکھی جانے والی سفاک اذیتوں کے خلاف ایک زبردست ہنگامہ برپا کر دیں۔ شاید اسی طرح آمریت کے ہاتھ کو روکا جا سکے۔ ورنہ کوئی اور طاقت اسے نہیں روک سکتی۔

میرے یار کے اعتماد کی عمارت کے ایک بڑے حصے کو کرونشتاد کی شہادتیں منہدم کر چکی تھیں۔ ان واقعات نے بالشویک واہے کی باقی عمارت کو بھی مسمار کر دیا۔ نہ صرف ساشا بلکہ دیگر کامریڈوں پر سے اس کا طلسم اٹھ گیا جو آج تک کمیونسٹ ہتھکنڈوں کو انقلاب کے ابتدائی دور کے لئے ناگزیر سمجھ کر مدافعت کرتے تھے۔ کم از کم وہ مجبور ہو چکے تھے کہ ''اکتوبر'' اور آمریت کے درمیان پائے جانے والا پاتال کو پہچان لیں۔

اگر اس سنگین سبق کی اتنی ہوشربا قیمت نہ ادا کرنا پڑتی تو اس احساس سے کم از کم مجھے یہ اطمینان تو حاصل ہو جاتا کہ ایک مرتبہ پھر سے موقف کی حد تک ساشا اور میں یکجا ہو چکے ہیں۔ اور یہ بھی کہ میرے روسی کامریڈ جو ابھی تک بالشویکوں کے متعلق میرے رویے سے نالاں تھے اب میرے نزدیک آ چکے تھے۔ اب یہ امر باعث اطمینان تھا کہ مجھے تکلیف دہ بھول بھلیوں میں مزید ٹاپک ٹوئیاں نہ مارنا پڑیں گی اور ان ہی لوگوں میں اجنبی بنی رہنے سے بچ جاؤں گی جنہیں میں عرصہ دراز سے انارکسٹوں کے لائق ترین لوگوں میں شمار کرتی تھی اور نہ ہی مجھے اپنے خیالات اور جذبات کا اس شخص کے سامنے گلا گھونٹنا پڑے گا جو میری زندگی، نظریات اور میری بتیس سالہ جدوجہد کے ہر نشیب و فراز میں ساتھ رہا ہے۔ لیکن ہمارے درمیان میں کرونشتاد میں آنے کے بعد ایک سیاہ صلیب حائل ہو گئی تھی اور عہد جدید کے مسیحیوں کے دل سے خون ٹپک رہا تھا۔ کوئی کس طرح ذاتی آسائش اور راحت کی آرزو کرتا؟

لیونچسکی جاتے ہوئے ہم نے ایک ایسی پریڈ دیکھی جو بڑی جاہ و حشم والی تھی اور معمولات سے بڑھ کر اس میں دکھاوا نظر آتا تھا۔ ہم نے پوچھ لیا، کوئی خاص تقریب ہے کیا ہم ماسکو یوں ہی ٹپک پڑے تھے اور اب عظیم تقریب سے بے خبر تھے؟ ایسا کیوں ہے۔ جنرل سلاشچوف کرمسکی کی آمد کا جشن منایا جانے والا تھا۔ ''کیا'' ساشا اور میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ ''وہی سفید جنرل، یہودی خور، وہی شخص جس نے اپنے ہاتھوں سے سرخ سپاہیوں اور یہودیوں کی جانیں لی تھیں اور وہی انقلاب کا دشمن جس نے اسے ختم کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا؟'' بالکل وہی، ہمیں یقین دلایا گیا۔ وہ تایب ہو چکا ہے اور ملتمس ہوا تھا کہ مادر وطن میں اسے دوبارہ داخل ہونے دیا جائے جس سے وہ بہت محبت کرتا ہے۔ اس نے قسم کھائی ہے کہ آج سے وہ بالشویکی نظام کی صدق دل سے خدمت کرے گا۔ اس لئے اس کا پورے فوجی اعزاز سے استقبال کیا جائے گا اور اس کی ضیافت کی جائے گی جس کا فرمان سویت حکومت نے جاری کیا ہے اور کارکنان، سپاہی اور ملاح انقلابی نغمے گائیں گے۔ وہ بھی اس کے لئے جو انقلاب دشمنوں میں سب سے زیادہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سنگدل سمجھا جاتا ہے۔ ہم چلتے ہوئے سرخ چوک پر جا پہنچے تا کہ لیون تراتسکی کی شان و شوکت کا تماشا دیکھیں جو سوشلسٹ ریپبلک کی انقلابی فوج کا کیسار ہے اور جوزار کے جنرل سلاپچوف کرمسکی کے معیت میں اپنی افواج کا معائنہ کرنے جا رہا تھا۔ پرشکوہ پنڈال جان ریڈ کی قبر سے کچھ زیادہ دور نہ تھا۔ اسی کے سائے میں لیون تراتسکی کرونشتاد کا قصاب اپنے کامریڈ کرمسکی کا خون آلود ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔ یہ ایسا منظر تھا جس پر دیوتاؤں کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر وہ قہقہہ نہ روک سکے!

کچھ ہی دنوں کے اندر جنرل سلاپچوف کرمسکی کو حکم دیا گیا کہ وہ کریلا کا رخ کرے جو شمال کا ایک دور افتادہ خطہ تھا اور ''وہاں کی انقلاب مخالف شورش کو فرو کرے۔'' سادہ لوح اہل کریلا کو حق خود ارادیت کی ضمانت دی گئی تھی، انہیں کمیونسٹ جوا بہت گراں گزرنے لگا اور انہوں نے اپنی نادانی میں اپنے ساتھ ہونے والی بدسلوکی اور تکالیف کے خلاف احتجاج کیا۔ ان ''غداروں'' کو ہوش میں لانے کے لئے جنرل سلاپچوف۔ کرمسکی سے بڑھ کر لائق اور کون ہو سکتا تھا۔

ہماری تسکین کے لئے بس اب ایک بات رہ گئی تھی کہ ہمیں دست قاتل سے نوالہ نہیں مل رہا تھا۔ میری پیاری امی اور دوست ہنری السبرگ نے ہمیں اس ذلت سے بچائے رکھا۔ کسی دوست کے ذریعے میری ماں نے مجھے تین سو ڈالر بھیج دیئے اور ہنری اپنے کچھ کپڑے چھوڑ گیا جس کے عوض ساشا نے اشیائے خوردنی حاصل کر لیں۔ ہمارے نئے طرز بود باش میں یہ سب کچھ ہمیں طویل عرصے تک ڈوبنے سے بچانے کے لئے کافی تھا۔

ہم خود کو ابھی تک جینے کے اس قرینے میں نہیں ڈھال سکے تھے جسے غیر مراعات یافتہ طبقے کی اکثریت جھیلنے پر مجبور تھی۔ ایندھن کی لکڑی کے لئے کسانوں کو علی الصبح گھیرنا، اسے برف گاڑی پر گھر تک کھینچ کر لانا، ٹھٹھرتے ہاتھوں سے اس کے چیلے بنانا اور تیسری منزل تک اس کو ڈھونا اور پھر دن میں کئی مرتبہ طویل فاصلے سے پانی بھر کے گھر لانا، کھانا پکانا، کپڑوں کی دھلائی اور چھوٹے سے ہال نما کمرے میں سونا۔ ساشا کا کمرہ مجھ سے بھی مختصر اور ضرورت سے کم گرم.....ابتدا میں تلخی ایام بہت گراں اور بے دم کرنے والی لگے۔ میرے ہاتھ پھٹ کر متورم ہو گئے اور میری ریڑھ کی ہڈی جو کبھی بھی مضبوط نہیں رہی، بہت دکھنے لگی۔ میرا جان من بھی بہت تکلیف میں تھا، خاص طور سے اپنی لات کی پرانی تکلیف کے عود کر آنے کی وجہ سے۔ نیویارک میں جب وہ گر پڑا تھا تو اس نے جوڑ کی جھلی کو زیادہ تان دیا تھا اور سال بھر اپاہج بنا رہا۔

جسمانی تکالیف اور درماندگی چاہے جتنی ہو مگر ہماری داخلی آزادی کے پاسنگ بھر بھی نہ تھی.....ہم یہ آزادی فکر محسوس کر رہے تھے کہ ہم ان ارباب اختیار سے کچھ نہیں مانگ رہے تھے جنہوں نے کرونشتاد میں قتل عام کر کے ''اکتوبر'' کو مہلک ضرب لگائی تھی۔

آمریت کے اندر انقلابی روح کے مکمل خاتمے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تولیت میں پیتر کروپوتکن عجائب گھر کا قیام مجھے اس کے نام کی بے حرمتی لگی۔ ساشا کو بھی۔ مسجد کے زیر سایہ خرابات کے مصداق پیتر یادگار کا لینن، تراتسکی اور سلاپچوف کرمسکی کے شہر پناہ میں وجود بے محل لگا۔ ہمارے روسی کامریڈ بھی ہمارے ہم خیال تھے۔ لیکن اب بھی وہ اس امید پر جی رہے تھے کہ عجائب گھر انارکسٹ نظریے کی واحد نشانی ہوگی جس پر بالشویکی ہاتھ صاف کرنے کی جسارت نہ کریں گے۔ تاہم صوفیہ نہیں چاہتی تھی کہ کروپوتکن عجائب گھر انارکسٹوں کا صدر دفتر بن جائے۔ زندگی بھر کی رفاقت اور پیتر سے ہمکاری کے سبب اس کی آرزو تھی کہ وہ پیتر کی متنوع سرگرمیوں کا مظہر ہو.....سائنس کے شعبے میں، فلسفہ ادب، انسان دوستی اور انارکزم۔ میں چونکہ صوفیہ کی مزاج شناس اور اس کی ہم خیال تھی، اس کے باوجود مجھے اپنے کامریڈوں کا ساتھ دینا پڑا جو کروپوتکن کے انارکزم پر زور دے رہے تھے۔ اس نے خود بھی یہی وصیت کی تھی۔ اس نے انارکزم کو اپنا نصب العین بنانے کا فیصلہ کیا تھا اور اس کی تشریح و تفسیر اس کی زندگی کا ارفع مقصد تھا۔ اس لئے یہ انارکسٹ کروپوتکن تھا جسے اس سے موسوم عجائب گھر میں فضیلت ملنا چاہئے۔ اس کے باوجود میں اس معاملے میں صوفیہ کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ اس کی واحد ذات تھی جو اس پر فدا تھی، اس میں محبت کرنے والا صبر تھا۔ اس کے علاوہ وقت اور فراغت بھی اسے میسر تھی جو اس یادگار میں زندگی کی روح پھونک سکتی تھی اور جو اس کو ابھرتا اور مکمل ہوتا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دیکھنے پر توجہ دے سکتی تھی۔ میں نے اپنے کامریڈوں سے اشارتاً کہا کہ اگرچہ وہ ابھی تک آزاد ہیں لیکن ان کی چیکا کے ہاتھوں گرفتاری کا خطرہ ہر لمحے منڈلا رہا ہے۔ وہ کس طرح عجائب گھر کی تعمیر اور اس کی نگہداشت کی ذمہ داری لے سکتے ہیں؟ اگر وہ آزاد بھی ہوں تو بھی وہ یہ نہیں کر سکتے۔ ان کی خون پسینہ کرنے والی روزانہ کی مشقت، اس پر راشن حاصل کرنے کی دوڑ دھوپ سے نہ ان کے پاس وقت بچے گا اور نہ ہی اتنی توانائی ہوگی کہ وہ پیتر کی یادگار کے لئے کچھ خدمات انجام دیں۔ اس منصوبے کے لئے میرا کردار اس حد تک محدود ہوگا کہ میں امریکنوں سے اپیل کروں اور یہ بھی میں محض اس لئے کروں گی کیونکہ میں صوفیہ کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔ میں آج کل کے روس میں کروپوتکن عجائب گھر کا قیام نامناسب سمجھتی ہوں۔ اور نہ ہی مجھے سویت مطلق العنانوں سے کسی قسم کی مدد مانگنا یا قبول کرنا پسند ہے۔

ساشا نے اپیل میں میرا ساتھ دینے کی حامی بھر لی لیکن اس نے کسی بھی صورت میں ان لوگوں سے معاملہ کرنے سے انکار کر دیا جو کرونشتاد کی خونریزی کے ذمہ دار تھے۔ جنہوں نے ہمارے کامریڈوں کو تھوک کے بھاؤ ایذائیں دی تھیں اور بوتر کی جیل کے سیاسی کارکنوں پر شب خون مارا تھا۔ زار رومونوف کا عہد بھی سیاسی کارکنوں پر ایسے شیطانی حملوں کا' بقول اس کے' شاذ و نادر ہی مرتکب ہوا تھا۔ سوشلسٹ ریپبلک میں چیکا والے اور فوجی سپاہی کوٹھریوں میں سوتے ہوئے مردوں اور عورتوں پر ٹوٹ پڑے۔ عورتوں کو بالوں سے کھینچتے ہوئے سیڑھیوں سے نیچے لائے اور منتظر ٹرکوں میں ڈال دیا اور نہ جانے کہاں پہنچا دیا۔ کوئی شخص جس میں ذرا سی انسانیت ہوگی یا انقلابی دیانت موجود ہوگی ایسے مجرموں سے کس طرح تعلق رکھ سکتا ہے۔ ساشا نے بڑے جذبے میں یہ بات کہی۔

یہ کبھی کبھار ہوتا ہے کہ میرا کامریڈ بپھر جائے اور اس برہمی سے اپنی ناراضی ظاہر کرے چاہے اس نے کسی معاملے کا کتنا ہی اثر لیا ہو۔ اس خوفناک رات میں حملے کے ستم رسیدگان میں سے ایک کا ہمیں خط ملا اس نے ساشا کے طیش کی آگ پر تیل کا کام کیا جو گزشتہ دو مہینوں سے اس میں سلگ رہی تھی۔

خط میں ان افواہوں کی تصدیق ہو گئی جو ہمیں شب خون کے اگلے دن ملی تھیں۔ اس کے مندرجات یہ تھے۔

مرکز سیاسی اسیراں، ریزان

۲۵ اپریل کی رات میں سرخ فوج کے سپاہی اور مسلح چیکا والے ہم پر حملہ آور ہوئے، ہمیں کپڑے پہننے کا حکم دیا اور بوتر کی قید خانے سے روانہ ہونے کے لئے تیار رہنے کو کہا گیا۔ چند سیاسی کارکنوں کو ڈر تھا کہ انہیں ہلاک کرنے کے لئے لے جایا جا رہا ہے، انہوں نے جانے سے انکار کر دیا جس پر سخت تشدد کیا گیا۔ عورتوں سے بالخصوص بہت بدسلوکی کی گئی ان میں سے کچھ کو بالوں سے کھینچتے ہوئے سیڑھیوں سے اتارا گیا۔ ان میں سے بہت سوں کو سخت چوٹیں آئیں۔ مجھے بھی اتنا مارا پیٹا گیا کہ میرا پورا جسم ایک پھوڑا لگ رہا ہے۔ ہمیں بزور ہمارے شب خوابی کے لباسوں میں نکال کر ٹرکوں پر چڑھا دیا گیا۔ ہمارے حلقے کے کامریڈوں کو دیگر سیاسی کارکنوں کے متعلق کچھ نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں ہیں جن میں سوشلسٹ انقلابی، انارکسٹ' انارکو۔ سنڈیکلسٹ اور مینشویکی بھی شامل تھے۔

ہم دس افراد کو جن میں فانیا بارن بھی تھا یہاں لایا گیا۔ اس جیل میں حالات ناقابل برداشت ہیں۔ ہمیں کسرت کرنے کی اجازت نہیں، تازہ ہوا نہیں ملتی اور خوراک ناکافی اور غلیظ ہے۔ چہار جانب کوڑے کے ڈھیر ہیں، کھٹملوں اور جوؤں کی بہتات ہے۔ اس لئے ہم بہتر سلوک کے لئے بھوک ہڑتال کا اعلان کرتے ہیں۔ ہمیں ابھی ابھی کہا گیا ہے کہ اپنے سامان کے ساتھ تیار رہیں۔ وہ ہمیں کہیں دور بھیجنا چاہتے ہیں اور ہمیں نہیں معلوم کہاں۔

اس ظلم کا سبب یہ تھا کہ چیکا کے اہلکاروں کو ہمارے لوگوں کو مقابلتاً میسر چند سہولتیں کھٹک رہی تھیں جو انہوں نے جیل میں قائم کر لی تھیں جن میں کلاسوں کا آغاز، لیکچر اور مباحثے شامل تھے۔ یہ بھی تھا کہ سیاسی کارکن عام اسیروں سے ہونے والے سلوک میں بہتری کے لئے بھی اصرار کرتے۔ جنہیں کوٹھریوں میں مستقلاً رکھا جاتا، گھٹیا غذا دی جاتی اور ان کی گوکی بالٹیاں دو' دو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دن نہ خالی کی جاتیں۔ پندرہ سوقیدی ہڑتال پر اتر آئے۔ یہ سب کچھ ان سیاسی کارکنوں کے طفیل تھا کہ ان بدنصیبوں کے مطالبات پورے کِئے گئے اور تکالیف کا خاتمہ ممکن ہوا۔ چیکا والے اس پسپائی کو جو انہیں سیاسی کارکنوں کی مداخلت کی وجہ سے ہوئی معاف نہ کر سکے جس کا بدلہ ۲۵ اپریل کی رات میں حملہ کر کے لیا گیا۔

ماسکو سویت کے متعدد استفسارات پر کہ تین سو مینشو یکوں، سوشلسٹ انقلابیوں اور انارکسٹوں کا کیا حشر ہوا جنہیں بوتر کی جیل سے ہٹایا گیا ہے، بمشکل یہ بتایا گیا کہ انہیں ارلوف یوروسلاول اور ولادیمیر کی جیلوں میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

دھاوے کے کچھ ہی دنوں کے اندر ماسکو یونیورسٹی کے طلباء نے ایک جلسہ عام میں ۲۵ اپریل کی بربریت پر احتجاج کیا۔ محرکین کو فی الفور گرفتار کر لیا گیا، یونیورسٹی کو بند کر دیا گیا اور طلباء و طالبات کو جو روس کے مختلف علاقوں کے رہنے والے تھے انہیں تین دن کے اندر اپنے آبائی علاقوں کو لوٹ جانے کو کہا گیا۔ ان انتہائی اقدامات کے لِئے غذائی اشیاء کی نایابی کا جواز پیش کیا گیا۔ نوجوانوں نے یہ اعلان کر دیا کہ اگر انہیں پڑھائی جاری رکھنے کی اجازت دی جائے تو وہ بغیر راشن کے رہ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود انہیں رخصت ہو جانے کو کہا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد یونیورسٹی دوبارہ کھول دی گئی۔ ''آج سے کسی سیاسی سرگرمی کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔'' یونیورسٹی کے ڈین پریواوبرازنسکی نے اعلان جاری کیا۔ پروفیسروں کو ہٹا دیا جاتا اور اگر طلباء احتجاج کرنے کی جرأت کرتے تو انہیں معطل کر دیا جاتا اور یہ روزانہ کا معمول تھا۔ صرف عوام ان باتوں سے بے خبر رہتے۔ کرونشتاد اور نئی اقتصادی پالیسی کے بعد درس و تدریس کا گلا بڑی بے غیرتی سے گھونٹا جانے لگا اور وہاں کی سرگرمیوں کو میسر دنیا او پر آزادیاں دم توڑ گئیں۔ الیکسی باراوے جو معروف انارکسٹ اور فلسفے کا پروفیسر تھا جو زار کے عہد میں بھی ماسکو یونیورسٹی میں بلا روک ٹوک معلّمی کر چکا تھا اسے بالشویکی آمریت کے تحت مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ اس کا واحد قصور یہ تھا کہ اس کی کلاسوں میں طلباء جوق در جوق آتے اور اسے بڑے اشتیاق سے سنتے۔

زیرِ حراست طلباء کو شہر بدر کر دیا گیا جن میں سترہ اور اٹھارہ برس کی لڑکیاں بھی شامل تھیں۔ ان پر یہ الزام تھا کہ وہ ایک ایسے حلقے سے تعلق رکھتی تھیں جو کروپوتکن کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے یہ بچگانہ خوش فہمی تھی کہ بالشویکی پیتر کروپوتکن عجائب گھر پر نظر کرم ڈالنے میں تکلف کریں گے۔ مگر کمیٹی کے زیادہ تر ارکان نے قائل ہونے سے انکار کر دیا۔ ساشا اور مجھے اپنے موقف کی مزید وکالت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ ازیں ہم نے حتمی فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم روس چھوڑ دیں گے۔

کرونشتاد میں ہونے والے قتل عام کے بعد کے چند ہفتوں میں ساشا کو کوفت اور اذیت میں دیکھ کر مجھ میں اشارتاً بھی یہ کہنے کی ہمت نہ پڑتی کہ ہمیں بالضرور روس چھوڑ دینا چاہئے جس کا میرے دل میں پہلی مرتبہ خیال کرونشتاد کے محاصرے کے دنوں میں آیا تھا۔ میں سہمی رہتی کہ ممکن ہے یہ اس کے کرب میں اضافے کا باعث ہو۔ بعد میں جب اس نے ہمت سے کام لیا اور اس کی طبیعت بحال ہو گئی تو میں نے اس کے سامنے یہ بات چھیڑی مگر مجھے یقین نہیں تھا کہ وہ میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گا۔ مگر یہ بھی طے تھا کہ میں اسے اس قاتل پیشہ عہد حکومت کے چنگل میں نہیں چھوڑوں گی۔ میں نے اس وقت اطمینان کی گہری سانس لی جب یہ پتہ چلا کہ ساشا اس مسئلے پر کئی راتوں سے جاگ کر سوچ بچار کر رہا تھا۔ جب ہم تمام امکانات پر تبادلہ خیال کر چکے اور یہ سوچنے لگے کہ روس میں ہمارے قیام کا مقصد زندگی کے دن گننے کے علاوہ بھی کچھ ہونا چاہئے تو ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ ہمارے کسی قول یا فعل سے انقلاب کو یا ہماری تحریک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی ہمارے ستم رسیدہ کامریڈوں کی کوئی مدد ہو سکتی ہے۔ ہمارے لِئے کہیں بھی بالشویکوں کی انقلابِ دشمن فطرت کے متعلق ڈنکے کی چوٹ پر کہنا آسان ہو گا۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی زندگیاں لینن، تراتسکی اور زینوویف کے خلاف جھونک دیں اور ان ہی کے ساتھ دلدل میں رہیں۔ اس اقدام سے نہ ہمارے مقصد کو کوئی فائدہ پہنچے گا اور نہ ہی عوام الناس کے مفادات کو، یوں تو ہم آمریت کے ہاتھ مضبوط کرنے لگیں گے۔ ان کے پرعیار پروپیگنڈے سے ہمارے نام کیچڑ میں لتھڑ جائیں گے اور دنیا کے سامنے ہم پر غدار، انقلاب مخالفوں اور رہزنوں کا ٹھپہ لگا دیں گے۔ ہم دیر تک نہ پابہ زنجیر رہ سکتے ہیں اور نہ ہی زبان بندی برداشت کر سکتے ہیں۔ اس لِئے ہم نے رخصت ہو جانے کا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فیصلہ کرلیا۔ چونکہ ساشا کا ذہن بھی اس معاملے میں یکسو ہو چکا تھا کہ روس میں ہمارے کرنے کے لئے کوئی مفید کام نہیں ہے چونکہ انقلاب کو آمریت کا آہنی ہاتھ کچل چکا ہے۔ اس لئے اس کا اصرار تھا کہ ہمیں یہاں سے جلد ہی چلا جانا چاہئے اور وہ بھی غیر قانونی طریقے سے۔ اس نے کہا کہ ہمیں پاسپورٹ تو نہیں دیا جائے گا پھر ہم یہ اذیت کیوں برداشت کرتے رہیں؟ میں نے احتجاج کیا کہ ہم کیوں چوروں کی طرح روس سے روانہ ہوں۔ یہ وہی روس ہے جہاں ہماری امیدوں کے برآنے کی توقع تھی۔ ایسا نہ ہوا' یہاں تک کہ ہم نے دیگر طریقے آزمائے۔ میں نے سمجھایا کہ ہمیں اپنے غیر ممالک کے کامریڈوں سے رابطہ کرنا چاہئے تاکہ وہ دیکھیں کہ کون سا ملک ہمیں قبول کرسکتا ہے سنڈیکلسٹ مندوبین، سرخ تجارتی انجمنوں کی انٹرنیشنل کانگریس میں شرکت کے لئے ضرور آئیں گے جو ماہ جولائی میں ماسکو میں ہونے والی تھی۔ ہم انہیں اپنا سندیسہ دے دیتے ہیں اور اس سے بہتر تھا کہ ہنری السبرگ کو جو روس سے روانگی کے پر تول رہا ہے۔ وہ ان لوگوں جیسا نہ ہوگا جنہوں نے ہمارے پیغامات امریکہ میں ہمارے لوگوں کو پہنچانے کے وعدے کئے تھے اور یہاں کی صورتحال صاف صاف بتادینے کی۔ ان میں سے زیادہ تر نے اپنا وعدہ یا تو ایفا نہ کیا یا غلط سلط بتایا۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ اسٹیلا اور فشٹری ابھی تک جوش و خروش سے ہمیں روس میں میسر شاندار مواقع کے متعلق خط و کتابت کررہے تھے۔ ہنری بااعتبار تھا۔ ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا ہوگا جب تک وہ جرمنی میں کامریڈوں سے نہیں مل لیتا۔ ساشا بھی مان گیا لیکن متذبذب تھا۔ اس نے کہا کہ کرونشتاد کا واقعہ اسے چین نہ لینے دے گا۔

میں اس کے دکھ کو سمجھتی تھی اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہمارے تمام لوگ اور ہر وہ شخص جس میں انقلابی جذبے کا ہلکا سا شائبہ موجود ہو۔ ہمارے کامریڈوں کے لئے ہماری رہائش گاہ ایک نخلستان بن گئی اور ان کے لئے بھی جو ہماری صفوں میں شامل نہ تھے۔ وہ دن میں کسی بھی وقت آدھمکتے اور آدھی رات کو بھی وہ خالی پیٹ، تھکے ماندے اور نڈھال ہوتے اور ناامیدی کے مارے ہوئے۔ کھانا جو ہمارے لئے اور ایک یا دو مہمانوں کے لئے پکتا وہ ان تمام لوگوں کے لئے جو یکے بعد دیگرے نازل ہوتے ہمارے دسترخوان پر بیٹھنے تک برکت سے دعوت شیراز بن جاتا۔ ان کی خاطر جمع کے لئے میں نت نئے جواز پیش کرتی کہ ان دنوں میری بھوک کو نجانے کیا ہوگیا ہے، سر میں درد رہتا ہے، معدے کی تکلیف ہے یا یہ باورچیوں والی نگوڑی عادت ہے جو کھانا پکاتے میں چکھنے کے بہانے دسترخوان پر کھانا چنے جانے سے پہلے ہی خوشذائقہ چیزیں چٹ کرجاتی ہوں۔ تخلیے کی کمی سے زیادہ میں لوگوں کی ناوقت آمد سے بےلطف ہوجاتی۔ لیکن ان لوگوں کے پاس جانے کی کوئی اور جگہ نہ تھی۔ ایسی جگہ نہ تھی جسے وہ اپنا ہی گھر سمجھیں اور جہاں بےتکلفانہ انداز میں اپنے دکھ درد بیان کرسکیں۔ یہی واحد خدمت تھی جو ہم ان کی کرسکتے تھے اور یہ سب ہم دل کھول کر کرتے تھے۔

ہمارے چند مہمان ایسے بھی تھے جو اتنے خستہ حال تو نہ تھے مگر اپنے وطن کے پرتشویش حالات پر کچھ کم آزردہ نہ تھے۔ الیکزاندر اشا کول جو ہماری مہم کی سیکریٹری تھی ماسکو میں مختصر قیام کے لئے آئی۔ اس سے دوبارہ مل کر اور تبادلہ خیال کرکے خوشی ہوئی اور اس کا مرغوب کھانا کھلا کر اس پر طاری افسردگی سے اسے نجات بھی دلائی جسے 'گوکل۔موگل' کہا جاتا ہے اور جسے وہ انڈے کی شراب کہتی تھی۔ جو اس کی نظر میں کام و دہن کا نقطہ کمال تھا۔

شاکول کے طفیل ہمیں ویرا نکولائے یونا فلز سے تجدید ملاقات کا موقع ہاتھ آیا، جو ممتاز انقلابی تحریک (یارودنایا ولیا) کی نمایاں ترین شخصیات میں سے ایک تھی۔ میں اس سے گزشتہ برس ملی تھی اور مجھے اس کی خراب صحت اور خوراک کی کمی سے پیدا ہونے والی لاغری سے صدمہ ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آیا اسے اہل علم کے لئے منظور شدہ راشن مل رہا ہے جو اگرچہ ناکافی ہوتا ہے مگر جینے کا سہارا ہوتا ہے۔ ویرا نکولائے یونا اتنی غیرت مند تھی کہ دست سوال نہ بڑھاتی اس لئے اسے نظرانداز کردیا گیا۔ یہ مجھے شاکول نے بتایا۔ لیونا چارسکی جس سے میں اسی معاملے پر بات کرنے گئی وہ بھی اس بات پر اتنا خفا ہوا جتنا کہ میں تھی۔ اسے اس معاملے کی سرے سے کوئی خبر نہ تھی اور اس نے ویرا فلز کو راشن جاری کرنے کے فوری احکام صادر کردیئے۔ وہ اب بہتر اور کم عمر لگ رہی تھی۔ حالانکہ وہ اسّی (۸۰) پار کرچکی تھی مگر چہرے مہرے سے اب بھی وہ جنت نگاہ تھی۔ اس کا قدیم حسن تقریباً

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رخصت ہو چکا تھا، ایسی خوبصورتی جس کے شاعر گن گاتے ہیں۔ لیکن شلسلبرگ گڑھی میں بائیس سال گزارنے اور روسی نائک کی جدوجہد کے پرآشوب سالہا سال بسر کرنے کے بعد بھی اس کے مزاج میں وہی شگفتگی موجود تھی۔ اس کے اطوار کریمانہ اور بذلہ سنجی والے اور انسانیت نوازی پھوٹی پڑ رہی تھی۔ ویرا نکولائے یونا نے اپنے سورمائی عہد کے واقعات جب بیان کرنے شروع کیئے تو ہم دم بخود رہ گئے۔ نارودنایا ولیا عہد' کا مریڈوں کے غیر معمولی صبر وتحمل اور جرأت کی داستان تھی۔ ویرا کی دانست میں جو انارکزم کے حقیقی پیشرو تھے ان کے نزدیک اس کی تعبیر محض عوام الناس کے وسیلے سے ممکن ہے اور جس کے لیئے ذات کی بے لوثی مقدم ہے۔ وہ قریب قریب سب ہی کو جانتی تھی اور اس کے خراج تحسین میں اس کی ذاتی عظمت اور دور بین فراست پوشیدہ تھی۔ خصوصاً جب اس نے صوفیا پیروفسکایا کا ذکر کیا جو کرہ ارض کے سب سے زیادہ معنی خیز انقلابی عہد کی عظیم ترین دیوی تھی۔ ویرا کے بیان نے میرے اندر امید کے ایسے دیئے روشن کیئے جن سے میں محسوس کرنے لگتی کہ جو کچھ یہاں ہو چکا ہے ممکن ہے اسے ہمارے مادر وطن روسیا میں شاید پھر سے حیات نو مل جائے۔

امریکہ سے خلاف توقع ہمارے پرانے دوست بوب رابنس کی آمد ہوئی جو انوکھا سیلانی اور صیہونیت مخالف تھا۔ اس کی کمزوری اختیار کردہ مذہب تھا.....روس اس کے خون میں رچا بسا ہوا تھا۔ اس نے اپنے تمام رشتے توڑ ڈالے جن میں امریکی دوست اور کامریڈ سب ہی تھے۔ وہ سوویتوں کے گھر میں آ پہنچا تا کہ اس کی تعمیر میں ہاتھ بٹائے اور پھل پھول کر تابنا کی حاصل کرے۔ اس کی بیوی لوسی نے امریکی فیڈریشن برائے محنت کا محفوظ اور ہموار راستہ اختیار کیا۔ بوبی کا اور ہمارا پائیدار اور قدیم بندھن تھا۔ کچھ عرصے تک تو بالکل حقیقی لگا مگر جلد ہی روسی آسمان پر کالی گھٹائیں آجانے سے گہنانے لگا۔ لوئیز برانیٹ ناگاہ نمودار ہوئی وہ نہ اب دلگیر تھی اور نہ ہی ملول۔ جیک کی موت کو سات مہینے ہو چکے تھے لیکن لوئیز جوان تھی اور جینے کی امنگوں سے سرشار۔ اس میں بھی تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کہ اس نے چند غلط فہمیوں کو جنم دیا اور اپنے شوہر کے کامریڈوں کی ملامت کا نشانہ بنی۔ وہ سولہ سنگھار کیئے رہتی، ہونٹوں پر سرخی جماتی اور بدن چھریرا رکھتی۔ سویت روس اور یہ بدعتیں! شاید لوئیز کبھی بھی کمیونسٹ نہ تھی صرف ایک کمیونسٹ کی بیوی ہوا کرتی تھی۔ وہ اپنی راہ کیوں نہیں چل سکتی، میں نے اس کی وکالت کی۔ یہ کمیونسٹ زہد کے لیئے پسونی تھا۔ ان کی نظر میں میں بھی لوئیز کی طرح کھلے ٹھلے والی بغ ژوی تھی جو ہمیشہ انفرادی حقوق کی سرداری کرتی اور اس کا واحد نشانہ ایک ہوتا.....یعنی آمریت اور اس کے مقاصد۔

لوئیز نے مجھ سے کہا کہ میں اس کے ہمراہ ستانی سلاوسکی کے پاس انٹرویو کے لیئے چلوں۔ اندھے کو کیا چاہیئے دو آنکھیں مجھے تو اس موقع کی تلاش تھی، میں اس شخص سے ملنا چاہتی تھی جس کے عظیم آرٹ اور اس کے حلقے والوں نے میری سپاٹ اور بے کیف زندگی میں کئی مرتبہ رعنائی پیدا کی تھی۔ لیونا چارسکی نے میری پہلی ماسکو یاترا پر مجھے اس کے نام تعارفی خط دیا اور نے میروچ۔ دانچنکو کے نام بھی دیا۔ ان دنوں دونوں علیل تھے اور اس کے بعد سے روسی آسیب مجھ پر سوار تھا۔

ہم نے ستانی سلاوسکی کو صندوقوں، بکسوں اور بوروں کے پہاڑ پر بیٹھا پایا۔ اس کے اسٹوڈیو کو سرکار نے تحویل میں لے لیا تھا اور ماضی میں یہ اتنی مرتبہ ہو چکا تھا کہ وہ اس واردات کا صرف اتنا ہی برا مانتا تھا جتنا اسے متعدد بار گھر پر اپنی نظر بندی پر ہوتا تھا، یہ بات اسی نے بتائی۔ اسے روسی نائک کی فکری مفلسی پر بہت رنج تھا۔ اس کے بقول گزشتہ چار برس میں کوئی پیش قدمی نہیں ہوئی۔ ڈرامائی فنکار کی ترقی کا انحصار تخلیقی فن کے فروغ پر ہوتا ہے، جب اس کے سوتے خشک ہو جائیں تو عظمت کی کوکھ بانجھ ہو جاتی ہے۔ وہ یاسیت کا شکار نہیں ہے اس نے جھٹ سے صفائی پیش کی۔ جو بھی روسی دھرتی اور اس کی روح کے دفینوں سے آگاہ ہے گوگول سے چیخوف، گورکی اور آیندریف سے لگتا ہے سلسلہ ٹوٹ چکا ہے لیکن ابھی ناپید نہیں ہوا ہے۔ مستقبل ستانی سلاوسکی کی پیشگوئی کی تصدیق کرے گا۔

غیر ملکی مہمانوں میں ہم سے سب سے زیادہ قریب ہنری السبرگ تھا۔ وہ اکثر ملنے آتا اور وجدانی طور پر ان لمحات میں جب ہم تنہا ہوتے۔ وہ ہمیشہ ایسے تحائف سے لدا پھندا آتا جن سے ہمارا نعمت خانہ خالی نہ رہتا۔ اس کے علاوہ اس کی حاضر جوابی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اور عمدہ انسانی خواص ہماری افسردگی رفع کرنے میں مدد کرتے۔ ہنری اب عظیم تبدیلیوں کے متعلق باتیں نہ کرتا جن کے متعلق اس کا خیال تھا کہ سرحدوں پر دشمن کی پسپائی کے بعد عملدرآمد شروع ہوگا۔ اس کی روس میں دوسری مرتبہ آمد کے بعد تمام محاذ ٹھنڈے پڑ چکے تھے یہاں تک کہ کروشتاد کا محاذ بھی۔ اب صرف کریلا کا محاذ رہتا تھا جس سے جنرل سلاسچوف کرمسکی بخوبی نپٹ رہا تھا۔ داخلی شورشیں فرو ہو چکی تھیں۔ اب وہ وقت آن پہنچا تھا جب السمرگ کی امیدیں پوری ہونی چاہئیں تھیں۔ آزادی تقریر، صحافتی آزادی اور روسی جیلوں میں ہزاروں اسیر سیاسی کارکنوں کی رہائی۔ ''ہنری، وہ کہاں ہیں۔'' میں نے ایک مرتبہ اس سے پوچھ لیا۔ ''وہ آزادیاں کہاں ہیں جن کی تم لینن اور اس کی پارٹی سے توقع کرتے تھے؟'' وہ گہری دیانت دارانہ فراست کا آدمی تھا یوں تو اس کے ذہن پر کروشتاد کا واقعہ آسیب کی طرح سوار تھا جس کی وہ نفی نہیں کر سکتا تھا جیسا ہم سب کا حال تھا جو سیاسی کارکنوں کی تھوک کے بھاؤ گرفتاری اور ان سے ہونے والی بدسلوکی پر پژمردہ تھے۔ روسی انقلاب کی فطرت، معنی اور مقاصد کے متعلق ابہام اس کی واحد کمزوری تھی۔ وہ خطرات کا متوالا سور ما بنا رہا جو انقلاب کی کمزوریوں کے لئے ملک اور لوگوں کی پسماندگی کو الزام دیتا، مداخلت کاروں اور ملکی سرحدوں کے محاصرے کو ہر جرم کے لئے جواز بنا دیتا جو آمریت کی وجہ سے تھیں جبکہ یہ اقتدار اور طاقت کے حصول کا خبط تھا جو ہر کس و ناکس کو مغلوب اور ہر شے کو کمیونسٹ مملکت کے سرد عفریت کی شان و شوکت کی بھینٹ چڑھانا چاہتا ہے۔ اس کا رویہ میرے صبر کا امتحان لیتا، لیکن ہماری سیدھی سادھی پر الفت زندگی اور نیک طینت دوست پر زلہ نہ گرتا۔ نہ ہی اس بات سے ہماری رفاقت متاثر ہوتی۔ بالشویکوں کے روس میں اور خطوں کے مقابلے میں ہر ایک کو آنسو پینے کے لئے شاید ایک قہقہہ لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

جب وہ آخری مرتبہ ملنے آیا تو ہنری اپنے ساتھ کپڑوں کا ایک بڑا سا گٹھر لایا۔ ''بہت خوب'' وہ ساشا سے چبا چبا کر باتیں کرتے ہوئے بولا ''اگر لینن دکاندار بن سکتا ہے تو الیگزینڈر برکمین ایسا کیوں نہیں کر سکتا؟'' ''یقیناً'' ساشا نے جواب دیا ''اب یہ حلال ہے اگر میں لینن کے نقش قدم پر چلوں۔ جب میں یوکرین میں تھا تو میں نے بھی کاروبار کیا تھا اور یہ اس سے پہلے کی بات ہے کہ کریملن کے پوپ نے اسے مباح نہیں قرار دیا تھا۔'' ''تم بھول رہے ہو'' میں نے مداخلت کی ''تم نہ صرف کاروبار میں شریک تھے بلکہ تم ''سٹے بازی اور رہزنی'' میں بھی ملوث تھے۔ لینن تو یہ سب کارل مارکس کے بابرکت نام پر کر رہا ہے۔ تم دونوں میں بس یہی فرق ہے۔''

ہاں بھئی، اس میں یہی فرق تھا۔ بازار میں ہوٹل نیشنل کے سامنے ایک بدنصیب نانبائی کو اپنی بڑی سی دکان ہٹانا پڑی۔ اس میں تازہ سفید روٹی فرش سے چھت تک سجی ہوئی تھی، کیک اور پیسٹری (سموسہ) بھی موجود تھی۔ دکان کا مالک لینن کے اپنے قول کے مطابق ایک کاروباری آدمی تھا اور کمیونسٹ نہیں تھا۔ اسے گاہکوں کو متوجہ کرنا بھی آتا تھا۔ جگہ ہمیشہ گاہکوں سے بھری رہتی اور بکری زوروں پر۔ دکان کے باہر رذیل زرد رو اور بھوک سے نڈھال کھڑے رہتے۔ ان کی آنکھیں شیشے کی الماری میں معجزانہ جلوے والی اشیائے خوردنی سے پھٹی کی پھٹی رہ جاتیں اس میں ایسی اشیائے تعیشات بھی تھیں جنہیں انہوں نے برسوں سے نہیں دیکھا تھا۔ ''یہ چیزیں کہاں سے آجاتی ہیں؟'' ایک عورت نے اس وقت احتجاج کیا جب میں وہاں سے گزر رہی تھی۔ ''کچھ ہی دن کی بات ہے جب کسی کے قبضے میں سفید روٹی کا ہونا ایک خطرناک بات تھی۔ اور اب دیکھو۔ ان عمدہ کیک کے ٹکڑوں پر نظر ڈالو!'' کیا ان ہی چیزوں کے لئے انقلاب برپا کیا گیا ہے؟'' وہ منمنائی۔ ''میں سوچتی ہوں کہ ہم دل و جان سے لغ ژواز ہو چکے ہیں'' ایک شخص چلایا ''ذرا انہیں دیکھو کس طرح دکان میں آجا رہے ہیں! یہ کیسے لوگ ہیں اور کون لوگ ہیں؟'' مجمع نے جذبات کو لگام دی مگر کچھ لوگوں نے مٹھیاں ضرور بند کیں۔ ''اب دفع ہو اور منتشر ہو جاؤ!'' شہری ملیشیا کے جوانوں نے حکم دیا جو دکان پر پہرہ دے رہے تھے۔ جائیداد کے مقدس حق کی حفاظت بھی لازم تھی۔

شاہراہ تورسکایا پر ایک بڑا سا اسٹور ہوا کرتا تھا جو تین سال سے بند تھا۔ اس نے اپنے دروازے کھول دیئے۔ اس میں متنوع اشیاء کا بڑا ذخیرہ موجود تھا جن میں پسندیدہ پھل، کیویار (مچھلی کے انڈوں کا کچومر) پرندوں کا گوشت اور دیگر ایسی اشیاء

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رکھی تھیں جن کے متعلق کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ روس میں موجود ہوں گی۔ اسٹور کے باہر جو ہجوم جمع تھا یہ سب کچھ دیکھ کر ان کے منہ میں پانی بھر آیا۔ یہ ان کی بھوک کو کھلم کھلا للکارنا تھا۔ ان کی حیرانی جلد ہی برہمی میں بدل گئی اور بالآخر بلند آواز آزردگی میں ڈھل گئی۔ قرب و جوار والے لوگ اسٹور کی جانب جھپٹے اور باقی ماندہ ان کے پیچھے۔ مگر لینن کا اچھا کاروباری شخص اس کے لئے تیار تھا۔ اسٹور کے اندر پہرے دار تیار رکھے گئے تھے تاکہ کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹا جاسکے۔ انہوں نے اپنے فرائض بخوبی نبھائے۔ پورے روس میں یہ واحد ادارہ تھا جو اپنے فرائض تندہی سے انجام دے رہا تھا۔

ناپ NEP (نئی اقتصادی پالیسی) پھیلنے لگی نئے بغ ژواز کا عہد آچکا تھا۔ اور اب سویتکی صابن یا راشن کے متعلق فکر کرنے کی ضرورت نہ رہی تھی کیونکہ ایسی خوش ذائقہ نعمتوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ سابقہ مراعات یافتہ طبقات سے لوٹے گئے مال کو چھپانے کی جھنجھٹ سے بھی نجات مل چکی تھی۔ مجھے تو اپنی آنکھوں پر مشکل سے اعتبار آرہا تھا جب میں نے سٹانس لاوسکی کے اسٹوڈیو میں کئی عورتوں کو مخمل اور ریشمی کپڑوں میں ملبوس پایا۔ وہ بیش قیمت شالیں اوڑھے تھیں اور زیورات سے لدی پھندی تھیں۔ ایسا کیوں نہ ہو؟ سویتسکی خواتین اچھے لباس کا ذوق رکھتی ہیں چاہے وہ گھڑوں میں رکھے رہنے سے شکن آلود ہی کیوں نہ ہو گیا ہو اور آج کل کے پیرس کے جدید فیشن کے مطابق نہ رہا ہو!

تاہم خاکستری اور بے کیف رنگ' خلقت میں اب بھی رائج تھا۔ وہ اپنی بچی کھچی توانائی کو طویل قطاروں میں کھڑے ہو کر سر چھپانے کی جگہ ملنے کے احکام لینے کے واسطے' چند گز چھینٹ کے لِئے یا کنبے کے کسی بیمار فرد کی دوا کے واسطے یا پھر مردے کے کفنانے کو۔ یہ میرے تھکے ہارے ذہن کا واہمہ نہ تھا۔ یہ متعدد ہولناک حقائق میں سے ایک امر تھا۔ ایسا ہی ایک واقعہ اینجلیکا بالابانوف نے مجھے بتایا۔ اسے تمام سویت فرائض سے سبکدوش کر کے نیشنل کے چھوٹے سے کمرے میں رہنے پر مجبور کر دیا گیا۔ بیمار اور خیالات کا طلسم چکنا چور ہونے کے بعد اور خستہ حال وہ اپنے دیگر کامریڈوں کی بہ نسبت کہیں زیادہ مصائب جھیل رہی تھی جس کی وجہ سے اس کے دیوتا اینیچ کی تازہ قلابازی تھی۔ بھوکے مجمع کو نانبائیوں اور مٹھائیوں کی دکان کے گرد متواتر منڈلانا' دوسروں کی طرح اینجلیکا کے لِئے بھی باعث اذیت تھا اور وہ اپنے سویڈن کے دوستوں سے چند بسکٹوں کے تحفے کو بھی قبول کرنا ایک قصور سمجھتی تھی۔ یہ ایک ایسا برزخ تھا جسے صرف ہم سمجھ سکتے تھے جو اسے اچھی طرح جانتے تھے۔

وہ بڑی جلی بھنی بیٹھی تھی جب اس نے اپنے ایک دوست کی خودکشی کا ذکر کیا' وہ ایک کمیونسٹ عورت تھی جو کوئی چوتھائی صدی سے انقلابی صفوں میں موجود تھی۔ یہ سننے کے بعد کہ بہت سے کمیونسٹ 'نئی اقتصادی پالیسی' کے متعارف ہونے کے بعد اپنی جانیں لے چکے ہیں میں سمجھی یہ بھی اسی نوعیت کا معاملہ ہوگا۔ مگر معاملہ کچھ اور نکلا' اینجلیکا نے وضاحت کی۔ اس کی سہیلی نے اس امید میں خود کو گولی مار لی تاکہ اس کی خون آشام موت سے لوگوں کی توجہ اس کے بیٹے کی بیکسی کی طرف منعطف ہو جائے گی جو اسپتال میں بیمار پڑا ہے۔ وہ ایک بیٹا انقلابی محاذ پر گنوا چکی تھی۔ دوسرا جو ابھی چھوکرا ہے تپ دق کا شکار تھا جبکہ کمیسار نے اسے تحریراً مطلع کیا تھا کہ اس کا بیٹا اسپتال میں میعاد سے زیادہ قیام کر چکا ہے اور یہ کہ اسے اب گھر لے جانا ہوگا۔ اس نے بہتری کوشش کی کہ اسے نیشنل میں قیام کی اجازت کے احکام مل جائیں جہاں اس کے بیٹے کو کچھ آرام مل سکے گا۔ اس میں ناکام ہو کر اس نے فیصلہ کر لیا کہ اسے مر جانا چاہئے یوں اس کی موت کے دھماکے سے پارٹی کی مجلس انتظامیہ حرکت میں آجائے گی اور اس کے بچے کو ایک کمرہ مل جائے گا۔ ''وہ بیچاری ناسمجھ نکلی'' میں نے بطور احتجاج کہا۔ اینجلیکا نے مجھے اطمینان دلایا کہ عورت پورے ہوش وحواس میں تھی لیکن اس سے یہ نہیں دیکھا جا رہا تھا کہ اس کا بیٹا کتے کی موت مرے۔ اس سانحے کی دہشت نے تدفین کے روز اینجلیکا کے اعصاب کو شل کر کے رکھ دیا۔ وہ اپنی سہیلی کی آخری فرمائش کے مطابق اپنے ایک کامریڈ کے ہمراہ قبرستان گئی تھی۔ وہاں کوئی موجود نہ تھا اور نہ ہی متوفی کی نعش تھی۔ اینجلیکا غش کھانے والی تھی کہ اس کے ہمراہی نے واپسی کے لِئے اصرار کیا۔ راستے میں انہیں دو کمیونسٹ عورتیں ملیں جو ایک ٹھیلے پر میت لا رہی تھیں۔ تاخیر کا سبب یہ تھا کہ کفن کے صندوق کے حصول میں دشواری ہو رہی تھی اور تدفین کی اجازت کے سٹرٹفکیٹ کا حصول دوسری رکاوٹ تھی۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

'ناپ' پھل پھول رہی تھی مقلدین متبرک خونی جام کو گھیرے تھے انہیں یہ یقین دلایا جا چکا تھا کہ اقتدار پوری طرح پرولتاریوں کے ہاتھ میں ہے اور یہ بھی کہ سویت روس میں اب روپئے پیسے کی حاجت نہیں رہی کیونکہ محنت کشوں کو دھرتی سے پیدا ہونے والی تمام نعمتیں میسر ہیں۔ان باتوں پر مخلصانہ ایمان رکھنے والے امریکیوں کا ایک بڑا دستہ جو ساز و سامان سے لدا پھندا تھا نہایت راز داری سے سرحد پر موجود استقبالیہ کمیٹی سے ملا۔ ماسکو میں انہیں مچھلیوں کی طرح مشترکہ کمروں میں بھر دیا گیا۔ان کا روٹی اور صابن کا معمولی راشن بھی باندھ دیا گیا اور نصیب آزمانے کو چھوڑ دیا گیا۔مہینے بھر کے اندر ہی اس گروہ کے دو بچے ناکافی غذا اور جراثیمی عارضوں کا شکار ہو کر مر گئے۔مرد دل شکستہ ہو گئے اور عورتیں بیمار پڑ گئیں۔ان میں سے ایک تو اپنے بچوں کے متعلق تفکرات اور روس کے حالات دیکھ کر صدمے سے پاگل ہو گئی۔ ہمارا دوست عزیز بوبی جس کی امیدوں پر پہلے ہی پانی پھر چکا تھا ہمیں روز کا قصہ بتانے آیا جب کوئی اور عورت اور اس کے دو بچے ماسکو کے ریلوے اسٹیشن سے دو میل چل کر ہماری دہلیز پر اپنے مصائب بیان کرنے آئے تھے۔کناسیوچ کی اہلیہ اس کا خاوند ان کی چودہ سالہ دختر اور چھوٹے سے بیٹے کو امریکہ بدر کیا گیا اور انہیں محل پالمر کا شاہی جلال دیکھنا پڑا۔وہ جب روس پہنچے تو ان کے دل جوش و خروش سے بھرے ہوئے تھے۔البتہ اپنے ساتھ دیگر جلاوطنوں کی مانند خوش اعتقاد نہ تھے انہوں نے سن رکھا تھا کہ روس بھوکا اور ننگا تھا اس لئے انہوں نے اپنا اثاثہ ضرورت مندوں میں تقسیم کر ڈالا۔دو ہفتوں بعد کناسیوچ کو اپنے کنبے کے ساتھ اس ٹرین سے اتار لیا گیا جو یوکرین میں ان کے آبائی گاؤں کی جانب جا رہی تھی۔اس پر متناوتس (باغی) ہونے کا الزام لگا دیا گیا۔وہ تو ابھی امریکہ سے نوارد تھا جہاں اس سے اس لئے بدسلوکی کی گئی تھی کہ وہ سویت نواز موقف رکھتا تھا یہی بات اس نے چپکا کو سمجھائی کیونکہ اس نے تو ماخنو کا نام بھی کبھی نہیں سنا تھا۔اس کے احتجاج پر کسی نے کان نہ دھرا۔اسے گرفتار کر لیا گیا اور اس کا سامان ضبط کر لیا گیا۔اس کی بیوی اور دونوں بچوں کو اسٹیشن پر اتار دیا گیا۔ان کے پاس ہفتہ گزارنے کے لئے بھی رقم نہیں تھی۔

بہر صورت ہمارا فوری کام یہ تھا کہ ہم اس کا مریڈ کی بیوی کو پاگل ہو جانے سے بچائیں اور کناسیوچ کی بیوی کے لئے روزگار تلاش کریں اور اس کے شوہر کو موت کے منہ میں جانے کے غالب خطرے سے بچائیں۔سویت زندگی کے اس اندھیر نگری چوپٹ راج والے حالات کے ستم بالائے ستم' ناگاہ قحط۔کا عفریت سرزمین پر منڈلانے لگا۔وولگا کے خطے میں نایابی اور موت نے پاؤں پھیلا لئے اور باقی ماندہ ملک بھی خطرات کی زد میں آنے لگا۔سویت حکومت عرصہ دو ماہ سے اس حقیقت سے واقف تھی کہ لاکھوں افراد موت کے گھاٹ اتر جائیں گے اگر فوری طور پر امدادی اقدامات نہ کئے گئے۔زرعی اور معاشیات کے ماہرین نے پہلے ہی صاحبان اختیار کو آفت کی آمد آمد کے متعلق متنبہ کر دیا تھا۔انہوں نے برملا کہا تھا کہ اس صورتحال کا سبب بدانتظامی' غلط فیصلے اور نوکر شاہی کی بدعنوانیاں تھیں۔آفت کی صعوبتوں کو کم کرنے کے لئے سویت سرکار کے کل پرزوں کو ٹھیک کرنے کے بجائے اور خلقت کو صورتحال سے باخبر رکھنے اور خطرات سے نبرد آزما ہونے کی غرض سے کمربستہ رہنے کے' ماہرین کی رپورٹ کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا۔

چند غیر کمیونسٹ جو صورتحال سے باخبر تھے وہ بے بس تھے۔ہم آخر الذکر میں شمار ہوتے تھے جن دنوں ہم پر بالشویزم کا سودا سوار تھا تو ایسے حالات میں ہم ہر رہنما کا دروازہ کھٹکھٹاتے اور امدادی کام میں ہاتھ بٹاتے۔ہمیں کرونشتاد سے بہت سبق مل چکا تھا۔اس کے باوجود ہم نے بائیں بازو کے ان عناصر کو جن تک ہماری رسائی تھی اس بڑھتی ہوئی آفت کے متعلق آگاہ کر دیا اور ان سے دست بستہ اجازت مانگی تھی کہ ہمیں اس مہم میں شامل کر لیا جائے تاکہ ان قحط زدگان کی اڑے وقت میں مدد کی جا سکے۔انہوں نے بہ عجلت اپنی تجاویز پیش کر دیں اور حکومت کی مدد پر اتر آئے۔لیکن اسے ٹھکرا دیا گیا۔دائیں بازو والوں کا خیر مقدم کیا گیا۔ویرا فگنر کے علاوہ جس نے انسانی ہمدردی پر اس گروہ میں شرکت کرنا چاہی باقی ماندہ لوگوں میں آئینی جمہوریت نواز تھے جو اکتوبر انقلاب کے خلاف لڑ چکے تھے۔انہیں بارہا انقلاب دشمنی کے الزامات کے تحت گرفتار کیا جا چکا تھا لیکن اب انہیں کشادہ بازوؤں کے ساتھ ''شہری کمیٹی'' میں قبول کیا جا رہا تھا۔اس کام میں انہیں ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئیں۔ایک عمارت' ٹیلیفون' ٹائپ کار

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اوراخبار چھاپنے کا حق۔ان کے دوارکان نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں مکھیا تخِن کی جانب سے ایک اپیل تھی جس میں اس کے پیروکاروں سے کہا گیا تھا کہ وہ اسے عطیات دیں اور وہی انہیں تقسیم کرنے کا ذمے دار ہوگا۔ پرولتاریوں کے نقیب اوراس کے دشمنوں میں جومحبت کی پینگین بڑھ رہی تھیں اس کا اظہار آخری الذکر کے جاری کردہ بلیٹن سے ہوتا تھا۔ جواس کے علاوہ کچھ نہ تھا یعنی قدیم اخبار 'ویدومستی' جوعہدزار کا سیاہ ترین رجعت پسند پرچہ ہوتا تھا۔ یہ نام کوچھوڑ کراس کا ہوبہو چربہ تھا۔اسے اب 'پومش' (مدد) کہا جارہا تھا۔

سویت سرکس کے نابغہ روزگار بازی گرایک مرتبہ پھر بارنَم اور بیلی پر بازی لے گئے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اب مغربی یورپ والے یہ کہنے کی جرأت نہ کرسکیں گے کہ کمیونسٹ مملکت میں آزادیاں عنقا ہیں اور یا یہ بھی کہ سویت حکومت قحط جیسی آزمائش کی گھڑی میں مختلف پارٹیوں کے تعاون کا خیر مقدم نہیں کرتی۔

جوں ہی یہ پرمسرت لہریں دساور میں پھیلنے لگیں اورامریکی انتظامیہ کے امدادی حلقوں میں باریابی پاگئیں عشقیہ پینگیں یکا یک تھم گئیں۔ناطہ منسوخ کردیا گیا' دلہن نہ صرف یہ کہ ہرجائی ہوگئی بلکہ اسے چیکا کی جیل میں ٹھونس دیا گیا۔''شہری کمیٹی'' کے ارکان کو پھر سے اعلانیہ انقلاب دشمن کہا جانے لگا اوراس کے رہنماؤں کوشہر بدر کرکے ملک کے دور دراز علاقوں میں بھیج دیا گیا۔ ویرافگنر سے رعایت برتی گئی لیکن اس نے اعزاز قبول کرنے سے انکار کردیا۔ وہ چیکا کے دفتر پہنچ گئی اوراپنے رفیقان کار کے انجام میں شریک ہونے کا مطالبہ کیا۔لیکن حکومت نے اسے خلاف مصلحت سمجھا اوراس خوف سے اسے نہ ہاتھ لگایا کہ ملک کے باہر برہمی کا طوفان کھڑا ہوجائے گا۔

رسوائے کرونشتا دصدر کالی نن پرتعیش ٹرین میں لینن کی فراست سے لبریز ہوکر سفر کرتا اور غیر ملکی اخباری نمائندوں کی شاہانہ انداز میں خاطر مدارات کرتا۔ دنیا کو معلوم ہونا چاہئے کہ سویت مملکت اپنے ستم رسیدہ عوام کے فلاح کی کتنی خواہاں ہے۔

تاہم امدادی کام تو وہ کارکن انجام دے رہے تھے جن کا تعلق غیر ملکی تنظیموں سے تھا اورانہوں نے اس عرصے میں امدادی کام منظّم کرلیا تھا۔ روسی کارکنان اور غیر کمیونسٹ آبادی کی اکثریت مافوق البشر انداز میں محنت کررہے تھے اور قحط زدہ اضلاع کو اڑے وقت مدد پہنچارہے تھے۔ دانشوروں نے معجزے کردکھائے۔ بحیثیت طبیب' نرس' اشیاء کی رسد اور لاتعداد ایسے لوگوں نے بڑے ایثار سے کام لیا۔ بہت سے حالات اور بیماریوں کا شکار ہوکر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔اور متعدد لوگ تو ان ناسمجھ اور جاہل لوگوں ہی کے ہاتھوں مارے گئے جن کی مدد کو وہ گئے تھے۔قحط نے تو لاکھوں جانیں نگل لیں اس لِئے چند سولغ ژوا کے اتلاف سے حکومت کی پیشانی پربل بھی نہ پڑنا چاہئے۔ یہ امر عالمی انقلاب کے لِئے کہیں زیادہ اہم تھا کہ سویت عہد پر یہ منکشف ہوا کہ کلیسیاؤں میں بہت سی دولت دفن ہے۔اوراس سے پہلے کہ کسان اس پر احتجاج کرنا شروع کریں اسے ضبط کرلیا جانا چاہئے۔ لیکن اب کلیسیا کی دولت کو قومیا لینے کا عمل جلتی پر تیل کا کام کرے گا کیونکہ آمریت پہلے ہی عوام کے تمام طبقات میں نفرت کی آگ بھڑکا چکی تھی۔کمیونسٹ حکومت کا ایک اور انقلابی شوق یہ تھا کہ وہ اپنے ارکان کو حکم دے کہ وہ تمام قیمتی اشیاء جوان کی ملکیت میں ہیں فی الفور سرکار کی تحویل میں دے دیں۔ یہاں تک کہ اس میں چاندی کا چھلا بھی شامل ہے۔ یہ بڑے صدمے کی بات تھی جب یہ پتہ چلا کہ پارٹی کی نظروں میں ان کے اپنے کمیونسٹ بھی زیورات اور دیگر قیمتی اشیاء کے معاملے میں مشکوک تھے۔مگر بظاہر ایسے ارکان ضرور موجود تھے۔ازویستیا (خبر) کا مدیر ستیکللوف جو معروف کمیونسٹ تھا۔ وہ غیر کمیونسٹ انقلابیوں کو رہزن ٹھہرانے میں شہرت رکھتا تھا' بعد میں انکشاف ہوا کہ اس کے قبضے سے سونے چاندی کا ایک ڈھیر نکلا یہ ایسی چیز تھی جسے کسی کمیونسٹ کی ملکیت میں نہ ہونا چاہئے تھا۔ وہ پارٹی کے کسی بھی مدیر کو گولی مار کر ہلاک نہ کرسکے جس طرح انہوں نے فانیا بارن کو گولی مار کر ہلاک کیا تھا۔ نہ ہی اس کو گوشہ عافیت میں رہنے دیا گیا۔ پارٹی کے اعلیٰ اور ادنی لوگوں میں اتنی جرأت تو پیدا کرنا چاہئے کہ وہ اس امتیازی روایت کے خلاف مطالبات اٹھائیں۔اس بنا پر ستیکللوف کو اخبار سے معطل کردیا گیا اور دوسرے کمیونسٹوں کو بھی کریمیا کی جانب روانہ کردیا گیا۔

قحط نے اپنی ہولناک پیش قدمی جاری رکھی۔لیکن ماسکو متاثرہ علاقے سے بہت دور تھا۔مگر اندرون شہر میں بڑے بڑے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

واقعات کی تیاریاں جاری تھیں۔ تین بین الاقوامی کانگریسیں ہونے والی تھیں، جن میں ایک کمیونسٹ انٹرنیشنل، ایک عورتوں کی تنظیم کی اور تیسری سرخ تجارتی انجمنوں والی۔ ہوٹل ڈی لکس کے قرب وجوار میں تمام عمارتوں پر رنگ وروغن جاری تھا اور موقع کی مناسبت سے شہر کی صفائی ہورہی تھی اور تزئین وآرائش کی جارہی تھی ۴۰ x ۴۰ کلیساوں کے قبے قرب وجوار کی رنگ برنگ جھنڈیوں میں بہار دکھارہے تھے۔ غیر ملکی مندوبین اور دنیا بھر سے آنے والے مہمانوں کے استقبال کے لئے تیاریاں مکمل تھیں۔

ابتدا میں آئی۔ ڈبلیو۔ ڈبلیو کے دو امریکی مندوبین کی آمد ہوئی جن کا نام ولیمز اور کاسکاڈن تھا۔ دوسرے بھی جلد ہی آگئے جن میں ایلا ریوز بلور، ولیم زیڈ فاسٹر اور ولیم ڈی ہیوووڈ شامل تھے۔ ہم تو حیران رہ گئے کہ 'بگ بل' کیسے آسکتا ہے کیونکہ ہمیں معلوم تھا کہ وہ بیس ہزار ڈالر کی ضمانت پر رہا کیا گیا تھا اور اسے بیس برس کی قید بھی کاٹنا تھی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اس نے پابندیوں سے انحراف کیا ہے؟ ساشا تو یہی ماننے پر اڑا ہوا تھا۔ بل پر اس کا اعتبار 1914ء سے اٹھ چکا تھا۔ جب آخرالذکر نے اس وقت کمزوری دکھائی تھی جن دنوں ساشا آزادی اظہار کی مہم کو نیویارک میں چلا رہا تھا۔ میں نے زور وشور سے بل کی وکالت کی اور اس امر کی طرف توجہ مبذول کرائی کہ ہمیں ایسے اقدام پر ہمیشہ اپنے فیصلے اس آسانی سے صادر نہ کرنا چاہئیں۔ ''یہاں تک کہ اپنے کیے پر بھی، میرے بڈھے'' میں نے کہا۔ لیکن ساشا نے میرے ساتھ اس ہوٹل جانے سے انکار کردیا جہاں ہیوووڈ کو ٹھہرایا گیا تھا۔ ''وہ خود ہی چلا آئے گا اگر وہ ہم سے ملنا چاہتا ہے۔'' اس نے اعلان کردیا۔ میں ملاقات پر بل کے ساتھ خوب ہنسی۔

بل ہیوووڈ اکثر آدھمکتا۔ نہ دن دیکھتا نہ رات اس کے لئے ہمارے دروازے کھلے تھے، وہ کئی لڑائیوں میں ہمارا کامریڈ رہ چکا تھا۔ اگرچہ کئی معاملات میں وہ ہمارا ہم خیال نہ ہوتا۔ میں بھاگی بھاگی ہوٹل ڈی لکس گئی جہاں پسندیدہ ترین مندوبین کو اتارا گیا تھا وہیں مجھے اپنا آزمودہ گھوڑا مل گیا جو مجھے بہت عزیز تھا۔ بل مجھ سے اسی گرم جوشی اور ملنساری سے ملا جس سے اس نے تمام دیگر دوستوں کو مسحور کررکھا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ فوراً ہی بغل گیر ہوگیا اور وہ بھی بھرے مجمع میں۔ لڑکوں نے فلک شگاف قہقہے لگائے اور اسے چھیڑنے لگے کہ وہ آج تک یہ کیوں چھپائے رہا کہ اس کے معشوقاوں میں ای۔ جی بھی شامل ہے۔ وہ بڑے اخلاص سے ہنسا اور مجھے کھینچ کر اپنی بغلی نشست میں بٹھالیا۔ میں تو لمحے بھر کو آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ اس کو خوش آمدید کہوں اور یہ بتادوں کہ وہ ہم سے کب اور کہاں مل سکتا ہے۔ میں اسے اب بھی ایک پیالی کافی پیش کرسکتی ہوں۔ ''جس میں رات کی تاریکی کی طرح سیاہی، عشق کی مٹھاس اور انقلابی جوش جیسی قوت ہوگی۔'' بل گردش ایام کو یاد کرکے مسکرانے لگا۔ ''میں تو کل آؤں گا۔'' اس نے کہا۔

ہیوووڈ کو مترجمین کے نرغے میں دیکھ کر میں نے محسوس کیا اور تاڑ لیا کہ وہ چیکا کے اہلکار تھے۔ وہ سب روسی۔ امریکی تھے جو پارٹی کی خدمات کے عوض مرتبے اور اہمیت کی وجہ سے بلند مقامات پر فائز تھے۔ وہ میری موجودگی سے جزبز ہوتے اور مشتبہ نظروں سے مجھے دیکھتے۔ میں بل سے دوبارہ مل کر بہت خوش تھی اور امریکہ کے دیگر نو واردان سے بھی مل کر جس میں ایلا ریوز بلور بھی شامل تھی جو مجھ سے میسوری اصلاحی جیل میں ملنے آئی تھی اور جو مجھ سے ہمیشہ انسیت ظاہر کرتی رہی اور میرے کام میں دلچسپی لیتی رہی۔ میں نے ''مترجمین'' کو مزید توجہ نہ دی اور جلد ہی رخصت ہوگئی۔

ساشا اس وقت موجود نہ تھا جب بل دیر گئے اگلے دن سہ پہر میں ملنے آیا۔ میرے ملاقاتی نے مجھے امریکہ پہنچادیا جو میری سرگرمیوں کا قدیم اکھاڑہ رہ چکا ہے۔ میں نے اس پر اپنے دوستوں کے متعلق سوالات کی بوچھاڑ کردی، اسٹیلا اور فٹزی کے متعلق دریافت کیا الزبتھ گرلی فلن اور دیگر افراد کی خیریت معلوم کی جواب بھی میرے دل میں موجود تھے۔ میں وہاں کی عمومی صورتحال کے متعلق جاننا چاہتی تھی، محنت کشوں کی تحریک اور آئی۔ ڈبلیو۔ ڈبلیو جن سب کو جنگی بخار نے ملیا ملیٹ کردیا تھا اور اپنے کامریڈوں کے متعلق بھی جاننا چاہتی تھی۔ بل نے میرے سوالات کی بوچھاڑ کو روک دیا۔ اس نے کہا اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں وہ میرے سامنے اپنی پوزیشن صاف کرنا چاہتا ہے۔ مجھے لگا جیسے وہ اعصابی تناؤ کا شکار تھا اور اس کی وہی حالت تھی جیسی کسی بڑے مجمع کے سامنے کھڑے ہونے میں ہوتی ہے۔ اس کا لحیم شحیم جسم دبے ہوئے جذبات سے لرزنے لگتا۔ اس نے ضمانت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کی شرائط توڑی تھیں، اس نے اچانک کہا، اور وہ فرار ہوا ہے۔ جس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اسے بیس برس کی قید درپیش تھی۔ حالانکہ اس عمر میں یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ''بل، یہ تو مضحکہ خیز بات لگتی ہے'' میں نے لقمہ دیا ''تمہیں پوری قید کبھی نہ کاٹنا پڑتی جین ڈیبنز کو معافی دے دی گئی اور رچرڈ اوہیر کو بھی۔'' ''پہلے میری سنو'' اس نے مجھے روک کر کہا ''اسیری فیصلہ کن عامل نہ تھا۔ یہ روس تھا، روس جس میں ہمارے نظریات کی تعبیر تھی جن کی ہم زندگی بھر نشر واشاعت کرتے رہے۔ میں بھی تمہاری طرح مزے میں تھا مگر روس، آزاد شدہ پرولتاریوں کا دیس مجھے بلا رہا تھا۔'' اس سے اہل ماسکو نے بھی آنے کی تاکید کی تھی۔ اس نے بتایا۔ اس سے کہا گیا کہ روس کو وہ درکار ہے۔ یہاں سے وہ امریکی عوام الناس کو انقلابی راہ پر ڈال دے گا اور انہیں پرولتاریوں کی آمریت کے لِئے تیار کرے گا۔ اس بات کا فیصلہ کرنا کوئی آسان مرحلہ نہ تھا کہ اپنے کامریڈوں کو قید و بند کی طویل مدت بھگتنے کو یکہ وتنہا چھوڑ دیا جائے۔ لیکن انقلاب کہیں زیادہ اہم ہے اور اس کے مقاصد وسائل کو جائز بنا دیں گے۔ یہ بھی درست ہے کہ ضمانت کے بیس ہزار ڈالر، کمیونسٹ پارٹی ادا کرے گی۔ اس سلسلے میں اس سے باضابطہ وعدہ کیا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اسے امید ہے کہ میں اس کے محرکات کو سمجھ لوں گی اور اسے گریز پا نہ سمجھوں گی۔

میں نے اس سے امریکہ کے متعلق مزید کچھ پوچھا اور نہ ہی میں نے اس کی یہ فرمائش پوری کی کہ روس کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرتی مجھے اس بات سے صدمہ ہوا جب مجھے یہ اندازہ ہوا کہ جب وہ اس ملک میں داخل ہو رہا تھا تو ہماری طرح اس کی آنکھوں پر بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ کیا اسے آنکھوں پر کے خول کو ہٹانے کے لِئے ہماری طرح شدید تکلیف دہ جراحی سے گزرنا پڑے گا؟ اور بل پر اس وقت کیا گزرے گی جب دفتی کے ٹکڑوں کا بنا گھر اس پر آ گرے گا۔ اور اس کی تمام امیدیں ہماری امیدوں کی طرح دفن ہو جائیں گی؟ وہ اپنی تمام کشتیاں امریکہ میں جلا آیا تھا اور وہ اپنے ملک کے نوجوان پرولتاریوں کے تخیل میں آگ نہ بھڑکا سکے گا اور نہ ہی ان کے سامنے اپنے فرار کو جائز ثابت کر سکے گا خصوصاً ان لمحات میں جب اس کی وہاں سخت ضرورت تھی۔ ایسے ناخدا کو کون اپنی جان سونپنے پر آمادہ ہوگا۔ جو ڈوبتے جہاز کو سب سے پہلے چھوڑنے پر کمربستہ ہو جائے؟ اور بعد میں جب وہ سویت روس کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھے گا تو وہ کیا سوچے گا؟ اسے کوڑے کے ڈھیر پر ڈال دیا جائے گا جیسا کہ بہت سے لوگوں کے ساتھ ہو چکا ہے' جب وہ ماسکو کے پروپیگنڈا کے مفادات کی خدمت کر چکا ہوگا۔ بل جو اپنے وطن مالوف کی دھرتی اور اس کی روایات میں اتنا رچا بسا ہوا تھا اور جو روس سے اتنا بیگانہ ہے' نہ اس کی زبان سے واقف ہے اور نہ ہی اس کے لوگوں سے......

میں اپنے مہمان کے لِئے منتظر المناک مستقبل کے تصور میں یوں کھو گئی کہ اس کی موجودگی کو فراموش کر بیٹھی۔ ''اتنی چپ کیوں ہو'' اس نے پوچھا ''کیونکہ خاموشی گویائی سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے'' میں نے مذاق کیا۔ بعد میں جب نئے ملک میں اس کے قدم جم جائیں گے تو پھر ہم لوگ بات کریں گے'' میں نے بات بڑھائی۔ کیا میں آتا جاتا رہوں' اس نے پوچھا ''بالکل اسی طرح جیسے ۲۱۰۔ ایسٹ تھرٹین کے زمانے میں کرتے تھے۔'' ''ہاں عزیز من بل'' میں نے جواباً کہا ''کسی بھی وقت، اب بھی اگر تم چاہو اور جب تمہیں ہاتھوں ہاتھ لیا جا رہا ہے''۔ وہ بات نہ سمجھا اور نہ میں نے وضاحت کی۔

ساشا نے ان محرکات کا مضحکہ اڑایا جو بل نے اپنے فرار کے لِئے بتائے۔ روس اور دیگر وجوہ اس کی نظروں میں معقول نہ تھیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بھی معاون بنیں مگر اصل وجہ یہ تھی کہ لیون ورتھ جیل میں بیس برس کی قید کے خیال سے بل کے پسینے چھوٹ گئے۔ آخری برسوں میں وہ اکثر سفید پرچم لہرانے لگتا۔ مجھے بل کے مستقبل کے متعلق تشویش کرنے کی ضرورت نہیں ہے' ساشا نے مجھے اطمینان دلایا۔ وہ یہاں کے ماحول میں کھپ جائے گا اس کے باوجود کہ اسے یہاں وہ عظیم الشان فریب دیکھنے کو ملے گا جسے ماسکو نے دنیا پر مسلط کیا ہے۔ مجھے تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔ بل تو ہمیشہ سے ایک طاقتور مملکت اور مرکزیت کا حامی ہے۔ اس کی اپنی بڑی سی انجمن کیا تھی محض ایک آمریت؟ بل یہاں مزے سے رہے گا۔ ساشا نے اپنی بات مکمل کی۔ ذرا سا صبر کر لو اور دیکھو۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دو دن کے بعد ولیم۔ ریڈ۔ فوسٹر کا فون یہ پوچھنے کو آیا کہ آیا وہ آ سکتا ہے۔ یہ میرا کپڑوں کی دھلائی کا دن تھا اور میں بہت مصروف تھی۔ ساشا نے پیشکش کی کہ وہ فوسٹر کو اس وقت تک اپنے کمرے میں بٹھالے گا جب تک کہ میں اپنا کام ختم نہیں کر لیتی۔ میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ ممکن ہے فوسٹر شاپیرو سے اور دیگر کامریڈوں سے ملنا چاہے جو ابھی تک آزاد تھے۔ لیکن جب میں نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ اسے روسی سنڈیکلسٹوں سے ملنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ تو صرف ساشا اور مجھ سے ملنا چاہتا تھا۔ ان لوگوں میں فوسٹر پہلا شخص تھا جس نے امریکہ میں اقتصادی جدوجہد میں محنت کشوں کے لئے انقلابی تدابیر اختیار کرنے کی وکالت کی تھی۔ جس پر روسی انارکو۔ سنڈیکلسٹ عملدرآمد کر چکے تھے۔ یہ تعجب کی بات تھی کہ وہ ان باغیوں سے ملنے سے انکار کر دے اور ان سے یہ سننے سے انکار کر دے کہ اگر وہ کہیں ہے تو آخر وہ کون سی جگہ تھی جہاں کمیونسٹ عہد حکومت میں سنڈیکلزم موجود ہے۔

وہ جم براوڈر کے ہمراہ آیا جو کنساس کا رہنے والا نوجوان تھا اور جسے ہم آئی۔ ڈبلیو۔ ڈبلیو کے کارکن کی حیثیت میں پہچانتے تھے۔ ساشا نے انہیں فوراً سنبھال لیا۔ دوپہر میں جب میرا کام ختم ہو گیا اور کھانا پک چکا تھا تو میں نے اپنے مہمانوں کو مدعو کیا کہ کھانا کھائیں۔ بازار میں ترکاریاں اور پھلوں کی افراط تھی اور یہ گوشت مچھلی کے مقابلے میں ارزاں بھی تھیں۔ ہم لوگ تقریباً پرہیزی خوراک پر چل رہے تھے۔ لگتا تھا جیسے مہمان مردوں کی امریکی بھوک میں کمی نہیں آئی تھی۔ انہوں نے جی بھر کر کھایا اور ای۔ جی کی کھانا پکانے کی ہنرمندی کی خوب تعریف کی۔ فوسٹر کھانے کے دوران میں چپ رہا اور صرف یہ اطلاع دینی مناسب سمجھا کہ وہ فیڈرل لیبر پریس کے نمائندے کی حیثیت میں روس آیا تھا۔ براوڈر کمیونسٹ مملکت کے حیرت انگیز واقعات کے متعلق بڑھ چڑھ کر بولتا رہا اور ان کامرانیوں کے متعلق جو پارٹی نے حاصل کی تھیں۔ میں نے اس سے پوچھ لیا کہ اسے اس ملک میں آئے ہوئے کتنے دن ہوئے ہیں ''کوئی ایک ہفتہ'' اس نے جواب دیا۔ ''اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہاں ہر چیز لاجواب ہے؟'' ''اس میں کیا شک ہے''۔ اس نے کہا۔ ''اس کے لئے تو ایک نظر ہی کافی ہے۔'' میں نے اسے اس کی غیر معمولی بصیرت پر مبارکباد پیش کی اور اپنی گفتگو کو کم متلاطم پانیوں میں لے آئی۔ ہمارے مہمان جلد ہی رخصت ہو گئے جس کا مجھے کوئی افسوس نہ ہوا۔

دو اور امریکی ہم سے ملنے آئے۔ اگنس سمڈلی اور اس کا ہندو دوست چاٹو میں امریکہ میں اگنس کی ہندوانہ سرگرمیوں کے متعلق بہت کچھ سن چکی تھی۔ لیکن میں اس سے ذاتی طور پر کبھی نہ ملی تھی۔ وہ موثر شخصیت والی لڑکی تھی وہ دل و جان سے ایک حقیقی باغی تھی اور لگتا تھا جیسے اس کی زندگی کا کوئی اور مقصد نہ ہو سوائے ہندوستان کے پسے ہوئے طبقات کے۔ چاٹو دانشور اور حس مزاح کا مالک تھا۔ لیکن میں اس کی عیارانہ طبیعت سے متاثر ہوئی۔ وہ خود کو انارکسٹ کہتا اگرچہ یہ واضح تھا کہ یہ اس کی ہندو قوم پرستی تھی جس کے لئے اس نے اپنی پوری زندگی وقف کر دی تھی۔

کاسکاڈن جو کینیڈین آئی۔ ڈبلیو۔ ڈبلیو کا مندوب تھا ہم سے اکثر ملنے آتا۔ اس کی طبیعت روزانہ یوں بجھتی جا رہی تھی کیونکہ وہ ابتدائی بیٹھکوں ہی میں سیاسی جوڑ توڑ دیکھ چکا تھا۔ دیگر امریکی مندوبین پر کمیونسٹوں کی نظر بندی چل چکی تھی' اس نے ہمیں بتایا اور وہ لوگ لاسوفسکی کی دھنوں پر تھرک رہے تھے جو بین الاقوامی سرخ انجمن کا متوقع صدر تھا۔ کاسکاڈن ان چالبازیوں سے چوکھی لڑ رہا تھا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کانگریس میں اس کی دال نہیں گلے گی۔ ہم اسے یہ کہہ کر تسلی دیتے کہ یہاں کسی بھی خودمختار اور صاحب کردار شخص کی کامیابی کے امکانات نہیں ہیں۔ کانگریس روسی بالشویکی کمیونسٹوں کی کٹھ پتلیوں سے بھری ہو گی اور وہ ہر قرارداد پر ''مرکز'' کی ہدایات کے مطابق ووٹ دیں گے۔ ہم بے تکلف لوگ اسے 'کاس' کہہ کر پکارتے تھے وہ بہادر تھا وہ آخر دم تک لڑنے والا تھا اس کی تنظیم نے اسے یہی ہدایات دی تھیں۔ اس نے ہمیں یہی بتایا۔

دیگر مندوبین ہم سے دور دور ہی رہے جن میں میری سابق فدایہ ایلا ریوز بلور بھی شامل تھی۔ بل ہیوڈ بھی نہ لوٹا۔ ان سب کو ان کے 'مترجمین' بچا کر کہیں لے گئے۔ اسی طرح رابرٹ مایز' میری ہیٹن وورس اور ٹوم مان کے ساتھ ہوا۔ وہ ماسکو ہی میں تھے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لیکن یہ نہ پتہ چلا سکے کہ ہم اسی شہر میں مقیم تھے۔ بوب مائیز کا ''ذہن کچھ بدل چکا تھا۔'' وہ کمیونسٹ ہوگیا تھا۔ ہم نے اس کے اعترافات لبریٹر میں پڑھے تھے۔ جو اپنے مفہوم میں اس شخص کے لئے ایک کھلا خط تھا جس کی وہ ایک زمانے میں پرستش کرتا تھا۔ جو اس کا قریب ترین دوست اور استاد بھی تھا یعنی الیگزینڈر برکمین۔ میری ہیٹن وورس جو میرے نیویارک کے حلقے کی شناسا تھی ایک نرم دل اور دلکش رفیق تھی۔ اس کو سیاسی خیالات غائبانہ حاصل ہوئے تھے۔ وہ آئی۔ ڈبلیو۔ ڈبلیو میں تھی اور ان دنوں روشن ضمیر جواد براین اس کا شوہر تھا' اس میں بھی کوئی شک نہ ہونا چاہئے کہ وہ ان دنوں کمیونسٹ ہوگی کیونکہ آج کل وہ مائیز کے ساتھ تھی۔ یہ وجوہ کچھ کم نہ تھیں کہ میری اپنے دکھاوے کے سیاسی نظریات کے میلانات اس دوستی سے پوشیدہ رکھے جس کا وہ اکثر چرچا کیا کرتی تھی۔

ٹوم مان بھی موجود تھا۔ جو قدیم سنڈیکلزم کا نقیب تھا اور ہر سیاسی نظریے کا کٹر دشمن۔ یہ وہی شخص تھا جس نے بویر جنگ کے پر آشوب زمانے میں میرے لندن کے قیام کے دوران میں میری حفاظت کے سلسلے میں گہری تشویش ظاہر کی تھی۔ وہ اپنے امریکی دورے میں نیویارک میں ہمارا مہمان تھا اور مدرارتھ کے حلقے کی مساعی سے وہ ایک تباہ کن صورتحال سے بال بال بچا تھا' یہ تمام مندوبین ہوٹل ڈی لکس میں مقیم تھے جو اتنے فاصلے پر تھا کہ اگر پتھر پھینکا جائے تو وہاں گرے۔ ''یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان اپنے دیرینہ رفاقتوں سے منحرف ہوجائے'' میں نے ساشا سے کہا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے ان باتوں کو دل پر نہ لینا چاہئے۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ بالشویکوں سے ہمارے تعلقات خوشگوار نہیں ہیں اس لئے وہ ہمارے پاس آنے میں گھبراتے ہیں۔ اپنی ذات کی حد تک میں ان باتوں کو اہمیت ہی نہیں دیتا اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کیوں دیتی ہو۔ کاش میں اس جیسی سادہ اور جذبات سے عاری روش اختیار کرسکتی۔

لاطینی مندوبین کو بھی ہمارے متعلق کنایتاً بتایا جاچکا تھا۔ جو ہمیں پتہ چل گیا۔ مگر وہ اینگلو۔ سیکسن دھات کے بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے اپنے 'گائیڈوں'' کو سمجھا دیا کہ وہ یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنے کامریڈوں سے نہ ملیں اور یا انہیں کوئی اس نوعیت کی ہدایات دے کہ وہ کن لوگوں سے مراسم رکھیں۔ فرانسیسوں' اطالویوں' ہسپانویوں' جرمنوں اور اسکینڈے نیوین انارکو۔ سنڈیکلسٹ نے ہمیں تلاش کر لینے میں دقیقہ نہ چھوڑا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ انہوں نے ہماری جگہ کو اپنا صدر دفتر بنالیا۔ انہوں نے اپنا تمام فاضل وقت ہمارے ساتھ بسر کیا اور ہمارے خیالات اور تاثرات جاننے کے متمنی تھے۔ انہوں نے کمیونسٹوں کے ہاتھوں بائیں بازو والے عناصر پر ہونے والی ایذا رسائی کے متعلق سن رکھا تھا۔ لیکن وہ اسے سرمایہ دارنہ جعل سازی سمجھتے رہے۔ ان کے فرانسیسی کمیونسٹ دوست جو ان کے ہمسفر تھے وہ بھی حقائق جاننے کے لئے مخلصانہ طور پر متمنی تھے۔ ان میں بوغی سوواغین انتہائی ذہین اور چوکس کھوجی نکلا۔

بلاشبہ چیکا والے بھی بخوبی واقف تھے کہ یہ لوگ ہمارے ہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ کرونشتاد کے واقعے کے بعد ہمارا رویہ بھی ڈھکا چھپا نہ رہا تھا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ ساشا پیتروگراد کے سوویت طباعت گھر کے سربراہ سے ملنے گیا اور اپنی تصنیف (پرزن میمایر) کے نسخے کا مطالبہ کیا جس کا روسی ترجمہ وہ شائع کرنے والے تھے۔ اس موقع پر اس نے برملا یہ کہا اور زینوویف سے ذاتی طور پر بھی کہہ دیا کہ بالشویکوں سے کرونشتاد کی وجہ سے سراسر عاجز آچکا ہے اور اس سے متعلق دیگر امور سے بھی۔ ہم اس کے نتائج بھگتنے کو بھی تیار تھے اور ہم ملاقات کو آنے والے لوگوں سے بھی صاف گوئی سے بیان کردیتے۔ سوواغین تو ہماری باتوں سے ہل کر رہ گیا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ لینن اور ترو تسکی معاملات کی حقیقت سے ناواقف ہوں، وہ یہ سمجھتا ہے۔ کیا ہم نے ان سے مل کر سمجھانے کی کوشش کی تھی؟ ہم کوشش کر چکے ہیں لیکن وہ ہم سے ملنے کو آمادہ نہیں ہوئے۔ اس کے باوجود ساشا نے لینن کو بذریعہ خط صورتحال کی وضاحت کی اور اس معاملے میں اپنا موقف بیان کیا تھا۔ لیکن ہماری ایسی تمام مساعی اتنی ہی بار آور ثابت ہوئیں جس طرح ہماری دیگر تجاویز اور احتجاجات صدا بہ صحرا ثابت ہوئیں جب انہیں کرونشتاد کے محاصرے کے زمانے میں پیتروگراد سوویت برائے دفاع کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہم نے اپنے ملاقاتیوں کو بتایا کہ روس میں اس وقت تک پتہ بھی نہیں ہل سکتا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جب تک کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور مقتدر اعلیٰ کے علم میں نہ آجائے اور اس کی منظوری نہ حاصل ہو جائے اور لینن جس کا سربراہ ہے۔

فرانسیسی کمیونسٹ متعدد مواقع پر اپنے انارکسٹ کامریڈوں سے تعاون کر چکے تھے، سوواغین کا یہ استدلال تھا۔ یہی اشتراک عمل روس میں بھی کیوں نہیں ہو سکتا؟ ہم نے وضاحت کی کہ اس کو سمجھنا بہت دشوار نہیں ہے۔ فرانسیسی کمیونسٹوں کو ابھی وہاں سیاسی اقتدار نہیں ملا۔ نہ ہی وہاں ان کی آمریت قائم ہو سکی ہے لیکن جونہی یہ نوبت آئے گی ان کی فرانسیسی انارکسٹوں سے ہم آہنگی ختم ہو جائے گی، ہم نے سوواغین کی خاطر جمع کر دی۔ وہ اسے ناممکن سمجھتا تھا اور بضد تھا کہ وہ اس موضوع پر ممتاز بالشویکوں سے گفتگو کرے گا۔ وہ اس بات کا خواہشمند تھا کہ روسی کامریڈوں اور ہمارے درمیان ایک دوستانہ رشتہ استوار ہو جائے۔

عین اسی لمحے اولیا میکسی موا نمودار ہوئی۔ زرد اور لڑکھڑاتی اس نے ہمیں بتایا کہ میکسی موف اور دیگر بارہ کامریڈوں نے تاگانکا جیل میں مرن برت کا اعلان کر دیا ہے۔ وہ مارچ سے متعدد بار اپنی اسیری کی وجوہ جاننے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ انہیں کچھ نہ بتایا گیا اور نہ ہی ان کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی۔ اپنے احتجاجات کا جواب نہ ملنے پر انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کی ناقابل برداشت صورتحال کی جانب غیر ملکی مندوبین کی توجہ مبذول کرائی جائے جس کے لئے جان پر کھیلنے والا بھوک ہڑتالی طریقہ اختیار کیا جائے۔

وہاں پر موجود سنڈیکلسٹ مارے جوش کے اچھل پڑے اور کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں سویت روس میں ایسی صورتحال کے بیان پر اعتبار نہ ہوتا اور وہ فوری طور پر اس کی جواب دہی کا مطالبہ کریں گے۔ وہ اگلی صبح میں سرخ تجارتی انجمنوں کی کانگریس کے آغاز کے ساتھ ہی اس سوال کو اٹھائیں گے۔ سوواغین نے ان سے التجا کی کہ وہ ذرا سا صبر کریں اور پہلے تجارتی انجمنوں کے رہنماؤں کے خیالات معلوم کر لیں جن میں تومسکی جو محنت کشوں کا سربراہ ہے، لوسوسکی اور دیگر شامل ہیں۔ اس کی دانست میں عوامی اجلاس میں کھلم کھلا بحث مباحثہ دشمنوں کے ہاتھ میں کھیلنے کے مترادف ہے۔ سرمایہ دارانہ صحافت اور فرانسیسی بلغ ژواز اور دیگر ممالک اس بات سے فائدہ اٹھا لیں گے۔ معاملے کو خاموشی سے اور دوستانہ انداز میں طے کیا جانا چاہئے۔ سوواغین نے یہ وکالت کی۔ مندوبین رخصت ہو گئے اور ہمیں اطمینان دلا کر گئے کہ وہ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک ہمارے مصیبت زدہ کامریڈوں کو انصاف نہیں مل جاتا۔ وہ رات گئے ہمیں یہ بتانے آئے کہ تجارتی انجمنوں کے رہنماؤں نے ہم سے بہ لجاجت درخواست کی ہے کہ اس معاملے کو برسر عام رسوائی کا سامان نہ بنایا جائے۔ اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ مقید انارکسٹوں کی تکالیف رفع کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ انہوں نے یہ تجویز بھی رکھی ہے کہ ہر ملک سے ایک مندوب لے کر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں روس کا بھی نمائندہ ہو جو لینن اور ترتسکی سے ملے۔ ہمارے یورپی کامریڈ اس نقض امن سے بچنے کے تصور ہی سے بہت خوش ہو گئے اور انہوں نے بخوشی اس تجویز کو قبول کر لیا۔

کانگریس کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی دیکھنے کی غرض سے میں ساشا کے ساتھ وہاں گئی اور یہ بھی دیکھنے کہ ہمارا کون سا آدمی کمیٹی میں لیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین تھا کہ ٹوم مین اس میں کام کرنے کے لئے مضطرب ہوگا۔ کیا وہ عمر بھر سیاسی بنیادوں پر لوگوں کو اذیت دہی کے خلاف نہیں لڑتا رہا؟ اور بل ہیوڈ یقیناً کسی پیشکش کو نہیں ٹھکرائے گا۔ جن دنوں اس کا اڈاہو میں زندگی اور موت کا مقدمہ چل رہا تھا اور اسے سزائے موت کا سامنا تھا اور جس سے بچانے کے لئے انارکسٹوں نے مدد کی تھی، علاوہ ازیں انہوں نے ہمیشہ اس کی تنظیم آئی ڈبلیو۔ ڈبلیو اور خود اس سے یکجہتی والی امداد، برے دنوں میں ہر گرفتاری پر دی تھی اور زمانہ جنگ میں بھی۔ ''ٹوم مین ممکن ہے مدد کرے۔'' ساشا نے کہا۔ ''لیکن ہیوڈ نہیں کرے گا۔ میں بوب کو آمادہ کرنے کی کوشش کروں گا، وہ شاید ہی مجھ سے انکار کرے۔'' اس نے اضافہ کیا۔

تجارتی انجمنوں کے گھر میں سنگ مرمر والا ہال مجلس گاہ بنا جہاں اس عظیم نمائش کو نہایت احتیاط سے تیار کیا گیا تھا اور اچھی طرح سے مشق کی گئی تھی۔ ہم نے تمام اہم اداکاروں کو چبوترے پر جمع ہوتے دیکھا۔ سازندوں کی نشستوں پر دنیا کے تمام خطوں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے آنے والے مندوبین براجمان تھے جن میں روسیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ان مندوبین میں یہ لوگ بھی کچھ کم اہم نہ تھے جو اتنے بڑے صنعتی مراکز سے آئے تھے جیسے پالسٹینا، بخارا، آذربائیجان اور ایسے دیگر ممالک۔

جنگلے کے باہر جو سرکاری نمائندوں کو عام سامعین سے جدا کرتا تھا عوام کے لئے بنچیں لگی ہوئی تھیں۔ ہم نے پہلی صف میں اپنی نشستیں سنبھالیں۔ مندوبین ان ہی میں سے گزرتے ہوئے چبوترے پر چڑھتے۔ بل ہیوڈ کو بہت معزز مقام پر جگہ دی گئی۔ اس نے ہمیں آتے دیکھا تو منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس نے آزمائش کی گھڑی میں اپنے کامریڈوں سے منہ پھیر لیا تھا تو اس میں حیرانی کی کوئی بات نہ تھی کہ وہ اپنے سابق دوستوں سے بھی تعلق قطع کر لے۔ ساشا کی بات صحیح نکلی، ہمیں بل کے مستقبل کی فکر نہ کرنا چاہیئے۔ وہ اپنی بینا آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا جبکہ وہ اپنی نابینا پن سے سب کچھ کر سکتا ہے اور وہ جلد ہی ''جم جائے گا۔'' مجھے غصہ تو نہ آیا مگر میری افسردگی ناقابل بیان تھی۔

ٹوم مین نے جب ہمیں پہچانا تو اسے ہلکا سا جھٹکا سا لگا۔ بل کی طرح کچھ دن ہوئے بوقت ملاقات اس میں بہت گرمجوشی تھی۔ تاہم جب میں نے اس کے سامنے کمیٹی والی تجویز رکھی تو وہ ٹھٹک گیا۔ وہ اس معاملے کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس نے کہا کہ اس معاملے میں پہلے اسے چھان بین کرنا ہوگی۔ ساشا نے ٹوم کی کم ہمتی اور بالشویک حکام سے اس کی خوفزدگی پر اسے بری طرح لتاڑ دیا۔ ٹوم کو اس ڈانٹ ڈپٹ سے جھرجھری آ گئی۔ خاص طور پر ایسے شخص سے جس نے اپنی جانثاری اور لگن کی قیمت سالہا سال کے دکھ درد کی صورت میں ادا کی تھی۔ جبکہ اس زمانے میں ٹوم محض ''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے'' کی گردان کر رہا تھا، اس نے شرماتے ہوئے کہا۔ ''میں کمیٹی میں شامل ہو کر کام کروں گا۔''

جب ہم دو پہر کے وقفے میں باہر نکل رہے تھے تو ہمارا بوب مائینز اور میری ہیٹن سے آمنا سامنا ہو گیا۔ انہیں اس خلاف توقع ملاقات پر تعجب ہوا اور جس پر وہ بہت خجل لگ رہے تھے۔ وہ کھسیانی مگر دوستانہ ہنسی سے ملے، بوب نے بڑی عجلت سے کہا وہ تو ہمیں تلاش کرنا چاہتا تھا مگر وہ بہت مصروف رہا تا ہم وہ ہم سے جلد ہی ملنے آئے گا۔ ''مگر ان معذرتوں کی کیا ضرورت ہے؟'' ساشا نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ ''یہ غیر ضروری باتیں ہیں اور از راہ کرم ملاقات کو فرض جان کر نہ آنا۔'' اس نے باب سے کمیٹی کا ذکر نہ کیا۔ راستے بھر میرا یار خاموش رہا۔ مجھے علم تھا کہ وہ کتنا مضمحل تھا۔ وہ بوب کا بہت خیال رکھتا تھا اور اس کی دیانتداری پر اسے گہرا اعتبار بھی تھا۔

کمیٹی بالآخر تشکیل پا گئی اور لینن سے ملاقات کے لئے تیار ہو گئی ان میں ایک بھی مغل اعظم کی ٹکر کا آدمی نہ تھا۔ اسے یہ ہنر اچھی طرح آتا تھا کہ لوگوں کی توجہ کس طرح ہٹادی جائے۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے مجبور کر سکیں۔ ٹوم مین جو اپنے ملک کے حکمران طبقے کی نظروں میں مردود رہا تھا ان دنوں ہاتھوں ہاتھ لیا جا رہا تھا اور اس سلطنت کا سربراہ اس کے لئے بچھا جا رہا تھا۔ یوں وہ بالشویکوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن چکا تھا۔ اسی طرح کمیٹی کے دیگر ارکان بھی ریشہ خطمی ہوئے جا رہے تھے۔ مگر محنت کش سنڈیکلسٹ غیر ملکی محنت کشوں کی صورتحال کے متعلق اسپیچ کے تابڑ توڑ پر اشتیاق سوالات جو سنڈیکلسٹ کی طاقت اور ممکنات کے متعلق تھے انہیں گمراہ نہ کر سکے۔ انہوں نے یہ جاننے پر اپنی توجہ مرکوز رکھی کہ وہ روس میں انقلابی بھوک ہڑتالیوں کے متعلق کیا کہتا ہے۔ لینن کی قوت گویائی جواب دے گئی۔ اسے اس کی پرواہ نہیں ہے چاہے تمام سیاسی کارکن جیل میں سڑ کر مر جائیں۔ اس نے صاف صاف کہہ دیا۔ وہ اور اس کی پارٹی کسی بھی سمت سے کسی قسم کی مخالفت کو برداشت نہ کرے گی چاہے وہ بائیں بازو والوں کی ہو یا دائیں بازو کی۔ تاہم وہ اس پر آمادہ ہے کہ تمام مقید انارکسٹوں کو ملک بدر کر دیا جائے اور اگر وہ سوویت سرزمین پر دوبارہ قدم رکھیں گے تو انہیں بہ امر مجبوری گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ گزشتہ کوئی چار سال میں لینن کے کان گولیاں چلنے کی صداؤں سے کافی مانوس ہو چکے تھے اور وہ ان آوازوں کا حریص ہو چکا تھا۔

اس کی تجاویز کیمونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی میں جب رسمی طور پر پیش کی گئیں تو ان کی فوری منظوری دے دی گئی۔ ایک جوائنٹ کمیٹی ترتیب دی گئی جو سرکاری نمائندوں اور غیر ملکی مندوبین کی نمائندہ تھی جسے یہ کام سونپا گیا کہ تاگانکا کے بھوک ہڑتالیوں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کی رہائی اوران کی فوری ملک بدری کا انتظام کریں اور دیگر اسیر انارکسٹوں کی بھی۔

ہڑتال کو شروع ہوئے آٹھ دن گزر چکے تھے مگر ابھی تک عملدرآمد نہیں شروع ہوا تھا جس کی وجہ پورے روس پر اختیار کل رکھنے والی چیکا تھی جس کی سربراہی درژنسکی اور انشلیت کے ہاتھوں میں تھی۔ جن کا اصرار تھا کہ "روسی قید خانوں میں سرے سے کوئی انارکسٹ نہیں ہے۔" یہاں تو صرف رہزن اور ماخنوویف کے پیروکار ہیں، انہوں نے یہ اعلان کر دیا۔ انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ غیر ملکی مندوبین پہلے ان افراد کی ایک فہرست بنا کر پیش کریں جنہیں وہ ملک بدری کے لِئے رہا کرانا چاہتے ہیں۔ پورے منصوبے کو ناکام بنانے کی یہ ایک کھلی چال تھی تاکہ اتنی تاخیر کر دی جائے تاکہ کانگریس کی کارروائی مکمل ہو جائے اور غیر ملکی مندوبین رخصت ہو جائیں۔ آخر الذکر میں سے چند نے تو ان خطوط پر سوچنا شروع کر دیا کہ معاملہ آگے نہیں بڑھے گا ممکن ہے ہمارے کامریڈ بھوکوں مر جائیں۔ تب انہوں نے دھمکی دی کہ وہ معاملہ کانگریس میں اٹھائیں گے اور اس معاملے پر کھلے اجلاس میں بحث کریں گے۔ لیکن یہ وہ واحد حربہ تھا جس سے سویت ارباب اختیار روکنے کو فکر مند تھے۔ انہوں نے مندوبین سے ایک نجی ملاقات طے کر لی اور مخلصانہ وعدہ کیا کہ وہ مزید وقت ضائع کِئے بغیر اطمینان بخش انتظامات کر دیں گے۔

تاگانکا جیل میں دیر سے جاری بھوک ہڑتال کے سبب ہمارے لوگ ادھ موئے ہوئے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک ماسکو یونیورسٹی کا نوجوان طالب علم تھا جو تپ دق کا مریض بھی تھا پہلے ہی نڈھال ہو چکا تھا۔ اس سے دیگر بھوک ہڑتالی ساتھیوں نے تاکیداً کہا کہ وہ مرن برت توڑ دے لیکن اس نے اپنی وفاداری کی خاطر چھوڑ کر بھاگنے سے انکار کر دیا۔ حالت کچھ بھی ہو ہم اتنے بے بس تھے کہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ بہت دل گرفتہ ہونے کے باوجود ساشا اور میں شریک کمیٹی کے سنڈیکلسٹ ارکان کو کھڈیرتے رہے۔ انہیں تاکید کرتے اور عاجلانہ اقدام کی وکالت کرتے۔ ایک دن جب ہم لوگ کانگریس کی طرف رواں دواں تھے ہمارا رابرٹ ماینز سے آمنا سامنا ہو گیا جس نے ساشا کو ایک بڑا سا گٹھر تھما دیا۔ "چند خوردنی اشیاء ہیں" اس نے جھینپتے ہوئے کہا۔ ہمیں ہوٹل لکس میں بہت سی مل گئی تھیں۔ شائید تم انہیں بھوک ہڑتالیوں کو دینا چاہو۔ چند ہلکی چیزیں ہیں...... کاویار، سفید روٹی اور چاکلیٹ ہیں۔ میں نے سوچا...... "تم جو بھی سمجھو مگر برا نہ ماننا" ساشا نے بات کاٹی۔ "تم بڑے فسادی ہو جو کٹے پر نمک چھڑک رہے ہو تاگانکا والے تو پہلے ہی بہت بھگت چکے ہیں۔ بجائے اس کے کہ تم ان لوگوں کی طرف سے احتجاج کرو جو مخالف خیالات رکھنے کی وجہ سے ان پر درندے چھوڑ کر ہراساں کِئے جاتے ہیں تم ہمارے کامریڈوں کو مندوبین کے بچے کھچے کھانے کی رشوت دے کر ہڑتال ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" یہ تو بتاؤ۔ میں نے بات بڑھاتے ہوئے کہا "تمہیں تو یہ کرنا چاہئے تھا کہ میری ہیٹن وورس کو ہمارے دوست بوب رابنس کے متعلق غیر ذمہ دارانہ گفتگو سے روکتے۔ کیا وہ یہ چاہتی ہے کہ وہ چیکا کے چنگل میں پھنس جائے۔

بوب منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا کہ لوسی رابنس گومپرز کی حلیف بن چکی ہے جو روسی انقلاب سے لڑ رہے ہیں۔ ساشا نے جواب دیا کہ حقیقت تو یہ ہے کہ لوسی امریکی محنت کشوں کی فیڈریشن کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے لیکن وہ اپنی ناسمجھی کی بنا پر اپنے شوہر پر انقلاب دشمن ہونے کا ٹھپہ لگائے دے رہی ہے۔ اس پر لازم تھا کہ وہ کم از کم میری کی زبان کو لگام دے دیتی، اس کے معنی ایک آدمی کی زندگی ہے۔

بوب زرد پڑ گیا اس کے دیدے گھبراہٹ میں کبھی میری طرف اور کبھی ساشا کی جانب پھرنے لگے اور اس کے بعد اس نے کچھ کہنا چاہا۔ میں نے اسے روک دیا۔ اپنا گٹھر اپنے ہوٹل ڈی لکس کے باہر سردی سے ٹھٹھرتے بچوں اور عورتوں کو دے دو جو ہوٹل میں داخل ہونے والے ٹرکوں سے گرتے ہوئے اونٹھوں پر للچا کر ٹوٹ پڑتے ہیں جو مندوبین کو کھلانے کے لِئے سفید آٹے کی روٹی کے ہوتے ہیں۔ "تمہارے لوگوں سے تو میں عاجز ہوں" بوب زور سے بولا اور برہمی پر قابو پانے لگا۔ "تم اپنے تیرہ انارکسٹوں کے لِئے ہنگامہ کر رہے ہو جو تاگانکا میں مقید ہیں اور اسے فراموش کر چکے ہو کہ یہ انقلابی دور ہے۔ ان تیرہ کی کیا اہمیت ہے، یہ اگر تیرہ سو بھی ہوتے تو کیا فرق پڑتا اگر تم اسے اس عظیم انقلاب کے پس منظر میں دیکھتے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی؟"

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''ہاں، یہ ہم متعدد بار سن چکے ہیں'' ساشا نے ترکی بہ ترکی جواب دیا ''میں واقعی تم سے ناراض نہیں ہوں کیونکہ میں بھی پندرہ ماہ تک یہی سمجھتا رہا۔لیکن اب مجھے بات سمجھ میں آ چکی ہے۔ مجھے پتہ چل چکا ہے کہ یہ ''عظیم ترین انقلاب'' سب سے بڑا فریب ہے اور کیمونسٹوں کو اقتدار میں رکھنے کے لئے ہر قسم کے جرائم کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ بوب ایک دن تمہیں بھی یہ احساس ہو جائے گا۔تب پھر ہم باتیں کریں گے۔فی الحال تو ہمارے پاس ایک دوسرے سے کہنے کو مزید کچھ اور نہیں ہے۔''

بھوک ہڑتال کے دسویں دن شریک کمیٹی بالآخر کریملن میں ملی۔ساشا اور شاپیرو کو تاگانکا کے اسیروں نے اپنے مطالبات کی نیابت کے لئے مقرر کیا۔کیمونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی ترجمانی ترانسکی کو سونپی گئی تھی۔مگر وہ وہاں نہ پہنچ سکا اور اس کی جگہ لونا چارسکی نے سنبھال لی۔روس کی ملک گیر چیکا کا قائم مقام سربراہ انشلیت بھی موجود تھا جس نے مندوبین سے سراسر حقارت آمیز رویہ روا رکھا اور نوبت یہ آئی کہ وہ بلا علیک سلیک کے کمرے سے چل دیا۔عین ممکن تھا کہ ''ہمدمی کا'' اجلاس غیر ملکی مندوبین کی گرفتاری پر اختتام کو پہنچتا اگر ساشا اور شاپیرو کی بج مزاجی نے معاملے کو بے قابو ہونے سے نہ روک لیا ہوتا۔ساشا نے مجھے بعد میں بتایا کہ اسے انشلیت کے متکبرانہ رویے کا جواب نہ دینے کے لئے بڑے ضبطِ نفس سے کام لینا پڑا کیونکہ ہمارے ستم رسیدوں کا مقدر داؤ پر لگا ہوا تھا۔وہاں کی فضا نفرت سے مسموم تھی۔اور بڑی بک بک جھک جھک کے بعد سمجھوتے پر پہنچنا ممکن ہوا۔شریک کمیٹی نے ایک خط پر دستخط ثبت کئے جس سے الیکزینڈر برکمین متفق نہ تھا۔اسے انشلیت کے معرفت تاگانکا کے لوگوں کو روانہ کیا گیا۔جس میں ذیل بیان درج تھا۔

کامریڈ، حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تمہاری بھوک ہڑتال سے آزادی کا حصول ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ہم تمہیں مشورہ دیتے ہیں کہ اسے ختم کر دیا جائے۔

ساتھ ہی ساتھ ہم آپ کو مطلع کرتے ہیں کہ کامریڈ لونا چارسکی نے کیمونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی طرف سے معین تجاویز پیش کی ہیں۔

1- تمام انارکسٹ جو روس کے قید خانوں میں پڑے ہیں، جو ان دنوں بھوک ہڑتال پر ہیں اگر وہ چاہیں تو انہیں ملک چھوڑنے کی اجازت ہوگی انہیں پاسپورٹ اور رقم بھی فراہم کی جائے گی۔

2- جہاں تک ان دیگر انارکسٹوں کا تعلق ہے جو مقید ہیں یا جو زندانوں سے باہر ہیں پارٹی ان کے بابت کل فیصلہ کرے گی۔ کامریڈ لونا چارسکی کا یہ خیال ہے کہ اس معاملے میں ہونے والا فیصلہ بھی اسی جیسا ہوگا۔

3- ہم سے یہ بھی وعدہ کیا گیا ہے اور جس کی انشلیت نے توثیق کی ہے کہ ان کامریڈوں کے اہل خانہ کو بھی ان کے بعد غیر ممالک جانے کی اجازت ہوگی۔اگر وہ جانا چاہیں۔یکجا ہونے کی غرض سے اس میں کچھ وقت درکار ہوگا تب یہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔

4- کامریڈوں کو ملک چھوڑنے سے پہلے دو یا تین دن کی آزادی حاصل ہوگی تاکہ وہ روانگی کے لئے بندوبست کر سکیں۔

5- انہیں سویت حکومت کی منشاء کے بغیر روس واپسی کی اجازت نہ ہوگی۔

6- ان میں سے زیادہ تر شرائط اس خط میں موجود ہیں جو اس وفد کو کیمونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی جانب سے ملا ہے اور جس پر ترانسکی کے دستخط ثبت ہیں۔

7 غیر ملکی کامریڈوں کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ اطمینان کر لیں کہ تمام بیان کردہ شرائط پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

دستخط کنندگان

اور لانڈی۔ہسپانیہ / لیوال۔ہسپانیہ / سیغول۔فرانس / مائیکل۔فرانس / رائے شاپیرو۔روس

مندرجہ بالا درست ہے۔

(لونا چارسکی۔ دستخط کنندہ)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

الیکزینڈر برکمین نے اس وجہ سے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

(ا) وہ اصولوں کی بنیاد پر ملک بدری کے خلاف ہے۔

(ب) وہ خط کو من مانا سمجھتا ہے جس میں مرکزی کمیٹی کی اصل پیشکش میں غیر منصفانہ کتر بیونت کی گئی ہے جس کے مطابق تمام انارکسٹوں کو روس چھوڑنے کی اجازت دی گئی تھی۔

(ج) وہ رہا ہونے والوں کے لئے چند مزید دنوں کی مہلت کا مطالبہ کرتا ہے تا کہ وہ روانگی سے پہلے پوری طرح چاق و چوبند ہو جائیں۔

کریملن۔ماسکو

۱۳ / ۸ / ۱۹۲۱ء

مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ ساشا نے اس شرمناک فیصلے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا جس میں سویت روس سے انقلابیوں کی ملک بدری کی نظیر قائم ہو رہی تھی۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے انقلاب کی بہادری سے پشتیبانی کی تھی۔ اس کے محاذوں پر لڑے تھے اور نا قابل بیان خطرات اور تکالیف اٹھائی تھیں۔ اس پر کیا تبصرہ کیا جائے کہ کمیونسٹ مملکت چچا سام کو مات دے رہی تھی! وہی غریب بوب اس حد تک گیا کہ اپنے غیر ممالک میں جنم لینے والے مخالفین کو ملک بدر کر رہا تھا۔ لینن اور ان کے ہمنوا جو کچھ عرصہ پہلے تک اپنے وطن کے باہر سیاسی پناہ گیر بنے ہوئے تھے آج روسی دھرتی کے سپوتوں کی ملک بدری کے احکام صادر کر رہے ہیں جو اس کے انقلابی ماضی کے بہترین گل بوٹے ہیں۔

مایوسی بسا اوقات بھوک سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ تاگانکا کے کامریڈ اسی کے زیر اثر تھے جب انہوں نے بھوک ہڑتال ختم کی بجائے اس کے کہ ان پر ان پر اذیت گیارہ دنوں کا کوئی اثر ہوتا۔ انہوں نے ان شرائط کو تسلیم کر لیا جو انہیں دھکیل کر دور پہنچانے والی تھیں۔ وہ اپنے طویل روزے کی وجہ سے ادھ موئے ہو چکے تھے۔ ان میں سے چند ایک کو تیز بخار چڑھا تھا۔ جیل کی روکھی سوکھی روٹی ان کے لئے ہلاکت خیز ہو گی لیکن لینن نے اعلان کر دیا تھا کہ اسے کوئی غرض نہیں اگر وہ جیل میں سڑ کر مر جائیں۔ یہ اس سے بڑھ کر حماقت ہو گی اگر ہم جیل کے حکام سے کسی انسان دوستی کی توقع رکھیں اور یا یہ کہ ان سے مناسب اور ہلکی خوراک فراہم کرنے کی امید کریں۔ خوش قسمتی سے سویڈن کے مندوبین نے ہمیں صندوق بھر اشیائے خوردنی دی تھیں اور ان ہی سے ہم نے اپنے اسیروں کی صحت یابی کے نازک دنوں میں خاطر مدارت کی۔

اس ''پرامن سمجھوتے'' کا نتیجہ جو سوواغین اور اس کے فرانسیسی مندوبین نے توقع کی تھی اس کی نقل بخارن نے سرخ انجمنوں کی کانگریس کے ختم ہونے سے ذرا پہلے ہی مہیا کی۔ کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے نام سے اس نے تاگانکا کے لوگوں پر عمومی اور روسی انارکسٹوں پر بالخصوص ایک سفاک حملہ کیا۔ یہ سب انقلاب دشمن ہیں، اس نے اعلان کر دیا جو سوشلسٹ ریپبلک کے خلاف سازشوں میں لگے ہیں۔ پوری روسی انارکسٹ تحریک رہزنی کے سوا کچھ نہ تھی۔ اس نے الزام لگایا جو ماخنو اور اس کے راہزنوں کی حلیف ہے جو انقلاب سے لڑے ہیں اور انہوں نے کمیونسٹوں اور سرخ فوج کو قتل کیا ہے، یہ تاگانکا مسئلے کی صریح خلاف ورزی تھی جس میں معاملے کی تشہیر نہ کرنے پر اتفاق ہوا تھا جس پر بالشویکی خود ہی مصر تھے اور یہ سب کچھ کانگریس کے آخری اجلاس میں ہوا جب یہ سب کچھ خلاف توقع کڑک کی مانند ہوا۔ لاطینی مندوبین اس بغلی گھونسے کے داؤ پر سخت برہم تھے اور فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان کا موقف بھی سنا جائے اور اسّی (۸۰) کامریڈوں کی جانب سے معاہدے کی یکطرفہ منسوخی کو غلط ٹھہرایا۔ چیئرمین لوزوسکی نے ممنون کرتے ہوئے بخارن کو قاعدے کے خلاف بولنے کی اجازت دے دی اگرچہ آخر الذکر مندوب نہ تھا اور اسے کانگریس سے خطاب کرنے کا حق نہیں تھا۔ اس کے بعد لوزوسکی نے ہر قسم کے داؤ پیچ لگا کر غیر ملکی مندوبین کو ان الزامات اور ذمہ داری کے الزامات کا جواب دینے کے موقع سے محروم رکھا جو بخارن نے عائد کئے تھے۔ یہاں تک ہوا کہ چند روسی کمیونسٹ مندوبین کے اس کاروائی سے چھکے چھوٹ گئے اور انہوں نے اس مطالبے کی حمایت کی کہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لاطینی مندوبین کو سنا جائے۔ اینگلو سیکسین مندوبین میں سے احتجاج کی غرض سے صرف کاسکاڈن کھڑا ہوا۔ ٹوم مین، بل ہیوڈ، ولیم فوسٹر اور ایلا ریوز بلور سب کے سب اس کھلی ناانصافی اور جبر کو دیکھنے کے باوجود خاموش رہے۔ اظہار خیال کی آزادی کے ان تمام سرخیلوں کے منہ سے احتجاج کا ایک لفظ نہ نکلا جس سے سویت روس میں انکار کیا جا رہا تھا۔ بخارن کے انارکسٹوں پر حملے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے شور وغوغا اور تلاطم میں ہال کے اندر صرف چند افراد نے ریکف کی موجودگی کو محسوس کیا جو پورے سویت روس کی اقتصادیات کا چیئرمین تھا اور جو اجلاس میں شریک چیکا کے عملے کو اشارے سے طلب کر رہا تھا۔ سپاہیوں کا ایک مختصر دستہ کھٹ کھٹ کرتا ہال میں داخل ہوا جس نے بخارن کی لگائی آگ پر تیل کا کام کر دیا۔

ساشا اور میں لوگوں کو کہنی سے دھکیلتے چبوترے کی طرف راستہ بنانے لگے۔ اس مرتبہ مجھے بولنا چاہئے، میں نے اس سے کہا چاہے مجھے زور آزمائی ہی کیوں نہ کرنا پڑے اس سے پہلے کہ شاپیرو یا کوئی سنڈیکلسٹ مندوب تقریر کرنے کھڑا ہو جائے۔ ساشا نے کہا کہ اگر ضرورت ہوئی تو وہ پلیٹ فارم پر چڑھ آئے گا۔ دھکم پیل میں اس کی نظر بوب مائیز پر پڑی۔ اس نے اس کی بید کی چھڑی چھین لی اور مارنے ہی جا رہا تھا کہ ساشا اس پر غرایا ''تم ایک زرد لینڈی کتے ہو، اے کتیا کے بچے''۔ مائیز مارے خوف کے سہم گیا۔ ساشا نے چبوترے کے ایک جانب سیڑھیوں پر جگہ سنبھال لی اور میں دوسرے سرے پر کھڑی ہو گئی۔ مندوبین کی اکثریت کھڑی ہو چکی تھی اور جانبین کی بات سنی جانے کے لئے شور وغوغا کرنے لگے اور لوزوسکی کے آمرانہ رویے پر احتجاج کرنے لگے۔ چاروں جانب سے گھر جانے کے بعد اسے بالآخر بہ امر مجبوری اپنی کرسی سے سیفل کے حق میں دستبردار ہونا پڑا جو فرانسیسی انارکو۔ سنڈیکلسٹ تھا۔ کمیونسٹ پارٹی کی یسوعی ریشہ دوانیوں سے برانگیختہ ہو کر سیفل نے سویت حکومت کی دوغلی حکمت عملی کی بڑی گرجدار آواز میں مذمت کی اور اہل تاگانکا پر بزدلانہ الزامات کی شاندار لفظوں میں تردید کی اور روسی انارکسٹوں کی بھی مدافعت کی۔

جب ملک بدری کی تاریخ کی خبر عام ہونے لگی تو بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں، ماریا اسپریدونونا کے کامریڈوں نے فیصلہ کیا کہ غیر ملکی مندوبین اور محنت کشوں کی موجودگی سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا جائے۔ ایک بیان میں جو ان لوگوں میں تقسیم کیا گیا اس میں بیان کیا کہ ماریا جسے سال گزشتہ بیماری کے بستر سے گرفتار کیا گیا تھا آج بھی جیل میں پڑی ہے۔ اس نے بطور احتجاج متعدد مرتبہ بھوک ہڑتالیں کیں اور مطالبات کئے کہ اسے اور اس کے زندگی بھر کے دوست اور رفیق ازمایلووچ کو رہا کیا جائے۔ وہ دو مرتبہ موت کے منہ سے لوٹی ہے اور آج کل اس کی حالت نازک ہے۔ اس کے کامریڈ ساتھی ماریا کو علاج کے لئے ملک سے باہر جانے کے وسائل مہیا کرنے کو تیار ہیں، اس بیان میں یہ بھی کہا گیا کہ اگر سویت ارباب اختیار اسے جانے کی اجازت دے دیں۔

ڈاکٹر آئی اسٹینبرگ نے مجھ سے درخواست کی کہ میں انٹرنیشنل خواتین کانگریس کی مندوبین کو آمادہ کروں جو ان دنوں میں ماسکو میں جاری تھی۔ میں کلارا زیتکن سے ملنے گئی۔ جو نامور اور قدیم سوشل ڈیموکریٹ ہے جو ان دنوں حکومت کی بالائی کونسلوں میں بلند مرتبہ تھی۔ اسے دنیا کے تمام ممالک کی عورتوں کی حمایت عالمی انقلاب کے لئے مطلوب تھی، اس نے مجھے یہ بات بتائی۔ بہت خوب، ماریا اسپریدونونا اس سلسلے میں بہت کام کر چکی ہے۔ میں نے اس سے یہ کہا کہ اس نے تو اپنی زندگی کا بڑا حصہ اسی کام میں لگایا ہے۔ اس میں تو کوئی کلام نہیں ہے کہ اس کی ذات بجائے خود اس انقلاب کی علامت ہے۔ اس سے کمیونسٹ پارٹی کی شان وشوکت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے اگر ماریا کی زندگی کا چراغ چیکا کے قفس میں بجھ جاتا ہے۔ میں نے زور دے کر کہا کہ یہ کلارا زیتکن کا فرض ہے کہ وہ حکومت کو اس بات پر قائل کرے تاکہ ماریا سپریدونونا کو روس چھوڑنے کی اجازت مل جائے۔

زیتکن نے وعدہ کیا کہ وہ ماریا کی سفارش کرے گی۔ لیکن کانگریس کے آخری دن مجھے اس کا پیغام ملا کہ لینن اتنا علیل ہے کہ اس سے ملاقات نہیں ہو سکتی اس نے تراتسکی سے اس معاملے پر بات کی تھی اور جنگی کمیسار کا یہ کہنا ہے کہ ماریا اسپریدونونا اب بھی اتنی خطرناک ہے کہ اسے آزاد کرنا یا ملک سے باہر جانے دینا مناسب نہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سرخ تجارتی انجمنوں کی کانگریس اختتام کو پہنچ گئی۔ اس کا دردناک بھانڈ ملازم بلؔ ہیوڈ ثابت ہوا۔ جو امریکہ میں آئی۔ڈبلیو۔ڈبلیو کا بانی تھا اور بیس سال تک اس پر چھایا رہا۔ وہ دبتا ہوا اس مقام پر اتر آیا کہ محنت کشوں کی تنظیموں کی عسکری اقلیت کا ''صفایا'' کرنے کے کمیونسٹ منصوبے کے لِئے کانگریس میں ووٹ دینے پر مجبور ہوگیا۔ جس میں آئی۔ڈبلیو۔ڈبلیو بھی شامل تھی اور اس کے ارکان کو اس پر مجبور کرتا رہا کہ وہ امریکن فیڈریشن برائے محنت میں شامل ہوجائیں۔ ہیوؔڈ جس کی سالہا سال سے ''سرمایہ دارانہ اور رجعت پسند'' کہہ کر اعلانیہ مذمت کرتا چلا آرہا تھا۔

اس کے کامریڈوں میں جو پیادے تھے مثلاً ایلا ریوز بلوؔر، براوڈرنا اور آندریچؔن وغیرہ وہ اپنے سردار کی ہاں میں ہاں ملاتے ہے۔ آندریچؔن ہمیشہ سے موم کا پتلا تھا۔ میسا باسطؔح مرتفع کی ہڑتال کے دوران میں ملک بدری سے بچنے کی خاطر وہ ہر قسم کی مصالحت کے لِئے تیار رہتا۔ ساشاؔ نے ایموس پنشوتؔ اور دیگر بااثر لبرل لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرلیا تا کہ وہ سب اس کی جانب سے اور اپنی طرف سے امیگریشن بیورو کا ہاتھ روک لیں۔ ان دنوں آندریچؔن لیون ورتھ میں مقیم تھا اور اس نے وہیں سے پھر بزدلی دکھائی۔ میرے نزدیک بزدلی کی وجہ تپ دق کا خوف تھا جس نے اس کی صحت کو کھوکھلا کرنا شروع کردیا تھا۔ میں ان دنوں مسوری جیل میں تھی مگر آندریچؔن کی متواتر فرمائشوں پر میں نے اسٹیلاؔ اور فنٹریؔ پر زور دیا کہ وہ دس ہزار ڈالر جمع کریں جو اس کی ضمانت کے لِئے درکار تھے۔ دونوں وفادار لڑکیاں چپو چلانے والے غلاموں کی طرح کام کرکے جنگ کے بخار میں مبتلا لوگوں کا شکار ہونے والوں کے لِئے زرضمانت کا انتظام کرنے لگیں مگر انہوں نے میری بات نہ ٹالی۔ انہوں نے جزوی زرضمانت جمع بھی کرلیا جبکہ باقی ماندہ ایک دوست نے پورا کیا۔ آندریچؔن جو موم کی ناک جیسا تھا اپنے استاد کی ہمسری پر اتر آیا اور ضمانت کی شرائط پھلانگ گیا۔ ماسکو پہنچنے کے پہلے ہی دن اس نے ایک تقریر کی جس میں اس نے آئی۔ڈبلیو۔ڈبلیو کے تمام امریکی ساتھیوں سے ناطہ توڑ ڈالا اور بالشویکوں سے عہد و پیمان کرلِئے کہ وہ اس تنظیم کو تباہ کرنے میں ان کا ساتھ دے گا۔ اس کے باوجود میرے نزدیک اس فریب دہی میں آندریچؔن کا زیادہ ہاتھ نہیں تھا۔ بل ہیوؔڈ اور کئی دیگر لوگ اس سے پہلے کریملن کے مقدس روضے پر سجدہ ریز ہوچکے تھے۔ بلکہ یہ ایک خوفناک توہم پرستی تھی یا بالشویک دیومالا جو دھوکے سے انہیں اپنے دام میں لے لیتا ہے جیسا کہ ہم پر بھی اس کا جادو چل چکا تھا۔

سویت روس دور جدید کی سوشلسٹ درگاہ بن چکی تھی۔ جس کی طرف اندھے، اپاہج، گونگے اور بہرے معجزاتی علاج کے لِئے کھنچے چلے آرہے تھے۔ میں اپنے دل میں ان گمراہوں پر ترس کھاتی رہتی مگر ان دیگر لوگوں کو بہ نظر تحقیر دیکھتی جو یہاں آتے، اپنی کھلی آنکھوں سے سب کچھ دیکھتے اور سمجھ لیتے اور اس کے باوجود مفتوح ہوجاتے۔ ان ہی میں سے ایک ولیم۔ زیؔڈ فاسٹر تھا جو یک زمانے میں امریکہ میں انقلابی سنڈیکلزم کا نقیب تھا۔ وہ ژرف بین نگاہیں رکھتا تھا اور وہ یہاں نامہ نگار کی حیثیت میں آیا تھا اور واپس جاکر وہ ماسکو کے گن گانے لگا۔

ہمارے جرمنی کے کامریڈوں کی طرف سے ہمارے پیغام کا کوئی جواب نہیں آیا تھا جس میں ہم نے ویزا کے حصول کے متعلق پوچھا تھا۔ ساشاؔ روس سے نکلنے میں تاخیر ہونے پر پھبتیاں کسا کرتا۔ وہ کہتا کہ اس سے یہ المیہ طربناک کہانی اب برداشت نہیں ہورہی۔ ایک جرمن سنڈیکلسٹ مندوب جو ملاحوں اور ٹرانسپورٹ کارکنوں کی انجمن کا رکن تھا ہمارا ایک اور خط لے جاچکا تھا اور یہ بھی وعدہ کرگیا تھا کہ وہ ہمارے لوگوں سے برلن میں ملے گا۔ لیکن ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ مغربی اصلاحی جیل سے رہا ہونے کے بعد شروع کے دنوں کی طرح ساشاؔ بہت بے چین رہنے لگا۔ نہ اس سے گھر میں بیٹھا جاتا اور نہ ہی باہر جاکر لوگوں سے ملنا چاہتا۔ وہ سارا سارا دن ماسکو کے گلی کوچوں میں جوتیاں چٹخاتا رہتا اور یہی رات گئے تک کرتا۔ اور اس کے لِئے میری تشویش بڑھنے لگی۔

اس کی عدم موجودگی میں ایک دن بوب مایؔنر ملنے آیا۔ ساشاؔ کو نہ پاکر وہ رخصت ہونے لگا۔ میں نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہ کی کیونکہ ہمارے قدیم مراسم ٹوٹ چکے تھے جس کے فوراً ہی بعد اس کا ایک خط موصول ہوا جس پر ساشاؔ کا پتہ لکھا تھا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس نے اسے پڑھا اور بغیر کسی تبصرے کے میرے حوالے کر دیا۔ بوبؔ کے خط میں بڑے شرح وبسط سے ''نہایت اہم اور دنیا کے لئے انقلاب آور قرارداد'' کی تیسری انٹرنیشنل کانگریس سے منظوری کا ذکر کیا تھا۔ اسے ہمیشہ سے ہی یہ علم تھا کہ امریکہ میں انارکسٹ تحریک کا سب سے زیادہ راست فکر شخص ساشاؔ تھا اس کے علاوہ بے خوف باغی اور ڈٹ جانے والا بھی تھا۔ وہ یہ بات کیوں نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ اس کا صحیح مقام کمیونسٹ پارٹی میں ہے؟ وہ اس ہی کا حصہ ہے اور اس میں اس کی صلاحیتوں اور لگن کے لئے بہت گنجائش ہے۔ اسے ابھی تک امید تھی کہ ساشاؔ کو ایک دن روس میں کمیونسٹ آمریت کے ارفع مقاصد کا احساس ہو جائے گا اور ساری دنیا میں سرمایہ داری پر اس کی ہونے والی مکمل فتوحات بھی سمجھ میں آ جائیں گی۔

بوب مخلص ہے، ساشاؔ نے تبصرہ کیا لیکن سیاسی طور پر نرا گاؤدی اور سماجی نقطہ نظر سے چمگادڑ کی طرح اندھا۔ کاش وہ اپنے اصل شعبے ہی سے وابستہ رہتا یعنی فن کی دنیا سے۔ میں نے ساشاؔ سے تاکیداً کہا کہ وہ بوب کے خط کا جواب دے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ یہ سب بے سود ہے، اس نے کہا اور وہ اس گفتگو اور دلائل سے تنگ آ چکا ہے۔ میں اس کی بیزاری کو خوب سمجھتی تھی! میں بھی اس کام کی طوالت سے تھک چکی تھی۔ جینے کی جسمانی چاکری اور موسم گرما کی تپش نے میری توانائی چوس لی تھی۔ ملاقاتیوں کا تانتا، راتوں کی جگائی اور تجارتی انجمنوں کی کانگریس کے زبردست تناؤ سے میں مارے تھکن کے مرنے والی تھی۔

ساشاؔ شہر بھر کی اپنی طویل مٹر گشتی کے بعد جب لوٹا تو وہ خلاف معمول پیلا اور مغموم لگ رہا تھا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ ہم لوگ اکیلے ہیں تو اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا ''فانیا بیرنؔ ماسکو میں ہے۔ وہ ریازن جیل سے فرار ہو کر آئی ہے اور بہت خطرے میں ہے، نہ اس کے پاس رقم ہے نہ کاغذات اور نہ ہی کوئی سر چھپانے کی جگہ۔''

میری تو مارے خوف کے گھگھی بندھ گئی کہ اگر راز فاش ہو گیا تو فانیاؔ کا کیا انجام ہوگا۔ فانیاؔ نے یہ کیسے کیا اور وہ بھی چیکا کی گڑھیا میں! ''ہائے ساشاؔ اسے دنیا میں کوئی اور جگہ نہ ملی جو یہاں آ گئی؟'' میں بلبلانے لگی۔ اب سوال یہ نہیں ہے، اس نے تڑ سے جواب دیا ''ہمیں فی الفور یہ سوچنا ہے کہ اس کی کیسے مدد کی جائے۔''

ہماری اپنی جگہ تو اس کے لئے ایک دام بن سکتا ہے۔ اسے چوبیس گھنٹے میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ دیگر کامریڈوں پر بھی نظر رکھی جا رہی ہے۔ اسے پناہ دینے کا مقصد ان کے لئے بھی موت اور اس کے بھی واسطے۔ ہم اسے رقم، کپڑے اور خوراک مہیا کر دیں گے۔ لیکن سر پر چھت کہاں سے لائیں؟ امشب تو وہ محفوظ ہے۔ ساشا نے کہا۔ ہمیں کل کے لئے کوئی ترکیب نکالنی ہوگی۔ اس رات کو میری نیند تو اڑ گئی..... فانیاؔ میرے ذہن پر سوار تھی۔

اگلے دن علی الصبح ساشا رقم اور چیزیں لے کر فانیاؔ کے لئے گھر سے روانہ ہو گیا اور میں مریضانہ دگدے میں شام ڈھلے تک بے چین رہی۔ مجھے دونوں کا خوف کھائے جا رہا تھا۔ میرا یار جب لوٹا تو اس کے چہرے پر کم تشویش تھی۔ فانیاؔ کو آرن بیرنؔ کے ایک بھائی کے پاس پناہ مل گئی تھی۔ وہ کمیونسٹ تھا اس لئے اس کا گھر فانیاؔ کے لئے محفوظ جگہ تھی۔ میں حیرانی سے اسے گھورنے لگی۔ ''اب سب کچھ ٹھیک ہے۔'' ساشا نے کہا اور میرا خوف دور کرنے لگا۔ ''وہ شخص آرنؔ اور فانیاؔ کا دیرینہ مداح ہے، وہ انہیں دھوکا نہیں دے گا۔'' مگر میں دگدے میں تھی کہ آیا کوئی کمیونسٹ پارٹی کے احکام کے سامنے خاندانی اور ذاتی جذبات کو ترجیح دے سکتا ہے۔ لیکن میں کوئی محفوظ تر جگہ بھی تجویز نہیں کر سکتی تھی اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ فانیا گلی کوچوں میں بھی نہیں رہ سکتی۔ ساشاؔ اس بات پر بہت پرسکون لگ رہا تھا کہ فانیا کو پناہ گاہ مل چکی ہے اور اس لئے میں اس کے دل میں وسوسے نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ میں نے اس بہادر لڑکی کے متعلق اس پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی..... وہ ماسکو کیوں آ گئی اور میری اس سے کب ملاقات ہو سکتی ہے۔

یہ سب بھول جاؤ۔ ساشاؔ نے صاف کہہ دیا۔ ہم میں سے ایک کے لئے یہ کافی ہے کہ جان جوکھم میں ڈالے۔ اس نے دلیل دی کہ آرشینوف خاندان کے ہاں چکر لگا کر میں پہلے ہی کافی خطرہ مول لے چکا ہوں۔ بالشویکوں نے پیوتر آرشینوفؔ کے سر کی قیمت مقرر کر رکھی ہے زندہ یا مردہ جو عیستر ماخنوؔ کا قریب ترین دوست ہے۔ وہ روپوش ہے وہ صرف اس وقت باہر نکلنے کی جرأت کرتا ہے جب اسے شہر میں اپنی بیوی اور شیر خوار بچے سے ملنا ہوتا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مجھے بار ہا ان سے ملنے جانا پڑا اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بچے کے لئے چیزیں لے کر جاتی اور ایک مرتبہ ساشا بھی میرے ساتھ گیا تھا۔ اب اس کا اصرار تھا کہ میں وعدہ کروں کہ فانیا سے ملنے کی کوشش نہیں کروں گی۔ میرا محبوب اور جانثار یار میری حفاظت کے لئے اتنا فکر مند تھا کہ مجھے اس سے وعدہ وعید کرنا پڑا تا کہ اسے اطمینان ہو جائے۔ لیکن دل میں ٹھانے ہوئے تھی کہ میں اپنے روپوش کامریڈ سے ملوں گی۔

ساشا نے مجھے ہمراز بنا کر بتایا کہ ماسکو میں فانیا محض اس لئے آئی ہے تا کہ آرن بیرن کے فرار کے لئے انتظامات کرے۔ اسے جب معلوم ہوا کہ وہ جیل میں کیسی اذیتیں برداشت کر رہا تھا تب اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے ساجن کو جیتے جی موت کے چنگل سے ضرور چھڑا لے گی۔ وہ خود بھی اسی مقصد کے لئے جیل سے فرار ہوئی ہے۔ شجاع اور شاندار فانیا، وہ آرن پر ایسی فدا ہے جس طرح چند بیویاں اپنے شوہروں پر ہیں مگر کسی قانونی بندھن کے بغیر! میرا دل اپنی عالی شان کامریڈ کے لئے بلیوں اچھل رہا تھا اور اس کے مشن کے خطرے کے مارے خوف سے لرز بھی رہا تھا۔

ساشا نے فانیا سے اپنی ملاقات کی جو روداد سنائی تو اس سے میرے دل میں دونوں مفرورین کے لئے جو تشویش تھی وہ رفع ہو گئی۔ شہر میں گہما گہمی تھی اور پارک وغیرہ لہلوٹ جوڑوں سے بھرے ہوئے تھے۔ نشاط آور خواتین جگہ جگہ دستیاب تھیں۔ چند ایک غیر ملکی مندوبین کو بھی ہوٹل ڈی لکس کی نعمتوں کے عوض یا غیر ملکی کھری رقوم کے بدلے خوش کر رہی تھیں۔ راگھیروں کو لگ رہا ہو گا جیسے ساشا اور فانیا بھی اسی قسم کے پروپیگنڈے کی مشغولیات میں منہمک ہیں۔ جسمانی لحاظ سے فانیا بہتر تھی اور چونچال لگ رہی تھی۔ آج وہ آرن کے لئے اتنی فکر مند نہ تھی کیونکہ آرن کے بھائی نے جس کو اس نے ہمراز بنا لیا تھا اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے مشن میں مدد دے گا۔ میرا دل ایک مرتبہ پھر سے فانیا کے جوکھوں میں پڑنے پر دھڑ دھڑ کرنے لگا مگر میں نے خود کو کسی طرح تسلی دے لی۔

ہمیں ایک ایسی ضرب لگی کہ ہم سناٹے میں آ گئے۔ ہمارے دو کامریڈ چیکا کے جال میں پھنس گئے..... لیو تچورنی باصلاحیت شاعر اور مصنف اور فانیا بیرن! اسے اپنے کمیونسٹ دیور کے گھر سے گرفتار کیا گیا۔ انہیں لمحات میں کسی سڑک پر آٹھ افراد پر چیکا نے گولی چلا دی اور بعد میں گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ ناجائز قبضہ کرنے والے (ایگزسٹی) تھے۔ چیکا نے اعلان کر دیا۔

ساشا گزشتہ شب میں فانیا سے ملا تھا۔ وہ پرامید نظر آ رہی تھی۔ آرن کے فرار کے انتظامات اطمینان بخش طور پر جاری تھے۔ اس نے یہی بتایا اور وہ رخصت ہوتے وقت نہایت مسرور تھی۔ وہ اس لٹکتی تلوار سے بالکل بے خبر تھی جو اس کے سر پر اگلی صبح گرنے والی تھی۔ ''اور اب وہ ان کے چنگل میں ہے اور ہم اس کی مدد کرنے میں بے بس ہیں۔'' ساشا نے کراہ لی۔

اس نے کہا کہ وہ اس خوفناک ملک میں مزید نہیں رہنا چاہتا۔ میں غیر قانونی ذرائع کے خلاف اپنا اعتراض کیوں جاری رکھوں؟ ہم انقلاب سے تو برگشتہ نہیں ہوئے۔ اس لمحے کو عالم فنا میں اترے مدت ہو گئی، ہاں اس کے تناسخ میں ابھی کچھ وقت رہتا ہے کہ ہم دو معروف انارکسٹ جنہوں نے اپنی پوری زندگی انقلابی کشمکش میں لگا دی وہ غیر قانونی ذرائع سے روس کو چھوڑیں، ہمارا یہ اقدام بالشویکوں کے منہ پر طمانچہ ہو گا۔ اس نے زور دے کر کہا۔ تب پھر مجھ میں یہ تذبذب کیسا ہے؟ اسے پیتروگراد سے ریوالی جانے والے راستے کا علم ہو گیا تھا۔ وہ وہیں جا رہا ہے تا کہ ابتدائی انتظامات کئے جائیں۔ اس کا آمریت کی خونی فضا میں دم گھٹ رہا تھا۔ وہ اسے مزید نہیں برداشت کر سکتا۔

پیتروگراد میں جو ''گروہ'' جعلی پاسپورٹوں اور لوگوں کو خفیہ خفیہ ملک چھوڑنے میں مدد کرتا تھا وہ ایک پادری نکلا جس کے کئی معاونین تھے۔ ساشا ان سے معاملہ کیسے کرتا اس لئے منصوبہ ترک کرنا پڑا۔ میں نے اطمینان کی سانس لی۔ میری سمجھ یہ کہتی تھی کہ ساشا کا میرے اعتراض پر کہ ہمیں روس سے اسمگلنگ کے ذریعے نکالا جائے، اس کا مضحکہ اڑانا بجا تھا۔ مگر میرے احساسات نے بغاوت کر دی اور انہیں قائل کرنا ممکن نہ تھا۔ علاوہ ازیں میری چھٹی حس یہی کہتی رہی کہ ہمیں اپنے جرمن کامریڈوں کے جواب کا انتظار کرنا چاہئے۔

ہم نے منصوبہ بنایا کہ ہمیں پیتروگراد میں کچھ عرصہ ٹھہرنا چاہئے کیونکہ مجھے ماسکو سے نفرت تھی جس پر چیکا والے اور فوجی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

چھائے ہوئے تھے۔ دریائے نیوا کے کنارے بسا ہوا شہر ہمارے گزشتہ پھیرے کے بعد ذرا سا بھی نہ بدلا تھا۔ وہ بظاہر اتنا ہی اداس اور فاقہ زدہ نکلا جتنا پہلے تھا۔ لیکن انقلاب کے عجائب گھر میں سابق رفیقان کار کا پرتپاک استقبال، الیکزینڈر شاکولؔ اور ہمارے نزدیکی کامریڈوں کی محبتانہ دوستی یہ سب چیزیں دارالحکومت کے مقابلے میں ہمارے یہاں کے قیام کو کہیں زیادہ خوشگوار بنادیں گی۔ میں یہ سوچ رہی تھی۔ روس میں بننے والے منصوبے عموماً دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ ہمیں ماسکو سے اطلاع ملی کہ لیونیوسکی کی سڑک پر واقع اس اپارٹمنٹ میں جہاں ہم قیام کر چکے تھے چھاپہ پڑا اور خاص طور سے اس کمرے کو تلپٹ کر دیا گیا جس میں ساشاؔ مقیم تھا۔ ہمارے بہت سے دوست جن میں وسیلی سیؔ نوف جو ہمارا قدیم امریکی کامریڈ ہے چیکا کے بچھائے ہوئے شیطانی جال میں پھنس چکے ہیں۔ سپاہیوں کا ایک زساوا (دستہ) اپارٹمنٹ میں مقیم تھا۔ بات صاف تھی کہ ہم سے ملنے کے لئے آنے والے اس بات سے ناواقف تھے کہ ہم شہر سے باہر ہیں اس لئے وہ ہمارے گناہوں کی سزا بھگت رہے تھے۔ ہم نے اس لئے فیصلہ کیا کہ ہمیں فوراً ماسکو لوٹ جانا چاہئے۔ سفری اخراجات بچانے کی غرض سے میں مام راوچؔ سے ملنے گئی تاکہ اسے مطلع کر دوں کہ چیکا جب چاہے ہم اس کی ایک آواز پر حاضر ہو جائیں گے۔ میں پیتروگراد کے محکمہ داخلہ کے کیسار سے ۵ مارچ کی یادگار ملاقات کے بعد سے نہیں ملی تھی۔ جب وہ کرونشتاد کے بارے میں ساشاؔ کی رپورٹ لینے آئی تھی جس کا زینوویفؔ منتظر تھا۔ اس کا سلوک اگرچہ پہلے کی طرح گرم جوشی والا نہ تھا مگر پھر بھی دوستانہ تھا۔ اس نے بتایا کہ اسے ماسکو میں ہمارے کمرے میں چھاپے کی کوئی خبر نہ تھی لیکن وہ طویل فاصلے کی کال کے ذریعے تفصیلات حاصل کرے گی۔ اگلے صبح میں اس نے بتایا کہ یہ سب کچھ کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہوا تھا اور یہ بھی کہ ہم ارباب اختیار کو مطلوب نہیں ہیں اور یہ بھی کہ زساوا وہاں سے ہٹایا جا چکا ہے۔

ہمیں معلوم تھا کہ اس نوعیت کی ''غلط فہمیاں'' روزانہ کا معمول ہے جس میں کبھی کبھار اسیروں کی ہلاکت شامل نہیں اس لئے ہم نے مام راوچؔ کی وضاحت کو ذرا سی بھی اہمیت نہ دی۔ لیکن یہ بات خاص طور سے شکوک پیدا کر رہی تھی کہ صرف ساشاؔ ہی کے کمرے پر توجہ کیوں مرکوز کی گئی۔ میں بالشویکی حکمرانی کی ساشاؔ کے مقابلے میں دیرینہ مخالف اور سرعام ناقد رہی تھی۔ ایسا کیوں ہوا کہ اس کے کمرے کی تلاشی لی گئی اور میرے والے کی نہیں؟ یہ دوسرا واقعہ تھا جس میں ہمارے خلاف ثبوت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ ہم اس بات پر متفق ہو گئے کہ ہمیں فوراً ماسکو روانہ ہو جانا چاہئے۔

جب ہم دارالحکومت پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ وسیلی کو اس وقت گرفتار کر لیا گیا تھا جب ہماری عدم موجودگی میں وہ ہم سے ملنے آیا تھا مگر پہلے ہی رہا ہو چکا تھا۔ اسی طرح تاگانکا کے تیرہ میں سے دس بھوک ہڑتالی بھی رہائی پا چکے تھے۔ انہیں قید میں دو مہینے زیادہ اسیر رکھا گیا حالانکہ حکومت نے بھوک ہڑتال کے ختم ہوتے ہی انہیں فی الفور رہا کر دینے کا عہد کیا تھا۔ تاہم ان کی رہائی محض ایک ڈھکوسلہ تھا کیونکہ انہیں سخت پہرے میں رکھا جا رہا تھا' انہیں اپنے کامریڈوں سے ملنے کی ممانعت تھی اور روزگار حاصل کرنے کے حق سے محروم رکھا جا رہا تھا اگرچہ یہ اطلاع دی گئی تھی کہ ان کی ملک بدری موخر کی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی چیکا نے یہ اعلان کر دیا کہ کسی اور اسیر انارکسٹ کو نہیں رہا کیا جائے گا جبکہ ترا تسکی نے فرانسیسی مندوبین کو اس معاملے کی تحریری یقین دہانی کرائی تھی اور یہ مرکزی کمیٹی کے اصل فیصلے کے بھی برعکس کیا جا رہا تھا۔

ہمارے تاگانکا کے کامریڈوں کو جب 'آزادی' ملی تو وہ طویل بھوک ہڑتال کے سبب کمزور اور بیمار تھے۔ ان کے چیتھڑے لگے تھے، نہ پیسہ تھا اور نہ جینے کے وسائل۔ ہم نے وہ کیا جو ہمارے بس میں تھا تاکہ ان کے مصائب کم ہوں اور ان کا جی بہل جائے حالانکہ ہم خود کب خوش وخرم تھے۔ اس عرصے میں نہ جانے کیسے ساشاؔ نے چیکا کی اندرونی جیل میں محبوس فانیاؔ سے رابطہ قائم کر لیا۔ اس نے اسے اطلاع بھجوائی کہ اسے گزشتہ شام میں کسی اور حصے میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ چٹ سے یہ نہیں ظاہر ہوتا تھا کہ اسے اس کی اہمیت کا کچھ اندازہ تھا۔ اس نے یہ فرمائش کی تھی کہ اسے غسل خانے میں استعمال کی چند اشیاء بھیج دی جائیں۔ لیکن اسے اور نہ ہی لیفؔ چورنی کو ان اشیاء کی ضرورت رہی تھی۔ وہ انسانی ہمدردی کے محتاج نہ رہے تھے اور انسانی خونخواری ان کا کچھ اور نہیں بگاڑ سکتی تھی چیکا کی کوٹھری میں فانیاؔ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور اس کے ساتھ آٹھ دیگر افراد کا بھی یہی انجام ہوا، یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

واقعہ اگلے دن مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۱ء کو ہوا۔ آرن بیرن کے کمیونسٹ بھائی کی جان بخش دی گئی۔ لیف چورنی نے جلاد سے ساز باز کر لی۔ اس کی ضعیف ماں جو روزانہ جیل کا چکر لگاتی اسے یہی تسلی دی جاتی کہ اس کے بیٹے کو موت کی سزا نہ دی جائے گی اور چند ہی دنوں میں اسے آزاد کر دیا جائے گا۔ چورنی واقعی سزائے موت سے بچ گیا۔ اس کی ماں اپنے چہیتے بیٹے کے لئے روزانہ کھانا پہنچاتی رہی، لیکن چورنی کئی دنوں سے تہہ خانے میں مقید تھا اور اس کی موت کی وجہ وہ اذیت رسانی تھی جو اسے اعتراف جرم پر مجبور کرنے کے لئے کی گئی تھی۔

اگلے دن ازویستیا (خبر) میں شائع ہونے والی فہرست میں لیف چورنی کا نام نہ تھا۔ اس میں تو ''ترچاعیف'' درج تھا جو اس کا خاندانی نام تھا اور جسے اس نے شاید ہی کبھی استعمال کیا ہو اور جس سے اس کے اکثر دوست ناواقف تھے۔ بالشویکوں کو یہ پتہ تھا کہ چورنی ایک خانگی لفظ ہے جو محنت کشوں اور انقلابیوں کے گھروں میں رائج ہے۔ انہیں معلوم تھا کہ اسے ایک حسین روح، گہری انسانیت اور ہمدردی کی حامل ذات سمجھ کر بہت عزت و احترام حاصل تھا۔ بحیثیت شاعر، ادبی تخلیقی صلاحیت اور بطور مصنف اس نے نہایت خیال انگیز تحریر (Associational Anarchism) کی شکل میں چھوڑی ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ اس کا بہت سے کمیونسٹ بھی احترام کرتے ہیں اس لئے وہ یہ جسارت تو نہیں کر سکتے تھے کہ شائع کر دیں کہ انہوں نے مذکورہ شخص کو قتل کر ڈالا۔ یہ صرف ترچاعیف تھا جسے موت کی سزا دی گئی تھی۔

ہماری عزیز ذیشان فانیا جو زندگی اور عشق سے شعلہ رو ہو رہی تھی اپنے آدرشوں کی تحریم کے لئے ثابت قدم رہی، نسوانیت ریشم جیسی مگر اپنے بچوں کی حفاظت کرنے میں شیرنی کی طرح پرعزم، سرکش ارادے والی اس لئے آخری سانس تک لڑی۔ وہ اپنے انجام کو تسلیم و رضا کے ساتھ قبول کرنے والی نہ تھی۔ اس نے مزاحمت کی اور کمیونسٹ مملکت کے سالاروں کو اسے جسمانی طور پر تختہ دار تک اٹھا کر لے جانا پڑا۔ وہ اول و آخر باغی تھی۔ فانیا اپنی نحیف قوت کے باوجود ایک لمحے کے لئے اپنے عہد کے عفریت کے سامنے تن کر کھڑی ہو گئی اس کے بعد وہ امر ہو گئی اس کے ساتھ ہی اس کی چیخ سے چیکا کی کوٹھری کا شرمناک سناٹا پارہ پارہ ہو گیا جو پستول چلنے کی آواز پر بلند ہوئی تھی۔

میں انجام پر پہنچ چکی تھی میں اب مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ میں اندھیرے میں ٹاپک ٹوئیاں مارتی ہوئی راستہ تلاش کرنے لگی اور ساشا سے التجا کرنے لگی کہ روس چھوڑنے کی کوئی بھی سبیل نکالو ''جان من میں تیار ہوں، میں تمہارے ساتھ چلوں گی چاہے کچھ بھی ہو۔'' میں نے سرگوشی کی ''اتنی دور کہ ان آلام و مصائب سے دور ہو جاؤں، اس خونریزی، اشکوں اور موت کے پنجے سے۔''

ساشا یہ منصوبہ بنا رہا تھا کہ وہ پولینڈ کی سرحد کی طرف چلا جائے اور اس راستے سے رخصت ہونے کا راستہ نکالے۔ مجھے اندیشوں نے گھیر لیا اور میں نہیں چاہتی تھی کہ اس حالت میں اکیلا جائے، حالیہ واقعات کی وجہ سے اس کے اعصاب جواب دے گئے تھے۔ دوسری جانب اگر ہم دونوں اپنی رہائش گاہ سے لاپتہ ہو جاتے ہیں تو اس سے شکوک جنم لیں گے۔ ساشا کو بھی اس کا احساس ہو گیا اور وہ ہفتہ دو ہفتے مزید انتظار کر لینے پر آمادہ ہو گیا۔ یہ اسی کا خیال تھا کہ ہمیں منسک کی جانب روانہ ہونا چاہئے۔ مجھے اس کے پیچھے جانا تھا جس وقت ضروری انتظامات مکمل ہو جائیں۔ چونکہ ہمیں آبادی کے باقی ستم رسیدہ لوگوں کی طرح سفر کرنا تھا اس لئے ساشا اس بات پر زور دیتا رہا کہ میں اپنے ہمراہ سامان نہ لے کر چلوں۔ وہ اپنے ساتھ اتنا ہی لے کر جائے گا جو نہایت ضروری ہو گا۔ باقی اشیاء ہمارے دوستوں میں تقسیم ہو جائیں گی۔ ہم جس روس میں آئے تھے وہ بھوکا اور ننگا تھا اور ہم اتنے لدے پھندے ہوئے تھے اور ہم سب کچھ دے دینے کے جذبے سے سرشار تھے اسی لئے ڈھیروں تحائف ممنون ہو کر ہم اپنے ہمراہ لائے تھے۔ آج ہمارے دل خالی تھے اسی طرح ہمارے ہاتھوں کو بھی خالی رہنا چاہئے۔

ہمیں اپنی روانگی کی تیاریوں کو قطعاً خفیہ رکھنا تھا یعنی راتوں میں جب اس عمارت کے باقی ساکنان محو خواب ہو جاتے۔ مانیا سیمیونوف، اس کا چہیتا ویسکی اور چند دیگر با اعتماد لوگوں کو ہمارے منصوبے کا علم تھا۔ بے شک یہ المناک حقیقت تھی کہ ہم اس ملک

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے چوری چوری روانہ ہونا چاہتے تھے جو ہماری آرزوؤں اور امیدوں کا ملجا وماوا رہ چکا تھا۔

جب ہم ساز وسامان باندھنے میں لگے تھے تو جس خط کا عرصہ دراز سے انتظار تھا وہ جرمنی سے آ گیا۔ اس میں ساشا، شاپیرو اور میرے لئے ایک انارکسٹ کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ تھا جو کرسمس کے زمانے میں برلن میں منعقد ہونے جا رہی تھی۔ یہ پڑھ کر میں کمرے بھر میں ناچنے لگی، روئے جاتی اور بیک وقت ہنسے بھی جاتی۔ ''ہمیں نہ تو چھپنا پڑے گا اور نہ ہی جعلی دستاویزات حاصل کرنے کے لئے دھوکہ دینا پڑے گا، ساشا۔'' میں مارے خوشی کے چلانے لگی۔ ''نہ ہی چوروں کی طرح ہمیں رات کی تاریکی میں دبے پاؤں نکلنا ہوگا۔'' مگر اس سے ساشا پر کوئی خاص اثر نہ ہوا۔ مضحکہ خیز بات ہے۔ اس نے تڑاق سے جواب دیا۔ ''تمہارے خیال میں ہمارے برلن کے کامریڈ چیچیرن، کمیونسٹ پارٹی یا پھر چیکا پر اتنا اثر نہ ڈال سکیں گے! علاوہ ازیں میری نیت یہ نہیں ہے کہ میں ان لوگوں سے کچھ مانگوں۔ میں تمہیں یہ بات پہلے ہی بتا چکا ہوں۔'' میں اپنے تجربے کی بنا پر جانتی ہوں کہ اپنے یار سے اس وقت دلیل بازی فضول ہوتی ہے جب وہ غصے میں ہو۔ میں کسی سعد گھڑی کا انتظار کروں گی۔ اس خط نے جو نئی امید پیدا کی تھی اس نے میرے اعتراضات میں نئی جان ڈال دی کہ آیا اس دھرتی پر سے رازدارانہ رخصت ہونا مناسب ہے جس نے عظیم ''اکتوبر'' کی تابناکی اور روس کی ناکامی دیکھی ہے۔

میں نے اینجلیکا سے مدد چاہی۔ اس نے مجھ سے ایک مرتبہ کہا تھا کہ وہ سویت ارباب اختیار سے ہمارے ملک چھوڑنے کی اجازت کے لئے ہماری مدد کرے گی۔ وہ خود بھی اس لئے ملک سے باہر جانے کا منصوبہ بنا رہی تھی تاکہ کسی پرسکون علاقے میں صحت بہتر ہو جائے۔ وہ بھی روحانی شکست وریخت کی منزل پر پہنچ چکی تھی اگرچہ وہ اسے تسلیم نہ کرے گی، اپنی ذات سے بھی نہیں۔ پیاری اینجلیکا نے فوراً ضروری درخواست اور خانہ پری شروع کر دینے کی پیشکش کر دی، وہ اس معاملے میں چیچیرن سے ملے گی اور ضروری ہوا تو لینن تک سے ملے گی تاکہ ساشا اور میرے لئے عنایت فرمانے کو کہے۔ ''نہیں عزیز اینجلیکا'' میں نے احتجاج کیا ''تم ایسی کوئی کارروائی نہ کرو گی۔'' مجھے معلوم ہے کہ ان پابندیوں کے کیا معنی ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی خود کو کسی خطرے میں ڈالے اور نہ ہی ہمیں لینن کی آشیر باد درکار ہے۔ میں نے اینجلیکا سے کہا کہ میں تو اس سے محض یہ چاہتی ہوں کہ وہ مدد کرنا چاہتی ہے تو یہ کرے کہ ہمارے پاسپورٹوں کی منظوری کی کارروائی کو بہ عجلت مکمل کرا دے۔

درخواست کے خانے میں ایک سطر اس کے لئے مخصوص تھی تاکہ اس میں وفادار رہنے کا وعدہ کیا جائے اور دو پارٹی ارکان کے دستخط درکار تھے جو درخواست گزار پر عنایت کریں: وہاں میں نے لکھا ''بطور انارکسٹ میں نے کبھی بھی کسی حکومت سے وفاداری کا عہد نہیں کیا، کیا یہ کم ہے جو میں R.S.F.S.R کے ساتھ کر رہی ہوں جو خود سوشلسٹ اور انقلابی ہونے کی دعویدار ہے۔ میں اسے اپنے ماضی کے لئے توہین سمجھتی ہوں کہ میں کسی سے کہوں کہ وہ ان اقدام کے لئے ذمہ داری لے جو میں کہنے والی ہوں یا کرنے والی ہوں۔ اس لئے میں اس سے انکار کرتی ہوں کہ کوئی مجھ پر عنایت فرمائے۔

اینجلیکا میرے بیان سے قدرے گھبرا گئی۔ اسے ڈر تھا کہ اس طرح ہمارے ملک سے جانے کے امکانات میں رخنہ پڑنے کا امکان ہے اور اجازت ملنا دشوار ہو جائے۔ یا تو ہم ملک سے اس طرح جائیں جس میں کوئی شرط نہ ہو یا پھر ہم کوئی اور راستہ اختیار کریں۔ میں نے واضح کر دیا۔ ہم کسی کو اپنے پیچھے یرغمال نہیں بنوانا چاہتے۔ اینجلیکا میری بات سمجھ گئی۔

میں یہ پوچھنے کے لئے وزارت خارجہ گئی کہ ہمارے جرمن کامریڈوں کا ارسال کردہ دعوت نامہ جس میں ہمیں انارکسٹ کانگریس میں شرکت کے لئے بلایا گیا ہے آیا وصول ہو چکا ہے۔ مجھے لتویننف کے سامنے پیش ہونے کو کہا گیا جو کمیسار چیچیرن کی نمائندگی کر رہا تھا۔ میں اس سے پہلے اس سے کبھی نہ ملی تھی۔ وہ ایک فرانسیسی مستعد سیاح لگا۔ پستہ قد موٹا اور کراہت کی حد تک ذات میں مگن۔ وہ اپنے پرتعیش دفتر کے کمرے میں ایک آرام کرنے والی کرسی پر جھول رہا تھا۔ اس نے اس نوعیت کے سوالات شروع کر دیئے کہ ہم روس سے کیوں جانا چاہتے ہیں۔ بیرون ملک ہمارے کیا عزائم ہیں اور ہمارا قیام کہاں ہوگا۔ کیا وزارت خارجہ کو برلن کے انارکسٹوں کی جانب سے کوئی خبر نہیں ملی، میں نے پوچھا۔ اس نے تسلیم کیا کہ مل چکی ہے اور اسے یہ بھی معلوم تھا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کہ ہمیں برلن میں ہونے والی انارکسٹ کانگریس میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ وضاحت کافی تھی۔ میں اس میں کوئی اور اضافہ نہیں کر سکتی۔ ''اگر تمہیں اجازت نہ دی جائے؟'' اس نے ناگاہ یہ مطالبہ کر دیا۔ اگر اس کی حکومت یہی چاہتی ہے کہ غیر ممالک میں یہ سمجھا جائے کہ ہمیں روس میں بطور قیدی رکھا جاتا ہے تو وہ یہی کرے کیونکہ یہ اس کے دائرہ اختیار میں ہے' میں نے جواب دیا۔ لتویف میرے چہرے کو بتدریج غور سے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے دیکھنے لگا جو اس کے پھولے ہوئے چہرے سے نکلی پڑ رہی تھیں۔ اس نے کوئی تبصرہ نہ کیا بلکہ پوچھنے لگا کہ آیا ہمارے برلن کے کامریڈوں نے اس بات کا اطمینان کر لیا ہے کہ جرمنی کی حکومت ہمیں داخلہ دے دی گی۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ آخر الذکر یہ کبھی نہ چاہے گی کہ اس کی حدود میں انارکسٹوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ وہ ایک سرمایہ دارانہ ملک ہے اور ہمیں اس جیسے پر تپاک استقبال کی توقع نہ رکھنا چاہئے جیسا سویت روس میں ہمارا ہوا تھا۔ ''اس کے باوجود یہ کہنا عجیب بات ہوگی۔'' میں نے جواب دیا۔ ''انارکسٹ زیادہ تر یورپی ممالک میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں جو روس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا۔'' ''کیا تم بغ ژوا ممالک کی مدح وثنا کر رہی ہو؟'' اس نے کریدا ''نہیں میں تو تم سے حقائق بیان کر رہی ہوں، جہاں تک میرے انارکسٹ رویوں کا تعلق ہے میرا خیال مزید پختہ ہو چکا ہے کہ تمام حکومتیں اساسی طور پر یکساں ہوتی ہیں، ظاہراً وہ جو چاہیں کریں' چھوڑو یہ بتاؤ کہ ہمارے پاسپورٹ کس مرحلے میں ہیں۔

اس نے جواب میں کہا کہ وہ ہمیں بعد میں اطلاع دے گا۔ بہر حال سویت حکومت ہمیں ویزا لے کر دینے کی ذمہ داری نہیں قبول کرے گی۔ یہ ہمارا مسئلہ تھا اور یہ کہہ کر لتویف نے ملاقات ختم کر دی۔

ساشا منسک کے لئے رخصت ہو چکا تھا اور اس بات کو دس دن ہو چکے تھے جب مجھے تیار رہنے کا اشارہ ملا۔ اس کے بعد گھوم گھما کر ایک رقعہ پہنچا جس میں مجھے اطلاع دی گئی تھی کہ اس کا دورہ بڑا ڈراؤنا تھا لیکن بالآخر وہ اپنی منزل تک جا پہنچا اور ''انقلاب کے عجائب گھر کے لئے تاریخی مواد جمع کرنے میں'' مصروف ہے۔

میری تشویش اور فکریں ایک حد تک اس پر مسرت خبر سے کسی اور جانب مبذول ہو گئیں جب ماریا اسپریدونوا کو رہا کر دیا گیا۔ وہ ایک اور بھوک ہڑتال کی وجہ سے موت کے منہ سے لوٹی تھی۔ اس ڈر سے کہ کہیں جیل میں اس کی موت نہ ہو جائے چیکا نے اس کے دوستوں کو اسے باہر لے جانے کی اجازت دے دی تا کہ وہ آرام کرے اور صحت بحال ہو جائے۔ اگر اس نے تندرست ہونے کے بعد اپنی سرگرمیاں پھر سے شروع کرنے کی کوشش کی تو حکام نے اسے متنبہ کیا کہ اسے بلا تاخیر گرفتار کر لیا جائے گا اور مقید کر دیا جائے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ماریا کے دوستوں کو اسے اٹھا کر لے جانا پڑا کیونکہ وہ کمزوری اور علالت کے سبب چل پھر نہیں سکتی تھی اس کی رفیق از مایلووچ کو اس کے ساتھ رہنے کی اجازت دی گئی یوں ان کے دوستوں نے دونوں خواتین کو ماسکو کے مضافات میں مالاخوفکا میں ٹھہرا دیا۔ حکومت نے وہاں پر چیکا کا پہرہ بٹھا دیا تا کہ اسے لے بھاگنے کی کسی بھی کوشش کو ناممکن بنایا جا سکے۔

ماریا کی شہادت ابھی ختم ہونے والی نہ تھی لیکن میری دانست میں اسے کم از کم اپنے دوستوں اور کامریڈوں میں ہونا چاہئے اور جو اسے چاہتے تھے انہیں یہ سہولت حاصل ہوگی کہ وہ اس کی ضرورتیں پوری کر سکیں گے۔ اس بات سے ڈھارس بندھتی تھی۔

بارہویں دن جب مجھے وزارت خارجہ سے کسی خبر ملنے کی امید نہ رہی تھی تو اینجلیکا نے مجھے فون پر اطلاع دی کہ ہمارے پاسپورٹ جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے لئے مجھے خارجہ کے دفتر آنا ہوگا۔ اس نے کہا اور اپنے ساتھ ڈالریا برطانوی پاؤنڈ لاؤں جو ان کی قیمت ہے۔ سواری کرنا ایک عیاشی تھی جبکہ ہمارے بہت سے لوگ ناداری کا شکار تھے لیکن مجھ میں صبر کا یارانہ تھا کہ پیدل جاتی۔ میں اپنی آنکھوں سے پاسپورٹوں کو دیکھنا چاہتی تھی تب کہیں جا کے مجھے یقین آئے گا کہ ان کی منظوری ہو چکی ہے۔ تاہم یہ سب کچھ درست نکلا بالکل سچ۔ ساشا اور مجھے یہ بات نہ چھپانا پڑے گی اور نہ دھوکہ دینا پڑے گا کہ ہم ملک چھوڑ رہے ہیں۔ ہم بالکل اسی طرح جائیں گے جس طرح آئے تھے..... برسر عام اگرچہ کسمپرسی کی حالت میں اور شکستہ خواب۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہمارے کامریڈ اے۔شاپیرو نے اس کا ذکر نہ کیا تھا مگر درخواست دے رکھی تھی، مجھے اس وقت بہت خوشی ہوئی جب یہ پتہ چلا کہ اس کا پاسپورٹ بھی تیار ہے اور وہ طلبی کا انتظار کر رہا ہے۔

میں نے ساشا کو تار روانہ کیا۔ ''اس مرتبہ میں جیت گئی میرے بڈھے جاسوس، فوراً لوٹو'' یہ بدزبانی شمار ہوگی۔ مگر انتقام شیریں تھا۔ میں اپنی بے پایاں مسرت میں یہ فراموش کر بیٹھی کہ اس بے قاعدگی کا کیا حل ہے جب خارجہ کا دفتر مجھ سے غیر ملکی رقم کا مطالبہ کرے گا جبکہ اس کے رکھنے کی سخت ممانعت ہے۔ ٹھیک ہے میں دل ہی دل میں خوش تھی کہ قوانین تو توڑنے ہی کے لئے بنائے جاتے ہیں اور اس میں قانون سازوں پر کوئی بازی نہیں لے جا سکتا۔

پاسپورٹ ہاتھ میں آنے کے بعد مجھے دیگر واہے گھیرنے لگے۔ ویزے کیسے ملیں گے۔ ہمارے برلن کے کامریڈوں نے ہمیں مطلع کیا تھا کہ وہ پوراز ور لگا رہے ہیں کہ ہمیں جرمنی میں داخل ہونے دیا جائے۔ اگر ہم کسی طرح لٹویا یا ایتھونیا تک پہنچ جائیں تو انہوں نے لکھا کہ وہاں ویزا حاصل کرنا آسان ہوگا۔

ساشا بلا اطلاع گھر میں درانہ داخل ہوا۔ وہ خوفزدہ، ڈاڑھی بڑھی ہوئی اور بظاہر کئی دن سے بلا نہائے، غلیظ اور نڈھال لگ رہا تھا۔ اس کا سوٹ کیس بھی ندارد جسے وہ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ ''یہ سب کیا ہے؟'' اس نے پوچھا ''مجھے یہاں واپس بلانے کے لئے کوئی جھانسا دیا گیا ہے؟'' اس نے بتایا ''وہ تمام تیاریاں مکمل کر چکا تھا تاکہ سرحد پار کر لے اور وہ مجھے لوا لینے آیا ہے۔'' منسک میں دستاویز ہماری منتظر ہیں اور اس نے بطور زرضمانت ان کے لئے پچاس ڈالر جمع کرائے ہیں۔ ''کیا رقم کو ڈوبنے دیا جائے؟'' اس نے تقاضہ کرتے ہوئے پوچھا۔ ''اور تمہارا سوٹ کیس۔'' میں نے جوابی وار کیا۔ ''اسے بھی گم سمجھ لو؟'' اور دانت نکال دیئے۔ ''وہ پہلے ہی گم ہو چکا ہے۔'' اس نے جواب دیا۔ تمہیں علم ہے کہ یہ روسی بہت ہوشیار ہیں۔ مجھے سمجھایا گیا تھا کہ ٹرین کے سفر میں محفوظ ترین طریقہ یہ ہے کہ اپنے تھیلے کو ٹانگوں کے بیچ میں رکھا جائے۔ میں نے وہی کیا اور رسی مضبوط تھی مگر ڈبے میں گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا..... روشنی ذرا سی نہ تھی..... اور اتنا مجمع تھا کہ مجھے پورے راستے کھڑا رہنا پڑا۔ ٹرین لاتعداد اسٹیشنوں پر رکی اور ہو نہ ہو میری آنکھ لگ گئی۔ جب میری نظر سوٹ کیس پر پڑی..... چہ خوب، رسی موجود تھی مگر سوٹ کیس ندارد۔ وہ مجھے ڈبے میں کہیں نہ ملا۔ ہوشیاری دیکھو کیا ایسا نہیں ہے۔

''تم بھی بڑے ہوشیار ہو..... تیسری مرتبہ، کیا خیال ہے؟ تم کہاں ہارنے والی ہو بڑی بی۔'' اس نے مجھے ستانے کو کہا ''تم اس پر بغلیں بجا رہے ہو کہ اس مرتبہ پھر سولہ سو ڈالر نہیں تھے' آپ ایسے اڑیل آدمی کو اور کیا کہہ سکتے ہیں۔'' مجھے بھی اس کے ساتھ ہنسنا پڑا۔

میں نے فاتحانہ انداز میں پاسپورٹ لہرائے۔ اس نے ان کا باریک بینی سے الٹ پلٹ کر معائنہ کیا۔ ''خوب'' اور چبا چبا کر کہنے لگا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ انکار کر دیں گے۔ کبھی کبھی آپ غلط بھی ہو سکتے ہیں۔

مگر مجھے اندازہ ہو گیا کہ اس کا اس بات سے بوجھ ہلکا ہو گیا کہ اب منسک کا راستہ نہیں اختیار کرنا پڑے گا۔ اس کا سفر یقیناً بڑا بھیانک ہوگا۔ طبیعت کی بحالی میں اسے کوئی ہفتہ بھر لگا۔

لیتھونیا کا ہمیں دو ہفتے کا ویزا منظور کیا گیا۔ براستہ لٹویا گزرنے کا ویزا ملنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی۔ ہم جب چاہتے چل دیتے۔ اس اطمینان سے ہمیں ان دوستوں اور کامریڈوں کی کسمپرسی پر دگنا افسوس ہونے لگا جنہیں ہم یہاں چھوڑے جا رہے تھے..... جو سویت 'خلد' میں حاجتوں اور مصیبتوں میں گرفتار اور پابہ زنجیر ہونے کی وجہ سے بے بس تھے۔ تاگا ٹکا والے اب بھی ملک بدری کے منتظر اور بے یقینی کا شکار تھے۔ ارباب اختیار کے پیچھے دوڑتے دوڑتے وہ ادھ موئے ہو چکے تھے مگر کوئی حتمی حکم یا اقدام کا فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اپنا زیادہ وقت اس لئے ہمارے اپارٹمنٹ کے غلام گردش میں گزارنے پر مجبور تھے کیونکہ یہاں چیکا سے بذریعہ فون رابطہ ممکن تھا۔ وعدوں کی وہاں کوئی کمی نہ تھی۔ ان لوگوں کو ملک بدر کرنے کے معاہدے کو چار مہینے گزر چکے تھے مگر اس کی ایک شرط پر بھی عملدرآمد نہ ہوا تھا۔ یہ لوگ تمام انسانی مصائب اٹھا چکے تھے آپ کے ذہن میں جو بھی جسمانی اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

روحانی اذیت آسکتی ہے وہ سب جھیل چکے تھے۔مگر یہ مایوس ہونے والی اسامی نہ تھے۔انہیں کوئی شے ان کے آدرش سے نہیں ہٹا سکتی تھی اور نہ ہی ان کے مکمل اور آخری فتح کے یقین کو متزلزل کرسکتی تھی۔ مارک مراچنی جسے اپنی نوجوان بیوی سے موت کے ہاتھوں محروم ہونا پڑا اور ایک ننھے سے بیمار شیر خوار کی پرورش کی ذمہ داری کے باوجود جرئی نکلا اور نہ جھکا۔وولن،اپنے چار چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ جو اس کی آنکھوں کے سامنے بھوک سے مرتے گئے اور اس کی بیمار بیوی اس کے اجڑے اور سرد گھر میں پڑی تھی پھر بھی وہ شاعری کرتا رہا۔میکی موف جس کی صحت گزشتہ کئی بھوک ہڑتالوں کی وجہ سے جواب دے چکی تھی پھر بھی اس نے اپنے پڑھنے لکھنے کی دلچسپیوں میں کوئی کمی نہ آنے دی۔اولیا میکسموا جو نازک اور حساس ہونے کے باوجود اپنے محبوب شوہر میکی موف کے انجانے انجام پر مستقل دباؤ اور سخت کوفت کے علی الرغم ہفتے میں دو مرتبہ اشیائے خوردنی کا بوجھ ڈھوئے گئی اور سات ماہ تک تاگانکا جیل پہنچاتی رہی۔اس کے باوجود وہ حسن کی متوالی اور سماجی میل جول کی رسیا رہی۔یارچک ایک نڈر لڑاکا، ایسی آزمائشیں اور مصائب جو رستم کو زیر کرلیں اس کے باوجود وہ لاگانکا کی تکالیف جھیل گیا۔باقی ماندہ لوگ جو ملک بدری کے منتظر تھے وہ بھی ایسی ہی کس بل والے لوگ تھے۔وہ سب سے حیران کن لوگ تھے،ان کے علاوہ دیگر شاندار کامریڈ اور دوست جن سے ہم یوکرین میں ملے اور پورے روس میں پھیلے ہوئے تھے جو صاحبان جرأت،باصلاحیت اور اپنے نظریات کے لئے سورماؤں جیسے استقلال کے مالک ہیں۔میں ان کی بہت ممنون ہوں اور اپنے دل میں ان کے لئے گہرا احساس تشکر رکھتی ہوں کہ میں ان سے واقفیت حاصل کرسکی۔ان کی گہری احساس رفاقت،معاملہ فہمی اور یقین مستحکم نے مجھے فکری سہارا دیا اور مجھے اتنی توانائی دی جس کی وجہ سے میرے قدم اس برفیلے طوفان میں بھی نہ اکھڑے جو ہم سب کے اوپر سے گزرا۔وہ اور ہم یکجان ہوگئے اور مجھے علم ہے کہ ہماری جانب بڑھتی ہوئی جدائی اگرچہ نوچ کر جدا کرنے والی اور نہایت تلخ ہے۔میرے پسندیدہ لوگوں میں الیکسی برایف اور مارک مارچنی ہیں۔پہلا تو اپنے روشن دماغ اور کریمانہ شخصیت کی وجہ سے اور دوسرا اپنی منور توانائی،حاضر جوابی اور خطاؤں کے پتلے انسان کے پاس لحاظ کی فراوانی کے سبب۔ان سب سے جدا ہونا میرے لئے جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا اور بلاشبہ ہماری عزیز ماینا اور ویسلی بھی۔رخصت ہونے کے درد کو کم کرنے کی خاطر ہمارے دوست ہمیں تسلی دیئے جاتے کہ درد والم سے بھرے روس کو چھوڑنے میں ان کا بھی مفاد ہے اس لئے کہ ہم ملک سے باہر رہ کر روس کی کہیں زیادہ خدمت کرسکتے ہیں۔کام یہ ہوگا کہ انقلاب،حکومت وقت،سیاسی انتقام کے ستم رسیدہ افراد جو جیلوں اور مراکز اسیران میں پڑے ہیں ان کے مابین جو خلیج ہے اسے بہتر انداز میں سمجھا جائے۔انہیں اعتماد تھا کہ ہماری آواز کو مغربی یورپ اور امریکہ میں بخوبی سمجھا جائے گا جس میں ان کا مفاد پنہاں ہے اس لئے وہ خوش تھے کہ ہم جارہے ہیں۔ہماری الوداعی پارٹی میں وہ یہ ظاہر کرتے رہے جیسے بہت خوش وخرم ہوں۔

بیلائی۔اوستروف۔۱۹جنوری ۱۹۲۰ء ایک تابناک خواب،اے فروزاں یقین!اے ماتشکا روسیا(مادر روس) جو انقلاب کے دردزہ میں پھر سے جنم لے چکی ہے اور جس نے اسے نفرت اور فساد سے پاک کردیا اور جس نے اسے حقیقی انسانیت کے لئے آزاد کرایا تاکہ سب کو آغوش میں لے سکے۔میں خود کو تیرے لئے وقف کرتی ہوں،اے روس!

دسمبر کی یکم اور ۱۹۲۱ء ہے اور میں ٹرین میں بیٹھی ہوں!میرے خواب شکست خوردہ ہیں،میرا اعتقاد پاش پاش اور میرا دل پتھرا چکا ہے۔ماتشکا روسیا کے ہزار ہا زخم رس رہے ہیں اور زمین پر لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔

میں کھڑکی میں لگی ہوئی لوہے کی یخ بستہ سلاخ کو کس کر پکڑ لیتی ہوں اور سسکیاں روکنے کے لئے دانتوں پر دانت جمالیتی ہوں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com